Code 8603

صدائے انقلاب

Elmas Ali

کریکولم ڈویلپمنٹ

(تدوین نصاب)

CURRICULUM DEVELOPMENT

APPROVED
By
IERC

بی۔ ایڈ

نگرانی ونظر ثانی: شمس العالم

ڈائریکٹر: انقلاب ایجوکیشنل ریسرچ سنٹر

ترتیب وتدوین

بورڈ آف انقلاب ایجوکیشنل ریسرچ سنٹر

صدائے انقلاب پبلیکیشنز

اردو بازار لاہور (پاکستان) 042-37245454-37361414

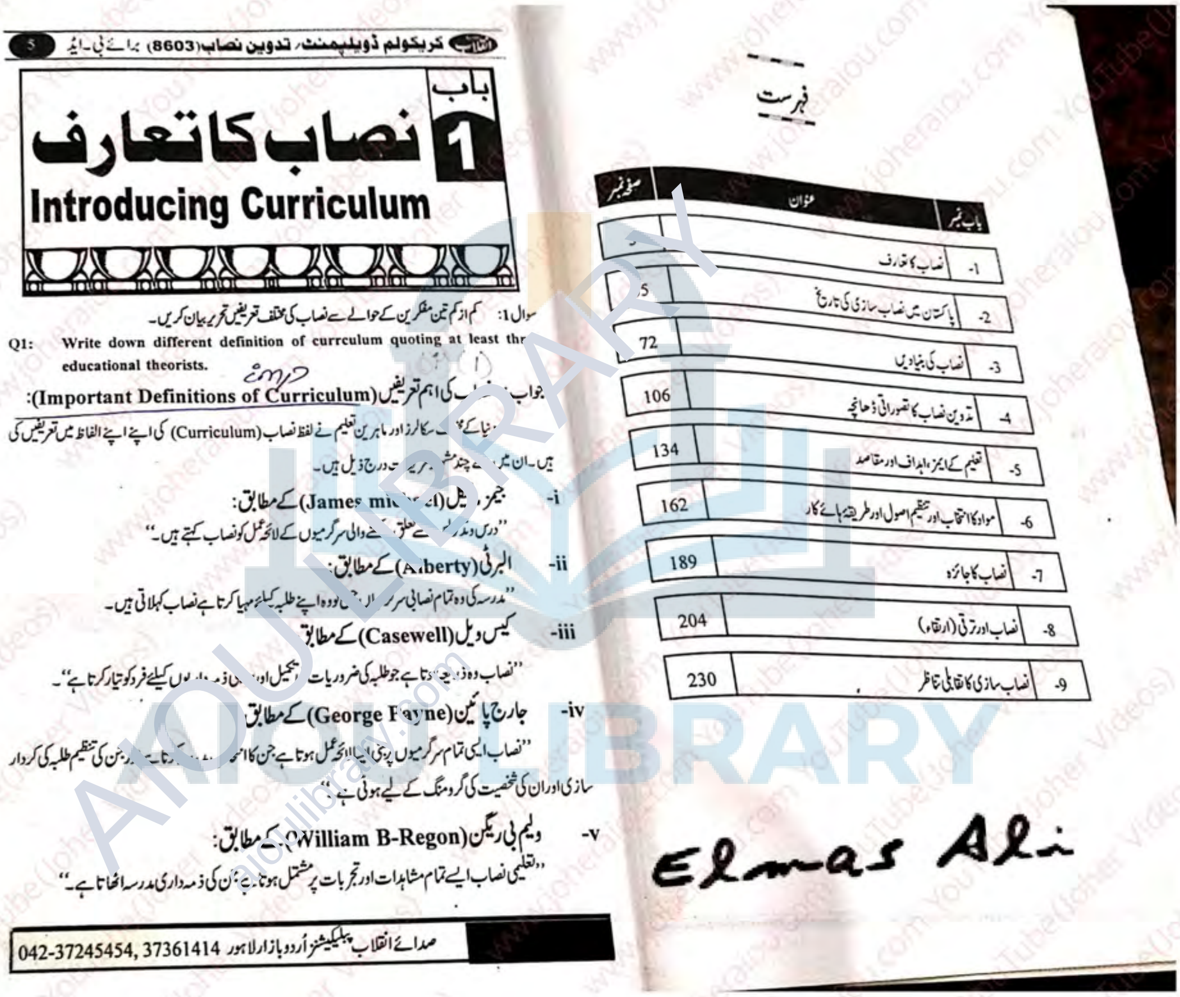

فہرست

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
-1	نصاب کا تعارف	[illegible]
-2	پاکستان میں نصاب سازی کی تاریخ	5
-3	نصاب کی بنیادیں	72
-4	تدوین نصاب کا تصوراتی ڈھانچہ	106
-5	تعلیم کے ایمز، اہداف اور مقاصد	134
-6	مواد کا انتخاب اور تنظیم اصول اور طریقہ ہائے کار	162
-7	نصاب کا جائزہ	189
-8	نصاب اور ترقی (ارتقاء)	204
-9	نصاب سازی کا تقابلی تناظر	230

Elmas Ali

انقلاب کریکولم ڈویلپمنٹ/ تدوین نصاب (8603) برائے بی۔ایڈ 5

باب 1

نصاب کا تعارف

Introducing Curriculum

سوال 1: کم از کم تین مفکرین کے حوالے سے نصاب کی مختلف تعریفیں تحریر بیان کریں۔

Q1: Write down different definition of curreculum quoting at least thr educational theorists.

جواب: نصاب کی اہم تعریفیں (Important Definitions of Curriculum):

دنیا کے مختلف سکالرز اور ماہرین تعلیم نے لفظ نصاب (Curriculum) کی اپنے اپنے الفاظ میں تعریفیں کی ہیں۔ ان میں سے چند مشہور تعریفات درج ذیل ہیں۔

-i **جیمز مائیکل (James michael) کے مطابق:**

"درس و تدریس سے تعلق رکھنے والی سرگرمیوں کے لائحہ عمل کو نصاب کہتے ہیں۔"

-ii **البرٹی (Alberty) کے مطابق:**

"مدرسہ کی وہ تمام نصابی سرگرمیاں جن کو وہ اپنے طلبہ کیلئے مہیا کرتا ہے نصاب کہلاتی ہیں۔"

-iii **کیس ویل (Casewell) کے مطابق:**

"نصاب وہ ذریعہ ہوتا ہے جو طلبہ کی ضروریات کی تکمیل اور سماجی ذمہ داریوں کیلئے فرد کو تیار کرتا ہے"۔

-iv **جارج پائین (George Payne) کے مطابق:**

"نصاب ایسی تمام سرگرمیوں پر مبنی ایسا لائحہ عمل ہوتا ہے جن کا اہتمام مدرسہ کرتا ہے اور جن کی تنظیم طلبہ کی کردار سازی اور ان کی شخصیت کی گرومنگ کے لیے ہوتی ہے۔"

-v **ولیم بی ریگن (William B-Regon) کے مطابق:**

"تعلیمی نصاب ایسے تمام مشاہدات اور تجربات پر مشتمل ہوتا ہے جن کی ذمہ داری مدرسہ اٹھاتا ہے۔"

صدائے انقلاب پبلیکیشنز اُردو بازار لاہور 042-37245454, 37361414

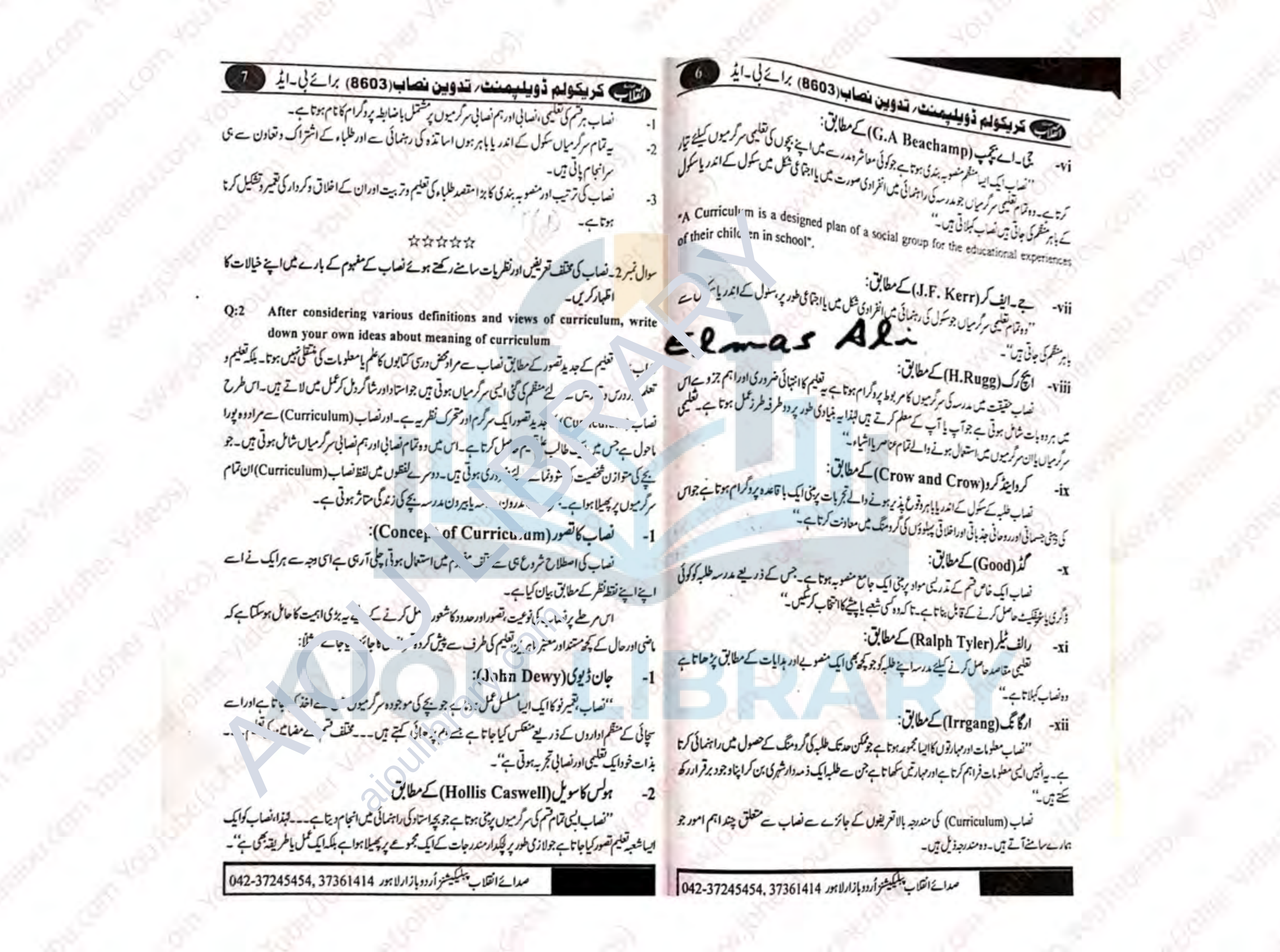

vi- جی۔اے بیچمپ(G.A Beachamp)کے مطابق:

"نصاب ایک ایسا منظم منصوبہ بندی ہوتا ہے جو کوئی معاشرہ مدرسے میں اپنے بچوں کی تعلیمی سرگرمیوں کیلئے تیار کرتا ہے۔ وہ تمام تعلیمی سرگرمیاں جو مدرسہ کی راہنمائی میں انفرادی صورت میں یا اجتماعی شکل میں سکول کے اندر یا سکول کے باہر منظم کی جاتی ہیں نصاب کہلاتی ہیں۔"

"A Curriculum is a designed plan of a social group for the educational experiences of their children in school".

vii- جے۔ایف کر(J.F. Kerr)کے مطابق:

"وہ تمام تعلیمی سرگرمیاں جو سکول کی رہنمائی میں انفرادی شکل میں یا اجتماعی طور پر، سکول کے اندر یا سکول سے باہر منظم کی جاتی ہیں"۔

Elmas Ali

viii- ایچ رگ(H.Rugg)کے مطابق:

نصاب حقیقت میں مدرسہ کی سرگرمیوں کا مربوط پروگرام ہوتا ہے یہ تعلیم کا انتہائی ضروری اور اہم جزو ہے اس میں ہر وہ بات شامل ہوتی ہے جو آپ یا آپ کے معلم کرتے ہیں لہٰذا یہ بنیادی طور پر دو طرفہ طرز عمل ہوتا ہے۔ تعلیمی سرگرمیاں یا ان سرگرمیوں میں استعمال ہونے والے تمام عناصر یا اشیاء۔"

ix- کرو اینڈ کرو(Crow and Crow)کے مطابق:

نصاب طلبہ کے سکول کے اندر یا باہر وقوع پذیر ہونے والے تجربات پر مبنی ایک باقاعدہ پروگرام ہوتا ہے جو اس کی ذہنی جسمانی اور روحانی جذباتی اور اخلاقی پہلوؤں کی گرومنگ میں معاونت کرتا ہے۔"

x- گڈ(Good)کے مطابق:

نصاب ایک خاص قسم کے تدریسی مواد پر مبنی ایک جامع منصوبہ ہوتا ہے۔ جس کے ذریعے مدرسہ طلبہ کو کوئی ڈگری یا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے قابل بناتا ہے۔ تاکہ وہ کسی شعبے یا پیشے کا انتخاب کر سکیں۔"

xi- رالف ٹیلر(Ralph Tyler)کے مطابق:

تعلیمی مقاصد حاصل کرنے کیلئے مدرسہ اپنے طلبہ کو جو کچھ بھی ایک منصوبے اور ہدایات کے مطابق پڑھاتا ہے وہ نصاب کہلاتا ہے۔"

xii- ارگانگ(Irrgang)کے مطابق:

"نصاب معلومات اور مہارتوں کا ایسا مجموعہ ہوتا ہے جو ممکن حد تک طلبہ کی گرومنگ کے حصول میں راہنمائی کرتا ہے۔ یہ انہیں ایسی معلومات فراہم کرتا ہے اور مہارتیں سکھاتا ہے جن سے طلبہ ایک ذمہ دار شہری بن کر اپنا وجود برقرار رکھ سکتے ہیں۔"

نصاب (Curriculum) کی مندرجہ بالا تعریفوں کے جائزے سے نصاب سے متعلق چند اہم امور جو ہمارے سامنے آتے ہیں۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1- نصاب ہر قسم کی تعلیمی، نصابی اور ہم نصابی سرگرمیوں پر مشتمل باضابطہ پروگرام کا نام ہوتا ہے۔

2- یہ تمام سرگرمیاں سکول کے اندر یا باہر ہوں اساتذہ کی رہنمائی سے اور طلباء کے اشتراک و تعاون سے ہی سرانجام پاتی ہیں۔

3- نصاب کی ترتیب اور منصوبہ بندی کا بڑا مقصد طلباء کی تعلیم و تربیت اور ان کے اخلاق و کردار کی تعمیر و تشکیل کرنا ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

سوال نمبر 2۔ نصاب کی مختلف تعریفیں اور نظریات سامنے رکھتے ہوئے نصاب کے مفہوم کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

Q:2 After considering various definitions and views of curriculum, write down your own ideas about meaning of curriculum

جواب: تعلیم کے جدید تصور کے مطابق نصاب سے مراد محض درسی کتابوں کا علم یا معلومات کی منتقلی نہیں ہوتا۔ بلکہ تعلیم و تعلم، درس و تدریس کے لئے منظم کی گئی ایسی سرگرمیاں ہوتی ہیں جو استاد اور شاگرد مل کر عمل میں لاتے ہیں۔ اس طرح نصاب (Curriculum) کا جدید تصور ایک سرگرم اور متحرک نظریہ ہے۔ اور نصاب (Curriculum) سے مراد وہ پورا ماحول ہے جس میں ایک طالب علم تعلیم حاصل کرتا ہے۔ اس میں وہ تمام نصابی اور ہم نصابی سرگرمیاں شامل ہوتی ہیں۔ جو بچے کی متوازن شخصیت کی نشوونما کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں لفظ نصاب (Curriculum) ان تمام سرگرمیوں پر پھیلا ہوا ہے۔ جن سے اندرون مدرسہ یا بیرون مدرسہ بچے کی زندگی متاثر ہوتی ہے۔

1- **نصاب کا تصور(Concept of Curriculum):**

نصاب کی اصطلاح شروع ہی سے مختلف مفہوم میں استعمال ہوتی چلی آرہی ہے اسی وجہ سے ہر ایک نے اسے اپنے اپنے نقطہ نظر کے مطابق بیان کیا ہے۔

اس مرحلے پر نصاب کی نوعیت، تصور اور حدود کا شعور حاصل کرنے کے لئے یہ بڑی اہمیت کا حامل ہو سکتا ہے کہ ماضی اور حال کے کچھ مستند اور معتبر ماہرین تعلیم کی طرف سے پیش کردہ تعریفوں کا جائزہ لیا جائے مثلاً:

1- **جان ڈیوی(John Dewy):**

"نصاب، تعمیر نو کا ایک ایسا مسلسل عمل ہوتا ہے جو بچے کی موجودہ سرگرمیوں سے اخذ کیا جاتا ہے اور اسے سچائی کے منظم اداروں کے ذریعے منعکس کیا جاتا ہے جسے ہم پڑھائی کہتے ہیں۔۔۔ مختلف قسم کے مضامین کی [illegible]۔۔۔ بذات خود ایک تعلیمی اور نصابی تجربہ ہوتی ہے"۔

2- **ہولس کاسویل(Hollis Caswell)کے مطابق**

"نصاب ایسی تمام قسم کی سرگرمیوں پر مبنی ہوتا ہے جو بچہ استاد کی راہنمائی میں انجام دیتا ہے۔۔۔ لہٰذا نصاب کو ایک ایسا شعبہ تعلیم تصور کیا جاتا ہے جو لازمی طور پر لچکدار مندرجات کے ایک مجموعے پر پھیلا ہوا ہے بلکہ ایک عمل یا طریقہ بھی ہے"۔

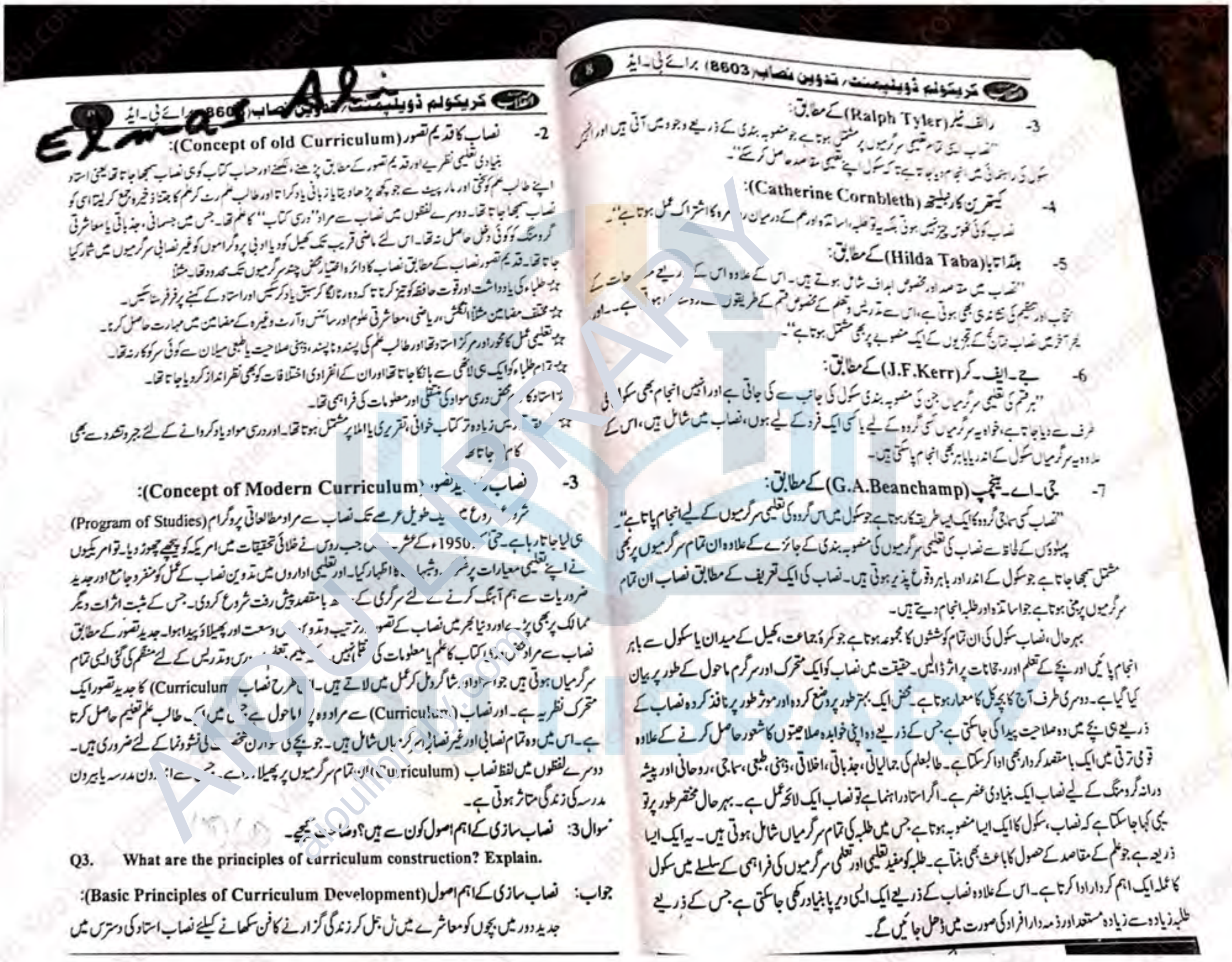

3- رالف ٹیلر (Ralph Tyler) کے مطابق:

"نصاب ان تمام تعلیمی سرگرمیوں پر مشتمل ہوتا ہے جو منصوبہ بندی کے ذریعے وجود میں آتی ہیں اور انجم سکول کی راہنمائی میں انجام دیا جاتا ہے تاکہ سکول اپنے تعلیمی مقاصد حاصل کر سکے"۔

4- کیتھرین کاربلیتھ (Catherine Cornbleth):

"نصاب کوئی ٹھوس چیز نہیں ہوتی بلکہ یہ تو طلبہ، اساتذہ اور علم کے درمیان [illegible] کا اشتراک عمل ہوتا ہے"۔

5- ہلڈا تابا (Hilda Taba) کے مطابق:

"نصاب میں مقاصد اور مخصوص اہداف شامل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس کے ذریعے [illegible] حات کے انتخاب اور تنظیم کی نشاندہی بھی ہوتی ہے، اس سے تدریس و تعلم کے مخصوص قسم کے طریقوں [illegible] ہے۔ اور پھر آخر میں نصاب نتائج کے تجزیوں کے ایک منصوبے پر بھی مشتمل ہوتا ہے"۔

6- جے۔ایف۔کر (J.F.Kerr) کے مطابق:

"ہر قسم کی تعلیمی سرگرمیاں جن کی منصوبہ بندی سکول کی جانب سے کی جاتی ہے اور انہیں انجام بھی سکول کی طرف سے دیا جاتا ہے، خواہ یہ سرگرمیاں کسی گروہ کے لیے یا کسی ایک فرد کے لیے ہوں، نصاب میں شامل ہیں، اس کے علاوہ یہ سرگرمیاں سکول کے اندر یا باہر بھی انجام پا سکتی ہیں۔

7- جی۔اے۔بینچمپ (G.A.Beanchamp) کے مطابق:

"نصاب کسی سماجی گروہ کا ایک ایسا طریقہ کار ہوتا ہے جو سکول میں اس گروہ کی تعلیمی سرگرمیوں کے لیے انجام پاتا ہے"۔ پہلوؤں کے لحاظ سے نصاب کی تعلیمی سرگرمیوں کی منصوبہ بندی کے جائزے کے علاوہ ان تمام سرگرمیوں پر بھی مشتمل سمجھا جاتا ہے جو سکول کے اندر اور باہر وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ نصاب کی ایک تعریف کے مطابق نصاب ان تمام سرگرمیوں پر مبنی ہوتا ہے جو اساتذہ اور طلبہ انجام دیتے ہیں۔

بہرحال، نصاب سکول کی ان تمام کوششوں کا مجموعہ ہوتا ہے جو کمرۂ جماعت، کھیل کے میدان یا سکول سے باہر انجام پائیں اور بچے کے تعلم اور رجحانات پر اثر ڈالیں۔ حقیقت میں نصاب کو ایک متحرک اور سرگرم ماحول کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ دوسری طرف آج کا بچہ کل کا معمار ہوتا ہے۔ محض ایک بہتر طور پر وضع کردہ اور موثر طور پر نافذ کردہ نصاب کے ذریعے ہی بچے میں وہ صلاحیت پیدا کی جا سکتی ہے جس کے ذریعے وہ اپنی خوابیدہ صلاحیتوں کا شعور حاصل کرنے کے علاوہ قومی ترقی میں ایک بامقصد کردار بھی ادا کر سکتا ہے۔ طالبعلم کی جمالیاتی، جذباتی، اخلاقی، ذہنی، طبعی، سماجی، روحانی اور پیشہ ورانہ گرومنگ کے لیے نصاب ایک بنیادی عنصر ہے۔ اگر استاد راہنما ہے تو نصاب ایک لائحہ عمل ہے۔ بہرحال مختصر طور پر تو یہی کہا جا سکتا ہے کہ نصاب، سکول کا ایک ایسا منصوبہ ہوتا ہے جس میں طلبہ کی تمام سرگرمیاں شامل ہوتی ہیں۔ یہ ایک ایسا ذریعہ ہے جو علم کے مقاصد کے حصول کا باعث بھی بنتا ہے۔ طلبہ کو مفید تعلیمی اور تعلمی سرگرمیوں کی فراہمی کے سلسلے میں سکول کا عملہ ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ نصاب کے ذریعے ایک ایسی دیرپا بنیاد رکھی جا سکتی ہے جس کے ذریعے طلبہ زیادہ سے زیادہ مستعد اور ذمہ دار افراد کی صورت میں ڈھل جائیں گے۔

Elmas Ali

2- نصاب کا قدیم تصور (Concept of old Curriculum):

بنیادی تعلیمی نظریے اور قدیم تصور کے مطابق پڑھنے، لکھنے اور حساب کتاب کو ہی نصاب سمجھا جاتا تھا یعنی استاد اپنے طالب علم کو سختی اور مار پیٹ سے جو کچھ پڑھا دیتا یا زبانی یاد کراتا اور طالب علم رٹ کر علم کا جتنا ذخیرہ جمع کر لیتا اسی کو نصاب سمجھا جاتا تھا۔ دوسرے لفظوں میں نصاب سے مراد "درسی کتاب" کا علم تھا۔ جس میں جسمانی، جذباتی یا معاشرتی گرومنگ کو کوئی دخل حاصل نہ تھا۔ اس لئے ماضی قریب تک کھیل کود یا ادبی پروگراموں کو غیر نصابی سرگرمیوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ قدیم تصور نصاب کے مطابق نصاب کا دائرہ اختیار محض چند سرگرمیوں تک محدود تھا۔ مثلاً

- ☆ طلباء کی یادداشت اور قوت حافظہ کو تیز کرنا تاکہ وہ رٹا لگا کر سبق یاد کریں اور استاد کے کہنے پر فرفر سنائیں۔
- ☆ مختلف مضامین مثلاً انگلش، ریاضی، معاشرتی علوم اور سائنس و آرٹ وغیرہ کے مضامین میں مہارت حاصل کریں۔
- ☆ تعلیمی عمل کا محور اور مرکز استاد تھا اور طالب علم کی پسند و ناپسند، ذہنی صلاحیت یا طبعی میلان سے کوئی سروکار نہ تھا۔
- ☆ تمام طلباء کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکا جاتا تھا اور ان کے انفرادی اختلافات کو بھی نظر انداز کر دیا جاتا تھا۔
- ☆ استاد کا [illegible] محض درسی مواد کی منتقلی اور معلومات کی فراہمی تھا۔
- ☆ [illegible] زیادہ تر کتاب خوانی، تقریری یا املا پر مشتمل ہوتا تھا۔ اور درسی مواد یاد کروانے کے لئے جبر و تشدد سے بھی کام لیا جاتا تھا۔

3- نصاب کا جدید تصور (Concept of Modern Curriculum):

شروع [illegible] ایک طویل عرصے تک نصاب سے مراد مطالعاتی پروگرام (Program of Studies) ہی لیا جاتا رہا ہے۔ حتیٰ کہ 1950ء کے عشرے میں جب روس نے خلائی تحقیقات میں امریکہ کو پیچھے چھوڑ دیا۔ تو امریکیوں نے اپنے تعلیمی معیارات پر [illegible] شبہات کا اظہار کیا۔ اور تعلیمی اداروں میں تدوین نصاب کے عمل کو منفرد جامع اور جدید ضروریات سے ہم آہنگ کرنے کے لئے سرگرمی کے [illegible] بامقصد پیش رفت شروع کر دی۔ جس کے مثبت اثرات دیگر ممالک پر بھی پڑے، اور دنیا بھر میں نصاب کے تصور [illegible] ترتیب و تدوین میں وسعت اور پھیلاؤ پیدا ہوا۔ جدید تصور کے مطابق نصاب سے مراد محض [illegible] کتاب کا علم یا معلومات کی [illegible] نہیں [illegible] تعلیم [illegible] درس و تدریس کے لئے منظم کی گئی ایسی تمام سرگرمیاں ہوتی ہیں جو [illegible] شاگرد مل کر عمل میں لاتے ہیں۔ اس طرح نصاب (Curriculum) کا جدید تصور ایک متحرک نظریہ ہے۔ اور نصاب (Curriculum) سے مراد وہ [illegible] ماحول ہے جس میں ایک طالب علم تعلیم حاصل کرتا ہے۔ اس میں وہ تمام نصابی اور غیر نصابی سرگرمیاں شامل ہیں۔ جو بچے کی [illegible] نشوونما کے لئے ضروری ہیں۔ دوسرے لفظوں میں لفظ نصاب (Curriculum) ان تمام سرگرمیوں پر پھیلا [illegible] جس سے [illegible] اندرون مدرسہ یا بیرون مدرسہ کی زندگی متاثر ہوتی ہے۔

سوال 3: نصاب سازی کے اہم اصول کون سے ہیں؟ وضاحت کیجیے۔

Q3. What are the principles of curriculum construction? Explain.

جواب: نصاب سازی کے اہم اصول (Basic Principles of Curriculum Development):

جدید دور میں بچوں کو معاشرے میں مل جل کر زندگی گزارنے کا فن سکھانے کیلئے نصاب استاد کی دسترس میں

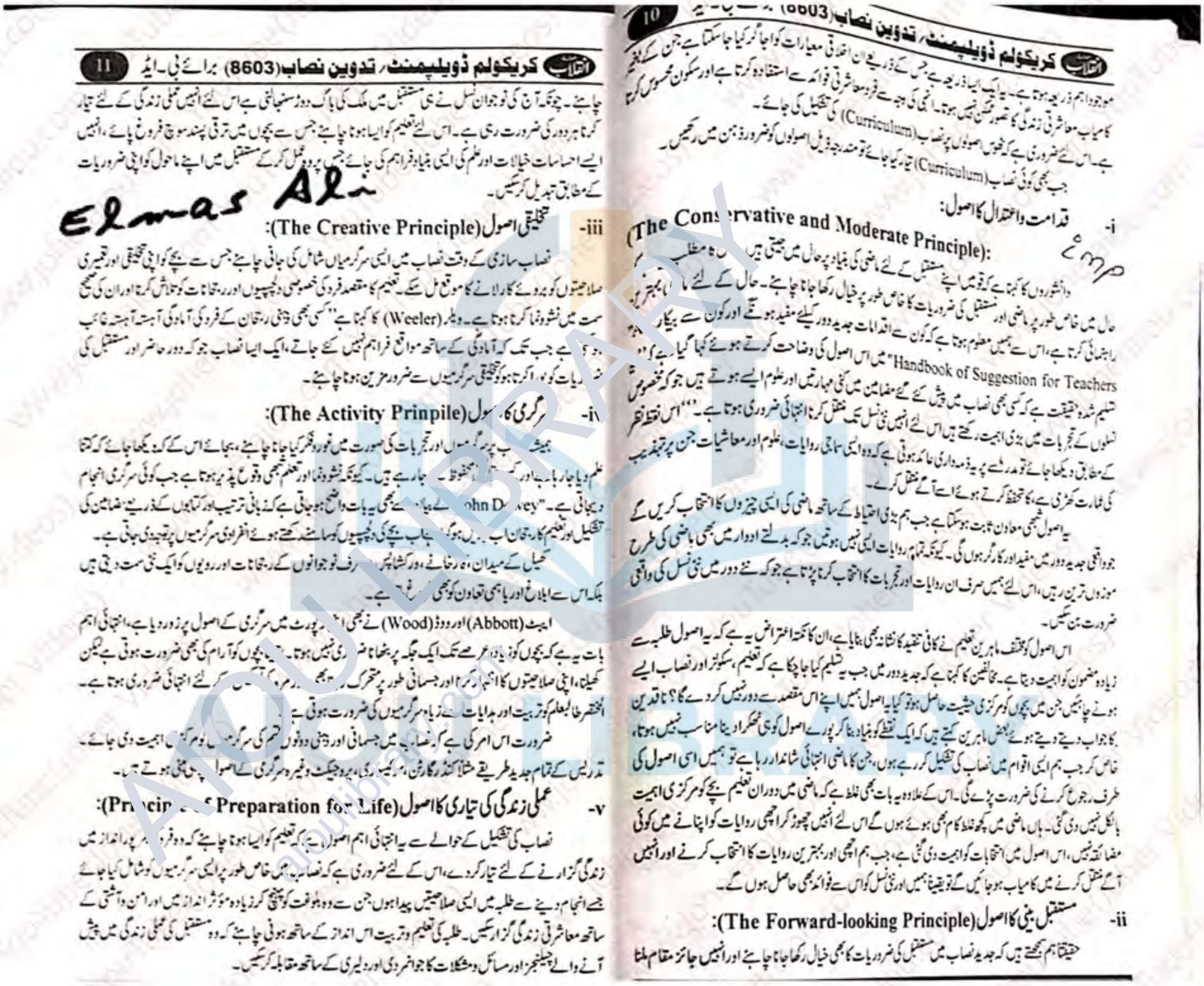

موجود اہم ذریعہ ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا ذریعہ ہے جس کے ذریعے ان اخلاقی معیارات کو اجاگر کیا جاسکتا ہے جن کے بغیر کامیاب معاشرتی زندگی کا تصور ممکن نہیں ہوتا۔ انہی کی وجہ سے فرد معاشرتی فوائد سے استفادہ کرتا ہے اور سکون محسوس کرتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ٹھوس اصولوں پر نصاب (Curriculum) کی تشکیل کی جائے۔

جب بھی کوئی نصاب (Curriculum) تیار کیا جائے تو مندرجہ ذیل اصولوں کو ضرور ذہن میں رکھیں۔

-i قدامت واعتدال کا اصول (The Conservative and Moderate Principle):

imp

دانشوروں کا کہنا ہے کہ قوم میں اپنے مستقبل کے لئے ماضی کی بنیاد پر حال میں جیتی ہیں [illegible] کا مطلب حال میں خاص طور پر ماضی اور مستقبل کی ضروریات کا خاص طور پر خیال رکھا جانا چاہئے۔ حال کے لئے ماضی بہتر رہنمائی کرتا ہے، اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ کون سے اقدامات جدید دور کیلئے مفید ہونگے اور کون سے بیکار [illegible] "Handbook of Suggestion for Teachers" میں اس اصول کی وضاحت کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ "یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ کسی بھی نصاب میں پیش کئے گئے مضامین میں کئی مہارتیں اور علوم ایسے ہوتے ہیں جو کہ مخصوص نسلوں کے تجربات میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں اس لئے انہیں نئی نسل تک منتقل کرنا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔" اس نقطہ نظر کے مطابق دیکھا جائے تو مدرسے پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ایسی سماجی روایات، علوم اور معاشیات جن پر تہذیب کی عمارت کھڑی ہے، کا تحفظ کرتے ہوئے اسے آگے منتقل کرے۔

یہ اصول تبھی معاون ثابت ہوسکتا ہے جب ہم بڑی احتیاط کے ساتھ ماضی کی ایسی چیزوں کا انتخاب کریں گے جو واقعی جدید دور میں مفید اور کارگر ہوں گی۔ کیونکہ تمام روایات ایسی نہیں ہوتیں جو کہ بدلتے ادوار میں بھی ماضی کی طرح موزوں ترین رہیں، اس لئے ہمیں صرف ان روایات اور تجربات کا انتخاب کرنا پڑتا ہے جو کہ نئے دور میں نئی نسل کی واقعی ضرورت بن سکیں۔

اس اصول کو مختلف ماہرین تعلیم نے کافی تنقید کا نشانہ بھی بنایا ہے، ان کا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ یہ اصول طلبہ سے زیادہ مضمون کو اہمیت دیتا ہے۔ مخالفین کا کہنا ہے کہ جدید دور میں جب یہ تسلیم کیا جاچکا ہے کہ تعلیم، سکولز اور نصاب ایسے ہونے چاہئیں جن میں بچوں کو مرکزی حیثیت حاصل ہو تو کیا یہ اصول ہمیں اپنے اس مقصد سے دور نہیں کردے گا؟ ناقدین کا جواب دیتے ہوئے بعض ماہرین کہتے ہیں کہ ایک نقطے کو بنیاد بنا کر پورے اصول کو ہی ٹھکرا دینا مناسب نہیں ہوتا، خاص کر جب ہم ایسی اقوام میں نصاب کی تشکیل کررہے ہوں، جن کا ماضی انتہائی شاندار رہا ہے تو ہمیں اسی اصول کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت پڑے گی۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی غلط ہے کہ ماضی میں دوران تعلیم بچے کو مرکزی اہمیت بالکل نہیں دی گئی۔ ہاں ماضی میں کچھ غلط کام بھی ہوئے ہوں گے اس لئے انہیں چھوڑ کر اچھی روایات کو اپنانے میں کوئی مضائقہ نہیں، اس اصول میں انتخابات کو اہمیت دی گئی ہے، جب ہم اچھی اور بہترین روایات کا انتخاب کرنے اور انہیں آگے منتقل کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے تو یقیناً ہمیں اور نئی نسل کو اس سے فوائد بھی حاصل ہوں گے۔

-ii مستقبل بینی کا اصول (The Forward-looking Principle):

حقیقتاً ہم سمجھتے ہیں کہ جدید نصاب میں مستقبل کی ضروریات کا بھی خیال رکھا جانا چاہئے اور انہیں جائز مقام ملنا

چاہئے۔ چونکہ آج کی نوجوان نسل نے ہی مستقبل میں ملک کی باگ دوڑ سنبھالنی ہے اس لئے انہیں عملی زندگی کے لئے تیار کرنا ہر دور کی ضرورت رہی ہے۔ اس لئے تعلیم کو ایسا ہونا چاہئے جس سے بچوں میں ترقی پسند سوچ فروغ پائے، انہیں ایسے احساسات خیالات اور علم کی ایسی بنیاد فراہم کی جائے جس پر وہ عمل کرکے مستقبل میں اپنے ماحول کو اپنی ضروریات کے مطابق تبدیل کرسکیں۔

Elmas Ali

-iii تخلیقی اصول (The Creative Principle):

نصاب سازی کے وقت نصاب میں ایسی سرگرمیاں شامل کی جانی چاہئے جس سے بچے کو اپنی تخلیقی اور تعمیری صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کا موقع مل سکے۔ تعلیم کا مقصد فرد کی خصوصی دلچسپیوں اور رجحانات کو تلاش کرنا اور ان کی صحیح سمت میں نشوونما کرنا ہوتا ہے۔ ویلر (Weeler) کا کہنا ہے "کسی بھی ذہنی رجحان کے فرد کی آمادگی آہستہ آہستہ غائب [illegible] ہے جب تک کہ آمادگی کے ساتھ مواقع فراہم نہیں کئے جاتے، ایک ایسا نصاب جو کہ دور حاضر اور مستقبل کی ضروریات کو پورا کرتا ہو کو تخلیقی سرگرمیوں سے ضرور مزین ہونا چاہئے۔

-iv سرگرمی کا اصول (The Activity Prinpile):

ہمیشہ نصاب پر سرگرمیوں اور تجربات کی صورت میں غور و فکر کیا جانا چاہئے، بجائے اس کے کہ دیکھا جائے کہ کتنا علم دیا جارہا ہے اور کتنے [illegible] محفوظ کئے جارہے ہیں۔ کیونکہ نشوونما اور تعلم بھی وقوع پذیر ہوتا ہے جب کوئی سرگرمی انجام دی جاتی ہے۔ "John Dewey" کے بیان سے بھی یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ زبانی ترتیب اور کتابوں کے ذریعے مضامین کی تشکیل اور تعلیم کا رجحان اب [illegible] ہوگا [illegible] جاب بچے کی دلچسپیوں کو سامنے رکھتے ہوئے انفرادی سرگرمیوں پر توجہ دی جاتی ہے۔

کھیل کے میدان، عجائب خانے، ورکشاپس [illegible] رف نوجوانوں کے رجحانات اور رویوں کو ایک نئی سمت دیتی ہیں بلکہ اس سے ابلاغ اور باہمی تعاون کو بھی [illegible] ہے۔

ایبٹ (Abbott) اور ووڈ (Wood) نے بھی [illegible] رپورٹ میں سرگرمی کے اصول پر زور دیا ہے، انتہائی اہم بات یہ ہے کہ بچوں کو زیادہ عرصے تک ایک جگہ پر بٹھانا ضروری نہیں ہوتا۔ [illegible] بچوں کو آرام کی بھی ضرورت ہوتی ہے لیکن کھیلنا، اپنی صلاحیتوں کا اظہار کرنا اور جسمانی طور پر متحرک [illegible] کرنے کے لئے انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ المختصر طالبعلم کو تربیت اور ہدایات سے زیادہ سرگرمیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ نصاب میں جسمانی اور ذہنی دونوں قسم کی سرگرمیوں کو مرکزی اہمیت دی جائے۔ تدریس کے تمام جدید طریقے مثلاً کنڈرگارٹن، [illegible]، پروجیکٹ وغیرہ سرگرمی کے اصول پر مبنی ہوتے ہیں۔

-v عملی زندگی کی تیاری کا اصول (Princip[illegible] Preparation for Life):

نصاب کی تشکیل کے حوالے سے یہ انتہائی اہم اصول ہے کہ تعلیم کو ایسا ہونا چاہئے کہ وہ فرد کو بھرپور انداز میں زندگی گزارنے کے لئے تیار کردے، اس کے لئے ضروری ہے کہ نصاب میں خاص طور پر ایسی سرگرمیوں کو شامل کیا جائے جسے انجام دینے سے طلبہ میں ایسی صلاحیتیں پیدا ہوں جن سے وہ بلوغت کو پہنچ کر زیادہ موثر انداز میں اور امن و آشتی کے ساتھ معاشرتی زندگی گزار سکیں۔ طلبہ کی تعلیم و تربیت اس انداز کے ساتھ ہونی چاہئے کہ وہ مستقبل کی عملی زندگی میں پیش آنے والے چیلنجز اور مسائل و مشکلات کا جوانمردی اور دلیری کے ساتھ مقابلہ کرسکیں۔

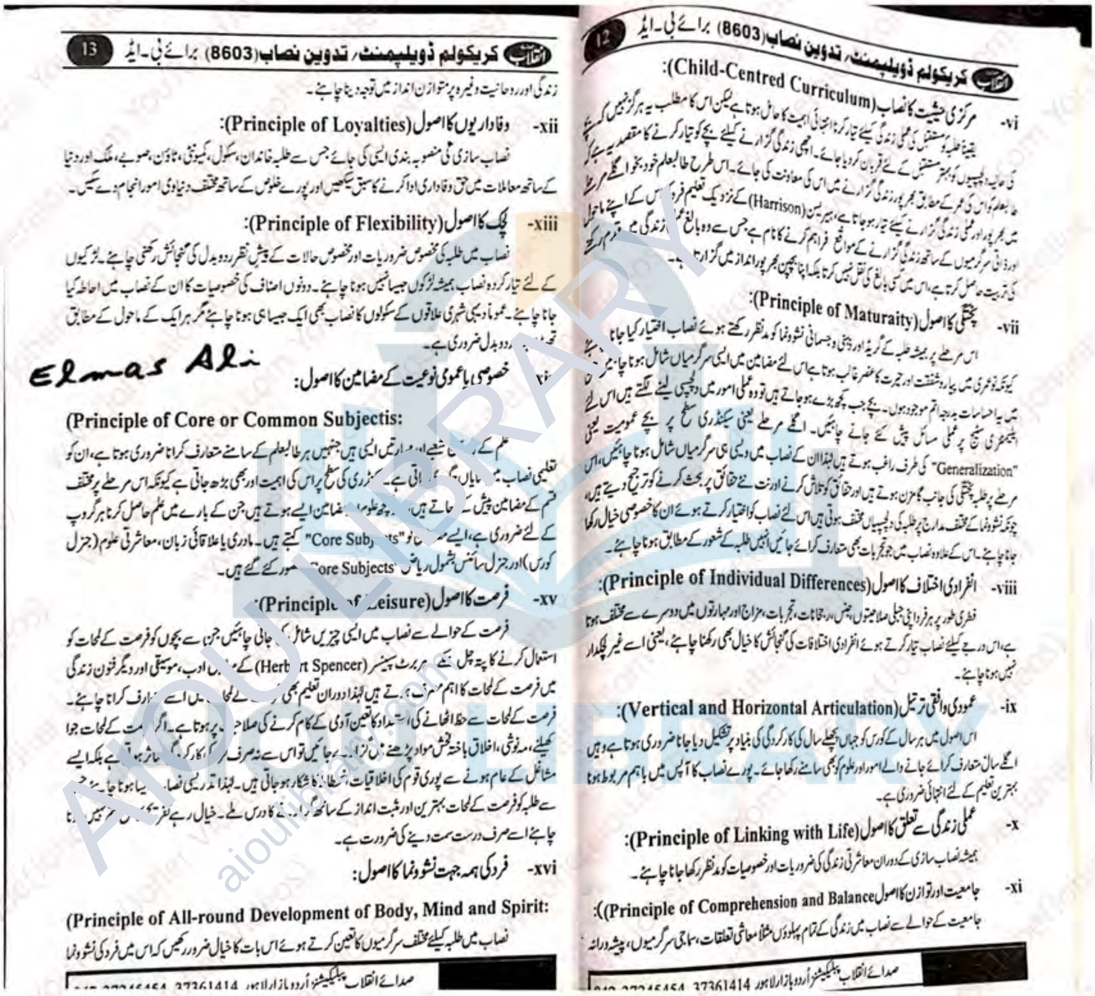

-vi مرکزی حیثیت کا نصاب (Child-Centred Curriculum):

یقیناً طلبہ کو مستقبل کی عملی زندگی کیلئے تیار کرنا ابتدائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ بچے کی حالیہ دلچسپیوں کو بہتر مستقبل کے لیے قربان کر دیا جائے۔ اچھی زندگی گزارنے کیلئے بچے کو تیار کرنے کا مقصد یہ ہے کہ طالبعلم کو اس کی عمر کے مطابق بھرپور زندگی گزارنے میں اس کی معاونت کی جائے۔ اس طرح طالب العلم خود بخود اگلے مرحلے میں بھرپور اور عملی زندگی گزارنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ ہیریسن (Harrison) کے نزدیک تعلیم فرد کو اس کے اپنے ماحول اور ذاتی سرگرمیوں کے ساتھ زندگی گزارنے کے مواقع فراہم کرنے کا نام ہے جس سے وہ بالغ عمر کی زندگی میں قدم رکھنے کی تربیت حاصل کرتا ہے۔ اس میں کسی بالغ کی نقل نہیں کرتا بلکہ اپنا بچپن بھرپور انداز میں گزارتا ہے۔

-vii پختگی کا اصول (Principle of Maturaity):

اس مرحلے پر ہمیشہ طلبہ کے گریڈ اور ذہنی و جسمانی نشوونما کو مدنظر رکھتے ہوئے نصاب اختیار کیا جانا کیونکہ نوعمری میں پیار، شفقت اور حیرت کا عنصر غالب ہوتا ہے اس لئے مضامین میں ایسی سرگرمیاں شامل ہونا چاہئیں جن میں یہ احساسات بدرجہ اتم موجود ہوں۔ بچے جب کچھ بڑے ہو جاتے ہیں تو وہ عملی امور میں دلچسپی لینے لگتے ہیں اس لئے ایلیمنٹری سٹیج پر عملی مسائل پیش کیے جانے چاہئیں۔ اگلے مرحلے یعنی سیکنڈری سطح پر بچے عمومیت یعنی "Generalization" کی طرف راغب ہوتے ہیں لہٰذا ان کے نصاب میں ویسی ہی سرگرمیاں شامل ہونا چاہئیں، اس مرحلے پر طلبہ پختگی کی جانب گامزن ہوتے ہیں اور حقائق کو تلاش کرنے اور نت نئے حقائق پر بحث کرنے کو ترجیح دیتے ہیں، چونکہ نشوونما کے مختلف مدارج پر طلبہ کی دلچسپیاں مختلف ہوتی ہیں اس لئے نصاب کو اختیار کرتے ہوئے ان کا خصوصی خیال رکھا جانا چاہیے۔ اس کے علاوہ نصاب میں جو تجربات بھی متعارف کرائے جائیں انہیں طلبہ کے شعور کے مطابق ہونا چاہیے۔

-viii انفرادی اختلاف کا اصول (Principle of Individual Differences):

فطری طور پر ہر فرد اپنی جبلی صلاحیتوں، جنس، رجحانات، تجربات، مزاج اور مہارتوں میں دوسرے سے مختلف ہوتا ہے، اس درجے کیلئے نصاب تیار کرتے ہوئے انفرادی اختلافات کی گنجائش کا خیال بھی رکھنا چاہیے، یعنی اسے غیر لچکدار نہیں ہونا چاہیے۔

-ix عمودی وافقی ترتیل (Vertical and Horizontal Articulation):

اس اصول میں ہر سال کے کورس کو جہاں پچھلے سال کی کارکردگی کی بنیاد پر تشکیل دیا جانا ضروری ہوتا ہے وہیں اگلے سال متعارف کرائے جانے والے امور اور علوم کو بھی سامنے رکھا جائے۔ پورے نصاب کا آپس میں باہم مربوط ہونا بہترین تعلیم کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

-x عملی زندگی سے تعلق کا اصول (Principle of Linking with Life):

ہمیشہ نصاب سازی کے دوران معاشرتی زندگی کی ضروریات اور خصوصیات کو مدنظر رکھا جانا چاہیے۔

-xi جامعیت اور توازن کا اصول (Principle of Comprehension and Balance)):

جامعیت کے حوالے سے نصاب میں زندگی کے تمام پہلوؤں مثلاً معاشی تعلقات، سماجی سرگرمیوں، پیشہ ورانہ

زندگی اور روحانیت وغیرہ پر متوازن انداز میں توجہ دینا چاہیے۔

-xii وفاداریوں کا اصول (Principle of Loyalties):

نصاب سازی کی منصوبہ بندی ایسی کی جائے جس سے طلبہ خاندان، سکول، کمیونٹی، ٹاؤن، صوبے، ملک اور دنیا کے ساتھ معاملات میں حق وفاداری ادا کرنے کا سبق سیکھیں اور پورے خلوص کے ساتھ مختلف دنیاوی امور انجام دے سکیں۔

-xiii لچک کا اصول (Principle of Flexibility):

نصاب میں طلبہ کی مخصوص ضروریات اور مخصوص حالات کے پیش نظر ردوبدل کی گنجائش رکھنی چاہیے۔ لڑکیوں کے لئے تیار کردہ نصاب ہمیشہ لڑکوں جیسا نہیں ہونا چاہیے۔ دونوں اصناف کی خصوصیات کا ان کے نصاب میں احاطہ کیا جانا چاہیے۔ عموماً دیہی شہری علاقوں کے سکولوں کا نصاب بھی ایک جیسا ہی ہونا چاہیے مگر ہر ایک کے ماحول کے مطابق تھوڑا بہت ردوبدل ضروری ہے۔

Elmas Ali

-xiv خصوصی یا عمومی نوعیت کے مضامین کا اصول:

(Principle of Core or Common Subjectis:

علم کے کچھ شعبے اور مہارتیں ایسی ہیں جنہیں ہر طالبعلم کے سامنے متعارف کرانا ضروری ہوتا ہے، ان کو تعلیمی نصاب میں نمایاں جگہ دی جاتی ہے۔ سیکنڈری کی سطح پر اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ اس مرحلے پر مختلف قسم کے مضامین پیش کیے جاتے ہیں۔ کچھ علوم یا مضامین ایسے ہوتے ہیں جن کے بارے میں علم حاصل کرنا ہر گروپ کے لئے ضروری ہے، ایسے مضامین کو "Core Subjects" کہتے ہیں۔ مادری یا علاقائی زبان، معاشرتی علوم (جنرل کورس) اور جنرل سائنس بشمول ریاضی "Core Subjects" تصور کیے گئے ہیں۔

-xv فرصت کا اصول (Principle of Leisure):

فرصت کے حوالے سے نصاب میں ایسی چیزیں شامل کی جانی چاہئیں جن سے بچوں کو فرصت کے لمحات کو استعمال کرنے کا پتہ چل سکے۔ ہربرٹ سپنسر (Herbert Spencer) کے مطابق ادب، موسیقی اور دیگر فنون زندگی میں فرصت کے لمحات کا اہم مصرف ہوتے ہیں لہٰذا دوران تعلیم بھی فرصت کے لمحات میں اسے متعارف کرانا چاہیے۔ فرصت کے لمحات سے حظ اٹھانے کی استعداد کا تعین آدمی کے کام کرنے کی صلاحیت پر ہوتا ہے۔ اگر فرصت کے لمحات جوا کھیلنے، مے نوشی، اخلاق باختہ فحش مواد پڑھنے میں گزارے جائیں تو اس سے نہ صرف فرد کا کردار متاثر ہوتا ہے بلکہ ایسے مشاغل کے عام ہونے سے پوری قوم کی اخلاقیات انحطاط کا شکار ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا تدریسی نصاب ایسا ہونا چاہیے جس سے طلبہ کو فرصت کے لمحات بہترین اور مثبت انداز کے ساتھ گزارنے کا درس ملے۔ خیال رہے تفریح کو ختم نہیں کرنا چاہیے اسے صرف درست سمت دینے کی ضرورت ہے۔

-xvi فرد کی ہمہ جہت نشوونما کا اصول:

(Principle of All-round Development of Body, Mind and Spirit:

نصاب میں طلبہ کیلئے مختلف سرگرمیوں کا تعین کرتے ہوئے اس بات کا خیال ضرور رکھیں کہ اس میں فرد کی نشوونما

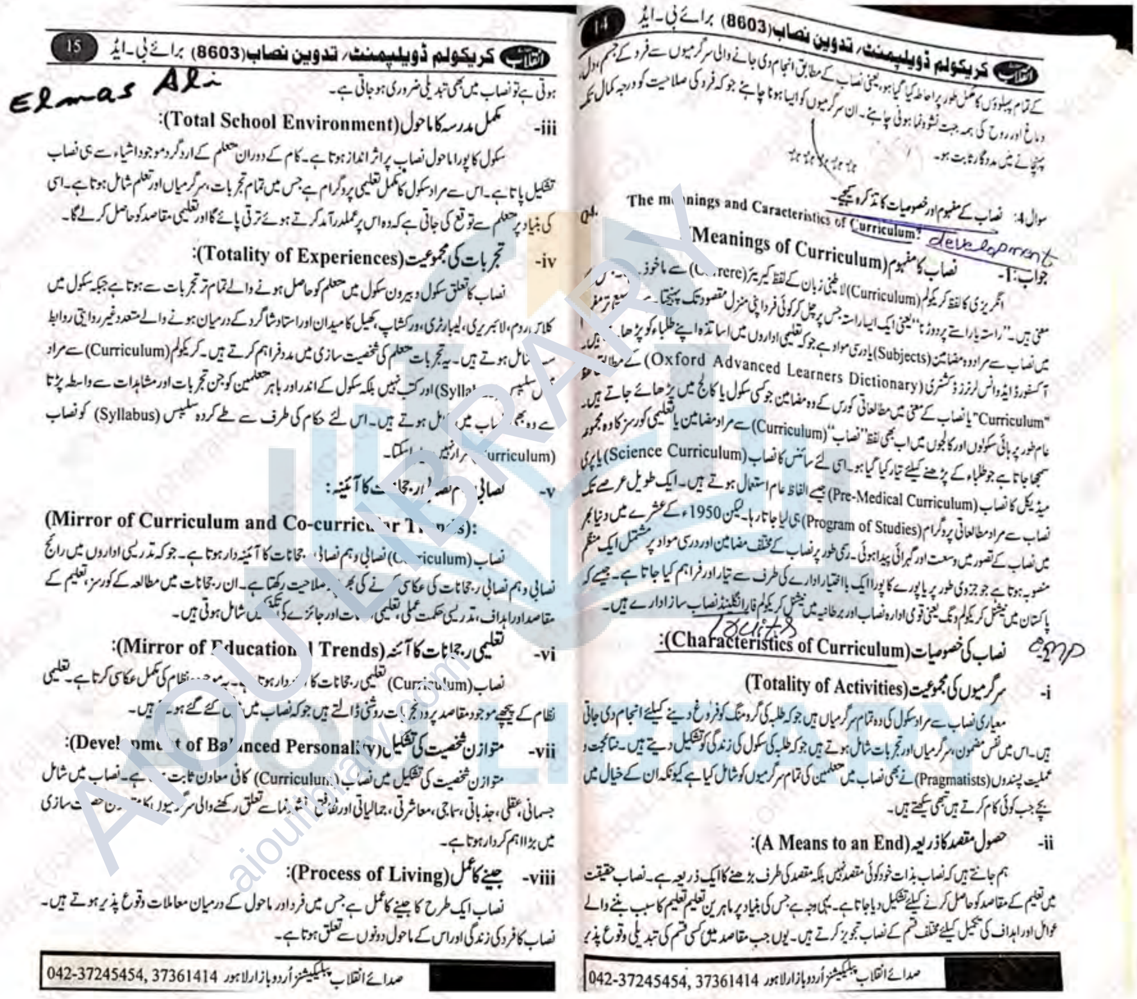

کے تمام پہلوؤں کا مکمل طور پر احاطہ کیا گیا ہو، یعنی نصاب کے مطابق انجام دی جانے والی سرگرمیوں سے فرد کے جسم، دل، دماغ اور روح کی ہمہ جہت نشوونما ہونی چاہیے۔ ان سرگرمیوں کو ایسا ہونا چاہیے جو کہ فرد کی صلاحیت کو درجہ کمال تک پہنچانے میں مددگار ثابت ہو۔

Q4. The meanings and Caracteristics of Curriculum: development

سوال 4: نصاب کے مفہوم اور خصوصیات کا تذکرہ کیجیے۔

جواب: 1- نصاب کا مفہوم (Meanings of Curriculum)

انگریزی کا لفظ کریکولم (Curriculum) لاطینی زبان کے لفظ کیریئر (C...rere) سے ماخوذ [illegible] معنی ہیں۔ "راستہ یا راستے پر دوڑنا" یعنی ایک ایسا راستہ جس پر چل کر کوئی فرد اپنی منزل مقصود تک پہنچتا [illegible] وسیع تر مفہوم میں نصاب سے مراد وہ مضامین (Subjects) یا درسی مواد ہے جو کہ تعلیمی اداروں میں اساتذہ اپنے طلباء کو پڑھا[illegible] آکسفورڈ ایڈوانس لرنرز ڈکشنری (Oxford Advanced Learners Dictionary) کے مطابق "Curriculum" یا نصاب کے معنی میں مطالعاتی کورس کے وہ مضامین جو کسی سکول یا کالج میں پڑھائے جاتے ہیں۔ عام طور پر ہائی سکولوں اور کالجوں میں اب بھی لفظ "نصاب" (Curriculum) سے مراد مضامین یا تعلیمی کورسز کا وہ مجموعہ سمجھا جاتا ہے جو طلباء کے پڑھنے کیلئے تیار کیا گیا ہو۔ اسی لئے سائنس کا نصاب (Science Curriculum) یا پری میڈیکل کا نصاب (Pre-Medical Curriculum) جیسے الفاظ عام استعمال ہوتے ہیں۔ ایک طویل عرصے تک نصاب سے مراد مطالعاتی پروگرام (Program of Studies) ہی لیا جاتا رہا۔ لیکن 1950ء کے عشرے میں دنیا بھر میں نصاب کے تصور میں وسعت اور گہرائی پیدا ہوئی۔ رسمی طور پر نصاب کے مختلف مضامین اور درسی مواد پر مشتمل ایک منظم منصوبہ ہوتا ہے جو جزوی طور پر یا پورے کا پورا ایک بااختیار ادارے کی طرف سے تیار اور فراہم کیا جاتا ہے۔ جیسے کہ پاکستان میں نیشنل کریکولم ونگ یعنی قومی ادارہ نصاب اور برطانیہ میں نیشنل کریکولم فار انگلینڈ نصاب ساز ادارے ہیں۔

Traits

2nd نصاب کی خصوصیات (Characteristics of Curriculum):

i- سرگرمیوں کی مجموعیت (Totality of Activities)

معیاری نصاب سے مراد سکول کی وہ تمام سرگرمیاں ہیں جو کہ طلبہ کی گروتھ کو فروغ دینے کیلئے انجام دی جاتی ہیں۔ اس میں نفس مضمون، سرگرمیاں اور تجربات شامل ہوتے ہیں جو کہ طلبہ کی سکول کی زندگی کو تشکیل دیتے ہیں۔ نتائجیت و عملیت پسندوں (Pragmatists) نے بھی نصاب میں متعلمین کی تمام سرگرمیوں کو شامل کیا ہے کیونکہ ان کے خیال میں بچے جب کوئی کام کرتے ہیں تبھی سیکھتے ہیں۔

ii- حصول مقصد کا ذریعہ (A Means to an End):

ہم جانتے ہیں کہ نصاب بذات خود کوئی مقصد نہیں بلکہ مقصد کی طرف بڑھنے کا ایک ذریعہ ہے۔ نصاب حقیقت میں تعلیم کے مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے تشکیل دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے جس کی بنیاد پر ماہرین تعلیم تعلیم کا سبب بننے والے عوامل اور اہداف کی تکمیل کیلئے مختلف قسم کے نصاب تجویز کرتے ہیں۔ یوں جب مقاصد میں کسی قسم کی تبدیلی وقوع پذیر

Elmas Ali

ہوتی ہے تو نصاب میں بھی تبدیلی ضروری ہو جاتی ہے۔

iii- مکمل مدرسہ کا ماحول (Total School Environment):

سکول کا پورا ماحول نصاب پر اثر انداز ہوتا ہے۔ کام کے دوران متعلم کے ارد گرد موجود اشیاء سے ہی نصاب تشکیل پاتا ہے۔ اس سے مراد سکول کا مکمل تعلیمی پروگرام ہے جس میں تمام تجربات، سرگرمیاں اور تعلم شامل ہوتا ہے۔ اسی کی بنیاد پر متعلم سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس پر عملدرآمد کرتے ہوئے ترقی پائے گا اور تعلیمی مقاصد کو حاصل کر لے گا۔

iv- تجربات کی مجموعیت (Totality of Experiences):

نصاب کا تعلق سکول و بیرون سکول میں متعلم کو حاصل ہونے والے تمام تر تجربات سے ہوتا ہے جبکہ سکول میں کلاس روم، لائبریری، لیبارٹری، ورکشاپ، کھیل کا میدان اور استاد و شاگرد کے درمیان ہونے والے متعدد غیر روایتی روابط سب شامل ہوتے ہیں۔ یہ تجربات متعلم کی شخصیت سازی میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ کریکولم (Curriculum) سے مراد [illegible] سلیبس (Sylla[illegible]) اور کتب نہیں بلکہ سکول کے اندر اور باہر متعلمین کو جن تجربات اور مشاہدات سے واسطہ پڑتا ہے وہ بھی نصاب میں شامل ہوتے ہیں۔ اس لئے حکام کی طرف سے طے کردہ سلیبس (Syllabus) کو نصاب (Curriculum) قرار نہیں دیا جا سکتا۔

v- نصابی و ہم نصابی رجحانات کا آئینہ:

(Mirror of Curriculum and Co-curricular Trends):

نصاب (Curriculum) نصابی و ہم نصابی رجحانات کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ جو کہ تدریسی اداروں میں رائج نصابی و ہم نصابی رجحانات کی عکاسی کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے۔ ان رجحانات میں مطالعہ کے کورسز، تعلیم کے مقاصد اور اہداف، تدریسی حکمت عملی، تعلیمی [illegible] اور جائزے کی تکنیکیں شامل ہوتی ہیں۔

vi- تعلیمی رجحانات کا آئینہ (Mirror of Educational Trends):

نصاب (Curriculum) تعلیمی رجحانات کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ موجودہ نظام کی مکمل عکاسی کرتا ہے۔ تعلیمی نظام کے پیچھے موجود مقاصد پر و تجربات روشنی ڈالتے ہیں جو کہ نصاب میں شامل کئے گئے ہوتے ہیں۔

vii- متوازن شخصیت کی تشکیل (Development of Balanced Personality):

متوازن شخصیت کی تشکیل میں نصاب (Curriculum) کافی معاون ثابت ہوتا ہے۔ نصاب میں شامل جسمانی، عقلی، جذباتی، سماجی، معاشرتی، جمالیاتی اور ثقافتی نشوونما سے تعلق رکھنے والی سرگرمیوں کا متوازن شخصیت سازی میں بڑا اہم کردار ہوتا ہے۔

viii- جینے کا عمل (Process of Living):

نصاب ایک طرح کا جینے کا عمل ہے جس میں فرد اور ماحول کے درمیان معاملات وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ نصاب کا فرد کی زندگی اور اس کے ماحول دونوں سے تعلق ہوتا ہے۔

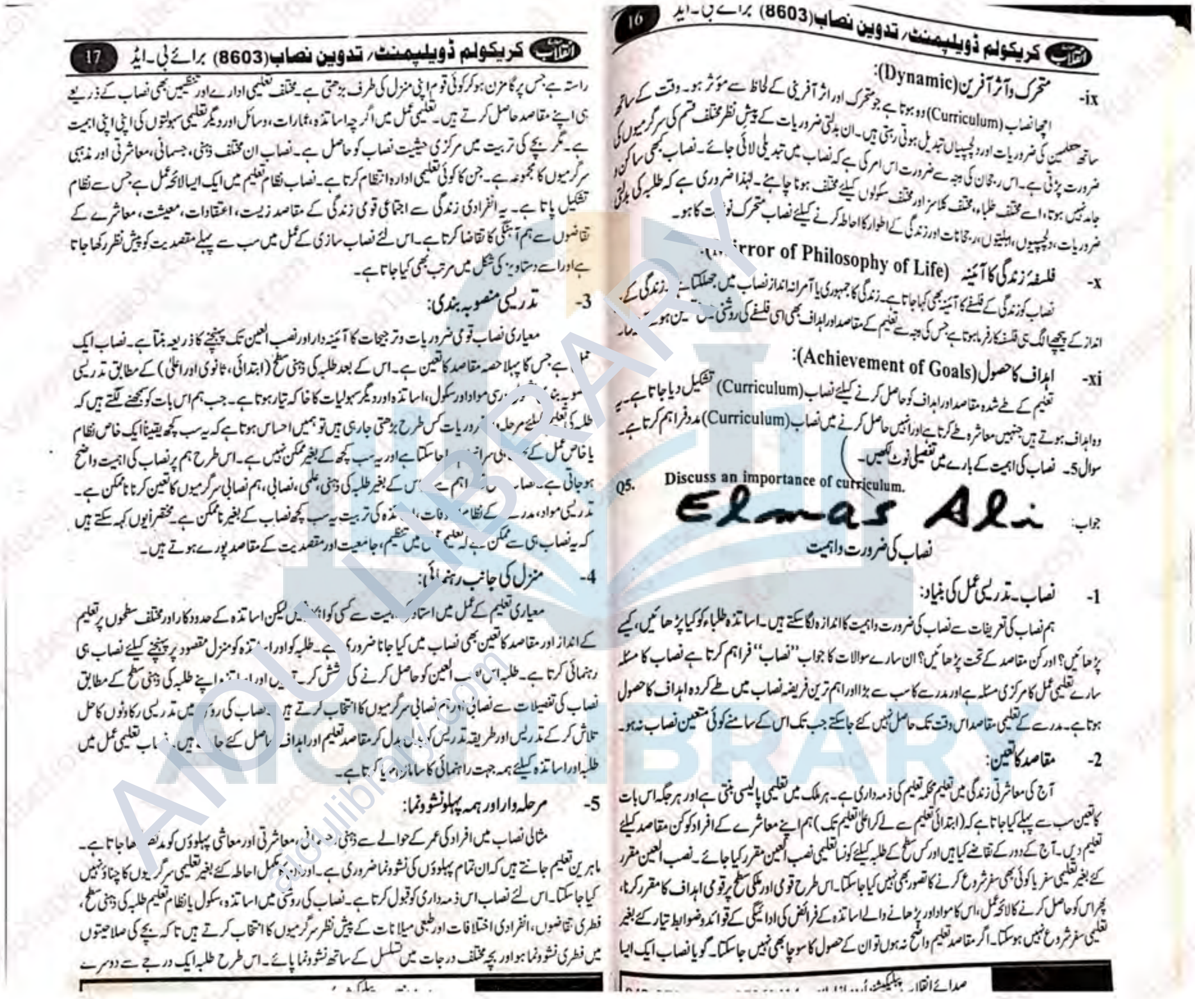

ix- متحرک و آثر آفرین(Dynamic):

اچھا نصاب (Curriculum) وہ ہوتا ہے جو متحرک اور اثر آفرینی کے لحاظ سے مؤثر ہو۔ وقت کے ساتھ ساتھ متعلمین کی ضروریات اور دلچسپیاں تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ ان بدلتی ضروریات کے پیشِ نظر مختلف قسم کی سرگرمیوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس رجحان کی وجہ سے ضرورت اس امر کی ہے کہ نصاب میں تبدیلی لائی جائے۔ نصاب کبھی ساکن و جامد نہیں ہوتا، اسے مختلف طلباء، مختلف کلاسز اور مختلف سکولوں کیلئے مختلف ہونا چاہیے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ طلبہ کی بدلتی ضروریات، دلچسپیوں، اہلیتوں، رجحانات اور زندگی کے اطوار کا احاطہ کرنے کیلئے نصاب متحرک نوعیت کا ہو۔

x- فلسفۂ زندگی کا آئینہ (Mirror of Philosophy of Life):

نصاب کو زندگی کے فلسفے کا آئینہ بھی کہا جاتا ہے۔ زندگی کا جمہوری یا آمرانہ انداز نصاب میں جھلکتا ہے۔ زندگی کے انداز کے پیچھے الگ ہی فلسفہ کارفرما ہوتا ہے، جس کی وجہ سے تعلیم کے مقاصد اور اہداف بھی اسی فلسفے کی روشنی میں [illegible]

xi- اہداف کا حصول(Achievement of Goals):

تعلیم کے طے شدہ مقاصد اور اہداف کو حاصل کرنے کیلئے نصاب(Curriculum) تشکیل دیا جاتا ہے۔ یہ وہ اہداف ہوتے ہیں جنہیں معاشرہ طے کرتا ہے اور انہیں حاصل کرنے میں نصاب(Curriculum) مدد فراہم کرتا ہے۔

سوال 5۔ نصاب کی اہمیت کے بارے میں تفصیلی نوٹ لکھیں۔

Q5. Discuss an importance of curriculum.

Elmas Ali

جواب:

نصاب کی ضرورت و اہمیت

1- نصاب۔ تدریسی عمل کی بنیاد:

ہم نصاب کی تعریفات سے نصاب کی ضرورت و اہمیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اساتذہ طلباء کو کیا پڑھائیں، کیسے پڑھائیں؟ اور کن مقاصد کے تحت پڑھائیں؟ ان سارے سوالات کا جواب ''نصاب'' فراہم کرتا ہے نصاب کا مسئلہ سارے تعلیمی عمل کا مرکزی مسئلہ ہے اور مدرسے کا سب سے بڑا اور اہم ترین فریضہ نصاب میں طے کردہ اہداف کا حصول ہوتا ہے۔ مدرسے کے تعلیمی مقاصد اس وقت تک حاصل نہیں کیے جا سکتے جب تک اس کے سامنے کوئی متعین نصاب نہ ہو۔

2- مقاصد کا تعین:

آج کی معاشرتی زندگی میں تعلیم محکمہ تعلیم کی ذمہ داری ہے۔ ہر ملک میں تعلیمی پالیسی بنتی ہے اور ہر جگہ اس بات کا تعین سب سے پہلے کیا جاتا ہے کہ (ابتدائی تعلیم سے لے کر اعلیٰ تعلیم تک) ہم اپنے معاشرے کے افراد کو کن مقاصد کیلئے تعلیم دیں۔ آج کے دور کے تقاضے کیا ہیں اور کس سطح کے طلبہ کیلئے کونسا تعلیمی نصب العین مقرر کیا جائے۔ نصب العین مقرر کیے بغیر تعلیمی سفر یا کوئی بھی سفر شروع کرنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس طرح قومی اور ملکی سطح پر قومی اہداف کا مقرر کرنا، پھر اس کو حاصل کرنے کا لائحہ عمل، اس کا مواد اور پڑھانے والے اساتذہ کے فرائض کی ادائیگی کے قواعد و ضوابط تیار کیے بغیر تعلیمی سفر شروع نہیں ہو سکتا۔ اگر مقاصد تعلیم واضح نہ ہوں تو ان کے حصول کا سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ گویا نصاب ایک ایسا راستہ ہے جس پر گامزن ہو کر کوئی قوم اپنی منزل کی طرف بڑھتی ہے۔ مختلف تعلیمی ادارے اور تنظیمیں بھی نصاب کے ذریعے ہی اپنے مقاصد حاصل کرتے ہیں۔ تعلیمی عمل میں اگرچہ اساتذہ، عمارات، وسائل اور دیگر تعلیمی سہولتوں کی اپنی اپنی اہمیت ہے۔ مگر بچے کی تربیت میں مرکزی حیثیت نصاب کو حاصل ہے۔ نصاب ان مختلف ذہنی، جسمانی، معاشرتی اور مذہبی سرگرمیوں کا مجموعہ ہے۔ جن کا کوئی تعلیمی ادارہ انتظام کرتا ہے۔ نصاب نظام تعلیم میں ایک ایسا لائحہ عمل ہے جس سے نظام تشکیل پاتا ہے۔ یہ انفرادی زندگی سے اجتماعی قومی زندگی کے مقاصد زیست، اعتقادات، معیشت، معاشرے کے تقاضوں سے ہم آہنگی کا تقاضا کرتا ہے۔ اس لئے نصاب سازی کے عمل میں سب سے پہلے مقصدیت کو پیش نظر رکھا جاتا ہے اور اسے دستاویز کی شکل میں مرتب بھی کیا جاتا ہے۔

3- تدریسی منصوبہ بندی:

معیاری نصاب قومی ضروریات و ترجیحات کا آئینہ دار اور نصب العین تک پہنچنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ نصاب ایک عمل ہے جس کا پہلا حصہ مقاصد کا تعین ہے۔ اس کے بعد طلبہ کی ذہنی سطح (ابتدائی، ثانوی اور اعلیٰ) کے مطابق تدریسی منصوبہ بندی، تدریسی مواد اور سکول، اساتذہ اور دیگر سہولیات کا خاکہ تیار ہوتا ہے۔ جب ہم اس بات کو سمجھنے لگتے ہیں کہ طلبہ کی تعلیم کیلئے مرحلہ وار ضروریات کس طرح بڑھتی جا رہی ہیں تو ہمیں احساس ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ یقیناً ایک خاص نظام یا خاص عمل کے [illegible] ہی سرانجام [illegible] جا سکتا ہے اور یہ سب کچھ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اس طرح ہم پر نصاب کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ نصاب [illegible] اہم ہے [illegible] اس کے بغیر طلبہ کی ذہنی، علمی، نصابی، ہم نصابی سرگرمیوں کا تعین کرنا ناممکن ہے۔ تدریسی مواد، مدرسے کے نظام [illegible] اساتذہ کی تربیت یہ سب کچھ نصاب کے بغیر ناممکن ہے۔ مختصراً یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ نصاب ہی سے ممکن ہے کہ تعلیم [illegible] میں تنظیم، جامعیت اور مقصدیت کے مقاصد پورے ہوتے ہیں۔

4- منزل کی جانب رہنمائی:

معیاری تعلیم کے عمل میں استاد [illegible] اہمیت سے کسی کو [illegible] لیکن اساتذہ کے حدود کار اور مختلف سطحوں پر تعلیم کے انداز اور مقاصد کا تعین بھی نصاب میں کیا جانا ضروری ہے۔ طلبہ کو اور اساتذہ کو منزل مقصود پر پہنچنے کیلئے نصاب ہی رہنمائی کرتا ہے۔ طلبہ اس نصب العین کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اساتذہ اپنے طلبہ کی ذہنی سطح کے مطابق نصاب کی تفصیلات سے نصابی اور ہم نصابی سرگرمیوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ نصاب کی روشنی میں تدریسی رکاوٹوں کا حل تلاش کر کے تدریس اور طریقہ تدریس کو بدل بدل کر مقاصد تعلیم اور اہداف حاصل کیے جاتے ہیں۔ نصاب تعلیمی عمل میں طلبہ اور اساتذہ کیلئے ہمہ جہت راہنمائی کا سامان مہیا کرتا ہے۔

5- مرحلہ وار اور ہمہ پہلو نشوونما:

مثالی نصاب میں افراد کی عمر کے حوالے سے ذہنی، جسمانی، معاشرتی اور معاشی پہلوؤں کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ ماہرین تعلیم جانتے ہیں کہ ان تمام پہلوؤں کی نشوونما ضروری ہے۔ اور ان کا مکمل احاطہ کیے بغیر تعلیمی سرگرمیوں کا چناؤ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے نصاب اس ذمہ داری کو قبول کرتا ہے۔ نصاب کی روشنی میں اساتذہ، سکول یا نظام تعلیم طلبہ کی ذہنی سطح، فطری تقاضوں، انفرادی اختلافات اور طبعی میلانات کے پیش نظر سرگرمیوں کا انتخاب کرتے ہیں تاکہ بچے کی صلاحیتوں میں فطری نشوونما ہو اور بچہ مختلف درجات میں تسلسل کے ساتھ نشوونما پائے۔ اس طرح طلبہ ایک درجے سے دوسرے

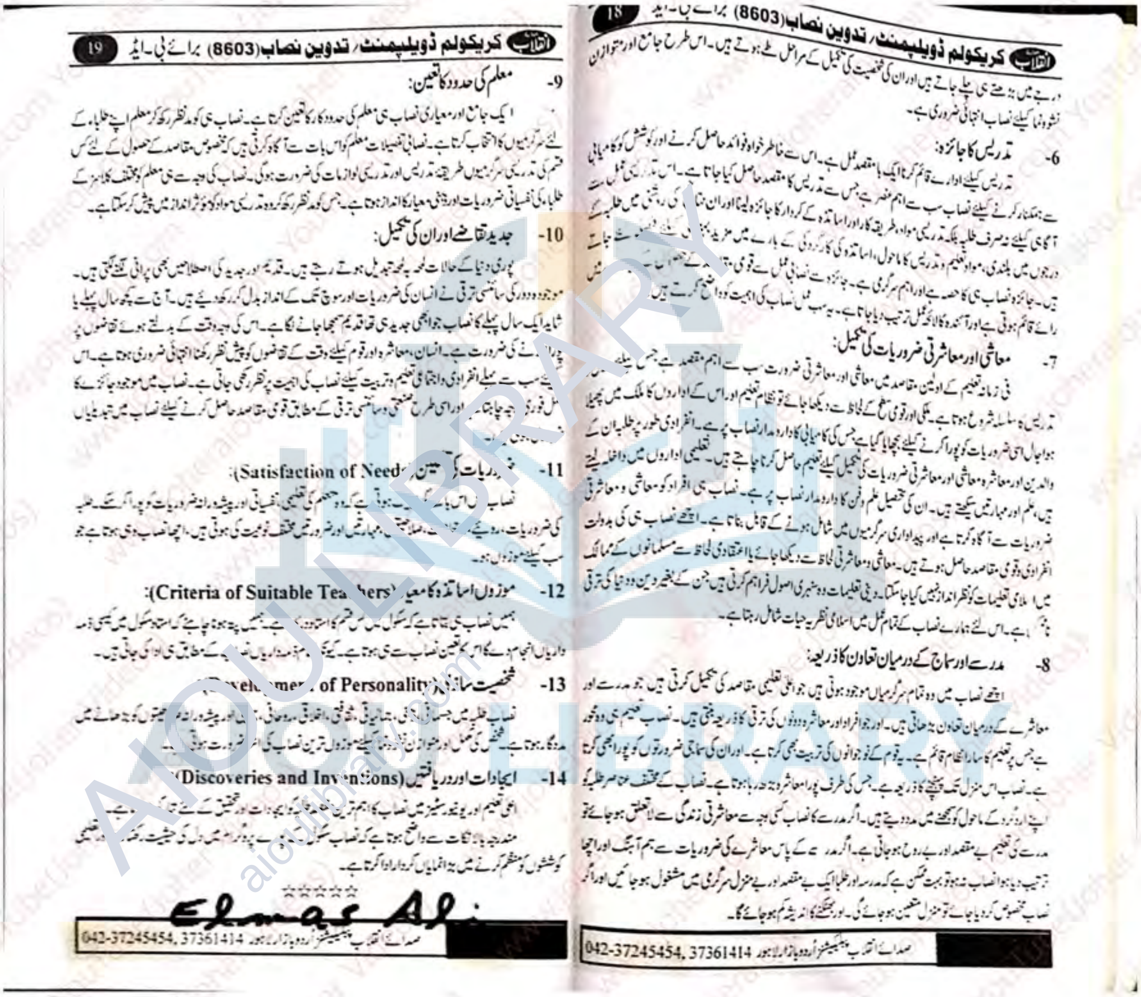

درجے میں بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں اور ان کی شخصیت کی تکمیل کے مراحل طے ہوتے ہیں۔ اس طرح جامع اور متوازن نشوونما کیلئے نصاب انتہائی ضروری ہے۔

6- تدریس کا جائزہ:

تدریس کیلئے ادارے قائم کرنا ایک بامقصد عمل ہے۔ اس سے خاطر خواہ فوائد حاصل کرنے اور کوشش کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے نصاب سب سے اہم عنصر ہے جس سے تدریس کا مقصد حاصل کیا جاتا ہے۔ اس تدریسی عمل سے آگاہی کیلئے نہ صرف طلبہ بلکہ تدریسی مواد، طریقہ کار اور اساتذہ کے کردار کا جائزہ لینا اور ان نتائج کی روشنی میں طلبہ کے درجوں میں بلندی، مواد تعلیم و تدریس کا ماحول، اساتذہ کی کارکردگی کے بارے میں مزید [illegible] ہیں۔ جائزہ نصاب ہی کا حصہ ہے اور اہم سرگرمی ہے۔ جائزہ سے نصابی عمل سے قومی [illegible] رائے قائم ہوتی ہے اور آئندہ کا لائحہ عمل ترتیب دیا جاتا ہے۔ یہ سب عمل نصاب کی اہمیت کو واضح کرتے ہیں۔

7- معاشی اور معاشرتی ضروریات کی تکمیل:

فی زمانہ تعلیم کے اولین مقاصد میں معاشی اور معاشرتی ضرورت سب سے اہم مقصد ہے جس کیلئے [illegible] تدریس کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ ملکی اور قومی سطح کے لحاظ سے دیکھا جائے تو نظام تعلیم اور اس کے اداروں کا ملک میں پھیلا ہوا جال اسی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے بچھایا گیا ہے جس کی کامیابی کا دارومدار نصاب پر ہے۔ انفرادی طور پر طلبا ان کے والدین اور معاشرہ معاشی اور معاشرتی ضروریات کی تکمیل کیلئے تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تعلیمی اداروں میں داخلہ لیتے ہیں، علم اور مہارتیں سیکھتے ہیں۔ ان کی تحصیل علم و فن کا دارومدار نصاب پر ہے۔ نصاب ہی افراد کو معاشی و معاشرتی ضروریات سے آگاہ کرتا ہے اور پیداواری سرگرمیوں میں شامل ہونے کے قابل بناتا ہے۔ اچھے نصاب ہی کی بدولت انفرادی و قومی مقاصد حاصل ہوتے ہیں۔ معاشی و معاشرتی لحاظ سے دیکھا جائے یا اعتقادی لحاظ سے مسلمانوں کے ممالک میں اسلامی تعلیمات کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ دینی تعلیمات وہ سنہری اصول فراہم کرتی ہیں جن کے بغیر دین و دنیا کی ترقی [illegible] ہے۔ اس لئے ہمارے نصاب کے تمام عمل میں اسلامی نظریہ حیات شامل رہتا ہے۔

8- مدرسے اور سماج کے درمیان تعاون کا ذریعہ:

اچھے نصاب میں وہ تمام سرگرمیاں موجود ہوتی ہیں جو اعلیٰ تعلیمی مقاصد کی تکمیل کرتی ہیں جو مدرسے اور معاشرے کے درمیان تعاون بڑھاتی ہیں۔ اور جو افراد اور معاشرہ دونوں کی ترقی کا ذریعہ بنتی ہیں۔ نصاب تعلیم ہی وہ محور ہے جس پر تعلیم کا سارا نظام قائم ہے۔ یہ قوم کے نوجوانوں کی تربیت بھی کرتا ہے۔ اور ان کی سماجی ضرورتوں کو پورا بھی کرتا ہے۔ نصاب اس منزل تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ جس کی طرف پورا معاشرہ بڑھ رہا ہوتا ہے۔ نصاب کے مختلف عناصر طلبہ کو اپنے اردگرد کے ماحول کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ اگر مدرسے کا نصاب کسی وجہ سے معاشرتی زندگی سے لاتعلق ہوجائے تو مدرسے کی تعلیم بے مقصد اور بے روح ہوجاتی ہے۔ اگر مدرسے کے پاس معاشرے کی ضروریات سے ہم آہنگ اور اچھا ترتیب دیا ہوا نصاب نہ ہو تو بہت ممکن ہے کہ مدرسہ اور طلبا ایک بے مقصد اور بے منزل سرگرمی میں مشغول ہوجائیں اور اگر نصاب مخصوص کر دیا جائے تو منزل متعین ہوجائے گی۔ اور بھٹکنے کا اندیشہ کم ہوجائے گا۔

9- معلم کی حدود کا تعین:

ایک جامع اور معیاری نصاب ہی معلم کی حدود کار کا تعین کرتا ہے۔ نصاب ہی کو مدنظر رکھ کر معلم اپنے طلباء کے لئے سرگرمیوں کا انتخاب کرتا ہے۔ نصابی تفصیلات معلم کو اس بات سے آگاہ کرتی ہیں کہ مخصوص مقاصد کے حصول کے لئے کس قسم کی تدریسی سرگرمیوں طریقہ تدریس اور تدریسی لوازمات کی ضرورت ہوگی۔ نصاب کی وجہ سے ہی معلم کو مختلف کلاسز کے طلباء کی نفسیاتی ضروریات اور ذہنی معیار کا اندازہ ہوتا ہے۔ جس کو مدنظر رکھ کر وہ تدریسی مواد کو مؤثر انداز میں پیش کرسکتا ہے۔

10- جدید تقاضے اور ان کی تکمیل:

پوری دنیا کے حالات لمحہ بہ لمحہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ قدیم اور جدید کی اصطلاحیں بھی پرانی لگنے لگتی ہیں۔ موجودہ دور کی سائنسی ترقی نے انسان کی ضروریات اور سوچ سمجھ کے انداز بدل کر رکھ دیئے ہیں۔ آج سے کچھ سال پہلے یا شاید ایک سال پہلے کا نصاب جو ابھی جدید ہی تھا قدیم سمجھا جانے لگا ہے۔ اس کی وجہ وقت کے بدلتے ہوئے تقاضوں پر پورا اترنے کی ضرورت ہے۔ انسان، معاشرہ اور قوم کیلئے وقت کے تقاضوں کو پیش نظر رکھنا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ اس [illegible] سب سے پہلے انفرادی و اجتماعی تعلیم و تربیت کیلئے نصاب کی اہمیت پر نظر رکھی جاتی ہے۔ نصاب میں موجود جائزے کا [illegible] فوری [illegible] جاتا ہے اور اسی طرح صنعتی و سائنسی ترقی کے مطابق قومی مقاصد حاصل کرنے کیلئے نصاب میں تبدیلیاں [illegible]

11- ضروریات کی [illegible] (Satisfaction of Needs):

نصاب [illegible] اس بات کی [illegible] ہوتی ہے کہ وہ جسم کی تعلیمی، نفسیاتی اور پیشہ ورانہ ضروریات کو پورا کر سکے۔ طلبہ کی ضروریات، رجحانات، صلاحیتیں، مہارتیں اور ضرورتیں مختلف نوعیت کی ہوتی ہیں۔ اچھا نصاب وہی ہوتا ہے جو سب کیلئے موزوں ہو۔

12- موزوں اساتذہ کا معیار (Criteria of Suitable Teachers):

ہمیں نصاب ہی بتاتا ہے کہ سکول میں کس قسم کا استاد [illegible] ہے۔ ہمیں پتہ ہونا چاہئے کہ استاد سکول میں کیسی ذمہ داریاں انجام دے گا اس کا تعین نصاب سے ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ تمام ذمہ داریاں نصاب کے مطابق ہی ادا کی جاتی ہیں۔

13- شخصیت سازی (Development of Personality):

نصاب طلبہ میں جسمانی، ذہنی، جمالیاتی، ثقافتی، اخلاقی، روحانی، [illegible] اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں کو بڑھانے میں مددگار ہوتا ہے۔ شخصیت کی تکمیل اور متوازن نشوونما کیلئے موزوں ترین نصاب کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔

14- ایجادات اور دریافتیں (Discoveries and Inventions):

اعلیٰ تعلیم اور یونیورسٹیز میں نصاب کا اہم ترین [illegible] ایجادات اور تحقیق کے [illegible] ہے۔ مندرجہ بالا نکات سے واضح ہوتا ہے کہ نصاب سکول کے پروگرام میں دل کی حیثیت رکھتا ہے [illegible] کوششوں کو منظم کرنے میں بڑا نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Elmas Ali

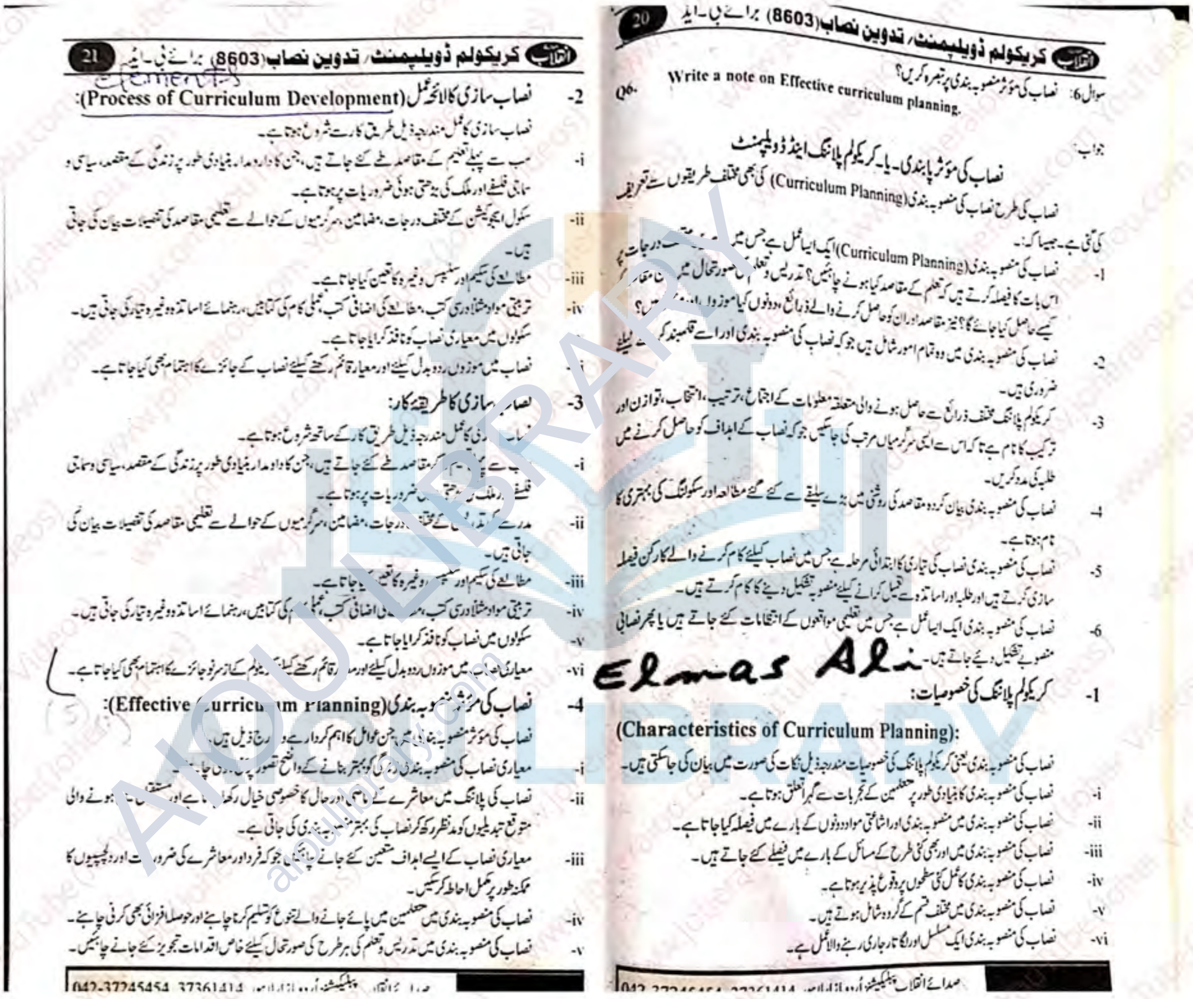

سوال 6: نصاب کی مؤثر منصوبہ بندی پر تبصرہ کریں؟
Q6. Write a note on Effective curriculum planning.

جواب:

نصاب کی مؤثر پابندی۔یا۔کریکولم پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ

نصاب کی طرح نصاب کی منصوبہ بندی (Curriculum Planning) کی بھی مختلف طریقوں سے تعریف کی گئی ہے۔ جیسا کہ:۔

-1 نصاب کی منصوبہ بندی(Curriculum Planning)ایک ایسا عمل ہے جس میں [illegible] درجات پر تدریس و تعلم [illegible] صورتحال میں [illegible] مقاصد اس بات کا فیصلہ کرتے ہیں کہ تعلم کے مقاصد کیا ہونے چاہئیں؟ نیز مقاصد اور ان کو حاصل کرنے والے ذرائع، دونوں کیا موزوں [illegible] ہیں؟ کیسے حاصل کیا جائے گا؟

-2 نصاب کی منصوبہ بندی میں وہ تمام امور شامل ہیں جو کہ نصاب کی منصوبہ بندی اور اسے قلمبند کرنے کیلئے ضروری ہیں۔

-3 کریکولم پلاننگ مختلف ذرائع سے حاصل ہونے والی متعلقہ معلومات کے اجتماع، ترتیب، انتخاب، توازن اور ترکیب کا نام ہے تاکہ اس سے ایسی سرگرمیاں مرتب کی جا سکیں جو کہ نصاب کے اہداف کو حاصل کرنے میں طلبہ کی مدد کریں۔

-4 نصاب کی منصوبہ بندی بیان کردہ مقاصد کی روشنی میں بڑے سلیقے سے کئے گئے مطالعہ اور سکولنگ کی بہتری کا نام ہوتا ہے۔

-5 نصاب کی منصوبہ بندی نصاب کی تیاری کا ابتدائی مرحلہ ہے۔ جس میں نصاب کیلئے کام کرنے والے کارکن فیصلہ سازی کرتے ہیں اور طلبہ اور اساتذہ سے تعمیل کرانے کیلئے منصوبہ تشکیل دینے کا کام کرتے ہیں۔

-6 نصاب کی منصوبہ بندی ایک ایسا عمل ہے۔ جس میں تعلیمی مواقعوں کے انتظامات کئے جاتے ہیں یا پھر نصابی منصوبے تشکیل دیئے جاتے ہیں۔

Elmas Ali

-1 کریکولم پلاننگ کی خصوصیات:
(Characteristics of Curriculum Planning):

نصاب کی منصوبہ بندی یعنی کریکولم پلاننگ کی خصوصیات مندرجہ ذیل نکات کی صورت میں بیان کی جا سکتی ہیں۔

- -i نصاب کی منصوبہ بندی کا بنیادی طور پر متعلمین کے تجربات سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔
- -ii نصاب کی منصوبہ بندی میں منصوبہ بندی اور اشاعتی مواد دونوں کے بارے میں فیصلہ کیا جاتا ہے۔
- -iii نصاب کی منصوبہ بندی میں اور بھی کئی طرح کے مسائل کے بارے میں فیصلے کئے جاتے ہیں۔
- -iv نصاب کی منصوبہ بندی کا عمل کئی سطحوں پر وقوع پذیر ہوتا ہے۔
- -v نصاب کی منصوبہ بندی میں مختلف قسم کے گروہ شامل ہوتے ہیں۔
- -vi نصاب کی منصوبہ بندی ایک مسلسل اور لگاتار جاری رہنے والا عمل ہے۔

elements

-2 نصاب سازی کا لائحہ عمل(Process of Curriculum Development):

نصاب سازی کا عمل مندرجہ ذیل طریق کار سے شروع ہوتا ہے۔

- -i سب سے پہلے تعلیم کے مقاصد طے کئے جاتے ہیں، جن کا دارومدار بنیادی طور پر زندگی کے مقصد، سیاسی و سماجی فلسفے اور ملک کی بڑھتی ہوئی ضروریات پر ہوتا ہے۔
- -ii سکول ایجوکیشن کے مختلف درجات، مضامین، سرگرمیوں کے حوالے سے تعلیمی مقاصد کی تفصیلات بیان کی جاتی ہیں۔
- -iii مطالعے کی سکیم اور سلیبس وغیرہ کا تعین کیا جاتا ہے۔
- -iv ترتیبی مواد مثلاً درسی کتب، مطالعے کی اضافی کتب، عملی کام کی کتابیں، رہنمائے اساتذہ وغیرہ تیار کی جاتی ہیں۔
- -v سکولوں میں معیاری نصاب کو نافذ کرایا جاتا ہے۔
- -vi نصاب میں موزوں ردوبدل کیلئے اور معیار قائم رکھنے کیلئے نصاب کے جائزے کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔

-3 نصاب سازی کا طریقہ کار:

نصاب سازی کا عمل مندرجہ ذیل طریق کار کے ساتھ شروع ہوتا ہے۔

- -i سب سے پہلے تعلیم کے مقاصد طے کئے جاتے ہیں، جن کا دارومدار بنیادی طور پر زندگی کے مقصد، سیاسی و سماجی فلسفے اور ملک کی بڑھتی ہوئی ضروریات پر ہوتا ہے۔
- -ii مدرسے کی تدریس کے مختلف درجات، مضامین، سرگرمیوں کے حوالے سے تعلیمی مقاصد کی تفصیلات بیان کی جاتی ہیں۔
- -iii مطالعے کی سکیم اور سلیبس وغیرہ کا تعین کیا جاتا ہے۔
- -iv ترتیبی مواد مثلاً درسی کتب، مطالعے کی اضافی کتب، عملی کام کی کتابیں، رہنمائے اساتذہ وغیرہ تیار کی جاتی ہیں۔
- -v سکولوں میں نصاب کو نافذ کرایا جاتا ہے۔
- -vi معیاری نصاب میں موزوں ردوبدل کیلئے اور معیار قائم رکھنے کیلئے کریکولم کے ازسرنو جائزے کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔

-4 نصاب کی مؤثر منصوبہ بندی(Effective Curriculum Planning):

نصاب کی مؤثر منصوبہ بندی میں جن عوامل کا اہم کردار ہے وہ درج ذیل ہیں۔

- -i معیاری نصاب کی منصوبہ بندی زندگی کو بہتر بنانے کے واضح تصور پر مبنی ہونی چاہیے۔
- -ii نصاب کی پلاننگ میں معاشرے کے ماضی اور حال کا خصوصی خیال رکھا جاتا ہے اور مستقبل میں ہونے والی متوقع تبدیلیوں کو مدنظر رکھ کر نصاب کی بہتر منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔
- -iii معیاری نصاب کے ایسے اہداف متعین کئے جانے چاہئیں جو کہ فرد اور معاشرے کی ضروریات اور دلچسپیوں کا ممکنہ طور پر مکمل احاطہ کر سکیں۔
- -iv نصاب کی منصوبہ بندی میں متعلمین میں پائے جانے والے تنوع کو تسلیم کرنا چاہئے اور حوصلہ افزائی بھی کرنی چاہئے۔
- -v نصاب کی منصوبہ بندی میں تدریس و تعلم کی ہر طرح کی صورتحال کیلئے خاص اقدامات تجویز کئے جانے چاہئیں۔

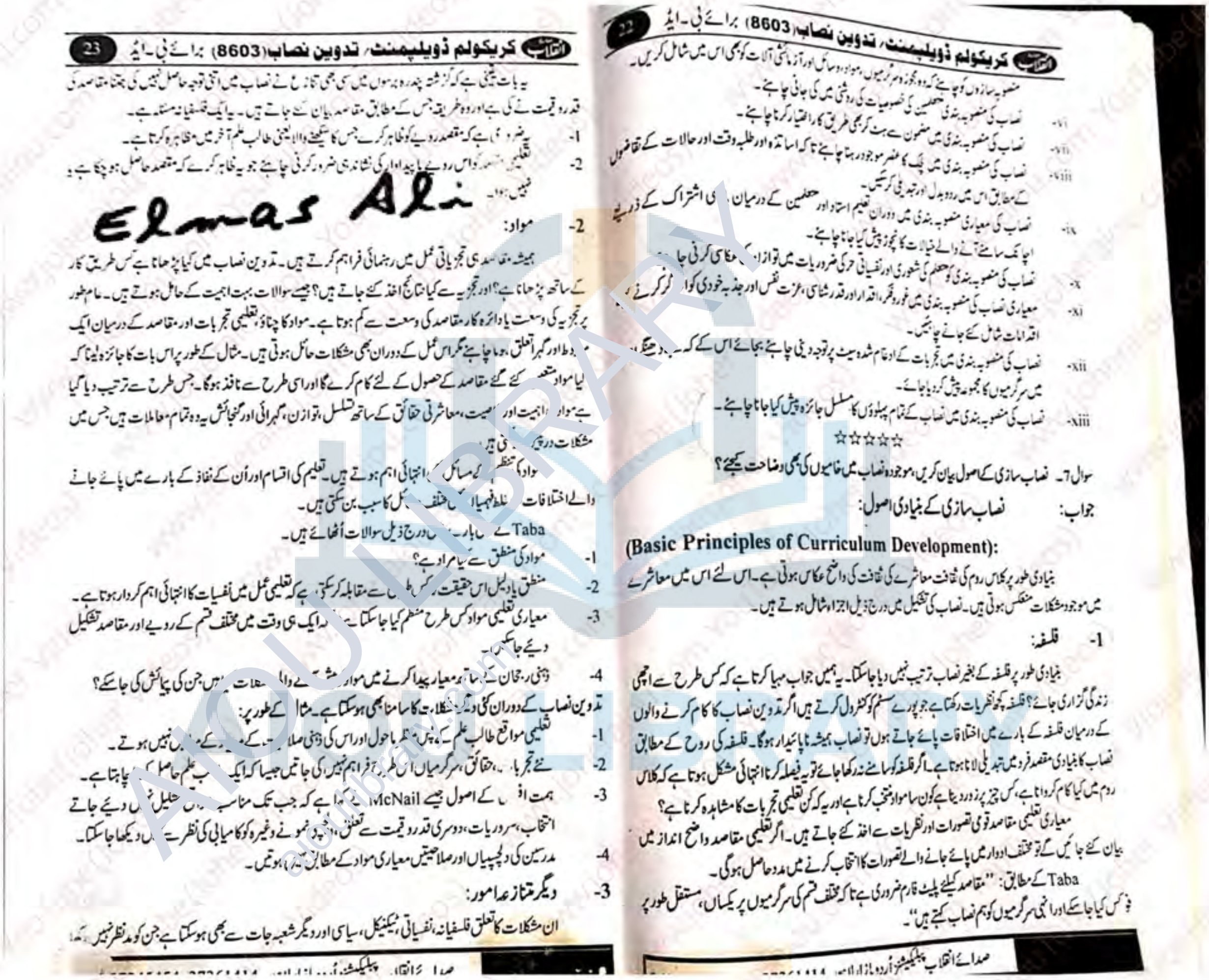

منصوبہ سازوں کو چاہیے کہ وہ مجوزہ سرگرمیوں، مواد، وسائل اور آزمائشی آلات کو بھی اس میں شامل کریں۔

vi- نصاب کی منصوبہ بندی متعلمین کی خصوصیات کی روشنی میں کی جانی چاہیے۔

vii- نصاب کی منصوبہ بندی میں مضمون سے ہٹ کر بھی طریق کار اختیار کرنا چاہیے۔

viii- نصاب کی منصوبہ بندی میں لچک کا عنصر موجود رہنا چاہیے تاکہ اساتذہ اور طلبہ وقت اور حالات کے تقاضوں کے مطابق اس میں ردوبدل اور تبدیلی کر سکیں۔

ix- نصاب کی معیاری منصوبہ بندی میں دوران تعلیم استاد اور متعلمین کے درمیان [illegible] اشتراک کے ذریعے اچانک سامنے آنے والے خیالات کا تجزیہ پیش کیا جانا چاہیے۔

x- نصاب کی منصوبہ بندی کو متعلم کی شعوری اور نفسیاتی حرکی ضروریات میں توازن [illegible] کرنی چا[illegible]

xi- معیاری نصاب کی منصوبہ بندی میں غور و فکر، اقدار اور قدر شناسی، عزت نفس اور جذبہ خودی کو [illegible] کرنے [illegible] اقدامات شامل کیے جانے چاہئیں۔

xii- نصاب کی منصوبہ بندی میں تجربات کے ادغام شدہ حیثیت پر توجہ دینی چاہیے بجائے اس کے کہ [illegible] میں سرگرمیوں کا مجموعہ پیش کر دیا جائے۔

xiii- نصاب کی منصوبہ بندی میں نصاب کے تمام پہلوؤں کا مسلسل جائزہ پیش کیا جانا چاہیے۔

☆☆☆☆☆

سوال 7۔ نصاب سازی کے اصول بیان کریں، موجودہ نصاب میں خامیوں کی بھی وضاحت کیجئے؟

جواب: نصاب سازی کے بنیادی اصول:

(Basic Principles of Curriculum Development):

بنیادی طور پر کلاس روم کی ثقافت معاشرے کی ثقافت کی واضح عکاس ہوتی ہے۔ اس لئے اس میں معاشرے میں موجود مشکلات منعکس ہوتی ہیں۔ نصاب کی تشکیل میں درج ذیل اجزاء شامل ہوتے ہیں۔

1- فلسفہ:

بنیادی طور پر فلسفہ کے بغیر نصاب ترتیب نہیں دیا جا سکتا۔ یہ ہمیں جواب مہیا کرتا ہے کہ کس طرح سے اچھی زندگی گزاری جائے؟ فلسفہ کچھ نظریات رکھتا ہے جو پورے سسٹم کو کنٹرول کرتے ہیں اگر تدوین نصاب کا کام کرنے والوں کے درمیان فلسفہ کے بارے میں اختلافات پائے جاتے ہوں تو نصاب ہمیشہ ناپائیدار ہوگا۔ فلسفہ کی روح کے مطابق نصاب کا بنیادی مقصد فرد میں تبدیلی لانا ہوتا ہے۔ اگر فلسفہ کو سامنے نہ رکھا جائے تو یہ فیصلہ کرنا انتہائی مشکل ہوتا ہے کہ کلاس روم میں کیا کام کروانا ہے، کس چیز پر زور دینا ہے کون سا مواد منتخب کرنا ہے اور یہ کہ کن تعلیمی تجربات کا مشاہدہ کرنا ہے؟

معیاری تعلیمی مقاصد قومی تصورات اور نظریات سے اخذ کئے جاتے ہیں۔ اگر تعلیمی مقاصد واضح انداز میں بیان کئے جائیں گے تو مختلف ادوار میں پائے جانے والے تصورات کا انتخاب کرنے میں مدد حاصل ہوگی۔

Taba کے مطابق: ''مقاصد کیلئے پلیٹ فارم ضروری ہے تاکہ مختلف قسم کی سرگرمیوں پر یکساں، مستقل طور پر فوکس کیا جا سکے اور انہی سرگرمیوں کو ہم نصاب کہتے ہیں''۔

یہ بات یقینی ہے کہ گزشتہ چند دہائیوں میں کسی بھی تاریخ نے نصاب میں اتنی توجہ حاصل نہیں کی جتنا مقاصد کی قدر و قیمت نے کی ہے اور وہ طریقہ جس کے مطابق مقاصد بیان کئے جاتے ہیں۔ یہ ایک فلسفیانہ مسئلہ ہے۔

1- یہ ضروری ہے کہ مقصد رویے کو ظاہر کرے جس کا سیکھنے والا یعنی طالب علم آخر میں مظاہرہ کرتا ہے۔

2- تعلیمی مقصد کو اس رویے یا پیداوار کی نشاندہی ضرور کرنی چاہیے جو یہ ظاہر کرے کہ مقصد حاصل ہو چکا ہے یا نہیں ہوا۔

Elmas Ali

2- مواد:

ہمیشہ مقاصد ہی تجزیاتی عمل میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ تدوین نصاب میں کیا پڑھانا ہے کس طریق کار کے ساتھ پڑھانا ہے؟ اور تجزیہ سے کیا نتائج اخذ کئے جاتے ہیں؟ جیسے سوالات بہت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ عام طور پر تجزیہ کی وسعت یا دائرہ کار مقاصد کی وسعت سے کم ہوتا ہے۔ مواد کا چناؤ، تعلیمی تجربات اور مقاصد کے درمیان ایک مربوط اور گہرا تعلق ہونا چاہیے مگر اس عمل کے دوران بھی مشکلات حائل ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر اس بات کا جائزہ لینا کہ کیا مواد متعین کئے گئے مقاصد کے حصول کے لئے کام کرے گا اور اسی طرح سے نافذ ہوگا۔ جس طرح سے ترتیب دیا گیا ہے۔ مواد [illegible] اہمیت اور [illegible]یت، معاشرتی حقائق کے ساتھ تسلسل، توازن، گہرائی اور گنجائش یہ وہ تمام معاملات ہیں جس میں مشکلات درپیش [illegible] ہیں۔

مواد کی تنظیم [illegible] مسائل [illegible] انتہائی اہم ہوتے ہیں۔ تعلیم کی اقسام اور اُن کے نفاذ کے بارے میں پائے جانے والے اختلافات [illegible] غلط فہمیاں [illegible] مختلف [illegible] کا سبب بن سکتی ہیں۔

Taba نے [illegible] بارے [illegible] درج ذیل سوالات اُٹھائے ہیں۔

1- مواد کی منطق سے کیا مراد ہے؟

2- منطق یا دلیل اس حقیقت [illegible] کس [illegible] سے مقابلہ کر سکتی ہے کہ تعلیمی عمل میں نفسیات کا انتہائی اہم کردار ہوتا ہے۔

3- معیاری تعلیمی مواد کس طرح منظم کیا جا سکتا ہے [illegible] ایک ہی وقت میں مختلف قسم کے رویے اور مقاصد تشکیل دیئے جا سکیں۔

4- ذہنی رجحان کے [illegible] معیار پیدا کرنے میں مواد [illegible] والی [illegible] ہیں جن کی پیمائش کی جا سکے؟

تدوین نصاب کے دوران کئی دیگر مشکلات کا سامنا بھی ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر:

1- تعلیمی مواقع طالب علم کے پس منظر، ماحول اور اس کی ذہنی صلاحیتوں کے [illegible] نہیں ہوتے۔

2- نئے تجربات، حقائق، سرگرمیاں اس طرح فراہم نہیں کی جاتیں جیسا کہ ایک طالب علم حاصل کرنا چاہتا ہے۔

3- ہمت افزائی کے اصول جیسے McNail [illegible] ہے کہ جب تک مناسب [illegible] تحلیل [illegible] دیئے جاتے انتخاب، سروریات، دوسری قدر و قیمت سے تعلق، [illegible] نمونے وغیرہ کو کامیابی کی نظر سے [illegible] دیکھا جا سکتا۔

4- مدرسین کی دلچسپیاں اور صلاحیتیں معیاری مواد کے مطابق نہیں ہوتیں۔

3- دیگر متنازعہ امور:

ان مشکلات کا تعلق فلسفیانہ، نفسیاتی، ٹیکنیکل، سیاسی اور دیگر شعبہ جات سے بھی ہو سکتا ہے جن کو مدنظر نہیں [illegible]

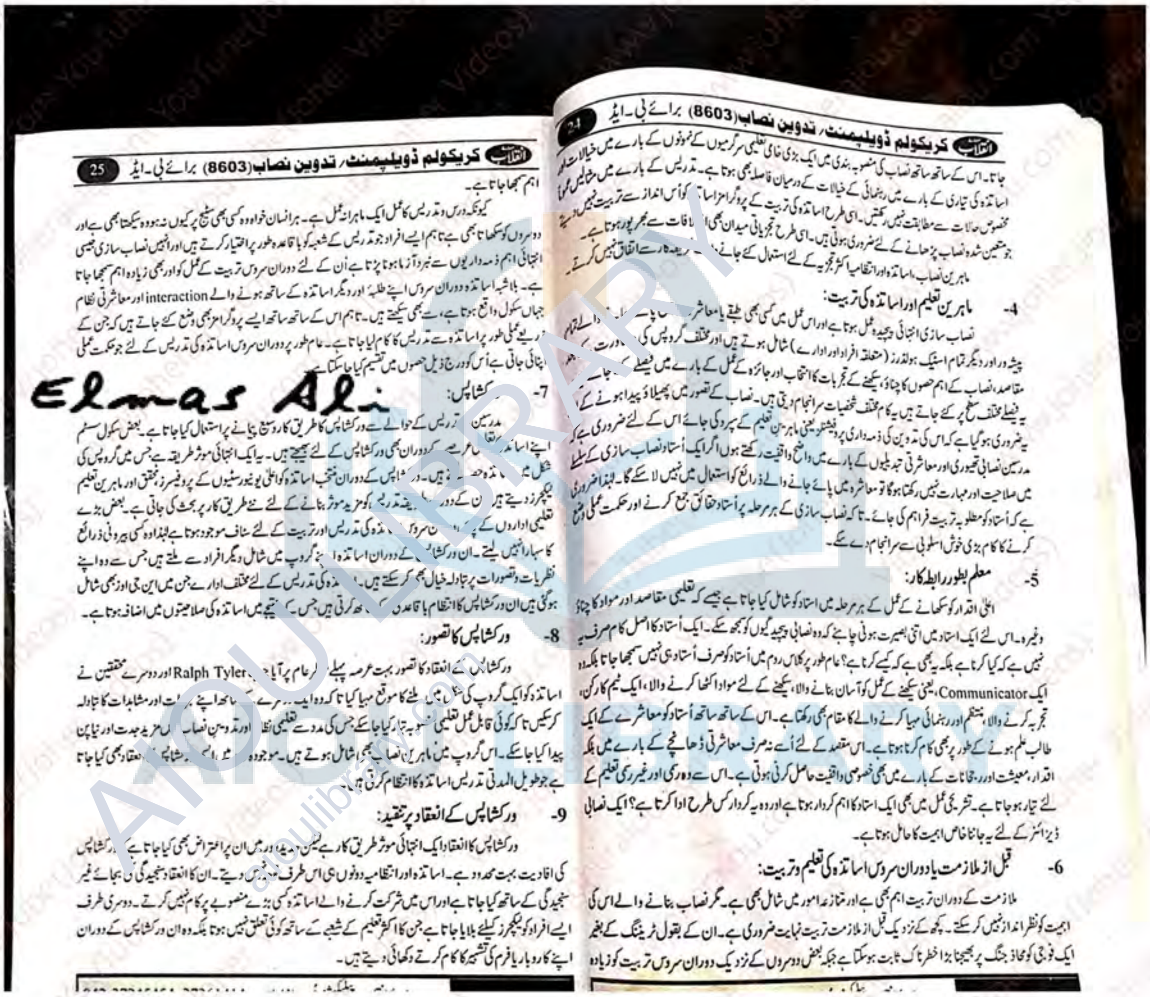

انقلاب کریکولم ڈویلپمنٹ / تدوین نصاب (8603) برائے بی۔ایڈ 24

جاتا۔ اس کے ساتھ ساتھ نصاب کی منصوبہ بندی میں ایک بڑی خامی تعلیمی سرگرمیوں کے نمونوں کے بارے میں خیالات اور اساتذہ کی تیاری کے بارے میں رہنمائی کے خیالات کے درمیان فاصلہ بھی ہوتا ہے۔ تدریس کے بارے میں مثالیں عموماً مخصوص حالات سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ اسی طرح اساتذہ کی تربیت کے پروگرامز اساتذہ کو اس انداز سے تربیت نہیں دیتے جو متعین شدہ نصاب پڑھانے کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ اسی طرح تجزیاتی میدان بھی اختلافات سے بھرپور ہوتا ہے۔ ماہرین نصاب، اساتذہ اور انتظامیہ اکثر تجزیہ کے لئے استعمال کئے جانے والے طریقہ کار سے اتفاق نہیں کرتے۔

4- ماہرین تعلیم اور اساتذہ کی تربیت:

نصاب سازی انتہائی پیچیدہ عمل ہوتا ہے اور اس عمل میں کسی بھی طبقے یا معاشرے میں پائے جانے والے تمام پیشہ ور اور دیگر تمام اسٹیک ہولڈرز (متعلقہ افراد اور ادارے) شامل ہوتے ہیں اور مختلف گروپس کی مشاورت مقاصد، نصاب کے اہم حصوں کا چناؤ، سیکھنے کے تجربات کا انتخاب اور جائزہ کے عمل کے بارے میں فیصلے کئے جاتے یہ فیصلے مختلف سطح پر کئے جاتے ہیں یہ کام مختلف شخصیات سرانجام دیتی ہیں۔ نصاب کے تصور میں پھیلاؤ پیدا ہونے کے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ اس کی تدوین کی ذمہ داری پروفیشنلز یعنی ماہرین تعلیم کے سپرد کی جائے اس کے لئے ضروری ہے کہ مدرسین نصابی تھیوری اور معاشرتی تبدیلیوں کے بارے میں واضح واقفیت رکھتے ہوں اگر ایک اُستاد نصاب سازی کے سلسلے میں صلاحیت اور مہارت نہیں رکھتا ہوگا تو معاشرہ میں پائے جانے والے ذرائع کو استعمال میں نہیں لا سکے گا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اُستاد کو مطلوبہ تربیت فراہم کی جائے۔ تاکہ نصاب سازی کے ہر مرحلہ پر اُستاد حقائق جمع کرنے اور حکمت عملی وضع کرنے کا کام بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دے سکے۔

5- معلم بطور رابطہ کار:

اعلیٰ اقدار کو سکھانے کے عمل کے ہر مرحلہ میں استاد کو شامل کیا جاتا ہے جیسے کہ تعلیمی مقاصد اور مواد کا چناؤ وغیرہ۔ اس لئے ایک استاد میں اتنی بصیرت ہونی چاہئے کہ وہ نصابی پیچیدگیوں کو سمجھ سکے۔ ایک اُستاد کا اصل کام صرف یہ نہیں ہے کہ کیا کرتا ہے بلکہ یہ بھی ہے کہ کیسے کرتا ہے؟ عام طور پر کلاس روم میں اُستاد کو صرف اُستاد ہی نہیں سمجھا جاتا بلکہ وہ ایک Communicator، یعنی سیکھنے کے عمل کو آسان بنانے والا، سیکھنے کے لئے مواد اکٹھا کرنے والا، ایک ٹیم کا رکن، تجربہ کرنے والا، منتظم اور رہنمائی مہیا کرنے والے کا مقام بھی رکھتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اُستاد کو معاشرے کے ایک طالب علم ہونے کے طور پر بھی کام کرنا ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لئے اُسے نہ صرف معاشرتی ڈھانچے کے بارے میں بلکہ اقدار، معیشت اور رجحانات کے بارے میں بھی خصوصی واقفیت حاصل کرنی ہوتی ہے۔ اس سے وہ رسمی اور غیر رسمی تعلیم کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ تشریحی عمل میں بھی ایک استاد کا اہم کردار ہوتا ہے اور وہ یہ کردار کس طرح ادا کرتا ہے؟ ایک نصابی ڈیزائنر کے لئے یہ جاننا خاص اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔

6- قبل از ملازمت یا دوران سروس اساتذہ کی تعلیم و تربیت:

ملازمت کے دوران تربیت اہم بھی ہے اور متنازعہ امور میں شامل بھی ہے۔ مگر نصاب بنانے والے اس کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ کچھ کے نزدیک قبل از ملازمت تربیت نہایت ضروری ہے۔ ان کے بقول ٹریننگ کے بغیر ایک فوجی کو محاذ جنگ پر بھیجنا بڑا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے جبکہ بعض دوسروں کے نزدیک دوران سروس تربیت کو زیادہ

انقلاب کریکولم ڈویلپمنٹ / تدوین نصاب (8603) برائے بی۔ایڈ 25

اہم سمجھا جاتا ہے۔

کیونکہ درس و تدریس کا عمل ایک ماہرانہ عمل ہے۔ ہر انسان خواہ وہ کسی بھی سٹیج پر کیوں نہ ہو وہ سیکھتا بھی ہے اور دوسروں کو سکھاتا بھی ہے تاہم ایسے افراد جو تدریس کے شعبہ کو باقاعدہ طور پر اختیار کرتے ہیں اور انہیں نصاب سازی جیسی انتہائی اہم ذمہ داریوں سے نبرد آزما ہونا پڑتا ہے اُن کے لئے دوران سروس تربیت کے عمل کو اور بھی زیادہ اہم سمجھا جاتا ہے۔ بلاشبہ اساتذہ دوران سروس اپنے طلبہ اور دیگر اساتذہ کے ساتھ ہونے والے interaction اور معاشرتی نظام جہاں سکول واقع ہوتا ہے، سے بھی سیکھتے ہیں۔ تاہم اس کے ساتھ ساتھ ایسے پروگرامز بھی وضع کئے جاتے ہیں کہ جن کے ذریعے عملی طور پر اساتذہ سے تدریس کا کام لیا جاتا ہے۔ عام طور پر دوران سروس اساتذہ کی تدریس کے لئے جو حکمت عملی اپنائی جاتی ہے اُس کو درج ذیل حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

Elmas Ali

7- ورکشاپس:

مدرسین تدریس کے حوالے سے ورکشاپس کا طریق کار وسیع پیمانے پر استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض سکول سسٹم اپنے اساتذہ کو عرصے کے دوران بھی ورکشاپس کے لئے بھیجتے ہیں۔ یہ ایک انتہائی موثر طریقہ ہے جس میں گروپس کی شکل میں اساتذہ ہیں۔ ورکشاپس کے دوران منتخب اساتذہ کو اعلیٰ یونیورسٹیوں کے پروفیسرز، محقق اور ماہرین تعلیم لیکچرز دیتے ہیں ان کے دوران طریقہ تدریس کو مزید موثر بنانے کے لئے نئے طریق کار پر بحث کی جاتی ہے۔ بعض بڑے تعلیمی اداروں کے پاس دوران سروس اساتذہ کی تدریس اور تربیت کے لئے سٹاف موجود ہوتا ہے لہٰذا وہ کسی بیرونی ذرائع کا سہارا نہیں لیتے۔ ان ورکشاپس کے دوران اساتذہ اپنے گروپ میں شامل دیگر افراد سے ملتے ہیں جس سے وہ اپنے نظریات و تصورات پر تبادلہ خیال بھی کر سکتے ہیں۔ اساتذہ کی تدریس کے لئے مختلف ادارے جن میں این جی اوز بھی شامل ہو گئی ہیں ان ورکشاپس کا انتظام باقاعدگی سے کرتی ہیں جس کے نتیجے میں اساتذہ کی صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

8- ورکشاپس کا تصور:

ورکشاپس کے انعقاد کا تصور بہت عرصہ پہلے منظر عام پر آیا جب Ralph Tyler اور دوسرے محققین نے اساتذہ کو ایک گروپ کی شکل میں ملنے کا موقع مہیا کیا تاکہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ اپنے تجربات اور مشاہدات کا تبادلہ کر سکیں تاکہ کوئی قابل عمل تعلیمی منصوبہ تیار کیا جا سکے جس کی مدد سے تعلیمی نظام اور تدوین نصاب میں مزید جدت اور نیا پن پیدا کیا جا سکے۔ اس گروپ میں ماہرین نصاب بھی شامل ہوتے ہیں۔ موجودہ دور میں ایسی ورکشاپس کا انعقاد بھی کیا جاتا ہے جو طویل المدتی تدریس اساتذہ کا انتظام کرتی ہیں۔

9- ورکشاپس کے انعقاد پر تنقید:

ورکشاپس کا انعقاد ایک انتہائی موثر طریق کار ہے لیکن جدید دور میں ان پر اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ ورکشاپس کی افادیت بہت محدود ہے۔ اساتذہ اور انتظامیہ دونوں ہی اس طرف توجہ نہیں دیتے۔ ان کا انعقاد سنجیدگی کی بجائے غیر سنجیدگی کے ساتھ کیا جاتا ہے اور اس میں شرکت کرنے والے اساتذہ کسی بڑے منصوبے پر کام نہیں کرتے۔ دوسری طرف ایسے افراد کو لیکچرز کیلئے بلایا جاتا ہے جن کا اکثر تعلیم کے شعبے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا بلکہ وہ ان ورکشاپس کے دوران اپنے کاروبار یا فرم کی تشہیر کا کام کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

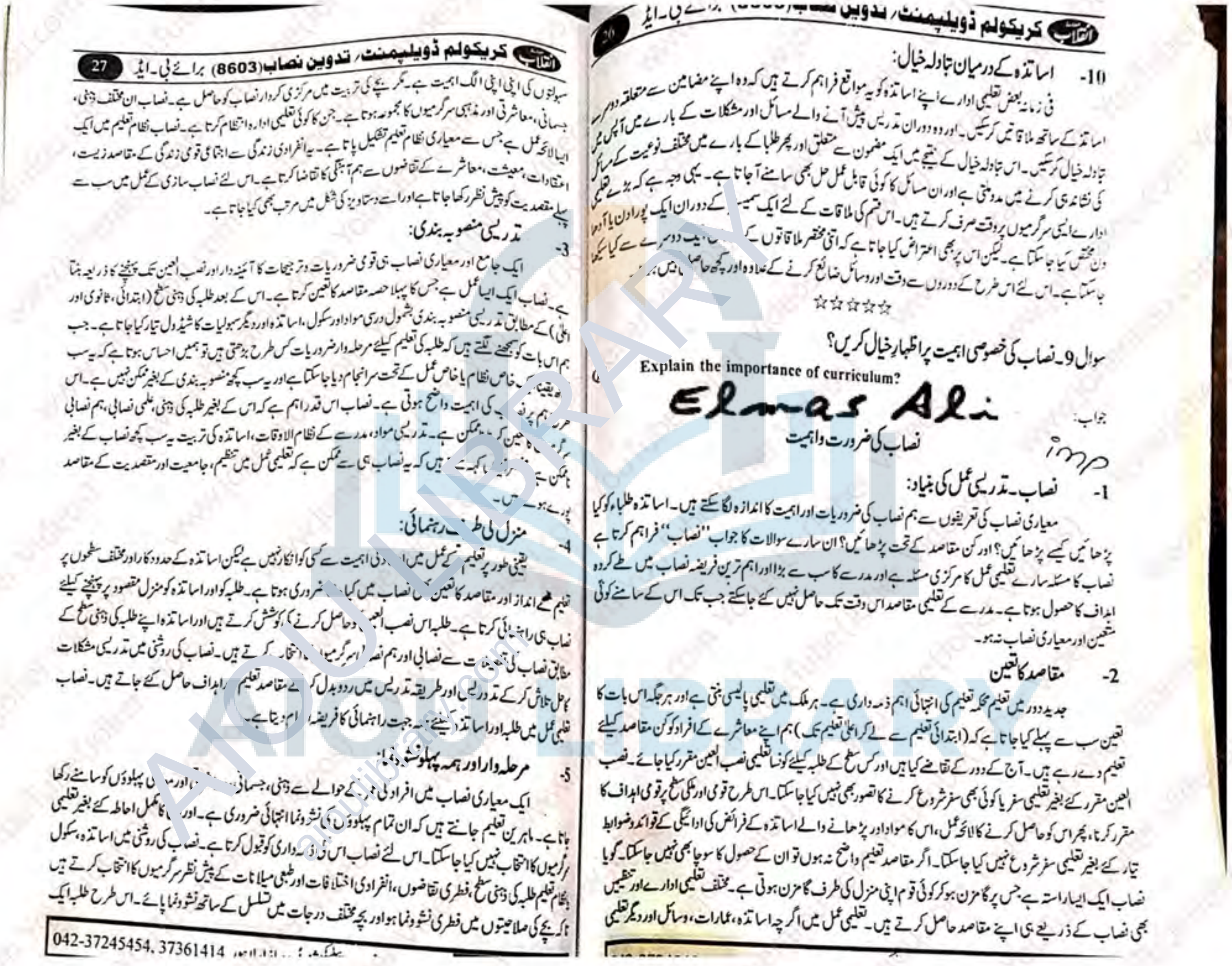

10- اساتذہ کے درمیان تبادلہ خیال:

فی زمانہ بعض تعلیمی ادارے اپنے اساتذہ کو یہ مواقع فراہم کرتے ہیں کہ وہ اپنے مضامین سے متعلقہ دوسرے اساتذہ کے ساتھ ملاقاتیں کر سکیں۔ اور وہ دوران تدریس پیش آنے والے مسائل اور مشکلات کے بارے میں آپس میں تبادلہ خیال کر سکیں۔ اس تبادلہ خیال کے نتیجے میں ایک مضمون سے متعلق اور پھر طلبا کے بارے میں مختلف نوعیت کے مسائل کی نشاندہی کرنے میں مدد ملتی ہے اور ان مسائل کا کوئی قابل عمل حل بھی سامنے آجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے تعلیمی ادارے ایسی سرگرمیوں پر وقت صرف کرتے ہیں۔ اس قسم کی ملاقات کے لئے ایک سمیسٹر کے دوران ایک پورا دن یا آدھا دن مختص کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس پر بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ اتنی مختصر ملاقاتوں [illegible] ایک دوسرے سے کیا سیکھا جا سکتا ہے۔ اس لئے اس طرح کے دوروں سے وقت اور وسائل ضائع کرنے کے علاوہ اور کچھ حاصل [illegible]

☆☆☆☆☆

سوال 9۔ نصاب کی خصوصی اہمیت پر اظہارِ خیال کریں؟

Explain the importance of curriculum?

Elmas Ali

جواب:

نصاب کی ضرورت واہمیت

imp

1- نصاب۔تدریسی عمل کی بنیاد:

معیاری نصاب کی تعریفوں سے ہم نصاب کی ضروریات اور اہمیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اساتذہ طلباء کو کیا پڑھائیں کیسے پڑھائیں؟ اور کن مقاصد کے تحت پڑھائیں؟ ان سارے سوالات کا جواب ''نصاب'' فراہم کرتا ہے نصاب کا مسئلہ سارے تعلیمی عمل کا مرکزی مسئلہ ہے اور مدرسے کا سب سے بڑا اور اہم ترین فریضہ نصاب میں طے کردہ اہداف کا حصول ہوتا ہے۔ مدرسے کے تعلیمی مقاصد اس وقت تک حاصل نہیں کئے جا سکتے جب تک اس کے سامنے کوئی متعین اور معیاری نصاب نہ ہو۔

2- مقاصد کا تعین

جدید دور میں تعلیم محکمہ تعلیم کی انتہائی اہم ذمہ داری ہے۔ ہر ملک میں تعلیمی پالیسی بنتی ہے اور ہر جگہ اس بات کا تعین سب سے پہلے کیا جاتا ہے کہ (ابتدائی تعلیم سے لے کر اعلیٰ تعلیم تک) ہم اپنے معاشرے کے افراد کو کن مقاصد کیلئے تعلیم دے رہے ہیں۔ آج کے دور کے تقاضے کیا ہیں اور کس سطح کے طلبہ کیلئے کونسا تعلیمی نصب العین مقرر کیا جائے۔ نصب العین مقرر کئے بغیر تعلیمی سفر یا کوئی بھی سفر شروع کرنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس طرح قومی اور ملکی سطح پر قومی اہداف کا مقرر کرنا، پھر اس کو حاصل کرنے کا لائحہ عمل، اس کا مواد اور پڑھانے والے اساتذہ کے فرائض کی ادائیگی کے قواعد وضوابط تیار کئے بغیر تعلیمی سفر شروع نہیں کیا جا سکتا۔ اگر مقاصد تعلیم واضح نہ ہوں تو ان کے حصول کا سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ گویا نصاب ایک ایسا راستہ ہے جس پر گامزن ہو کر کوئی قوم اپنی منزل کی طرف گامزن ہوتی ہے۔ مختلف تعلیمی ادارے اور تنظیمیں بھی نصاب کے ذریعے ہی اپنے مقاصد حاصل کرتے ہیں۔ تعلیمی عمل میں اگرچہ اساتذہ، عمارات، وسائل اور دیگر تعلیمی

سہولتوں کی اپنی اپنی الگ اہمیت ہے۔ مگر بچے کی تربیت میں مرکزی کردار نصاب کو حاصل ہے۔ نصاب ان مختلف ذہنی، جسمانی، معاشرتی اور مذہبی سرگرمیوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ جن کا کوئی تعلیمی ادارہ انتظام کرتا ہے۔ نصاب نظام تعلیم میں ایک ایسا لائحہ عمل ہے جس سے معیاری نظام تعلیم تشکیل پاتا ہے۔ یہ انفرادی زندگی سے اجتماعی قومی زندگی کے مقاصد زیست، اعتقادات، معیشت، معاشرے کے تقاضوں سے ہم آہنگی کا تقاضا کرتا ہے۔ اس لئے نصاب سازی کے عمل میں سب سے پہلے مقصدیت کو پیش نظر رکھا جاتا ہے اور اسے دستاویز کی شکل میں مرتب بھی کیا جاتا ہے۔

3- تدریسی منصوبہ بندی:

ایک جامع اور معیاری نصاب ہی قومی ضروریات وترجیحات کا آئینہ دار اور نصب العین تک پہنچنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ نصاب ایک ایسا عمل ہے جس کا پہلا حصہ مقاصد کا تعین کرتا ہے۔ اس کے بعد طلبہ کی ذہنی سطح (ابتدائی، ثانوی اور اعلیٰ) کے مطابق تدریسی منصوبہ بندی بشمول درسی مواد اور سکول، اساتذہ اور دیگر سہولیات کا شیڈول تیار کیا جاتا ہے۔ جب ہم اس بات کو سمجھنے لگتے ہیں کہ طلبہ کی تعلیم کیلئے مرحلہ وار ضروریات کس طرح بڑھتی ہیں تو ہمیں احساس ہوتا ہے کہ یہ سب یقیناً [illegible] خاص نظام یا خاص عمل کے تحت سرانجام دیا جا سکتا ہے اور یہ سب کچھ منصوبہ بندی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اس [illegible] ہم پر [illegible] کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ نصاب اس قدر اہم ہے کہ اس کے بغیر طلبہ کی ذہنی، علمی نصابی، ہم نصابی سرگرمیوں کا تعین کر[illegible] ممکن ہے۔ تدریسی مواد، مدرسے کے نظام الاوقات، اساتذہ کی تربیت یہ سب کچھ نصاب کے بغیر ناممکن [illegible] ہیں کہ یہ نصاب ہی سے ممکن ہے کہ تعلیمی عمل میں تنظیم، جامعیت اور مقصدیت کے مقاصد پورے ہوتے ہیں۔

4- منزل کی طرف راہنمائی:

یقینی طور پر تعلیم کے عمل میں [illegible] اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہے لیکن اساتذہ کے حدود کار اور مختلف سطحوں پر تعلیم کے انداز اور مقاصد کا تعین [illegible] نصاب میں کیا [illegible] ضروری ہوتا ہے۔ طلبہ کو اور اساتذہ کو منزل مقصود پر پہنچنے کیلئے نصاب ہی راہنمائی کرتا ہے۔ طلبہ اس نصب العین [illegible] حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اساتذہ اپنے طلبہ کی ذہنی سطح کے مطابق نصاب کی [illegible] سے نصابی اور ہم نصابی سرگرمیوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ نصاب کی روشنی میں تدریسی مشکلات کا حل تلاش کر کے تدریس اور طریقہ تدریس میں ردوبدل کر کے مقاصد تعلیم [illegible] اہداف حاصل کئے جاتے ہیں۔ نصاب تعلیمی عمل میں طلبہ اور اساتذہ کیلئے [illegible] جہت راہنمائی کا فریضہ [illegible] دیتا ہے۔

5- مرحلہ وار اور ہمہ پہلو نشوونما:

ایک معیاری نصاب میں افراد کی [illegible] کے حوالے سے ذہنی، جسمانی [illegible] اور [illegible] پہلوؤں کو سامنے رکھا جاتا ہے۔ ماہرین تعلیم جانتے ہیں کہ ان تمام پہلوؤں کی نشوونما انتہائی ضروری ہے۔ اور [illegible] کا مکمل احاطہ کئے بغیر تعلیمی سرگرمیوں کا انتخاب نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے نصاب اس ذمہ داری کو قبول کرتا ہے۔ نصاب کی روشنی میں اساتذہ، سکول، نظام تعلیم طلبہ کی ذہنی سطح، فطری تقاضوں، انفرادی اختلافات اور طبعی میلانات کے پیش نظر سرگرمیوں کا انتخاب کرتے ہیں تاکہ بچے کی صلاحیتوں میں فطری نشوونما ہو اور بچہ مختلف درجات میں تسلسل کے ساتھ نشوونما پائے۔ اس طرح طلبہ ایک

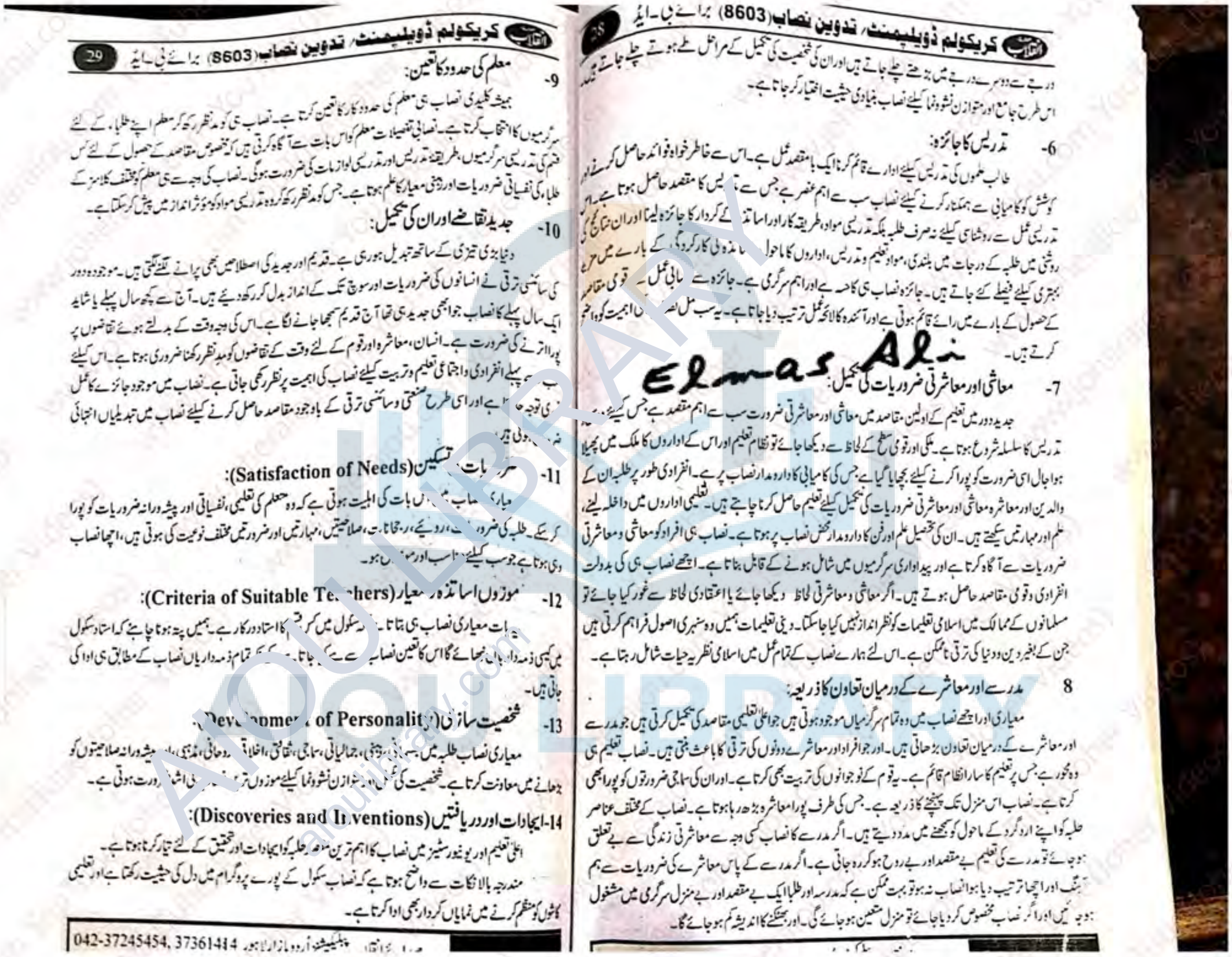

درجے سے دوسرے درجے میں بڑھتے چلے جاتے ہیں اور ان کی شخصیت کی تکمیل کے مراحل طے ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس طرح جامع اور متوازن نشوونما کیلئے نصاب بنیادی حیثیت اختیار کر جاتا ہے۔

6- تدریس کا جائزہ:

طالب علموں کی تدریس کیلئے ادارے قائم کرنا ایک بامقصد عمل ہے۔ اس سے خاطر خواہ فوائد حاصل کرنے اور کوشش کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے نصاب سب سے اہم عنصر ہے جس سے تدریس کا مقصد حاصل ہوتا ہے۔ [illegible] تدریسی عمل سے روشناسی کیلئے نہ صرف طلبہ بلکہ تدریسی مواد، طریقہ کار اور اساتذہ کے کردار کا جائزہ لینا اور ان نتائج کی روشنی میں طلبہ کے درجات میں بلندی، مواد تعلیم و تدریس، اداروں کا ماحول، اساتذہ کی کارکردگی کے بارے میں [illegible] بہتری کیلئے فیصلے کئے جاتے ہیں۔ جائزہ نصاب ہی کا حصہ ہے اور اہم سرگرمی ہے۔ جائزہ سے [illegible] عمل [illegible] قومی مقاصد کے حصول کے بارے میں رائے قائم ہوتی ہے اور آئندہ کا لائحہ عمل ترتیب دیا جاتا ہے۔ یہ سب مل [illegible] اہمیت کو واضح کرتے ہیں۔

Elmas Ali

7- معاشی اور معاشرتی ضروریات کی تکمیل:

جدید دور میں تعلیم کے اولین مقاصد میں معاشی اور معاشرتی ضرورت سب سے اہم مقصد ہے۔ جس کیلئے [illegible] تدریس کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ ملکی اور قومی سطح کے لحاظ سے دیکھا جائے تو نظام تعلیم اور اس کے اداروں کا ملک میں پھیلا ہوا جال اسی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے بچھایا گیا ہے۔ جس کی کامیابی کا دارومدار نصاب پر ہے۔ انفرادی طور پر طلبہ ان کے والدین اور معاشرہ معاشی اور معاشرتی ضروریات کی تکمیل کیلئے تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تعلیمی اداروں میں داخلہ لیتے، علم اور مہارتیں سیکھتے ہیں۔ ان کی تحصیل علم اور فن کا دارومدار محض نصاب پر ہوتا ہے۔ نصاب ہی افراد کو معاشی و معاشرتی ضروریات سے آگاہ کرتا ہے اور پیداواری سرگرمیوں میں شامل ہونے کے قابل بناتا ہے۔ اچھے نصاب ہی کی بدولت انفرادی و قومی مقاصد حاصل ہوتے ہیں۔ اگر معاشی و معاشرتی لحاظ دیکھا جائے یا اعتقادی لحاظ سے غور کیا جائے تو مسلمانوں کے ممالک میں اسلامی تعلیمات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ دینی تعلیمات ہمیں وہ سنہری اصول فراہم کرتی ہیں جن کے بغیر دین و دنیا کی ترقی ناممکن ہے۔ اس لئے ہمارے نصاب کے تمام عمل میں اسلامی نظریہ حیات شامل رہتا ہے۔

8 مدرسے اور معاشرے کے درمیان تعاون کا ذریعہ:

معیاری اور اچھے نصاب میں وہ تمام سرگرمیاں موجود ہوتی ہیں جو اعلیٰ تعلیمی مقاصد کی تکمیل کرتی ہیں جو مدرسے اور معاشرے کے درمیان تعاون بڑھاتی ہیں۔ اور جو افراد اور معاشرے دونوں کی ترقی کا باعث بنتی ہیں۔ نصاب تعلیم ہی وہ محور ہے جس پر تعلیم کا سارا انتظام قائم ہے۔ یہ قوم کے نوجوانوں کی تربیت بھی کرتا ہے۔ اور ان کی سماجی ضرورتوں کو پورا بھی کرتا ہے۔ نصاب اس منزل تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ جس کی طرف پورا معاشرہ بڑھ رہا ہوتا ہے۔ نصاب کے مختلف عناصر طلبہ کو اپنے اردگرد کے ماحول کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ اگر مدرسے کا نصاب کسی وجہ سے معاشرتی زندگی سے بے تعلق ہو جائے تو مدرسے کی تعلیم بے مقصد اور بے روح ہو کر رہ جاتی ہے۔ اگر مدرسے کے پاس معاشرے کی ضروریات سے ہم آہنگ اور اچھا ترتیب دیا ہوا نصاب نہ ہو تو بہت ممکن ہے کہ مدرسہ اور طلبا ایک بے مقصد اور بے منزل سرگرمی میں مشغول ہو جائیں اور اگر نصاب مخصوص کر دیا جائے تو منزل متعین ہو جائے گی۔ اور بھٹکنے کا اندیشہ کم ہو جائے گا۔

9- معلم کی حدود کا تعین:

ہمیشہ کلیدی نصاب ہی معلم کی حدود کار کا تعین کرتا ہے۔ نصاب ہی کو مدنظر رکھ کر معلم اپنے طلباء کے لئے سرگرمیوں کا انتخاب کرتا ہے۔ نصابی تفصیلات معلم کو اس بات سے آگاہ کرتی ہیں کہ مخصوص مقاصد کے حصول کے لئے کس قسم کی تدریسی سرگرمیوں، طریقہ تدریس اور تدریسی لوازمات کی ضرورت ہوگی۔ نصاب کی وجہ سے ہی معلم کو مختلف کلاسز کے طلباء کی نفسیاتی ضروریات اور ذہنی معیار کا علم ہوتا ہے۔ جس کو مدنظر رکھ کر وہ تدریسی مواد کو موثر انداز میں پیش کر سکتا ہے۔

10- جدید تقاضے اور ان کی تکمیل:

دنیا بڑی تیزی کے ساتھ تبدیل ہو رہی ہے۔ قدیم اور جدید کی اصطلاحیں بھی پرانے لگنے لگی ہیں۔ موجودہ دور کی سائنسی ترقی نے انسانوں کی ضروریات اور سوچ تک کے انداز بدل کر رکھ دیئے ہیں۔ آج سے کچھ سال پہلے یا شاید ایک سال پہلے کا نصاب جو ابھی جدید ہی تھا آج قدیم سمجھا جانے لگا ہے۔ اس کی وجہ وقت کے بدلتے ہوئے تقاضوں پر پورا اترنے کی ضرورت ہے۔ انسان، معاشرہ اور قوم کے لئے وقت کے تقاضوں کو مدنظر رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اس کیلئے سب سے پہلے انفرادی و اجتماعی تعلیم و تربیت کیلئے نصاب کی اہمیت پر نظر رکھی جاتی ہے۔ نصاب میں موجود جائزے کا عمل [illegible] توجہ [illegible] ہے اور اسی طرح صنعتی و سائنسی ترقی کے باوجود مقاصد حاصل کرنے کیلئے نصاب میں تبدیلیاں انتہائی ضروری ہیں۔

11- ضروریات کی تسکین (Satisfaction of Needs):

معیاری نصاب میں اس بات کی اہلیت ہوتی ہے کہ وہ متعلم کی تعلیمی، نفسیاتی اور پیشہ ورانہ ضروریات کو پورا کر سکے۔ طلبہ کی ضروریات، رویے، رجحانات، صلاحیتیں، مہارتیں اور ضرورتیں مختلف نوعیت کی ہوتی ہیں، اچھا نصاب وہی ہوتا ہے جو سب کیلئے مناسب اور موزوں ہو۔

12- موزوں اساتذہ کا معیار (Criteria of Suitable Teachers):

یہ بات معیاری نصاب ہی بتاتا ہے کہ سکول میں کس قسم کا استاد درکار ہے۔ ہمیں پتہ ہونا چاہئے کہ استاد سکول میں کیسی ذمہ داریاں نبھائے گا اس کا تعین نصاب سے ہی کیا جاتا ہے کیونکہ تمام ذمہ داریاں نصاب کے مطابق ہی ادا کی جاتی ہیں۔

13- شخصیت سازی (Development of Personality):

معیاری نصاب طلبہ میں جسمانی، ذہنی، جمالیاتی، سماجی، ثقافتی، اخلاقی، روحانی، مذہبی، اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں کو بڑھانے میں معاونت کرتا ہے۔ شخصیت کی مکمل اور متوازن نشوونما کیلئے موزوں ترین نصابی اشیاء کی ضرورت ہوتی ہے۔

14- ایجادات اور دریافتیں (Discoveries and Inventions):

اعلیٰ تعلیم اور یونیورسٹیز میں نصاب کا اہم ترین مقصد طلبہ کو ایجادات اور تحقیق کے لئے تیار کرنا ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا نکات سے واضح ہوتا ہے کہ نصاب سکول کے پورے پروگرام میں دل کی حیثیت رکھتا ہے اور تعلیمی کاموں کو منظم کرنے میں نمایاں کردار بھی ادا کرتا ہے۔

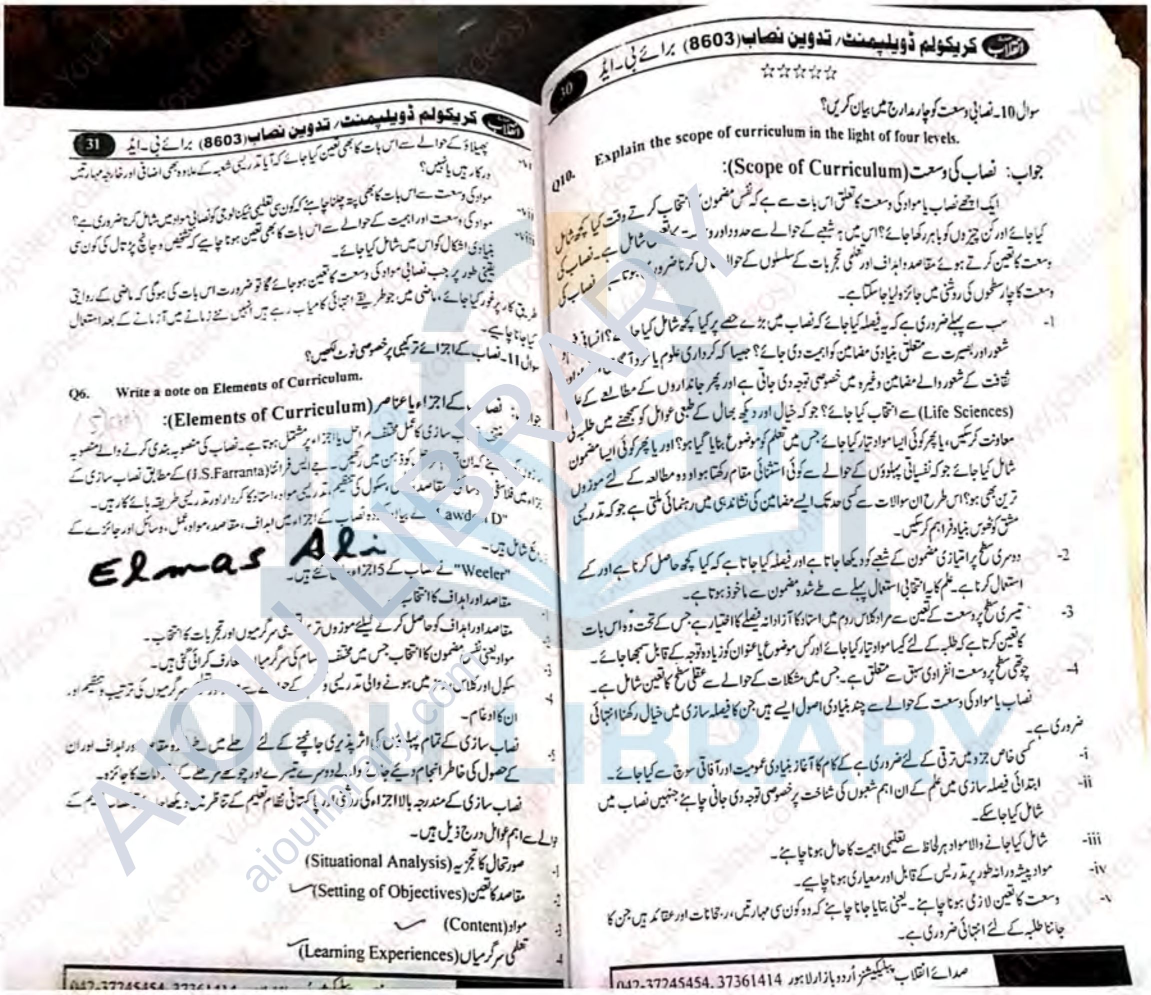

☆☆☆☆☆

سوال 10۔ نصابی وسعت کو چار مدارج میں بیان کریں؟

Q10. Explain the scope of curriculum in the light of four levels.

جواب: نصاب کی وسعت (Scope of Curriculum):

ایک اچھے نصاب یا مواد کی وسعت کا تعلق اس بات سے ہے کہ نفس مضمون کا انتخاب کرتے وقت کیا کچھ شامل کیا جائے اور کن چیزوں کو باہر رکھا جائے؟ اس میں ہر شعبے کے حوالے سے حدود اور [illegible] شامل ہے۔ نصاب کی وسعت کا تعین کرتے ہوئے مقاصد و اہداف اور تعلیمی تجربات کے سلسلوں کے حوالے [illegible] کرنا ضروری ہوتا ہے۔ نصاب کی وسعت کا چار سطحوں کی روشنی میں جائزہ لیا جا سکتا ہے۔

کیا کچھ شامل
نصاب کی
نصاب کی

1- سب سے پہلے ضروری ہے کہ یہ فیصلہ کیا جائے کہ نصاب میں بڑے حصے پر کیا کچھ شامل کیا جائے؟ انسانی [illegible] شعور اور بصیرت سے متعلق بنیادی مضامین کو اہمیت دی جائے؟ جیسا کہ کرداری علوم یا [illegible] ثقافت کے شعور والے مضامین وغیرہ میں خصوصی توجہ دی جاتی ہے اور پھر جانداروں کے مطالعے کے علم (Life Sciences) سے انتخاب کیا جائے؟ جو کہ خیال اور دیکھ بھال کے طبعی عوامل کو سمجھنے میں طلبہ کی معاونت کر سکیں، یا پھر کوئی ایسا مواد تیار کیا جائے جس میں تعلم کو موضوع بنایا گیا ہو؟ اور یا پھر کوئی ایسا مضمون شامل کیا جائے جو کہ نفسیاتی پہلوؤں کے حوالے سے کوئی استثنائی مقام رکھتا ہو اور وہ مطالعہ کے لئے موزوں ترین بھی ہو؟ اس طرح ان سوالات سے کسی حد تک ایسے مضامین کی نشاندہی میں رہنمائی ملتی ہے جو کہ تدریسی مشق کو ٹھوس بنیاد فراہم کر سکیں۔

2- دوسری سطح پر امتیازی مضمون کے شعبے کو دیکھا جاتا ہے اور فیصلہ کیا جاتا ہے کہ کیا کچھ حاصل کرنا ہے اور کسے استعمال کرنا ہے۔ علم کا یہ انتخابی استعمال پہلے سے طے شدہ مضمون سے ماخوذ ہوتا ہے۔

3- تیسری سطح پر وسعت کے تعین سے مراد کلاس روم میں استاد کا آزادانہ فیصلے کا اختیار ہے۔ جس کے تحت وہ اس بات کا تعین کرتا ہے کہ طلبہ کے لئے کیسا مواد تیار کیا جائے اور کس موضوع یا عنوان کو زیادہ توجہ کے قابل سمجھا جائے۔

4- چوتھی سطح پر وسعت انفرادی سبق سے متعلق ہے۔ جس میں مشکلات کے حوالے سے عقلی سطح کا تعین شامل ہے۔

نصاب یا مواد کی وسعت کے حوالے سے چند بنیادی اصول ایسے ہیں جن کا فیصلہ سازی میں خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

i- کسی خاص جزو میں ترقی کے لئے ضروری ہے کہ کام کا آغاز بنیادی عمومیت اور آفاقی سوچ سے کیا جائے۔

ii- ابتدائی فیصلہ سازی میں علم کے ان اہم شعبوں کی شناخت پر خصوصی توجہ دی جانی چاہئے جنہیں نصاب میں شامل کیا جا سکے۔

iii- شامل کیا جانے والا مواد ہر لحاظ سے تعلیمی اہمیت کا حامل ہونا چاہئے۔

iv- مواد پیشہ ورانہ طور پر تدریس کے قابل اور معیاری ہونا چاہیے۔

v- وسعت کا تعین لازمی ہونا چاہئے۔ یعنی بتایا جانا چاہئے کہ وہ کون سی مہارتیں، رجحانات اور عقائد ہیں جن کا جاننا طلبہ کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

vi- پھیلاؤ کے حوالے سے اس بات کا بھی تعین کیا جائے کہ آیا تدریسی شعبہ کے علاوہ بھی اضافی اور خارجیہ مہارتیں درکار ہیں یا نہیں؟

vii- مواد کی وسعت سے اس بات کا بھی پتہ چلنا چاہئے کہ کون سی تعلیمی ٹیکنالوجی کو نصابی مواد میں شامل کرنا ضروری ہے؟

viii- مواد کی وسعت اور اہمیت کے حوالے سے اس بات کا بھی تعین ہونا چاہیے کہ تشخیص و جانچ پڑتال کی کون سی بنیادی اشکال کو اس میں شامل کیا جائے۔

یقینی طور پر جب نصابی مواد کی وسعت کا تعین ہو جائے گا تو ضرورت اس بات کی ہوگی کہ ماضی کے روایتی طریق کار پر غور کیا جائے۔ ماضی میں جو طریقے انتہائی کامیاب رہے ہیں انہیں نئے زمانے میں آزمانے کے بعد استعمال کیا جانا چاہیے۔

سوال 11۔ نصاب کے اجزائے ترکیبی پر خصوصی نوٹ لکھیں؟

Q6. Write a note on Elements of Curriculum.

جواب: نصاب کے اجزاء یا عناصر (Elements of Curriculum):

نصاب سازی کا عمل مختلف مراحل یا اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے۔ نصاب کی منصوبہ بندی کرنے والے منصوبہ ساز [illegible] کو ذہن میں رکھیں۔ جے ایس فرانٹا (J.S.Farranta) کے مطابق نصاب سازی کے اجزاء میں فلاسفی [illegible] مقاصد [illegible] سکول کی تنظیم، تدریسی مواد، استاد کا کردار اور تدریسی طریقہ ہائے کار ہیں۔

"Lawdon D" [illegible] نصاب کے اجزاء میں اہداف، مقاصد، مواد، عمل، وسائل اور جائزے کے [illegible] شامل ہیں۔

Elmas Ali

"Weeler" نے نصاب کے 5 اجزاء [illegible] ہیں۔

1- مقاصد اور اہداف کا انتخاب۔

2- مقاصد اور اہداف کو حاصل کرنے کیلئے موزوں تر [illegible] سرگرمیوں اور تجربات کا انتخاب۔

3- مواد یعنی نفس مضمون کا انتخاب جس میں مختلف [illegible] کی سرگرمیاں [illegible] متعارف کرائی گئی ہیں۔

4- سکول اور کلاس روم میں ہونے والی تدریسی و [illegible] کے حوالے سے [illegible] سرگرمیوں کی ترتیب و تنظیم اور ان کا ادغام۔

5- نصاب سازی کے تمام پہلوؤں کی اثر پذیری جانچنے کے لئے [illegible] مرحلے میں [illegible] مقاصد و اہداف اور ان کے حصول کی خاطر انجام دیئے جانے والے دوسرے تیسرے اور چوتھے مرحلے کے [illegible] کا جائزہ۔

نصاب سازی کے مندرجہ بالا اجزاء کی روشنی اور پاکستانی نظام تعلیم کے تناظر میں [illegible] حوالے سے اہم عوامل درج ذیل ہیں۔

1- صورتحال کا تجزیہ (Situational Analysis)

2- مقاصد کا تعین (Setting of Objectives)

3- مواد (Content)

4- تعلمی سرگرمیاں (Learning Experiences)

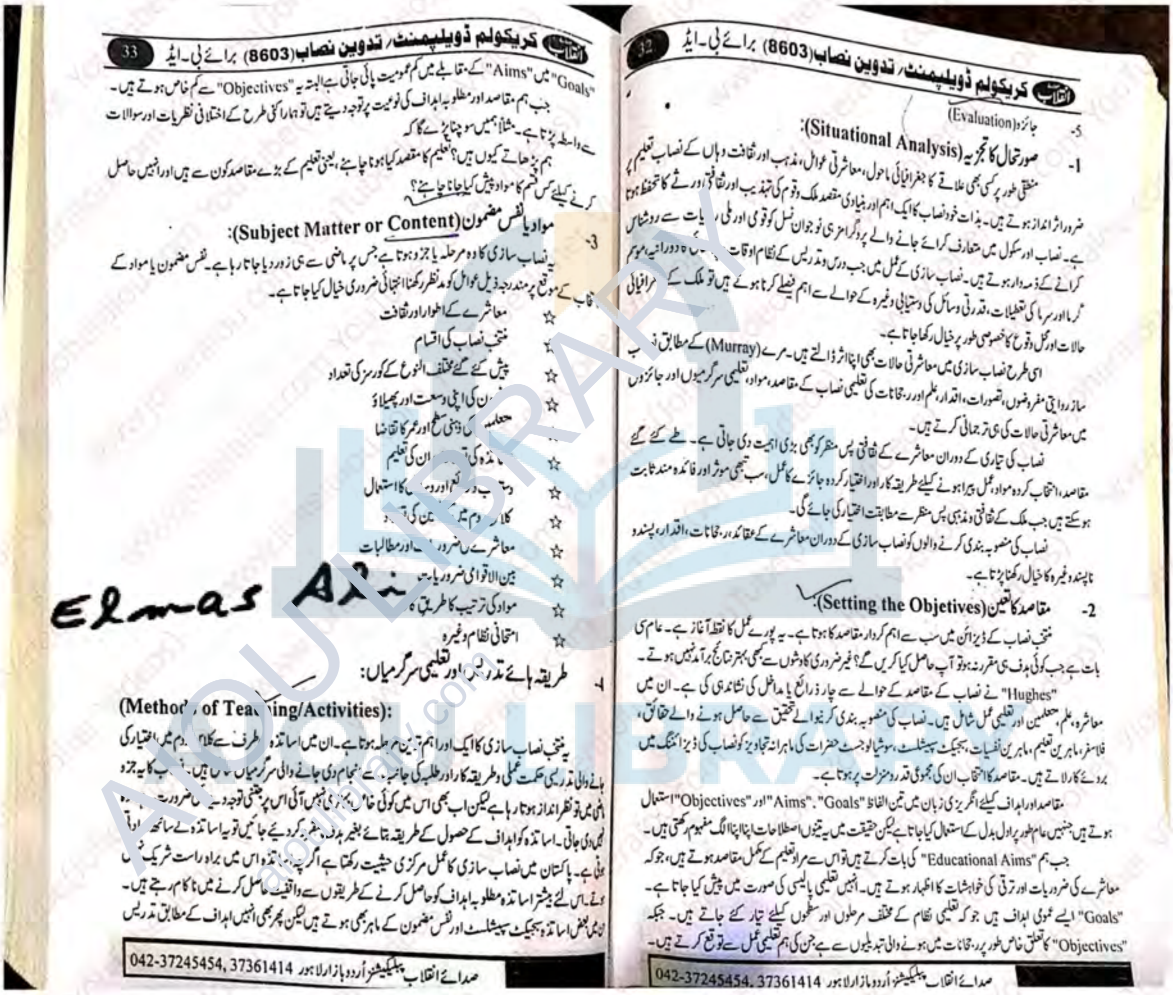

-5 جائزہ(Evaluation)

-1 صورتحال کا تجزیہ(Situational Analysis):

منطقی طور پر کسی بھی علاقے کا جغرافیائی ماحول، معاشرتی عوامل، مذہب اور ثقافت وہاں کے نصاب تعلیم پر ضرور اثر انداز ہوتے ہیں۔ بذات خود نصاب کا ایک اہم اور بنیادی مقصد ملک وقوم کی تہذیب اور ثقافتی ورثے کا تحفظ ہوتا ہے۔ نصاب اور سکول میں متعارف کرائے جانے والے پروگرام ہی نوجوان نسل کو قومی اور ملی روایات سے روشناس کرانے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ نصاب سازی کے عمل میں جب درس وتدریس کے نظام اوقات، [illegible] کا دورانیہ، موسم گرما اور سرما کی تعطیلات، قدرتی وسائل کی دستیابی وغیرہ کے حوالے سے اہم فیصلے کرنا ہوتے ہیں تو ملک کے جغرافیائی حالات اور محل وقوع کا خصوصی طور پر خیال رکھا جاتا ہے۔

اسی طرح نصاب سازی میں معاشرتی حالات بھی اپنا اثر ڈالتے ہیں۔ مرے(Murray) کے مطابق نصاب ساز روایتی مفروضوں، تصورات، اقدار، علم اور رجحانات کی تعلیمی نصاب کے مقاصد، مواد، تعلیمی سرگرمیوں اور جائزوں میں معاشرتی حالات کی ہی ترجمانی کرتے ہیں۔

نصاب کی تیاری کے دوران معاشرے کے ثقافتی پس منظر کو بھی بڑی اہمیت دی جاتی ہے۔ طے کیے گئے مقاصد، انتخاب کردہ مواد، عمل پیرا ہونے کیلئے طریقہ کار اور اختیار کردہ جائزے کا عمل، سب تبھی موثر اور فائدہ مند ثابت ہو سکتے ہیں جب ملک کے ثقافتی و مذہبی پس منظر سے مطابقت اختیار کی جائے گی۔

نصاب کی منصوبہ بندی کرنے والوں کو نصاب سازی کے دوران معاشرے کے عقائد، رجحانات، اقدار، پسند و ناپسند وغیرہ کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔

-2 مقاصد کا تعین(Setting the Objetives):

منتخب نصاب کے ڈیزائن میں سب سے اہم کردار مقاصد کا ہوتا ہے۔ یہ پورے عمل کا نقطہ آغاز ہے۔ عام سی بات ہے جب کوئی ہدف ہی مقرر نہ ہو تو آپ حاصل کیا کریں گے؟ غیر ضروری کاوشوں سے کبھی بہتر نتائج برآمد نہیں ہوتے۔

"Hughes" نے نصاب کے مقاصد کے حوالے سے چار ذرائع یا مداخل کی نشاندہی کی ہے۔ ان میں معاشرہ، علم، متعلمین اور تعلیمی عمل شامل ہیں۔ نصاب کی منصوبہ بندی کرنیوالے تحقیق سے حاصل ہونے والے حقائق، فلاسفر، ماہرین تعلیم، ماہرین نفسیات، سبجیکٹ سپیشلسٹ، سوشیالوجسٹ حضرات کی ماہرانہ تجاویز کو نصاب کی ڈیزائننگ میں بروئے کار لاتے ہیں۔ مقاصد کا انتخاب ان کی مجموعی قدر و منزلت پر ہوتا ہے۔

مقاصد اور اہداف کیلئے انگریزی زبان میں تین الفاظ "Goals"، "Aims" اور "Objectives" استعمال ہوتے ہیں جنہیں عام طور پر ادل بدل کے استعمال کیا جاتا ہے لیکن حقیقت میں یہ تینوں اصطلاحات اپنا اپنا الگ مفہوم رکھتی ہیں۔

جب ہم "Educational Aims" کی بات کرتے ہیں تو اس سے مراد تعلیم کے مکمل مقاصد ہوتے ہیں، جو کہ معاشرے کی ضروریات اور ترقی کی خواہشات کا اظہار ہوتے ہیں۔ انہیں تعلیمی پالیسی کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔

"Goals" ایسے عمومی اہداف ہیں جو کہ تعلیمی نظام کے مختلف مرحلوں اور سطحوں کیلئے تیار کیے جاتے ہیں۔ جبکہ "Objectives" کا تعلق خاص طور پر رجحانات میں ہونے والی تبدیلیوں سے ہے جن کی ہم تعلیمی عمل سے توقع کرتے ہیں۔

"Goals" میں "Aims" کے مقابلے میں کم عمومیت پائی جاتی ہے البتہ یہ "Objectives" سے کم خاص ہوتے ہیں۔

جب ہم مقاصد اور مطلوبہ اہداف کی نوعیت پر توجہ دیتے ہیں تو ہمارا کئی طرح کے اختلافی نظریات اور سوالات سے واسطہ پڑتا ہے۔ مثلاً ہمیں سوچنا پڑے گا کہ

ہم پڑھاتے کیوں ہیں؟ تعلیم کا مقصد کیا ہونا چاہیے، یعنی تعلیم کے بڑے مقاصد کون سے ہیں اور انہیں حاصل کرنے کیلئے کس قسم کا مواد پیش کیا جانا چاہیے؟

-3 مواد یا نفس مضمون(Subject Matter or Content):

یہ نصاب سازی کا وہ مرحلہ یا جزو ہوتا ہے جس پر ماضی سے ہی زور دیا جاتا رہا ہے۔ نفس مضمون یا مواد کے انتخاب کے موقع پر مندرجہ ذیل عوامل کو مدنظر رکھنا انتہائی ضروری خیال کیا جاتا ہے۔

☆ معاشرے کے اطوار اور ثقافت
☆ منتخب نصاب کی اقسام
☆ پیش کیے گئے مختلف النوع کے کورسز کی تعداد
☆ مضمون کی اپنی وسعت اور پھیلاؤ
☆ متعلمین کی ذہنی سطح اور عمر کا تقاضا
☆ اساتذہ کی تربیت اور ان کی تعلیم
☆ دستیاب ذرائع اور وسائل کا استعمال
☆ کلاس روم میں متعلمین کی تعداد
☆ معاشرے کی ضروریات اور مطالبات
☆ بین الاقوامی ضروریات
☆ مواد کی ترتیب کا طریقہ کار
☆ امتحانی نظام وغیرہ

Elmas Ali

-4 طریقہ ہائے تدریس اور تعلیمی سرگرمیاں:
(Methods of Teaching/Activities):

یہ منتخب نصاب سازی کا ایک اور اہم ترین مرحلہ ہوتا ہے۔ ان میں اساتذہ کی طرف سے کلاس روم میں اختیار کی جانے والی تدریسی حکمت عملی و طریقہ کار اور طلبہ کی جانب سے انجام دی جانے والی سرگرمیاں شامل ہیں۔ نصاب کا یہ جزو ماضی میں تو نظر انداز ہوتا رہا ہے لیکن اب بھی اس میں کوئی خاص بہتری نہیں آئی اس پر جتنی توجہ دینے کی ضرورت ہے [illegible] نہیں دی جاتی۔ اساتذہ کو اہداف کے حصول کے طریقہ بتائے بغیر ہدف مقرر کر دیے جائیں تو یہ اساتذہ کے ساتھ [illegible] ہوتی ہے۔ پاکستان میں نصاب سازی کا عمل مرکزی حیثیت رکھتا ہے اگرچہ اساتذہ اس میں براہ راست شریک نہیں ہوتے۔ اس لئے بیشتر اساتذہ مطلوبہ اہداف کو حاصل کرنے کے طریقوں سے واقفیت حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ ان میں بعض اساتذہ سبجیکٹ سپیشلسٹ اور نفس مضمون کے ماہر بھی ہوتے ہیں لیکن پھر بھی انہیں اہداف کے مطابق تدریس

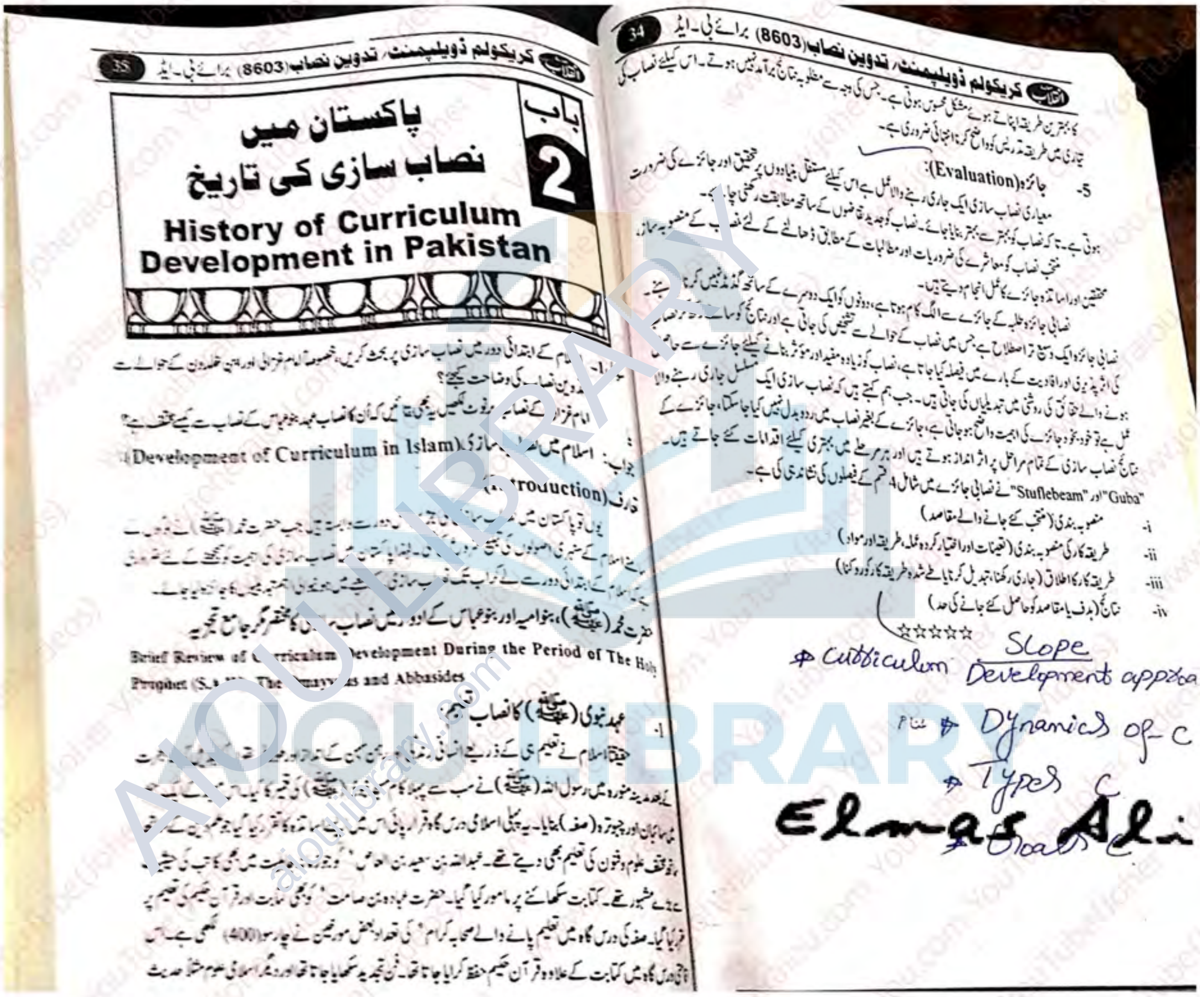

کو بہترین طریقہ اپناتے ہوئے مشکل محسوس ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے مطلوبہ نتائج برآمد نہیں ہوتے۔ اس کیلئے نصاب کی تیاری میں طریقہ تدریس کو واضح کرنا انتہائی ضروری ہے۔

5- جائزہ (Evaluation):

معیاری نصاب سازی ایک جاری رہنے والا عمل ہے اس کیلئے مستقل بنیادوں پر تحقیق اور جائزے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاکہ نصاب کو بہتر سے بہتر بنایا جائے۔ نصاب کو جدید تقاضوں کے ساتھ مطابقت رکھنی چاہیے۔ منتخب نصاب کو معاشرے کی ضروریات اور مطالبات کے مطابق ڈھالنے کے لئے نصاب کے منصوبہ ساز، محققین اور اساتذہ جائزے کا عمل انجام دیتے ہیں۔

نصابی جائزہ طلبہ کے جائزے سے الگ کام ہوتا ہے، دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ گڈمڈ نہیں کرنا چاہیے۔

نصابی جائزہ ایک وسیع تر اصطلاح ہے۔ جس میں نصاب کے حوالے سے تشخیص کی جاتی ہے اور نتائج کو سامنے رکھ کر نصاب کی اثر پذیری اور افادیت کے بارے میں فیصلہ کیا جاتا ہے، نصاب کو زیادہ مفید اور موثر بنانے کیلئے جائزے سے حاصل ہونے والے حقائق کی روشنی میں تبدیلیاں کی جاتی ہیں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ نصاب سازی ایک مسلسل جاری رہنے والا عمل ہے تو خود بخود جائزے کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے، جائزے کے بغیر نصاب میں ردوبدل نہیں کیا جا سکتا، جائزے کے نتائج نصاب سازی کے تمام مراحل پر اثر انداز ہوتے ہیں اور ہر مرحلے میں بہتری کیلئے اقدامات کئے جاتے ہیں۔

"Guba" اور "Stuflebeam" نے نصابی جائزے میں شامل 4 قسم کے فیصلوں کی نشاندہی کی ہے۔

i- منصوبہ بندی (منتخب کئے جانے والے مقاصد)
ii- طریقہ کار کی منصوبہ بندی (تعینات اور اختیار کردہ عملہ، طریقہ اور مواد)
iii- طریقہ کار کا اطلاق (جاری رکھنا، تبدیل کرنا یا طے شدہ طریقہ کار کو روکنا)
iv- نتائج (ہدف یا مقاصد کو حاصل کئے جانے کی حد)

☆☆☆☆☆

* Curriculum Development approa
Slope
* Dynamics of C
* Types C
* Goals C

Elmas Ali

باب 2

پاکستان میں نصاب سازی کی تاریخ
History of Curriculum Development in Pakistan

سوال-1: اسلام کے ابتدائی دور میں نصاب سازی پر بحث کریں، خصوصاً امام غزالی اور ابن خلدون کے حوالے سے تدوین نصاب کی وضاحت کیجئے؟

امام غزالی کے نصاب پر نوٹ لکھیں یہ بھی بتائیں کہ ان کا نصاب عہد بنو عباس کے نصاب سے کیسے مختلف ہے؟

جواب: اسلام میں نصاب سازی (Development of Curriculum in Islam):

تعارف (Introduction):

یوں تو پاکستان میں [illegible] جب حضرت محمد (ﷺ) نے [illegible] اسلام کے سنہری اصولوں کی تبلیغ [illegible] لہٰذا پاکستان میں نصاب سازی کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور سے لے کر اب تک نصاب سازی کے [illegible] کا جائزہ لیا جائے۔

حضرت محمد (ﷺ)، بنو امیہ اور بنو عباس کے ادوار میں نصاب سازی کا مختصر مگر جامع تجزیہ
Brief Review of Curriculum Development During the Period of The Holy Prophet (S.A.W), The Umayyads and Abbasides

1- عہد نبوی (ﷺ) کا نصاب تعلیم:

حقیقتاً اسلام نے تعلیم ہی کے ذریعے انسانی زندگی [illegible] ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں رسول اللہ (ﷺ) نے سب سے پہلا کام مسجد نبوی (ﷺ) کی تعمیر کا کیا [illegible] میں سائبان اور چبوترہ (صفہ) بنایا۔ یہ پہلی اسلامی درس گاہ قرار پائی اس میں [illegible] مقرر کیا گیا جو [illegible] علوم و فنون کی تعلیم بھی دیتے تھے۔ عبداللہ بن سعید بن العاص [illegible] میں بھی کاتب کی حیثیت سے بڑے مشہور تھے۔ کتابت سکھانے پر مامور کیا گیا۔ حضرت عبادہ بن صامت کو بھی کتابت اور قرآن حکیم کی تعلیم پر مقرر کیا گیا۔ صفہ کی درس گاہ میں تعلیم پانے والے صحابہ کرام کی تعداد بعض مورخین نے چار سو (400) لکھی ہے۔ اس درس گاہ میں کتابت کے علاوہ قرآن حکیم حفظ کرایا جاتا تھا۔ فن تجوید سکھایا جاتا تھا اور دیگر اسلامی علوم مثلاً حدیث

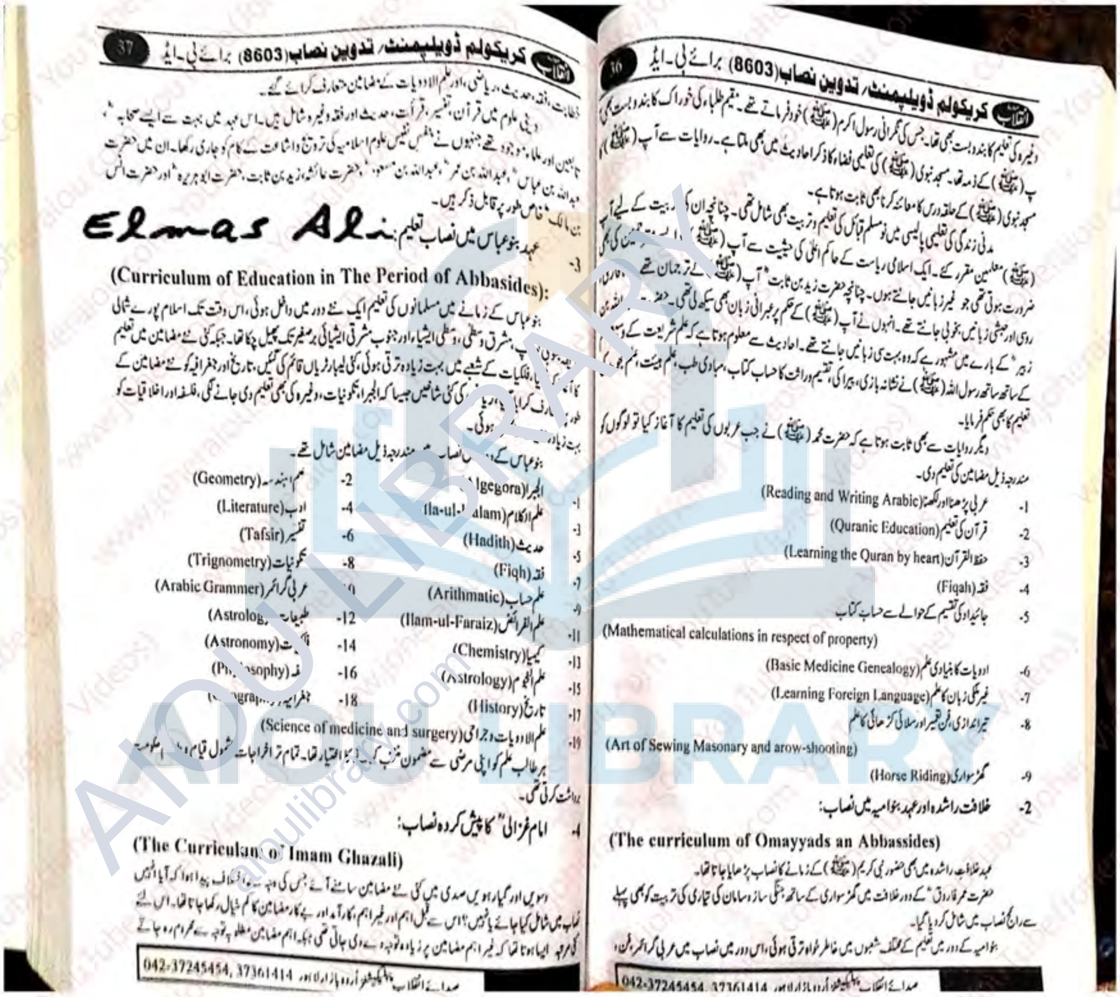

وغیرہ کی تعلیم کا بندوبست بھی تھا۔ جس کی نگرانی رسول اکرم (ﷺ) خود فرماتے تھے۔ مقیم طلباء کی خوراک کا بندوبست بھی آپ (ﷺ) کے ذمہ تھا۔ مسجد نبوی (ﷺ) کی تعلیمی فضاء کا ذکر احادیث میں بھی ملتا ہے۔ روایات سے آپ (ﷺ) کا مسجد نبوی (ﷺ) کے حلقہ درس کا معائنہ کرنا بھی ثابت ہوتا ہے۔

مدنی زندگی کی تعلیمی پالیسی میں نومسلم قبائل کی تعلیم وتربیت بھی شامل تھی۔ چنانچہ ان کی تربیت کے لیے آپ (ﷺ) معلمین مقرر کیے۔ ایک اسلامی ریاست کے حاکم اعلیٰ کی حیثیت سے آپ (ﷺ) کو ایسے معلمین کی بھی ضرورت ہوتی تھی جو غیر زبانیں جانتے ہوں۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابت" آپ (ﷺ) کے ترجمان تھے [illegible] رومی اور حبشی زبانیں بخوبی جانتے تھے۔ انہوں نے آپ (ﷺ) کے حکم پر عبرانی زبان بھی سیکھ لی تھی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر" کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ بہت سی زبانیں جانتے تھے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علم شریعت کے ساتھ ساتھ رسول اللہ (ﷺ) نے نشانہ بازی، پیراکی، تقسیم وراثت کا حساب کتاب، مبادی طب، علم ہیئت، علم [illegible] تعلیم کا بھی حکم فرمایا۔

دیگر روایات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت محمد (ﷺ) نے جب عربوں کی تعلیم کا آغاز کیا تو لوگوں کو مندرجہ ذیل مضامین کی تعلیم دی۔

-1 عربی پڑھنا اور لکھنا (Reading and Writing Arabic)
-2 قرآن کی تعلیم (Quranic Education)
-3 حفظ القرآن (Learning the Quran by heart)
-4 فقہ (Fiqah)
-5 جائیداد کی تقسیم کے حوالے سے حساب کتاب (Mathematical calculations in respect of property)
-6 ادویات کا بنیادی علم (Basic Medicine Genealogy)
-7 غیر ملکی زبان کا علم (Learning Foreign Language)
-8 تیر اندازی، فن تعمیر اور سلائی کڑھائی کا علم (Art of Sewing Masonary and arow-shooting)
-9 گھڑ سواری (Horse Riding)

-2 خلافت راشدہ اور عہد بنو امیہ میں نصاب:

(The curriculum of Omayyads an Abbassides)

عہد خلافت راشدہ میں بھی حضور نبی کریم (ﷺ) کے زمانے کا نصاب پڑھایا جاتا تھا۔

حضرت عمر فاروق" کے دور خلافت میں گھڑ سواری کے ساتھ جنگی ساز وسامان کی تیاری کی تربیت کو بھی پہلے سے رائج نصاب میں شامل کر دیا گیا۔

بنو امیہ کے دور میں تعلیم کے مختلف شعبوں میں خاطر خواہ ترقی ہوئی، اس دور میں نصاب میں عربی گرامر، فن،

خطابت، فقہ، حدیث، ریاضی، اور علم الادویات کے مضامین متعارف کرائے گئے۔

دینی علوم میں قرآن، تفسیر، قرأت، حدیث اور فقہ وغیرہ شامل ہیں۔ اس عہد میں بہت سے ایسے صحابہ"، تابعین اور علماء موجود تھے جنہوں نے بنفس نفیس علوم اسلامیہ کی ترویج واشاعت کے کام کو جاری رکھا۔ ان میں حضرت عبداللہ بن عباس"، عبداللہ بن عمر"، عبداللہ بن مسعود"، حضرت عائشہ، زید بن ثابت، حضرت ابو ہریرہ" اور حضرت انس بن مالک" خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

Elmas Ali

-3 عہد بنو عباس میں نصاب تعلیم:

(Curriculum of Education in The Period of Abbasides):

بنو عباس کے زمانے میں مسلمانوں کی تعلیم ایک نئے دور میں داخل ہوئی، اس وقت تک اسلام پورے شمالی [illegible] یورپ، مشرق وسطی، وسطی ایشیا، اور جنوب مشرقی ایشیائی برصغیر تک پھیل چکا تھا۔ جبکہ کئی نئے مضامین میں تعلیم کا آغاز کرایا گیا، فلکیات کے شعبے میں بہت زیادہ ترقی ہوئی، کئی لیبارٹریاں قائم کی گئیں، تاریخ اور جغرافیہ کو نئے مضامین کے طور پر متعارف کرایا گیا، ریاضی کی کئی شاخیں جیسا کہ الجبرا، تکونیات، وغیرہ کی بھی تعلیم دی جانے لگی، فلسفہ اور اخلاقیات کو بہت زیادہ [illegible] ہوئی۔

بنو عباس کے دور [illegible] نصاب میں مندرجہ ذیل مضامین شامل تھے۔

-1 الجبرا (Algegora)
-2 علم ہندسہ (Geometry)
-3 علم الکلام (Ila-ul-Kalam)
-4 ادب (Literature)
-5 حدیث (Hadith)
-6 تفسیر (Tafsir)
-7 فقہ (Fiqh)
-8 تکونیات (Trignometry)
-9 علم حساب (Arithmatic)
-10 عربی گرامر (Arabic Grammer)
-11 علم الفرائض (Ilam-ul-Faraiz)
-12 طبیعات (Astrology)
-13 کیمیا (Chemistry)
-14 فلکیات (Astronomy)
-15 علم النجوم (Astrology)
-16 فلسفہ (Philosophy)
-17 تاریخ (History)
-18 جغرافیہ (Geography)
-19 علم الادویات وجراحی (Science of medicine and surgery)

ہر طالب علم کو اپنی مرضی سے مضمون منتخب کرنے کا اختیار تھا۔ تمام تر اخراجات بشمول قیام و طعام حکومت برداشت کرتی تھی۔

-4 امام غزالی" کا پیش کردہ نصاب:

(The Curriculam of Imam Ghazali)

دسویں اور گیارہویں صدی میں کئی نئے مضامین سامنے آئے جس کی وجہ سے اختلاف پیدا ہوا کہ آیا انہیں نصاب میں شامل کیا جائے یا نہیں؟ اس سے قبل اہم اور غیر اہم، کارآمد اور بے کار مضامین کا کم خیال رکھا جاتا تھا۔ اس لئے کئی مرتبہ ایسا ہوتا تھا کہ غیر اہم مضامین پر زیادہ توجہ دی جاتی تھی جبکہ اہم مضامین مطلوبہ توجہ سے محروم رہ جاتے

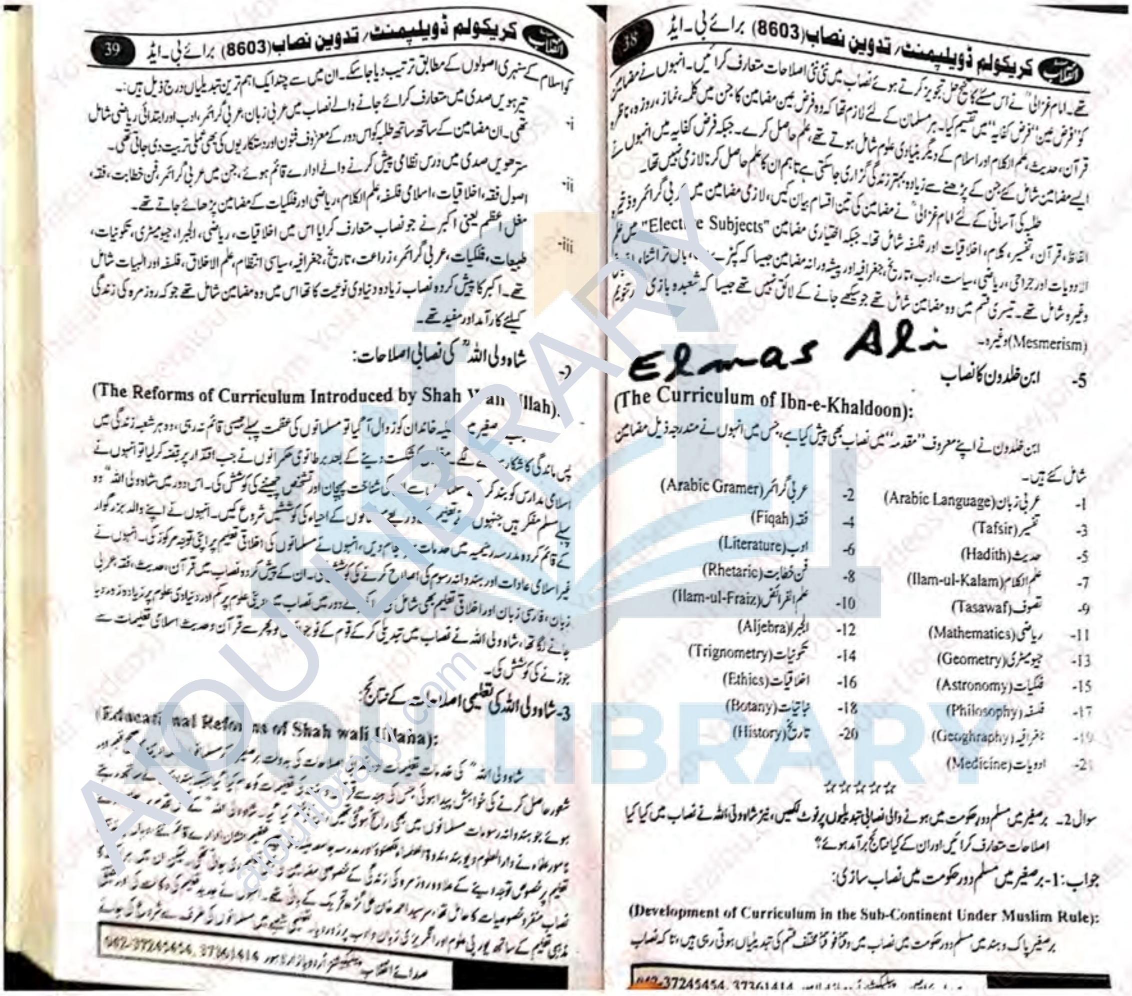

تھے۔ امام غزالیؒ نے اس مسئلے کا صحیح حل تجویز کرتے ہوئے نصاب میں نئی نئی اصلاحات متعارف کرائیں۔ انہوں نے مضامین کو "فرض عین" "فرض کفایہ" میں تقسیم کیا۔ ہر مسلمان کے لئے لازم تھا کہ وہ فرض عین مضامین کا جن میں کلمہ، نماز، روزہ، حج و قرآن، حدیث، علم الکلام اور اسلام کے دیگر بنیادی علوم شامل ہوتے تھے، علم حاصل کرے۔ جبکہ فرض کفایہ میں انہوں نے ایسے مضامین شامل کئے جن کے پڑھنے سے زیادہ بہتر زندگی گزاری جا سکتی ہے تاہم ان کا علم حاصل کرنا لازمی نہیں تھا۔ طلبہ کی آسانی کے لئے امام غزالیؒ نے مضامین کی تین اقسام بیان کیں، لازمی مضامین میں عربی گرائمر و تحریر، الفاظ، قرآن، تفسیر، کلام، اخلاقیات اور فلسفہ شامل تھا۔ جبکہ اختیاری مضامین "Elective Subjects" میں علم الادویات اور جراحی، ریاضی، سیاست، ادب، تاریخ، جغرافیہ اور پیشہ ورانہ مضامین جیسا کہ کپڑے [illegible]، بال تراشنا [illegible] وغیرہ شامل تھے۔ تیسری قسم میں وہ مضامین شامل تھے جو سیکھے جانے کے لائق نہیں تھے جیسا کہ شعبدہ بازی، تنویم (Mesmerism) وغیرہ۔

Elmas Ali

5- ابن خلدون کا نصاب

(The Curriculum of Ibn-e-Khaldoon):

ابن خلدون نے اپنے معروف "مقدمہ" میں نصاب بھی پیش کیا ہے، جس میں انہوں نے مندرجہ ذیل مضامین شامل کئے ہیں۔

1- عربی زبان (Arabic Language)
2- عربی گرائمر (Arabic Gramer)
3- تفسیر (Tafsir)
4- فقہ (Fiqah)
5- حدیث (Hadith)
6- ادب (Literature)
7- علم الکلام (Ilam-ul-Kalam)
8- فن خطابت (Rhetaric)
9- تصوف (Tasawaf)
10- علم الفرائض (Ilam-ul-Fraiz)
11- ریاضی (Mathematics)
12- الجبرا (Aljebra)
13- جیومیٹری (Geometry)
14- تکونیات (Trignometry)
15- فلکیات (Astronomy)
16- اخلاقیات (Ethics)
17- فلسفہ (Philosophy)
18- نباتیات (Botany)
19- جغرافیہ (Geoghraphy)
20- تاریخ (History)
21- ادویات (Medicine)

⁂

سوال 2۔ برصغیر میں مسلم دور حکومت میں ہونے والی نصابی تبدیلیوں پر نوٹ لکھیں، نیز شاہ ولی اللہ نے نصاب میں کیا کیا اصلاحات متعارف کرائیں اور ان کے کیا نتائج برآمد ہوئے؟

جواب: 1- برصغیر میں مسلم دور حکومت میں نصاب سازی:

(Development of Curriculum in the Sub-Continent Under Muslim Rule):

برصغیر پاک و ہند میں مسلم دور حکومت میں نصاب میں وقتاً فوقتاً مختلف قسم کی تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں، تاکہ نصاب کو اسلام کے سنہری اصولوں کے مطابق ترتیب دیا جا سکے۔ ان میں سے چند ایک اہم ترین تبدیلیاں درج ذیل ہیں:۔

i- تیرہویں صدی میں متعارف کرائے جانے والے نصاب میں عربی زبان، عربی گرائمر، ادب اور ابتدائی ریاضی شامل تھی۔ ان مضامین کے ساتھ ساتھ طلبہ کو اس دور کے معروف فنون اور دستکاریوں کی بھی عملی تربیت دی جاتی تھی۔

ii- سترھویں صدی میں درس نظامی پیش کرنے والے ادارے قائم ہوئے، جن میں عربی گرائمر، فن خطابت، فقہ، اصول فقہ، اخلاقیات، اسلامی فلسفہ، علم الکلام، ریاضی اور فلکیات کے مضامین پڑھائے جاتے تھے۔

iii- مغل اعظم یعنی اکبر نے جو نصاب متعارف کرایا اس میں اخلاقیات، ریاضی، الجبرا، جیومیٹری، تکونیات، طبیعات، فلکیات، عربی گرائمر، زراعت، تاریخ، جغرافیہ، سیاسی انتظام، علم الاخلاق، فلسفہ اور الہیات شامل تھے۔ اکبر کا پیش کردہ نصاب زیادہ دنیاوی نوعیت کا تھا اس میں وہ مضامین شامل تھے جو کہ روزمرہ کی زندگی کیلئے کارآمد اور مفید تھے۔

2- شاہ ولی اللہؒ کی نصابی اصلاحات:

(The Reforms of Curriculum Introduced by Shah Wali Ullah).

جب برصغیر میں مغلیہ خاندان کو زوال آگیا تو مسلمانوں کی عظمت پہلے جیسی قائم نہ رہی، وہ ہر شعبہ زندگی میں پسماندگی کا شکار ہونے لگے۔ مغلوں کو شکست دینے کے بعد برطانوی حکمرانوں نے جب اقتدار پر قبضہ کر لیا تو انہوں نے اسلامی مدارس کو بند کر کے مسلمانوں سے ان کی شناخت پہچان اور تشخص چھیننے کی کوشش کی۔ اس دور میں شاہ ولی اللہؒ وہ پہلے مسلم مفکر ہیں جنہوں نے تعلیم کے ذریعے مسلمانوں کے احیاء کی کوششیں شروع کیں۔ انہوں نے اپنے والد بزرگوار کے قائم کردہ مدرسہ رحیمیہ میں خدمات سر انجام دیں، انہوں نے مسلمانوں کی اخلاقی تعلیم پر اپنی توجہ مرکوز کی۔ انہوں نے غیر اسلامی عادات اور ہندوانہ رسوم کی اصلاح کرنے کی کوشش کی۔ ان کے پیش کردہ نصاب میں قرآن، حدیث، فقہ، عربی زبان، فارسی زبان اور اخلاقی تعلیم بھی شامل تھی۔ [illegible] دور میں نصاب میں مذہبی علوم پر کم اور دنیاوی علوم پر زیادہ زور دیا جانے لگا تھا، شاہ ولی اللہ نے نصاب میں تبدیلی کر کے قوم کے نوجوانوں کو پھر سے قرآن و حدیث اسلامی تعلیمات سے جوڑنے کی کوشش کی۔

3- شاہ ولی اللہ کی تعلیمی اصلاحات کے نتائج:

(Educational Reforms of Shah wali Ullaha):

شاہ ولی اللہؒ کی خدمات تعلیمات [illegible] اصلاحات کی بدولت برصغیر کے مسلمانوں [illegible] شعور حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوئی جس کی وجہ سے [illegible] ہوئے جو ہندوانہ رسومات مسلمانوں میں بھی رائج ہو گئی تھیں [illegible] شاہ ولی اللہؒ [illegible] نامور علماء نے دارالعلوم دیوبند، ندوۃ العلماء لکھنؤ اور مدرسہ [illegible] تعلیم پر خصوصی توجہ دینے کے علاوہ روزمرہ کی زندگی کے خصوصی [illegible] نصاب منفرد خصوصیات کا حامل تھا، سر سید احمد خان علی گڑھ تحریک کے بانی تھے۔ انہوں نے جدید تعلیم کی وکالت کی [illegible] مذہبی تعلیم کے ساتھ یورپی علوم اور انگریزی زبان و ادب [illegible]

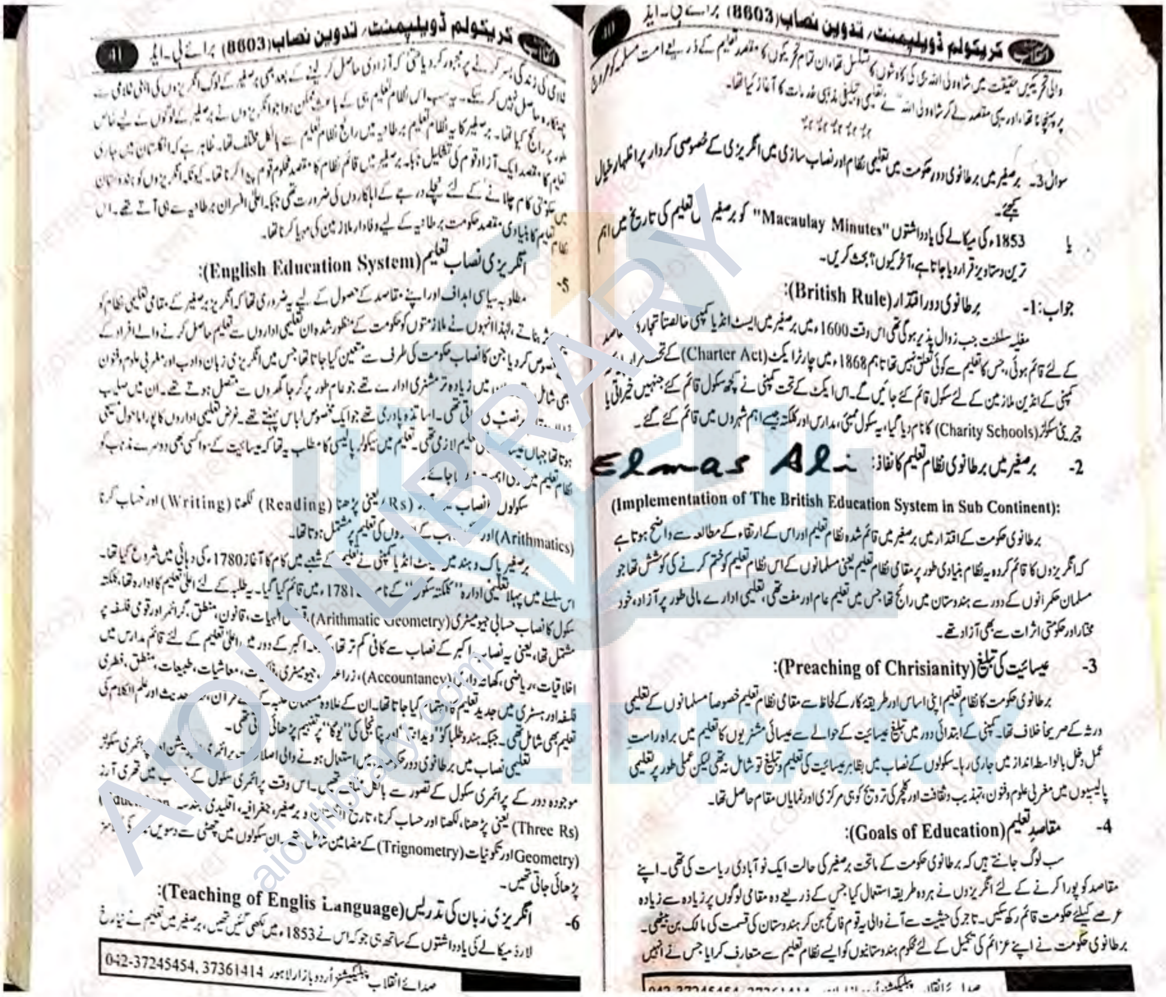

والی تحریکیں حقیقت میں شاہ ولی اللہ ؒ کی کوششوں کا تسلسل تھا۔ ان تمام تحریکوں کا مقصد تعلیم کے ذریعے امت مسلمہ کو عروج پر پہنچانا تھا۔ اور یہی مقصد لے کر شاہ ولی اللہ ؒ نے تعلیمی و تبلیغی مذہبی خدمات کا آغاز کیا تھا۔

٭٭٭٭٭٭

سوال 3۔ برصغیر میں برطانوی دور حکومت میں تعلیمی نظام اور نصاب سازی میں انگریزی کے خصوصی کردار پر اظہار خیال کیجیے۔

یا 1853ء کی میکالے کی یادداشتوں "Macaulay Minutes" کو برصغیر میں تعلیم کی تاریخ میں اہم ترین دستاویز قرار دیا جاتا ہے، آخر کیوں؟ بحث کریں۔

جواب:1- برطانوی دور اقتدار(British Rule):

مغلیہ سلطنت جب زوال پذیر ہوگئی تھی اس وقت 1600ء میں برصغیر میں ایسٹ انڈیا کمپنی خالصتاً تجارتی مقاصد کے لئے قائم ہوئی، جس کا تعلیم سے کوئی تعلق نہیں تھا تاہم 1868ء میں چارٹر ایکٹ(Charter Act) کے تحت قرار پایا کہ کمپنی کے انڈین ملازمین کے لئے سکول قائم کئے جائیں گے۔ اس ایکٹ کے تحت کمپنی نے کچھ سکول قائم کئے جنہیں خیراتی یا چیریٹی سکولز(Charity Schools) کا نام دیا گیا، یہ سکول ممبئی، مدارس اور کلکتہ جیسے اہم شہروں میں قائم کئے گئے۔

-2 برصغیر میں برطانوی نظام تعلیم کا نفاذ: Elmas Ali

(Implementation of The British Education System in Sub Continent):

برطانوی حکومت کے اقتدار میں برصغیر میں قائم شدہ نظام تعلیم اور اس کے ارتقاء کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ انگریزوں کا قائم کردہ یہ نظام بنیادی طور پر مقامی نظام تعلیم یعنی مسلمانوں کے اس نظام تعلیم کو ختم کرنے کی کوشش تھا جو مسلمان حکمرانوں کے دور سے ہندوستان میں رائج تھا جس میں تعلیم عام اور مفت تھی، تعلیمی ادارے مالی طور پر آزاد، خود مختار اور حکومتی اثرات سے بھی آزاد تھے۔

-3 عیسائیت کی تبلیغ(Preaching of Chrisianity):

برطانوی حکومت کا نظام تعلیم اپنی اساس اور طریقہ کار کے لحاظ سے مقامی نظام تعلیم خصوصاً مسلمانوں کے تعلیمی ورثہ کے صریحاً خلاف تھا۔ کمپنی کے ابتدائی دور میں تبلیغ عیسائیت کے حوالے سے عیسائی مشنریوں کا تعلیم میں براہ راست عمل دخل بالواسطہ انداز میں جاری رہا۔ سکولوں کے نصاب میں بظاہر عیسائیت کی تعلیم و تبلیغ تو شامل نہ تھی لیکن عملی طور پر تعلیمی پالیسیوں میں مغربی علوم و فنون، تہذیب و ثقافت اور کلچر کی ترویج کو ہی مرکزی اور نمایاں مقام حاصل تھا۔

-4 مقاصدِ تعلیم(Goals of Education):

سب لوگ جانتے ہیں کہ برطانوی حکومت کے ماتحت برصغیر کی حالت ایک نوآبادی ریاست کی تھی۔ اپنے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے انگریزوں نے ہر وہ طریقہ استعمال کیا جس کے ذریعے وہ مقامی لوگوں پر زیادہ سے زیادہ عرصے کیلئے حکومت قائم رکھ سکیں۔ تاجر کی حیثیت سے آنے والی یہ قوم فاتح بن کر ہندوستان کی قسمت کی مالک بن بیٹھی۔ برطانوی حکومت نے اپنے عزائم کی تکمیل کے لئے محکوم ہندوستانیوں کو ایسے نظام تعلیم سے متعارف کرایا جس نے انہیں

غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا حتیٰ کہ آزادی حاصل کر لینے کے بعد بھی برصغیر کے لوگ انگریزوں کی ذہنی غلامی سے چھٹکارہ حاصل نہیں کر سکے۔ یہ سب اس نظام تعلیم ہی کے باعث ممکن ہوا جو انگریزوں نے برصغیر کے لوگوں کے لیے خاص طور پر رائج کیا تھا۔ برصغیر کا یہ نظام تعلیم برطانیہ میں رائج نظام تعلیم سے بالکل مختلف تھا۔ ظاہر ہے کہ انگلستان میں جاری تعلیم کا مقصد ایک آزاد قوم کی تشکیل تھا۔ برصغیر میں قائم نظام کا مقصد محکوم قوم پیدا کرنا تھا۔ کیونکہ انگریزوں کو ہندوستان میں حکومتی کام چلانے کے لئے نچلے درجے کے اہلکاروں کی ضرورت تھی جبکہ اعلیٰ افسران برطانیہ سے ہی آتے تھے۔ اس نظام تعلیم کا بنیادی مقصد حکومت برطانیہ کے لیے وفادار ملازمین کی مہیا کرنا تھا۔

-5 انگریزی نصاب تعلیم(English Education System):

مطلوبہ سیاسی اہداف اور اپنے مقاصد کے حصول کے لیے یہ ضروری تھا کہ انگریز برصغیر کے مقامی تعلیمی نظام کو [illegible] بناتے، لہٰذا انہوں نے ملازمتوں کو حکومت کے منظور شدہ ان تعلیمی اداروں سے تعلیم حاصل کرنے والے افراد کے لیے مخصوص کر دیا جن کا نصاب حکومت کی طرف سے متعین کیا جاتا تھا جس میں انگریزی زبان و ادب اور مغربی علوم و فنون بھی شامل [illegible] میں زیادہ تر مشنری ادارے تھے جو عام طور پر گرجا گھروں سے متصل ہوتے تھے۔ ان میں صلیب [illegible] نصب کی [illegible] تھی۔ اساتذہ پادری تھے جو ایک مخصوص لباس پہنتے تھے۔ غرض تعلیمی اداروں کا پورا ماحول ایسا ہوتا تھا جہاں عیسا[illegible] تعلیم لازمی تھی۔ تعلیم میں سیکولر پالیسی کا مطلب یہ تھا کہ عیسائیت کے سوا کسی بھی دوسرے مذہب کو نظام تعلیم میں [illegible] اہمیت [illegible] جائے۔

سکولوں [illegible] نصاب [illegible] (Rs) یعنی پڑھنا (Reading) لکھنا (Writing) اور حساب کرنا (Arithmatics) اور [illegible] کی تعلیم پر مشتمل ہوتا تھا۔

برصغیر پاک و ہند میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے تعلیم کے شعبے میں کام کا آغاز 1780ء کی دہائی میں شروع کیا تھا۔ اس سلسلے میں پہلا تعلیمی ادارہ "کلکتہ سکول" کے نام [illegible] 1781ء میں قائم کیا گیا۔ یہ طلبہ کے لئے اعلیٰ تعلیم کا ادارہ تھا، کلکتہ سکول کا نصاب حسابی جیومیٹری(Arithmatic Geometry)، [illegible] الٰہیات، قانون، منطق، گرائمر اور قومی فلسفہ پر مشتمل تھا، یعنی یہ نصاب اکبر کے نصاب سے کافی کم تر تھا۔ [illegible] اکبر کے دور میں اعلیٰ تعلیم کے لئے قائم مدارس میں اخلاقیات، ریاضی، کھاتہ داری(Accountancy)، زراعت، جیومیٹری، فلکیات، معاشیات، طبیعیات، منطق، فطری فلسفہ اور ہسٹری میں جدید تعلیم کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ ان کے علاوہ مسلمان طلبہ کو قرآن، حدیث اور علم الکلام کی تعلیم بھی شامل تھی۔ جبکہ ہندو طلبا کو "ویدانت" اور پتانجلی کی "یوگا" پر تعلیم پڑھائی جاتی تھی۔

تعلیمی نصاب میں برطانوی دور حکومت میں استعمال ہونے والی اصلاحات پرائمری [illegible] اور پرائمری سکولز موجودہ دور کے پرائمری سکول کے تصور سے بالکل مختلف تھیں۔ اس وقت پرائمری سکول کے نصاب میں تھری آرز (Three Rs) یعنی پڑھنا، لکھنا اور حساب کرنا، تاریخ انگلستان و برصغیر، جغرافیہ، اقلیدسی ہندسہ [illegible] (Geometry) اور تکونیات (Trignometry) کے مضامین شامل تھے۔ ان سکولوں میں چھٹی سے دسویں [illegible] پڑھائی جاتی تھیں۔

-6 انگریزی زبان کی تدریس(Teaching of Englis Language):

لارڈ میکالے کی یادداشتوں کے ساتھ ہی جو کہ اس نے 1853ء میں لکھی گئی تھیں، برصغیر میں تعلیم نے نیا رخ

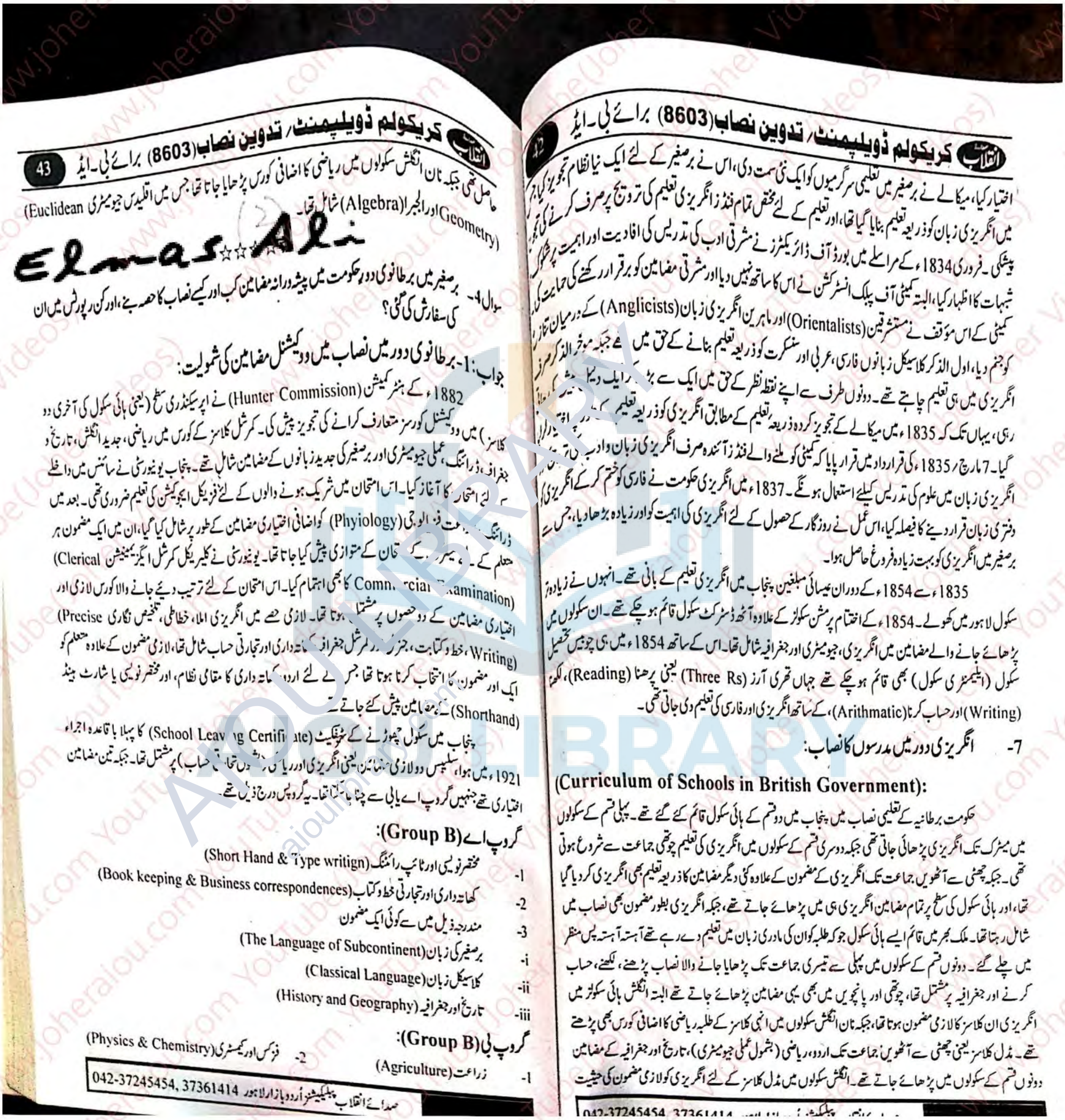

اختیار کیا، میکالے نے برصغیر میں تعلیمی سرگرمیوں کو ایک نئی سمت دی، اس نے برصغیر کے لئے ایک نیا نظام تجویز کیا جس میں انگریزی زبان کو ذریعہ تعلیم بنایا گیا تھا، اور تعلیم کے لئے مختص تمام فنڈز انگریزی تعلیم کی ترویج پر صرف کرنے کی تجویز پیشکی۔ فروری 1834ء کے مراسلے میں بورڈ آف ڈائریکٹرز نے مشرقی ادب کی تدریس کی افادیت اور اہمیت پر شکوک شبہات کا اظہار کیا، البتہ کمیٹی آف پبلک انسٹرکشن نے اس کا ساتھ نہیں دیا اور مشرقی مضامین کو برقرار رکھنے کی حمایت کی۔ کمیٹی کے اس مؤقف نے مستشرقین (Orientalists) اور ماہرین انگریزی زبان (Anglicists) کے درمیان تنازع کو جنم دیا، اول الذکر کلاسیکل زبانوں فارسی، عربی اور سنسکرت کو ذریعہ تعلیم بنانے کے حق میں [illegible] جبکہ موخر الذکر صرف انگریزی میں ہی تعلیم چاہتے تھے۔ دونوں طرف سے اپنے نقطہ نظر کے حق میں ایک سے بڑھ کر ایک دلیل [illegible] رہی، یہاں تک کہ 1835ء میں میکالے کے تجویز کردہ ذریعہ تعلیم کے مطابق انگریزی کو ذریعہ تعلیم [illegible] گیا۔ 7 مارچ / 1835ء کی قرارداد میں قرار پایا کہ کمیٹی کو ملنے والے فنڈز آئندہ صرف انگریزی زبان و ادب کی [illegible] انگریزی زبان میں علوم کی تدریس کیلئے استعمال ہونگے۔ 1837ء میں انگریزی حکومت نے فارسی کو ختم کرکے انگریزی کو دفتری زبان قرار دینے کا فیصلہ کیا، اس عمل نے روزگار کے حصول کے لئے انگریزی کی اہمیت کو اور زیادہ بڑھا دیا، جس سے برصغیر میں انگریزی کو بہت زیادہ فروغ حاصل ہوا۔

1835ء سے 1854ء کے دوران عیسائی مبلغین پنجاب میں انگریزی تعلیم کے بانی تھے۔ انہوں نے زیادہ تر سکول لاہور میں کھولے۔ 1854ء کے اختتام پر مشن سکولز کے علاوہ آٹھ ڈسٹرکٹ سکول قائم ہوچکے تھے۔ ان سکولوں میں پڑھائے جانے والے مضامین میں انگریزی، جیومیٹری اور جغرافیہ شامل تھا۔ اس کے ساتھ 1854ء میں ہی چوبیس تحصیل سکول (ایلیمنٹری سکول) بھی قائم ہوچکے تھے جہاں تھری آرز (Three Rs) یعنی پڑھنا (Reading)، لکھنا (Writing) اور حساب کرنا (Arithmatic)، کے ساتھ انگریزی اور فارسی کی تعلیم دی جاتی تھی۔

7- انگریزی دور میں مدرسوں کا نصاب:

(Curriculum of Schools in British Government):

حکومت برطانیہ کے تعلیمی نصاب میں پنجاب میں دو قسم کے ہائی سکول قائم کئے گئے تھے۔ پہلی قسم کے سکولوں میں میٹرک تک انگریزی پڑھائی جاتی تھی جبکہ دوسری قسم کے سکولوں میں انگریزی کی تعلیم چوتھی جماعت سے شروع ہوتی تھی۔ جبکہ چھٹی سے آٹھویں جماعت تک انگریزی کے مضمون کے علاوہ کئی دیگر مضامین کا ذریعہ تعلیم بھی انگریزی کردیا گیا تھا، اور ہائی سکول کی سطح پر تمام مضامین انگریزی ہی میں پڑھائے جاتے تھے، جبکہ انگریزی بطور مضمون بھی نصاب میں شامل رہتا تھا۔ ملک بھر میں قائم ایسے ہائی سکول جو کہ طلبہ کو ان کی مادری زبان میں تعلیم دے رہے تھے آہستہ آہستہ پس منظر میں چلے گئے۔ دونوں قسم کے سکولوں میں پہلی سے تیسری جماعت تک پڑھایا جانے والا نصاب پڑھنے، لکھنے، حساب کرنے اور جغرافیہ پر مشتمل تھا، چوتھی اور پانچویں میں بھی یہی مضامین پڑھائے جاتے تھے البتہ انگلش ہائی سکولز میں انگریزی ان کلاسز کا لازمی مضمون ہوتا تھا، جبکہ نان انگلش سکولوں میں انہی کلاسز کے طلبہ ریاضی کا اضافی کورس بھی پڑھتے تھے۔ مڈل کلاسز یعنی چھٹی سے آٹھویں جماعت تک اردو، ریاضی (بشمول عملی جیومیٹری)، تاریخ اور جغرافیہ کے مضامین دونوں قسم کے سکولوں میں پڑھائے جاتے تھے۔ انگلش سکولوں میں مڈل کلاسز کے لئے انگریزی کو لازمی مضمون کی حیثیت

حاصل تھی جبکہ نان انگلش سکولوں میں ریاضی کا اضافی کورس پڑھایا جاتا تھا جس میں اقلیدس جیومیٹری (Euclidean Geometry) اور الجبرا (Algebra) شامل تھا۔

(2)

Elmas ☆☆☆ Ali

سوال ۹۔ برصغیر میں برطانوی دور حکومت میں پیشہ ورانہ مضامین کب اور کیسے نصاب کا حصہ بنے، اور کن رپورٹس میں ان کی سفارش کی گئی؟

جواب: 1- برطانوی دور میں نصاب میں ووکیشنل مضامین کی شمولیت:

1882ء کے ہنٹر کمیشن (Hunter Commission) نے اپر سیکنڈری سطح (یعنی ہائی سکول کی آخری دو کلاسز) میں ووکیشنل کورسز متعارف کرانے کی تجویز پیش کی۔ کمرشل کلاسز کے کورس میں ریاضی، جدید انگلش، تاریخ و جغرافیہ، ڈرائنگ، عملی جیومیٹری اور برصغیر کی جدید زبانوں کے مضامین شامل تھے۔ پنجاب یونیورسٹی نے سائنس میں داخلے کے لئے امتحان کا آغاز کیا۔ اس امتحان میں شریک ہونے والوں کے لئے فزیکل ایجوکیشن کی تعلیم ضروری تھی۔ بعد میں ڈرائنگ، [illegible] فزیالوجی (Phyiology) کو اضافی اختیاری مضامین کے طور پر شامل کیا گیا، ان میں ایک مضمون ہر متعلم کے [illegible] امتحان کے متوازی پیش کیا جاتا تھا۔ یونیورسٹی نے کلیریکل کمرشل ایگزیمینیشن (Clerical Commercial Examination) کا بھی اہتمام کیا۔ اس امتحان کے لئے ترتیب دیئے جانے والا کورس لازمی اور اختیاری مضامین کے دو حصوں پر مشتمل ہوتا تھا۔ لازمی حصے میں انگریزی املا، خطاطی، تلخیص نگاری (Precise Writing)، خط و کتابت، جنرل اور کمرشل جغرافیہ، کھاتہ داری اور تجارتی حساب شامل تھا، لازمی مضمون کے علاوہ متعلم کو ایک اور مضمون کا انتخاب کرنا ہوتا تھا جس کے لئے اردو، کھاتہ داری کا مقامی نظام، اور مختصر نویسی یا شارٹ ہینڈ (Shorthand) کے مضامین پیش کئے جاتے تھے۔

پنجاب میں سکول چھوڑنے کے سرٹیفکیٹ (School Leaving Certificate) کا پہلا باقاعدہ اجراء 1921ء میں ہوا، سلیبس دو لازمی مضامین یعنی انگریزی اور ریاضی (بشمول تجارتی حساب) پر مشتمل تھا۔ جبکہ تین مضامین اختیاری تھے جنہیں گروپ اے یا بی سے چنا جاتا تھا۔ یہ گروپس درج ذیل تھے۔

گروپ اے (Group B):

1- مختصر نویسی اور ٹائپ رائٹنگ (Short Hand & Type writign)
2- کھاتہ داری اور تجارتی خط و کتاب (Book keeping & Business correspondences)
3- مندرجہ ذیل میں سے کوئی ایک مضمون
  i- برصغیر کی زبان (The Language of Subcontinent)
  ii- کلاسیکل زبان (Classical Language)
  iii- تاریخ اور جغرافیہ (History and Geography)

گروپ بی (Group B):

1- زراعت (Agriculture)
2- فزکس اور کیمسٹری (Physics & Chemistry)

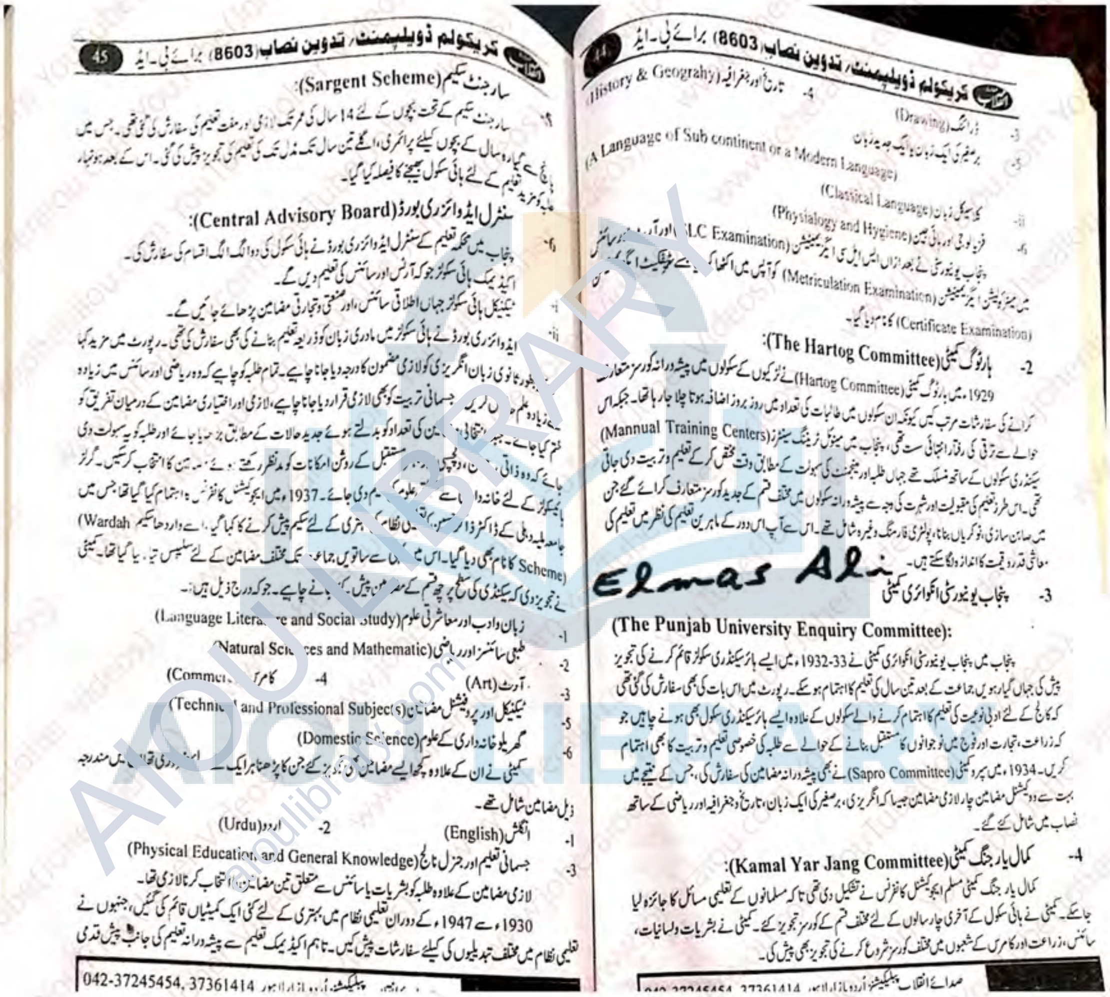

-3 ڈرائنگ (Drawing)

-4 تاریخ اور جغرافیہ (History & Geograhy)

-5 برصغیر کی ایک زبان یا ایک جدید زبان (A Language of Sub continent or a Modern Language)

-ii کلاسیکل زبان (Classical Language)

-6 فزیالوجی اور حفظان صحت (Physialogy and Hygiene)

پنجاب یونیورسٹی نے بعد ازاں ایس ایل سی ایگزیمینیشن (SLC Examination) اور آرٹس اور سائنس میں میٹریکولیشن ایگزیمینیشن (Metriculation Examination) کو آپس میں اکٹھا کر کے سرٹیفکیٹ ایگزیمینیشن (Certificate Examination) کا نام دیا گیا۔

-2 ہارٹوگ کمیٹی (The Hartog Committee):

1929ء میں ہارٹوگ کمیٹی (Hartog Committee) نے لڑکیوں کے سکولوں میں پیشہ ورانہ کورسز متعارف کرانے کی سفارشات مرتب کیں کیونکہ ان سکولوں میں طالبات کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔ جبکہ اس حوالے سے ترقی کی رفتار انتہائی سست تھی، پنجاب میں مینوئل ٹریننگ سینٹرز (Mannual Training Centers) سیکنڈری سکولوں کے ساتھ منسلک تھے جہاں طلبہ اور مینجمنٹ کی سہولت کے مطابق وقت مختص کر کے تعلیم و تربیت دی جاتی تھی۔ اس طرز تعلیم کی مقبولیت اور شہرت کی وجہ سے پیشہ ورانہ سکولوں میں مختلف قسم کے جدید کورسز متعارف کرائے گئے جن میں صابن سازی، ٹوکریاں بنانا، پولٹری فارمنگ وغیرہ شامل تھے۔ اس سے آپ اس دور کے ماہرین تعلیم کی نظر میں تعلیم کی معاشی قدر و قیمت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

Elmas Ali

-3 پنجاب یونیورسٹی انکوائری کمیٹی (The Punjab University Enquiry Committee):

پنجاب میں پنجاب یونیورسٹی انکوائری کمیٹی نے 1932-33ء میں ایسے ہائر سیکنڈری سکولز قائم کرنے کی تجویز پیش کی جہاں گیارہویں جماعت کے بعد تین سال کی تعلیم کا اہتمام ہو سکے۔ رپورٹ میں اس بات کی بھی سفارش کی گئی تھی کہ کالج کے لئے ادبی نوعیت کی تعلیم کا اہتمام کرنے والے سکولوں کے علاوہ ایسے ہائر سیکنڈری سکول بھی ہونے چاہئیں جو کہ زراعت، تجارت اور فوج میں نوجوانوں کا مستقبل بنانے کے حوالے سے طلبہ کی خصوصی تعلیم و تربیت کا بھی اہتمام کریں۔ 1934ء میں سپرو کمیٹی (Sapro Committee) نے بھی پیشہ ورانہ مضامین کی سفارش کی، جس کے نتیجے میں بہت سے ووکیشنل مضامین چار لازمی مضامین جیسا کہ انگریزی، برصغیر کی ایک زبان، تاریخ و جغرافیہ اور ریاضی کے ساتھ نصاب میں شامل کئے گئے۔

-4 کمال یار جنگ کمیٹی (Kamal Yar Jang Committee):

کمال یار جنگ کمیٹی مسلم ایجوکیشنل کانفرنس نے تشکیل دی تھی تاکہ مسلمانوں کے تعلیمی مسائل کا جائزہ لیا جا سکے۔ کمیٹی نے ہائی سکول کے آخری چار سالوں کے لئے مختلف قسم کے کورسز تجویز کئے۔ کمیٹی نے بشریات و لسانیات، سائنس، زراعت اور کامرس کے شعبوں میں مختلف کورسز شروع کرنے کی تجویز بھی پیش کی۔

-5 سارجنٹ سکیم (Sargent Scheme):

سارجنٹ سکیم کے تحت بچوں کے لئے 14 سال کی عمر تک لازمی اور مفت تعلیم کی سفارش کی گئی تھی۔ جس میں پانچ سے گیارہ سال کے بچوں کیلئے پرائمری، اگلے تین سال تک مڈل تک کی تعلیم کی تجویز پیش کی گئی۔ اس کے بعد ہونہار طلبہ کو مزید تعلیم کے لئے ہائی سکول بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا۔

-6 سنٹرل ایڈوائزری بورڈ (Central Advisory Board):

پنجاب میں محکمہ تعلیم کے سنٹرل ایڈوائزری بورڈ نے ہائی سکول کی دو الگ الگ اقسام کی سفارش کی۔

-i اکیڈیمک ہائی سکولز جو کہ آرٹس اور سائنس کی تعلیم دیں گے۔

-ii ٹیکنیکل ہائی سکولز جہاں اطلاقی سائنس، اور صنعتی و تجارتی مضامین پڑھائے جائیں گے۔

ایڈوائزری بورڈ نے ہائی سکولز میں مادری زبان کو ذریعہ تعلیم بنانے کی بھی سفارش کی تھی۔ رپورٹ میں مزید کہا گیا کہ بطور ثانوی زبان انگریزی کو لازمی مضمون کا درجہ دیا جانا چاہیے۔ تمام طلبہ کو چاہیے کہ وہ ریاضی اور سائنس میں زیادہ سے زیادہ علم حاصل کریں۔ جسمانی تربیت کو بھی لازمی قرار دیا جانا چاہیے، لازمی اور اختیاری مضامین کے درمیان تفریق کو ختم کیا جائے۔ جبکہ انتخابی مضامین کی تعداد کو بدلتے ہوئے جدید حالات کے مطابق بڑھا دیا جائے اور طلبہ کو یہ سہولت دی جائے کہ وہ ذاتی رجحان، دلچسپی اور مستقبل کے روشن امکانات کو مدنظر رکھتے ہوئے مضامین کا انتخاب کر سکیں۔ گرلز ہائی سکولز کے لئے خانہ داری سے متعلق علوم کی تعلیم دی جائے۔ 1937ء میں ایجوکیشنل کانفرنس کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں جامعہ ملیہ دہلی کے ڈاکٹر ذاکر حسین کو تعلیمی نظام کی بہتری کے لئے سکیم پیش کرنے کا کہا گیا۔ اسے واردھا سکیم (Wardah Scheme) کا نام بھی دیا گیا۔ اس میں پہلی سے ساتویں جماعت تک مختلف مضامین کے لئے سلیبس تیار کیا گیا تھا۔ کمیٹی نے تجویز دی کہ سیکنڈری کی سطح پر چھ قسم کے مضامین پیش کئے جانے چاہیے۔ جو کہ درج ذیل ہیں:۔

-1 زبان و ادب اور معاشرتی علوم (Language Literature and Social Study)

-2 طبعی سائنسز اور ریاضی (Natural Sciences and Mathematic)

-3 آرٹ (Art) -4 کامرس (Commerce)

-5 ٹیکنیکل اور پروفیشنل مضامین (Technical and Professional Subjects)

-6 گھریلو خانہ داری کے علوم (Domestic Science)

کمیٹی نے ان کے علاوہ کچھ ایسے مضامین بھی تجویز کئے جن کا پڑھنا ہر ایک کے لئے ضروری تھا۔ جن میں مندرجہ ذیل مضامین شامل تھے۔

-1 انگلش (English) -2 اردو (Urdu)

-3 جسمانی تعلیم اور جنرل نالج (Physical Education and General Knowledge)

لازمی مضامین کے علاوہ طلبہ کو بشریات یا سائنس سے متعلق تین مضامین کا انتخاب کرنا لازمی تھا۔

1930ء سے 1947ء کے دوران تعلیمی نظام میں بہتری کے لئے کئی ایک کمیٹیاں قائم کی گئیں، جنہوں نے تعلیمی نظام میں مختلف تبدیلیوں کی کیلئے سفارشات پیش کیں۔ تاہم اکیڈیمک تعلیم سے پیشہ ورانہ تعلیم کی جانب پیش قدمی

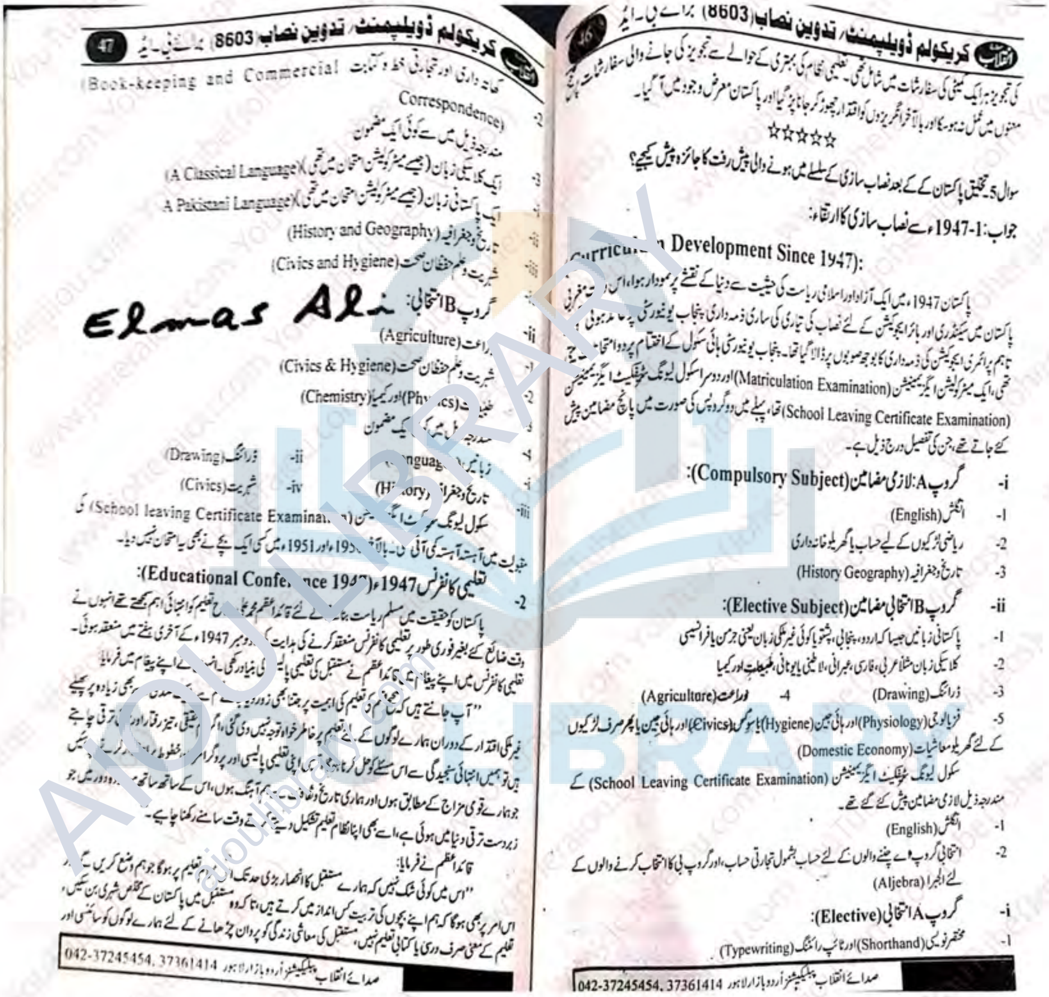

کی تجویز پر ایک کمیٹی کی سفارشات میں شامل تھی۔ تعلیمی نظام کی بہتری کے حوالے سے تجویز کی جانے والی سفارشات پر [illegible] معنوں میں عمل نہ ہو سکا اور بالآخر انگریزوں کو اقتدار چھوڑ کر جانا پڑ گیا اور پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔

☆☆☆☆☆

سوال 5۔ تخلیق پاکستان کے بعد نصاب سازی کے سلسلے میں ہونے والی پیش رفت کا جائزہ پیش کیجیے؟

جواب: 1- 1947ء سے نصاب سازی کا ارتقاء:

(Curricul[illegible]n Development Since 1947):

پاکستان 1947ء میں ایک آزاد اور اسلامی ریاست کی حیثیت سے دنیا کے نقشے پر نمودار ہوا، اس [illegible] مغربی پاکستان میں سیکنڈری اور ہائر ایجوکیشن کے لئے نصاب کی تیاری کی ساری ذمہ داری پنجاب یونیورسٹی پر عائد ہوتی [illegible] تاہم پرائمری ایجوکیشن کی ذمہ داری کا بوجھ صوبوں پر ڈالا گیا تھا۔ پنجاب یونیورسٹی ہائی سکول کے اختتام پر دو امتحان [illegible] تھی، ایک میٹرکولیشن ایگزیمینیشن (Matriculation Examination) اور دوسرا اسکول لیونگ سرٹیفکیٹ ایگزیمینیشن (School Leaving Certificate Examination) تھا، پہلے میں دو گروپس کی صورت میں پانچ مضامین پیش کیے جاتے تھے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

-i گروپ A: لازمی مضامین (Compulsory Subject):
-1 انگلش (English)
-2 ریاضی لڑکیوں کے لیے حساب یا گھریلو خانہ داری
-3 تاریخ و جغرافیہ (History Geography)

-ii گروپ B انتخابی مضامین (Elective Subject):
-1 پاکستانی زبانیں جیسا کہ اردو، پنجابی، پشتو یا کوئی غیر ملکی زبان یعنی جرمن یا فرانسیسی
-2 کلاسیکی زبان مثلاً عربی، فارسی، عبرانی، لاطینی یا یونانی، طبیعیات اور کیمیا
-3 ڈرائنگ (Drawing) -4 زراعت (Agriculture)
-5 فزیالوجی (Physiology) اور ہائی جین (Hygiene) یا سوکس (Civics) اور ہائی جین یا پھر صرف لڑکیوں کے لئے گھریلو معاشیات (Domestic Economy)

سکول لیونگ سرٹیفکیٹ ایگزیمینیشن (School Leaving Certificate Examination) کے مندرجہ ذیل لازمی مضامین پیش کیے گئے تھے۔

-1 انگلش (English)
-2 انتخابی گروپ اے چننے والوں کے لئے حساب بشمول تجارتی حساب، اور گروپ بی کا انتخاب کرنے والوں کے لئے الجبرا (Aljebra)

-i گروپ A انتخابی (Elective):
-1 مختصر نویسی (Shorthand) اور ٹائپ رائٹنگ (Typewriting)

-2 کھاتہ داری اور تجارتی خط و کتابت (Book-keeping and Commercial Correspondence)
مندرجہ ذیل میں سے کوئی ایک مضمون
-3 ایک کلاسیکی زبان (جیسے میٹرکولیشن امتحان میں تھی) (A Classical Language)
-i ایک پاکستانی زبان (جیسے میٹرکولیشن امتحان میں تھی) (A Pakistani Language)
-ii تاریخ و جغرافیہ (History and Geography)
-iii شہریت و علم حفظان صحت (Civics and Hygiene)

گروپ B انتخابی:

Elmas Ali

-ii زراعت (Agriculture)
-1 شہریت و علم حفظان صحت (Civics & Hygiene)
-2 طبیعیات (Physics) اور کیمیا (Chemistry)
-3 مندرجہ ذیل میں سے کوئی ایک مضمون
-4 زبانیں (Language) -ii ڈرائنگ (Drawing)
-i تاریخ و جغرافیہ (History) -iv شہریت (Civics)
-iii سکول لیونگ سرٹیفکیٹ ایگزیمینیشن (School leaving Certificate Examination) کی مقبولیت میں آہستہ آہستہ کمی آتی گئی۔ بالآخر 1950ء اور 1951ء میں کسی ایک بچے نے بھی یہ امتحان نہیں دیا۔

-2 تعلیمی کانفرنس 1947ء (Educational Conference 1947):

پاکستان کو حقیقت میں مسلم ریاست بنانے کے لئے قائداعظم محمد علی [illegible] تعلیم کو انتہائی اہم سمجھتے تھے انہوں نے وقت ضائع کیے بغیر فوری طور پر تعلیمی کانفرنس منعقد کرنے کی ہدایت کی [illegible] نومبر 1947ء کے آخری ہفتے میں منعقد ہوئی۔ تعلیمی کانفرنس میں اپنے پیغام [illegible] قائداعظم نے مستقبل کی تعلیمی پالیسی کی بنیاد رکھی۔ انہوں نے اپنے پیغام میں فرمایا:

”آپ جانتے ہیں کہ [illegible] تعلیم کی اہمیت پر جتنا بھی زور دیا جائے [illegible] بھی زیادہ پر پھیلے غیر ملکی اقتدار کے دوران ہمارے لوگوں کی تعلیم پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی، اگر [illegible] حقیقی، تیز رفتار اور [illegible] ترقی چاہتے ہیں تو ہمیں انتہائی سنجیدگی سے اس مسئلے کو حل کرنا ہوگا [illegible] اپنی تعلیمی پالیسی اور پروگرام [illegible] خطوط پر [illegible] جو ہمارے قومی مزاج کے مطابق ہوں اور ہماری تاریخ و ثقافت [illegible] ہم آہنگ ہوں، اس کے ساتھ ساتھ [illegible] دور میں جو زبردست ترقی دنیا میں ہوئی ہے، اسے بھی اپنا نظام تعلیم تشکیل دیتے وقت سامنے رکھنا چاہیے۔“

قائداعظم نے فرمایا:

”اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے مستقبل کا انحصار بڑی حد تک [illegible] تعلیم پر ہوگا جو ہم وضع کریں گے [illegible] اس امر پر بھی ہوگا کہ ہم اپنے بچوں کی تربیت کس انداز میں کرتے ہیں، تاکہ وہ مستقبل میں پاکستان کے مخلص شہری بن سکیں، تعلیم کے معنی صرف درسی یا کتابی تعلیم نہیں، مستقبل کی معاشی زندگی کو پروان چڑھانے کے لئے ہمارے لوگوں کو سائنسی اور

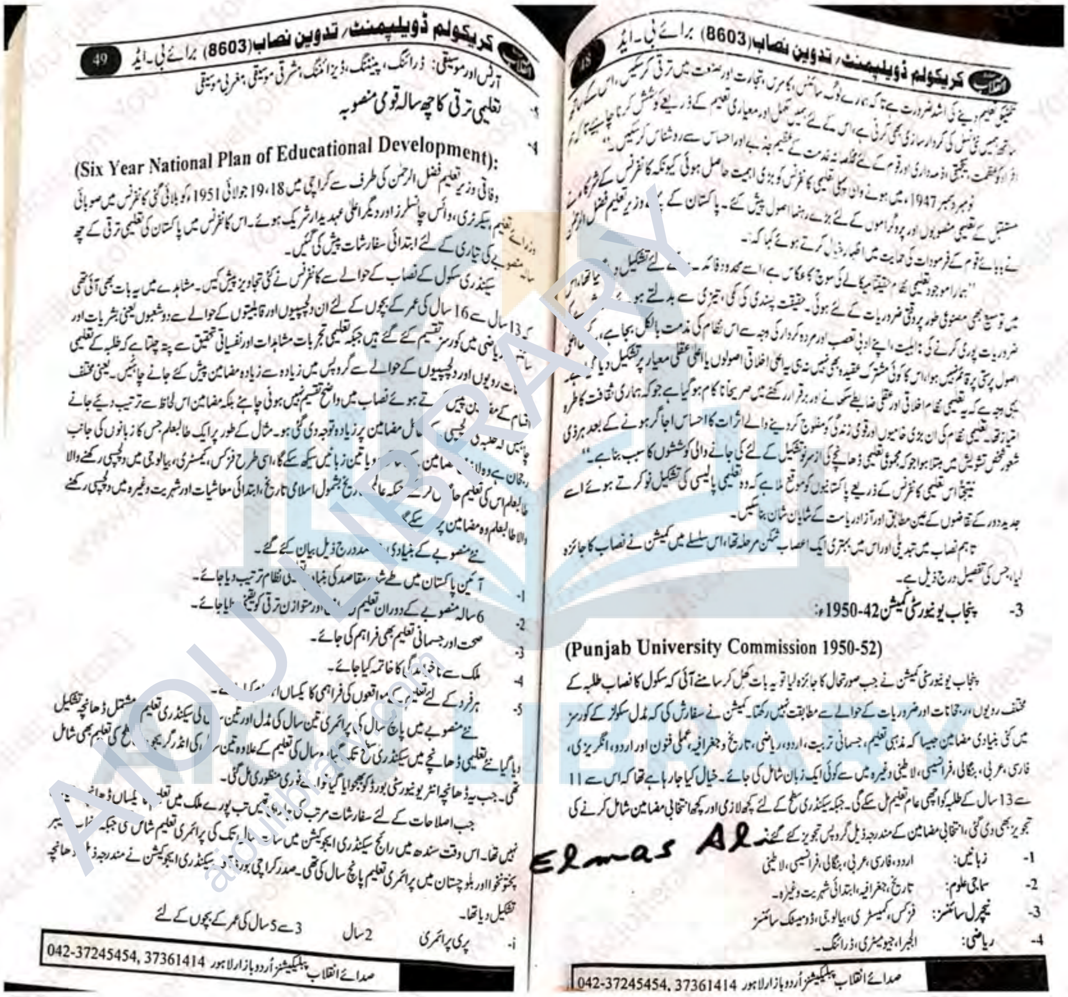

تخلیقی تعلیم دینے کی اشد ضرورت ہے تاکہ ہمارے لوگ سائنس، کامرس، تجارت اور صنعت میں ترقی کر سکیں، اس کے ساتھ ساتھ ہمیں نئی نسل کی کردار سازی بھی کرنی ہے، اس کے لئے ہمیں تحمل اور معیاری تعلیم کے ذریعے کوشش کرنا چاہیئے ہم ... اور اخوت، یکجہتی، ذمہ داری اور قوم کے لئے مخلصانہ خدمت کے عظیم جذبے اور احساس سے روشناس کر سکیں۔"

نومبر دسمبر 1947ء میں ہونے والی پہلی تعلیمی کانفرنس کو بڑی اہمیت حاصل ہوئی کیونکہ کانفرنس کے شرکاء نے مستقبل کے تعلیمی منصوبوں اور پروگراموں کے لئے بڑے رہنما اصول پیش کئے۔ پاکستان کے پہلے وزیر تعلیم فضل الرحمٰن نے بابائے قوم کے فرمودات کی حمایت میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ:۔

"ہمارا موجودہ تعلیمی نظام حقیقتاً میکالے کی سوچ کا عکاس ہے اسے محدود فائدے کے لئے تشکیل دیا گیا تھا [illegible] میں توسیع بھی مصنوعی طور پر وقتی ضروریات کے لئے ہوئی۔ حقیقت پسندی کی کمی، تیزی سے بدلتے ہوئے [illegible] ضروریات پوری کرنے کی نااہلیت، اپنے ادبی تعصب اور مردہ کرداری کی وجہ سے اس نظام کی مذمت بالکل بجا ہے، [illegible] اصول پرستی پر قائم نہیں ہوا، اس کا کوئی مشترک عقیدہ بھی نہیں نہ ہی یہ اعلیٰ اخلاقی اصولوں یا اعلیٰ عقلی معیار پر تشکیل دیا گیا [illegible] یہی وجہ ہے کہ یہ تعلیمی نظام اخلاقی اور عقلی ضابطے سکھانے اور برقرار رکھنے میں صریحاً ناکام ہو گیا ہے جو کہ ہماری ثقافت کا طرہ امتیاز تھا۔ تعلیمی نظام کی ان بڑی خامیوں اور قومی زندگی کو مفلوج کر دینے والے اثرات کا احساس اجاگر ہونے کے بعد ہر ذی شعور شخص تشویش میں مبتلا ہوا جو کہ مجموعی تعلیمی ڈھانچے کی ازسرنو تشکیل کے لئے کی جانے والی کوششوں کا سبب بنا ہے۔"

نتیجتاً اس تعلیمی کانفرنس کے ذریعے پاکستانیوں کو موقع ملا ہے کہ وہ تعلیمی پالیسی کی تشکیل نو کرتے ہوئے اسے جدید دور کے تقاضوں کے عین مطابق اور آزاد ریاست کے شایان شان بنا سکیں۔

تاہم نصاب میں تبدیلی اور اس میں بہتری ایک اعصاب شکن مرحلہ تھا، اس سلسلے میں کمیشن نے نصاب کا جائزہ لیا، جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

-3 پنجاب یونیورسٹی کمیشن 1950-42ء:

(Punjab University Commission 1950-52)

پنجاب یونیورسٹی کمیشن نے جب صورتحال کا جائزہ لیا تو یہ بات کھل کر سامنے آئی کہ سکول کا نصاب طلبہ کے مختلف رویوں، رجحانات اور ضروریات کے حوالے سے مطابقت نہیں رکھتا۔ کمیشن نے سفارش کی کہ مڈل سکولز کے کورسز میں کئی بنیادی مضامین جیسا کہ مذہبی تعلیم، جسمانی تربیت، اردو، ریاضی، تاریخ و جغرافیہ، عملی فنون اور اردو، انگریزی، فارسی، عربی، بنگالی، فرانسیسی، لاطینی وغیرہ میں سے کوئی ایک زبان شامل کی جائے۔ خیال کیا جا رہا تھا کہ اس سے 11 سے 13 سال کے طلبہ کو اچھی عام تعلیم مل سکے گی۔ جبکہ سیکنڈری سطح کے لئے کچھ لازمی اور کچھ انتخابی مضامین شامل کرنے کی تجویز بھی دی گئی، انتخابی مضامین کے مندرجہ ذیل گروپس تجویز کئے گئے:

Elmas Ali

-1	زبانیں:	اردو، فارسی، عربی، بنگالی، فرانسیسی، لاطینی
-2	سماجی علوم:	تاریخ، جغرافیہ، ابتدائی شہریت وغیرہ۔
-3	نیچرل سائنسز:	فزکس، کیمسٹری، بیالوجی، ڈومیسٹک سائنسز
-4	ریاضی:	الجبرا، جیومیٹری، ڈرائنگ۔

آرٹس اور موسیقی: ڈرائنگ، پینٹنگ، ڈیزائننگ، مشرقی موسیقی، مغربی موسیقی

-4 تعلیمی ترقی کا چھ سالہ قومی منصوبہ

(Six Year National Plan of Educational Development):

وفاقی وزیر تعلیم فضل الرحمٰن کی طرف سے کراچی میں 18، 19 جولائی 1951ء کو بلائی گئی کانفرنس میں صوبائی وزرائے تعلیم، سیکرٹری، وائس چانسلرز اور دیگر اعلیٰ عہدیدار شریک ہوئے۔ اس کانفرنس میں پاکستان کی تعلیمی ترقی کے چھ سالہ منصوبے کی تیاری کے لئے ابتدائی سفارشات پیش کی گئیں۔

سیکنڈری سکول کے نصاب کے حوالے سے کانفرنس نے کئی تجاویز پیش کیں۔ مشاہدے میں یہ بات بھی آئی تھی کہ 13 سال سے 16 سال کی عمر کے بچوں کے لئے ان دلچسپیوں اور قابلیتوں کے حوالے سے دو شعبوں یعنی بشریات اور سائنس ریاضی میں کورسز تقسیم کئے گئے ہیں جبکہ تعلیمی تجربات مشاہدات اور نفسیاتی تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ طلبہ کے تعلیمی رجحانات رویوں اور دلچسپیوں کے حوالے سے گروپس میں زیادہ سے زیادہ مضامین پیش کئے جانے چاہئیں۔ یعنی مختلف اقسام کے مضامین پیش کرتے ہوئے نصاب میں واضح تقسیم نہیں ہونی چاہئے بلکہ مضامین اس لحاظ سے ترتیب دیئے جانے چاہئیں کہ طلبہ کی دلچسپی کے حامل مضامین پر زیادہ توجہ دی گئی ہو۔ مثال کے طور پر ایک طالبعلم جس کا زبانوں کی جانب رجحان ہے وہ [illegible] مضامین [illegible] دو یا تین زبانیں سیکھ سکے گا، اسی طرح فزکس، کیمسٹری، بیالوجی میں دلچسپی رکھنے والا طالبعلم اس کی تعلیم حاصل کرے جبکہ عالمی تاریخ بشمول اسلامی تاریخ، ابتدائی معاشیات اور شہریت وغیرہ میں دلچسپی رکھنے والا طالبعلم وہ مضامین پڑھ سکے گا۔

نئے منصوبے کے بنیادی مقاصد درج ذیل بیان کئے گئے۔

-1 آئین پاکستان میں طے شدہ مقاصد کی بنیاد پر تعلیمی نظام ترتیب دیا جائے۔
-2 6 سالہ منصوبے کے دوران تعلیم [illegible] اور متوازن ترقی کو یقینی بنایا جائے۔
-3 صحت اور جسمانی تعلیم بھی فراہم کی جائے۔
-4 ملک سے ناخواندگی کا خاتمہ کیا جائے۔
-5 ہر فرد کے لئے تعلیمی مواقعوں کی فراہمی کا یکساں اہتمام کیا جائے۔

نئے منصوبے میں پانچ سال کی پرائمری تین سال کی مڈل اور تین سال کی سیکنڈری تعلیم پر مشتمل ڈھانچہ تشکیل دیا گیا نئے تعلیمی ڈھانچے میں سیکنڈری سطح تک گیارہ سال کی تعلیم کے علاوہ تین سال کی انڈر گریجویٹ سطح کی تعلیم بھی شامل تھی۔ جب یہ ڈھانچہ انٹر یونیورسٹی بورڈ کو بھجوایا گیا تو اسے فوری منظوری مل گئی۔

جب اصلاحات کے لئے سفارشات مرتب کی جا رہی تھیں تب پورے ملک میں تعلیم کا یکساں ڈھانچہ [illegible] نہیں تھا۔ اس وقت سندھ میں رائج سیکنڈری ایجوکیشن میں سات سال تک کی پرائمری تعلیم شامل تھی جبکہ پنجاب، [illegible] پختونخوا اور بلوچستان میں پرائمری تعلیم پانچ سال کی تھی۔ صدر کراچی بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن نے مندرجہ ذیل ڈھانچہ تشکیل دیا تھا۔

-i	پری پرائمری	2 سال	3 سے 5 سال کی عمر کے بچوں کے لئے

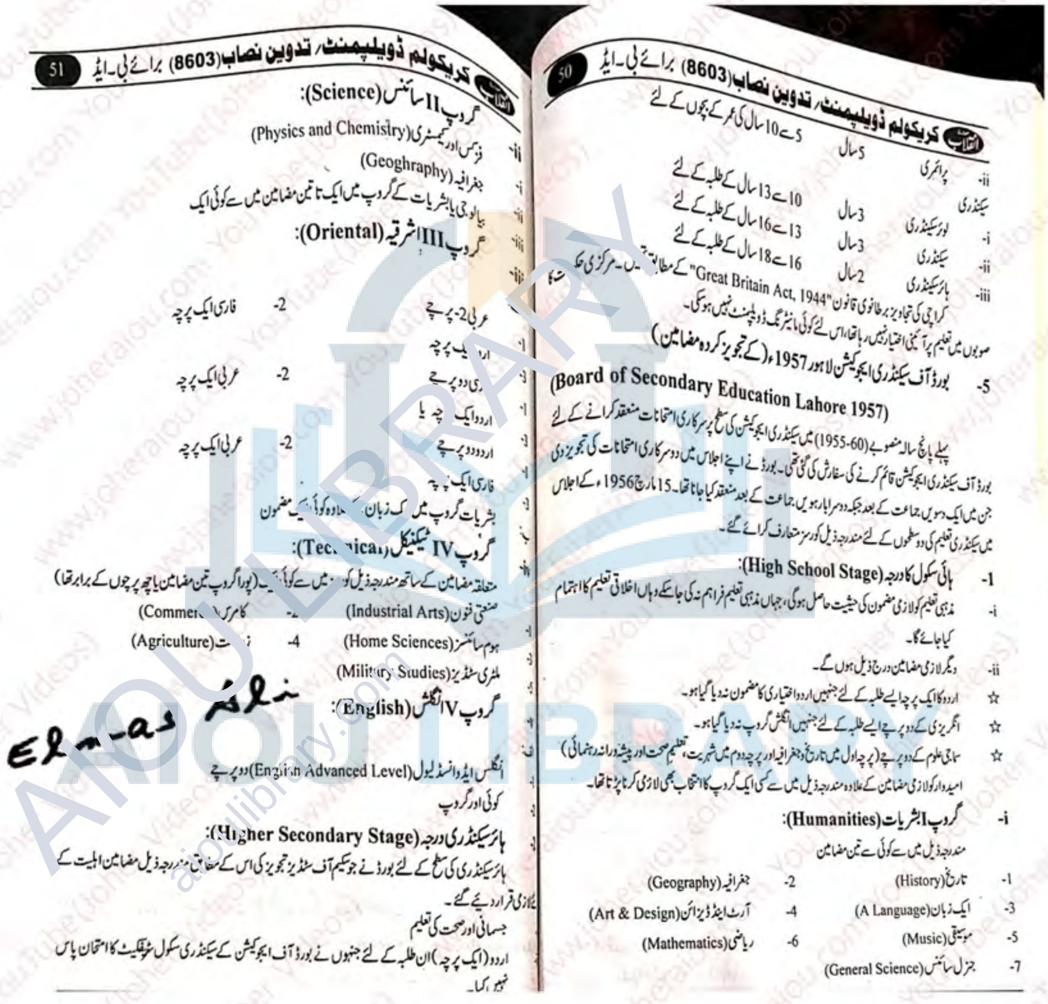

-ii	پرائمری	5سال	5سے10 سال کی عمر کے بچوں کے لئے
	سیکنڈری		
-i	لوئر سیکنڈری	3سال	10سے13 سال کے طلبہ کے لئے
-ii	سیکنڈری	3سال	13سے16 سال کے طلبہ کے لئے
-iii	ہائر سیکنڈری	2سال	16سے18 سال کے طلبہ کے لئے

کراچی کی تجاویز برطانوی قانون "Great Britain Act, 1944" کے مطابق تھیں۔ مرکزی حکومت کا صوبوں میں تعلیم پر آئینی اختیار نہیں رہا تھا، اس لئے کوئی مانیٹرنگ ڈویلپمنٹ نہیں ہوسکی۔

-5 بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن لاہور 1957ء (Board of Secondary Education Lahore 1957) کے تجویز کردہ مضامین

پہلے پانچ سالہ منصوبے (1955-60) میں سیکنڈری ایجوکیشن کی سطح پر سرکاری امتحانات منعقد کرانے کے لئے بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن قائم کرنے کی سفارش کی گئی تھی۔ بورڈ نے اپنے اجلاس میں دو سرکاری امتحانات کی تجویز دی جن میں ایک دسویں جماعت کے بعد جبکہ دوسرا بارہویں جماعت کے بعد منعقد کیا جاتا تھا۔ 15 مارچ 1956ء کے اجلاس میں سیکنڈری تعلیم کی دو سطحوں کے لئے مندرجہ ذیل کورسز متعارف کرائے گئے۔

-1 ہائی سکول کا درجہ (High School Stage):

-i مذہبی تعلیم کو لازمی مضمون کی حیثیت حاصل ہوگی، جہاں مذہبی تعلیم فراہم نہ کی جاسکے وہاں اخلاقی تعلیم کا اہتمام کیا جائے گا۔

-ii دیگر لازمی مضامین درج ذیل ہوں گے۔

☆ اردو کا ایک پرچہ ایسے طلبہ کے لئے جنہیں اردو اختیاری کا مضمون نہ دیا گیا ہو۔

☆ انگریزی کے دو پرچے ایسے طلبہ کے لئے جنہیں انگلش گروپ نہ دیا گیا ہو۔

☆ سماجی علوم کے دو پرچے (پرچہ اول میں تاریخ و جغرافیہ اور پرچہ دوم میں شہریت، تعلیم صحت اور پیشہ ورانہ رہنمائی)

امیدوار کو لازمی مضامین کے علاوہ مندرجہ ذیل میں سے کسی ایک گروپ کا انتخاب بھی لازمی کرنا پڑتا تھا۔

-i گروپ I بشریات (Humanities):

مندرجہ ذیل میں سے کوئی سے تین مضامین

-1 تاریخ (History)
-2 جغرافیہ (Geography)
-3 ایک زبان (A Language)
-4 آرٹ اینڈ ڈیزائن (Art & Design)
-5 موسیقی (Music)
-6 ریاضی (Mathematics)
-7 جنرل سائنس (General Science)

گروپ II سائنس (Science):

فزکس اور کیمسٹری (Physics and Chemistry)

جغرافیہ (Geoghraphy)

بیالوجی یا بشریات کے گروپ میں ایک تا تین مضامین میں سے کوئی ایک

گروپ III اشرقیہ (Oriental):

عربی 2-پرچے — -2 فارسی ایک پرچہ
اردو ایک پرچہ
فارسی دو پرچے — -2 عربی ایک پرچہ
اردو ایک پرچہ یا
اردو دو پرچے — -2 عربی ایک پرچہ
فارسی ایک پرچہ

بشریات گروپ میں ایک زبان کے علاوہ کوئی ایک مضمون

گروپ IV ٹیکنیکل (Technical):

متعلقہ مضامین کے ساتھ مندرجہ ذیل کورسز میں سے کوئی ایک (پورا گروپ تین مضامین یا چھ پرچوں کے برابر تھا)

صنعتی فنون (Industrial Arts) — -2 کامرس (Commerce)
ہوم سائنسز (Home Sciences) — -4 زراعت (Agriculture)
ملٹری سٹڈیز (Military Studies)

گروپ IV انگلش (English):

Elmas Ali

انگلش ایڈوانسڈ لیول (English Advanced Level) دو پرچے

کوئی اور گروپ

ہائر سیکنڈری درجہ (Higher Secondary Stage):

ہائر سیکنڈری کی سطح کے لئے بورڈ نے جو سکیم آف سٹڈیز تجویز کی اس کے مطابق مندرجہ ذیل مضامین اہلیت کے لازمی قرار دیئے گئے۔

جسمانی اور صحت کی تعلیم

اردو (ایک پرچہ) ان طلبہ کے لئے جنہوں نے بورڈ آف ایجوکیشن کے سیکنڈری سکول سرٹیفکیٹ کا امتحان پاس نہیں کیا۔

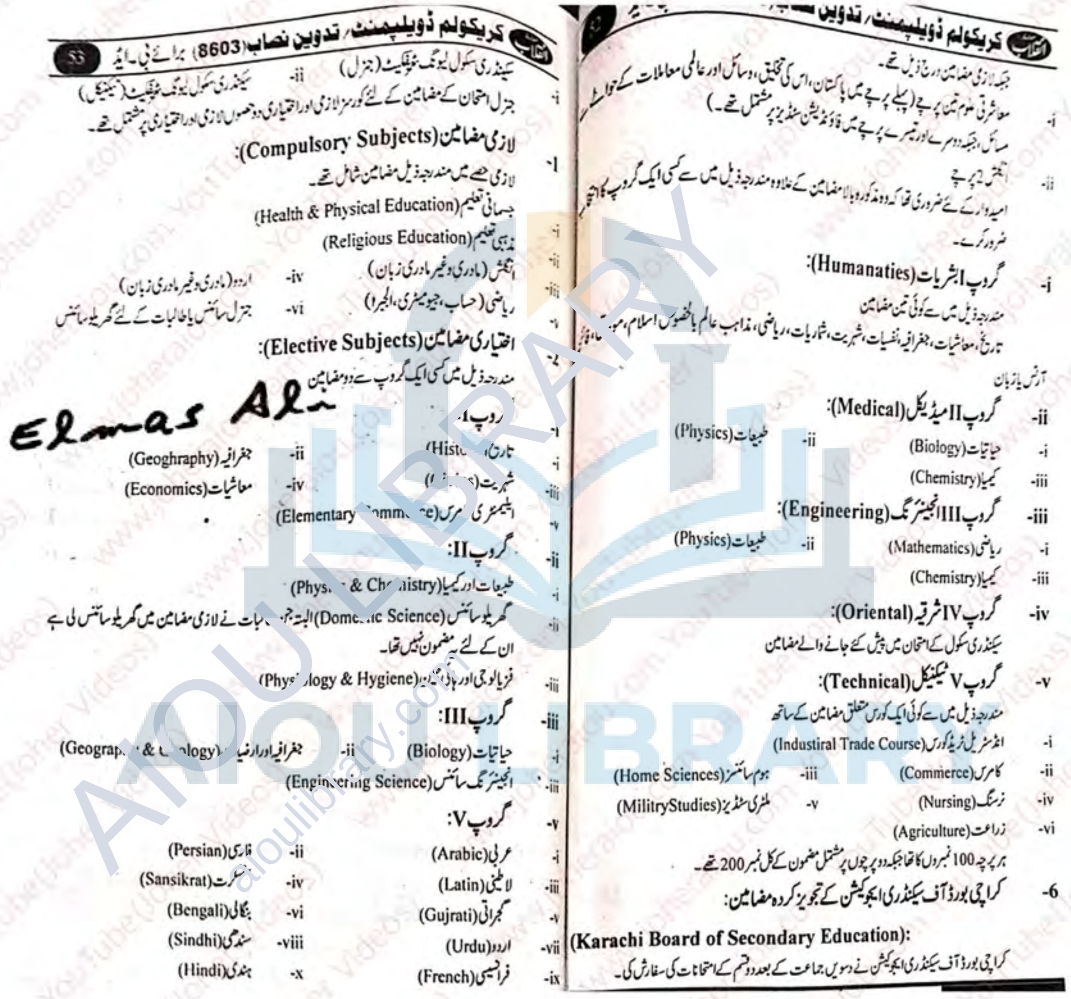

جبکہ لازمی مضامین درج ذیل تھے۔

i- معاشرتی علوم تین پرچے (پہلے پرچے میں پاکستان، اس کی تحقیق، وسائل اور عالمی معاملات کے حوا
مسائل، جبکہ دوسرے اور تیسرے پرچے میں فاؤنڈیشن سٹڈیز پر مشتمل تھے۔)

ii- انگلش دو پرچے

امیدوار کے لیے ضروری تھا کہ وہ مذکورہ بالا مضامین کے علاوہ مندرجہ ذیل میں سے کسی ایک گروپ کا انتخ
ضرور کرے۔

i- گروپ I بشریات (Humanaties):

مندرجہ ذیل میں سے کوئی تین مضامین

تاریخ، معاشیات، جغرافیہ، نفسیات، شہریت، شماریات، ریاضی، مذاہب عالم بالخصوص اسلام، مو
آرٹس یا زبان

ii- گروپ II میڈیکل (Medical):

i- حیاتیات (Biology)　　ii- طبیعات (Physics)
iii- کیمیا (Chemistry)

iii- گروپ III انجینئرنگ (Engineering):

i- ریاضی (Mathematics)　　ii- طبیعات (Physics)
iii- کیمیا (Chemistry)

iv- گروپ IV شرقیہ (Oriental):

سیکنڈری سکول کے امتحان میں پیش کیے جانے والے مضامین

v- گروپ V ٹیکنیکل (Technical):

مندرجہ ذیل میں سے کوئی ایک کورس متعلق مضامین کے ساتھ

i- انڈسٹریل ٹریڈ کورس (Industiral Trade Course)
ii- کامرس (Commerce)　　iii- ہوم سائنسز (Home Sciences)
iv- نرسنگ (Nursing)　　v- ملٹری سٹڈیز (MilitryStudies)
vi- زراعت (Agriculture)

ہر پرچہ 100 نمبروں کا تھا جبکہ دو پرچوں پر مشتمل مضمون کے کل نمبر 200 تھے۔

6- کراچی بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کے تجویز کردہ مضامین:

(Karachi Board of Secondary Education):

کراچی بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن نے دسویں جماعت کے بعد دو قسم کے امتحانات کی سفارش کی۔

i- سیکنڈری سکول لیونگ سرٹیفکیٹ (جنرل)　　ii- سیکنڈری سکول لیونگ سرٹیفکیٹ (ٹیکنیکل)

جنرل امتحان کے مضامین کے لئے کورسز لازمی اور اختیاری دو حصوں لازمی اور اختیاری پر مشتمل تھے۔

1- لازمی مضامین (Compulsory Subjects):

لازمی حصے میں مندرجہ ذیل مضامین شامل تھے۔

i- جسمانی تعلیم (Health & Physical Education)
ii- مذہبی تعلیم (Religious Education)
iii- انگلش (مادری و غیر مادری زبان)　　iv- اردو (مادری و غیر مادری زبان)
v- ریاضی (حساب، جیومیٹری، الجبرا)　　vi- جنرل سائنس یا طالبات کے لئے گھریلو سائنس

2- اختیاری مضامین (Elective Subjects):

مندرجہ ذیل میں کسی ایک گروپ سے دو مضامین

Elmas Ali

i- گروپ I:

i- تاریخ (Histo　　ii- جغرافیہ (Geoghraphy)
iii- شہریت (C　　iv- معاشیات (Economics)
v- ایلیمنٹری کامرس (Elementary Commerce)

ii- گروپ II:

i- طبیعات اور کیمیا (Physics & Chemistry)
ii- گھریلو سائنس (Domestic Science) البتہ جن طالبات نے لازمی مضامین میں گھریلو سائنس لی ہے ان کے لئے یہ مضمون نہیں تھا۔
iii- فزیالوجی اور ہائی جین (Physiology & Hygiene)

iii- گروپ III:

i- حیاتیات (Biology)　　ii- جغرافیہ اور ارضیات (Geography & Geology)
iii- انجینئرنگ سائنس (Engineering Science)

v- گروپ V:

i- عربی (Arabic)　　ii- فارسی (Persian)
iii- لاطینی (Latin)　　iv- سنسکرت (Sansikrat)
v- گجراتی (Gujrati)　　vi- بنگالی (Bengali)
vii- اردو (Urdu)　　viii- سندھی (Sindhi)
ix- فرانسیسی (French)　　x- ہندی (Hindi)

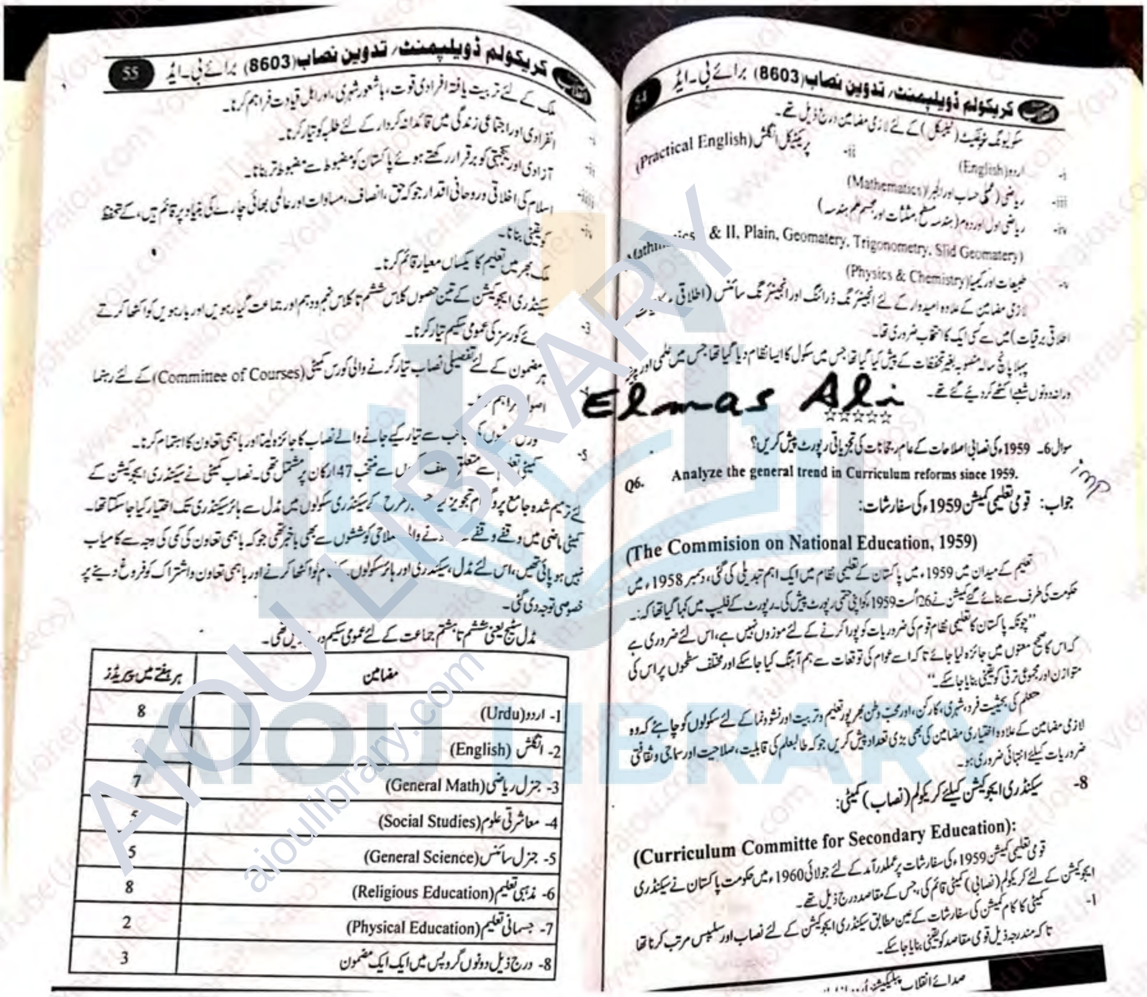

سکولیونگ سرٹیفکیٹ (ٹیکنیکل) کے لئے لازمی مضامین درج ذیل تھے۔

-i اردو(English)

-ii پریکٹیکل انگلش(Practical English)

-iii ریاضی (عملی حساب اور الجبرا)(Mathematics)

-iv ریاضی اول اور دوم (ہندسہ مسطح، مثلثات اور مجسم علم ہندسہ) (Mathematics I & II, Plain, Geomatery, Trigonometry, Slid Geomatery)

-v طبیعات اور کیمیا(Physics & Chemistry)

لازمی مضامین کے علاوہ امیدوار کے لئے انجینئرنگ ڈرائنگ اور انجینئرنگ سائنس (اطلاقی [illegible] اطلاقی برقیات) میں سے کسی ایک کا انتخاب ضروری تھا۔

پہلا پانچ سالہ منصوبہ بغیر تحفظات کے پیش کیا گیا تھا جس میں سکول کا ایسا نظام دیا گیا تھا جس میں علمی اور پیشہ ورانہ دونوں شعبے اکٹھے کر دیئے گئے تھے۔

Elmas Ali
☆☆☆☆☆

سوال6۔ 1959ء کی نصابی اصلاحات کے عام رجحانات کی تجزیاتی رپورٹ پیش کریں؟

Q6. Analyze the general trend in Curriculum reforms since 1959.

imp

جواب: قومی تعلیمی کمیشن 1959ء کی سفارشات:

(The Commision on National Education, 1959)

تعلیم کے میدان میں 1959ء میں پاکستان کے تعلیمی نظام میں ایک اہم تبدیلی کی گئی، دسمبر 1958ء میں حکومت کی طرف سے بنائے گئے کمیشن نے 26 اگست 1959ء کو اپنی حتمی رپورٹ پیش کی۔ رپورٹ کے فلیپ میں کہا گیا تھا کہ:۔

"چونکہ پاکستان کا تعلیمی نظام قوم کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے موزوں نہیں ہے، اس لئے ضروری ہے کہ اس کا صحیح معنوں میں جائزہ لیا جائے تاکہ اسے عوام کی توقعات سے ہم آہنگ کیا جاسکے اور مختلف سطحوں پر اس کی متوازن اور مجموعی ترقی کو یقینی بنایا جاسکے۔"

متعلم کی بحیثیت فرد، شہری، کارکن، اور محب وطن بھرپور تعلیم وتربیت اور نشوونما کے لئے سکولوں کو چاہئے کہ وہ لازمی مضامین کے علاوہ اختیاری مضامین کی بھی بڑی تعداد پیش کریں جو کہ طالبعلم کی قابلیت، صلاحیت اور سماجی وثقافتی ضروریات کیلئے انتہائی ضروری ہو۔

-8 سیکنڈری ایجوکیشن کیلئے کریکولم (نصاب) کمیٹی:

(Curriculum Committe for Secondary Education):

قومی تعلیمی کمیشن 1959ء کی سفارشات پر عملدرآمد کے لئے جولائی 1960ء میں حکومت پاکستان نے سیکنڈری ایجوکیشن کے لئے کریکولم (نصابی) کمیٹی قائم کی، جس کے مقاصد درج ذیل تھے۔

-1 کمیٹی کا کام کمیشن کی سفارشات کے عین مطابق سیکنڈری ایجوکیشن کے لئے نصاب اور سلیبس مرتب کرنا تھا تاکہ مندرجہ ذیل قومی مقاصد کو یقینی بنایا جاسکے۔

ملک کے لئے تربیت یافتہ افرادی قوت، باشعور شہری، اور اہل قیادت فراہم کرنا۔

-ii انفرادی اور اجتماعی زندگی میں قائدانہ کردار کے لئے طلبہ کو تیار کرنا۔

-iii آزادی اور یکجہتی کو برقرار رکھتے ہوئے پاکستان کو مضبوط سے مضبوط تر بنانا۔

-iiii اسلام کی اخلاقی وروحانی اقدار جو کہ حق، انصاف، مساوات اور عالمی بھائی چارے کی بنیاد پر قائم ہیں، کے تحفظ کو یقینی بنانا۔

-v ملک بھر میں تعلیم کا یکساں معیار قائم کرنا۔

-3 سیکنڈری ایجوکیشن کے تین حصوں کلاس ششم تا کلاس نہم ودہم اور جماعت گیارہویں اور بارہویں کو اکٹھا کرتے ہوئے کورسز کی عمومی سکیم تیار کرنا۔

ہر مضمون کے لئے تفصیلی نصاب تیار کرنے والی کورس کمیٹی (Committee of Courses) کے لئے رہنما اصول فراہم کرنا۔

کورس کمیٹیوں کی جانب سے تیار کیے جانے والے نصاب کا جائزہ لینا اور باہمی تعاون کا اہتمام کرنا۔

-5 کمیٹی تعلیم سے متعلق [illegible] سے منتخب 47 ارکان پر مشتمل تھی۔ نصاب کمیٹی نے سیکنڈری ایجوکیشن کے لئے ترمیم شدہ جامع پروگرام تجویز کیا [illegible] طرح کہ سیکنڈری سکولوں میں مڈل سے ہائر سیکنڈری تک اختیار کیا جاسکتا تھا۔ کمیٹی ماضی میں وقفے وقفے [illegible] والی اصلاحی کوششوں سے بھی باخبر تھی جو کہ باہمی تعاون کی کمی کی وجہ سے کامیاب نہیں ہو پائی تھیں، اس لئے مڈل، سیکنڈری اور ہائر سکولوں [illegible] کو اکٹھا کرنے اور باہمی تعاون واشتراک کو فروغ دینے پر خصوصی توجہ دی گئی۔

مڈل سٹیج یعنی ششم تا ہشتم جماعت کے لئے عمومی سکیم درج ذیل تھی۔

مضامین	ہر ہفتے میں پیریڈز
-1 اردو(Urdu)	8
-2 انگلش (English)	[illegible]
-3 جنرل ریاضی(General Math)	7
-4 معاشرتی علوم(Social Studies)	5
-5 جنرل سائنس(General Science)	5
-6 مذہبی تعلیم(Religious Education)	8
-7 جسمانی تعلیم(Physical Education)	2
-8 درج ذیل دونوں گروپس میں ایک ایک مضمون	3

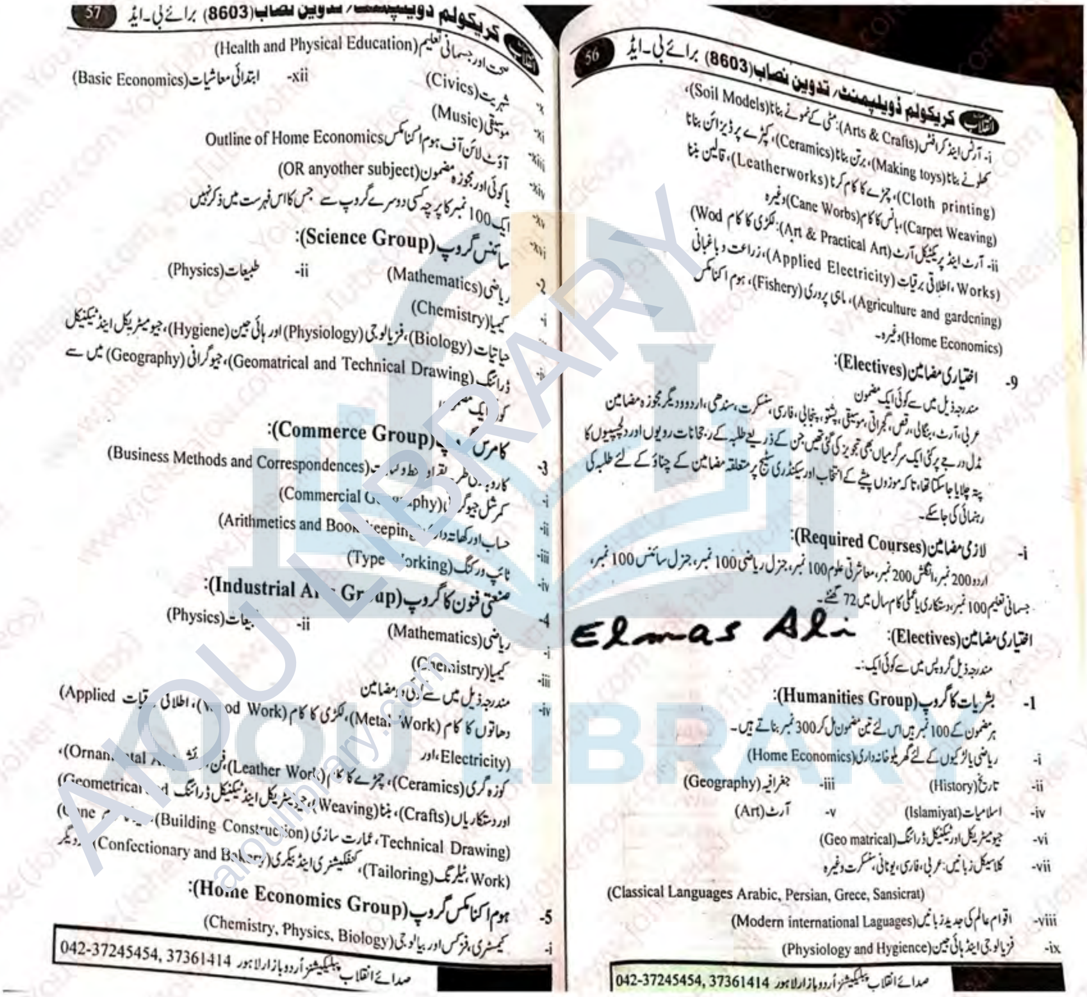

-i آرٹس اینڈ کرافٹس(Arts & Crafts): مٹی کے نمونے بنانا(Soil Models)،
کھلونے بنانا(Making toys)، برتن بنانا(Ceramics)، کپڑے پر ڈیزائن بنانا
(Cloth printing)، چمڑے کا کام کرنا(Leatherworks)، قالین بننا
(Carpet Weaving)، بانس کا کام(Cane Worbs) وغیرہ
-ii آرٹ اینڈ پریکٹیکل آرٹ(Art & Practical Art): لکڑی کا کام (Wod
Works)، اطلاقی برقیات (Applied Electricity)، زراعت و باغبانی
(Agriculture and gardening)، ماہی پروری (Fishery)، ہوم اکنامکس
(Home Economics) وغیرہ۔

-9 اختیاری مضامین(Electives):

مندرجہ ذیل میں سے کوئی ایک مضمون
عربی، آرٹ، بنگالی، رقص، گجراتی، موسیقی، پشتو، پنجابی، فارسی، سنسکرت، سندھی، اردو و دیگر مجوزہ مضامین
مڈل درجے پر کئی ایک سرگرمیاں بھی تجویز کی گئی تھیں جن کے ذریعے طلبہ کے رجحانات رویوں اور دلچسپیوں کا
پتہ چلایا جا سکتا تھا، تاکہ موزوں پیشے کے انتخاب اور سیکنڈری سٹیج پر متعلقہ مضامین کے چناؤ کے لئے طلبہ کی
رہنمائی کی جا سکے۔

-i لازمی مضامین(Required Courses):
اردو 200 نمبر، انگلش 200 نمبر، معاشرتی علوم 100 نمبر، جنرل ریاضی 100 نمبر، جنرل سائنس 100 نمبر،
جسمانی تعلیم 100 نمبر، دستکاری یا عملی کام سال میں 72 گھنٹے۔

Elmas Ali

اختیاری مضامین(Electives):
مندرجہ ذیل گروپس میں سے کوئی ایک:۔

-1 بشریات کا گروپ(Humanities Group):
ہر مضمون کے 100 نمبر ہیں اس لئے تین مضمون مل کر 300 نمبر بناتے ہیں۔
-i ریاضی یا لڑکیوں کے لئے گھریلو خانہ داری(Home Economics)
-ii تاریخ(History) -iii جغرافیہ(Geography)
-iv اسلامیات(Islamiyat) -v آرٹ(Art)
-vi جیومیٹریکل اور ٹیکنیکل ڈرائنگ(Geo matrical)
-vii کلاسیکل زبانیں: عربی، فارسی، یونانی، سنسکرت وغیرہ
(Classical Languages Arabic, Persian, Grece, Sansicrat)
-viii اقوام عالم کی جدید زبانیں(Modern international Laguages)
-ix فزیالوجی اینڈ ہائی جین(Physiology and Hygience)

صحت اور جسمانی تعلیم(Health and Physical Education)
-x شہریت(Civics) -xii ابتدائی معاشیات(Basic Economics)
-xi موسیقی(Music)
-xiii آؤٹ لائن آف ہوم اکنامکس Outline of Home Economics
-xiv یا کوئی اور مجوزہ مضمون(OR anyother subject)
-xv ایک 100 نمبر کا پرچہ کسی دوسرے گروپ سے جس کا اس فہرست میں ذکر نہیں
-xvi

-2 سائنس گروپ(Science Group):
-i ریاضی(Mathematics) -ii طبیعات(Physics)
-iii کیمیا(Chemistry)
-iv حیاتیات(Biology)، فزیالوجی(Physiology) اور ہائی جین(Hygiene)، جیومیٹریکل اینڈ ٹیکنیکل
ڈرائنگ(Geomatrical and Technical Drawing)، جیوگرافی (Geography) میں سے
کوئی ایک مضمون

-3 کامرس گروپ(Commerce Group):
-i کاروباری طریقے اور خط و کتابت(Business Methods and Correspondences)
-ii کمرشل جیوگرافی(Commercial Geography)
-iii حساب اور کھاتہ داری(Arithmetics and Book Keeping)
-iv ٹائپ ورکنگ(Type Working)

-4 صنعتی فنون کا گروپ(Industrial Arts Group):
-i ریاضی(Mathematics) -ii طبیعات(Physics)
-iii کیمیا(Chemistry)
-iv مندرجہ ذیل میں سے کوئی دو مضامین
دھاتوں کا کام (Metal Work)، لکڑی کا کام (Wood Work)، اطلاقی برقیات (Applied
Electricity) اور، فن نقش (Ornamental Art)،
کوزہ گری(Ceramics)، چمڑے کا کام(Leather Work)، جیومیٹریکل اینڈ ٹیکنیکل ڈرائنگ (Geometrical and
اور دستکاریاں(Crafts)، بُنا(Weaving)، (Cane Work)
Technical Drawing)، عمارت سازی (Building Construction)
Work)، ٹیلرنگ(Tailoring)، کنفیکشنری اینڈ بیکری(Confectionary and Bakery) اور دیگر

-5 ہوم اکنامکس گروپ(Home Economics Group):
-i کیمسٹری، فزکس اور بیالوجی(Chemistry, Physics, Biology)

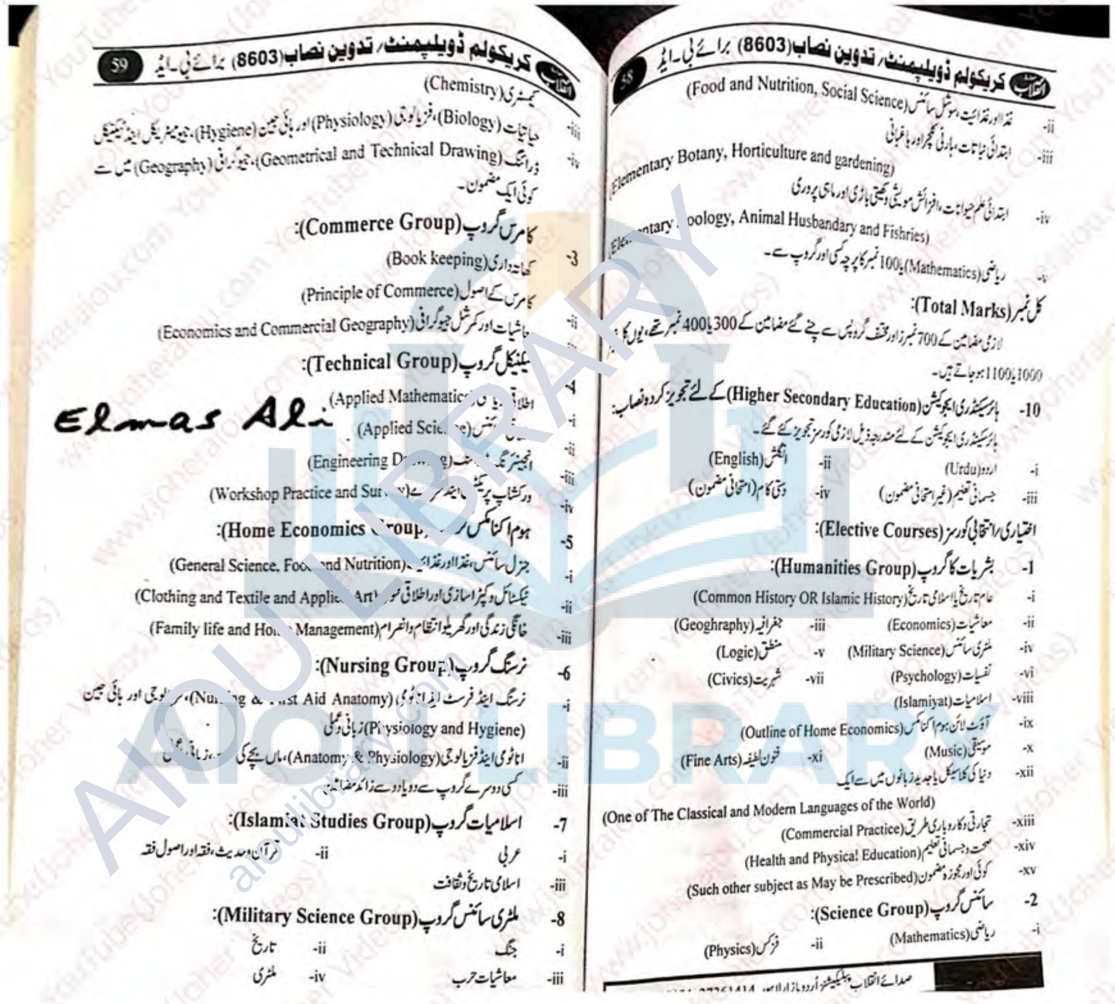

ii- غذا اور غذائیت، سوشل سائنس(Food and Nutrition, Social Science)

iii- ابتدائی نباتات، باغاتی کلچر اور باغبانی (Elementary Botany, Horticulture and gardening)

iv- ابتدائی علم حیوانات، افزائش مویشی و کھیتی باڑی اور ماہی پروری (Elementary Zoology, Animal Husbandary and Fishries)

v- ریاضی(Mathematics) یا 100 نمبر کا پرچہ کسی اور گروپ سے۔

کل نمبر(Total Marks):

لازمی مضامین کے 700 نمبرز اور مختلف گروپس سے چنے گئے مضامین کے 300 یا 400 نمبر تھے، یوں کل 1000 یا 1100 ہو جاتے ہیں۔

10- ہائر سیکنڈری ایجوکیشن(Higher Secondary Education) کے لئے تجویز کردہ نصاب:

ہائر سیکنڈری ایجوکیشن کے لئے مندرجہ ذیل لازمی کورسز تجویز کیے گئے۔

i- اردو(Urdu)   ii- انگلش(English)
iii- جسمانی تعلیم (غیر امتحانی مضمون)   iv- دستی کام (امتحانی مضمون)

اختیاری/انتخابی کورسز(Elective Courses):

1- بشریات کا گروپ(Humanities Group):

i- عام تاریخ یا اسلامی تاریخ(Common History OR Islamic History)
ii- معاشیات(Economics)   iii- جغرافیہ(Geoghraphy)
iv- ملٹری سائنس(Military Science)   v- منطق(Logic)
vi- نفسیات(Psychology)   vii- شہریت(Civics)
viii- اسلامیات(Islamiyat)
ix- آؤٹ لائن ہوم اکنامکس(Outline of Home Economics)
x- موسیقی(Music)   xi- فنون لطیفہ(Fine Arts)
xii- دنیا کی کلاسیکل یا جدید زبانوں میں سے ایک (One of The Classical and Modern Languages of the World)
xiii- تجارتی و کاروباری طریق(Commercial Practice)
xiv- صحت و جسمانی تعلیم(Health and Physical Education)
xv- کوئی اور مجوزہ مضمون(Such other subject as May be Prescribed)

2- سائنس گروپ(Science Group):

i- ریاضی(Mathematics)   ii- فزکس(Physics)

iii- کیمسٹری(Chemistry)

iv- حیاتیات(Biology)، فزیالوجی(Physiology) اور حفظان صحت(Hygiene)، جیومیٹریکل اینڈ ٹیکنیکل ڈرائنگ(Geometrical and Technical Drawing)، جیوگرافی(Geography) میں سے کوئی ایک مضمون۔

3- کامرس گروپ(Commerce Group):

i- کھاتہ داری(Book keeping)
ii- کامرس کے اصول(Principle of Commerce)
iii- معاشیات اور کمرشل جیوگرافی(Economics and Commercial Geography)

4- ٹیکنیکل گروپ(Technical Group):

Elmas Ali

i- اطلاقی ریاضی(Applied Mathematics)
ii- اطلاقی سائنس(Applied Science)
iii- انجینئرنگ ڈرافٹ(Engineering Drawing)
iv- ورکشاپ پریکٹس اینڈ سروے(Workshop Practice and Survey)

5- ہوم اکنامکس گروپ(Home Economics Group):

i- جنرل سائنس، غذا اور غذائیت(General Science, Food and Nutrition)
ii- ٹیکسٹائل و کپڑا سازی اور اطلاقی فنون(Clothing and Textile and Applied Art)
iii- خانگی زندگی اور گھریلو انتظام و انصرام(Family life and Home Management)

6- نرسنگ گروپ(Nursing Group):

i- نرسنگ اینڈ فرسٹ ایڈ اناٹومی(Nursing & First Aid Anatomy)، فزیالوجی اور حفظان صحت (Physiology and Hygiene) زبانی و عملی
ii- اناٹومی اینڈ فزیالوجی(Anatomy & Physiology)، ماں بچے کی صحت، زبانی و عملی
iii- کسی دوسرے گروپ سے دو یا دو سے زائد مضامین۔

7- اسلامیات گروپ(Islamiat Studies Group):

i- عربی   ii- قرآن و حدیث، فقہ اور اصول فقہ
iii- اسلامی تاریخ و ثقافت

8- ملٹری سائنس گروپ(Military Science Group):

i- جنگ   ii- تاریخ
iii- معاشیات حرب   iv- ملٹری

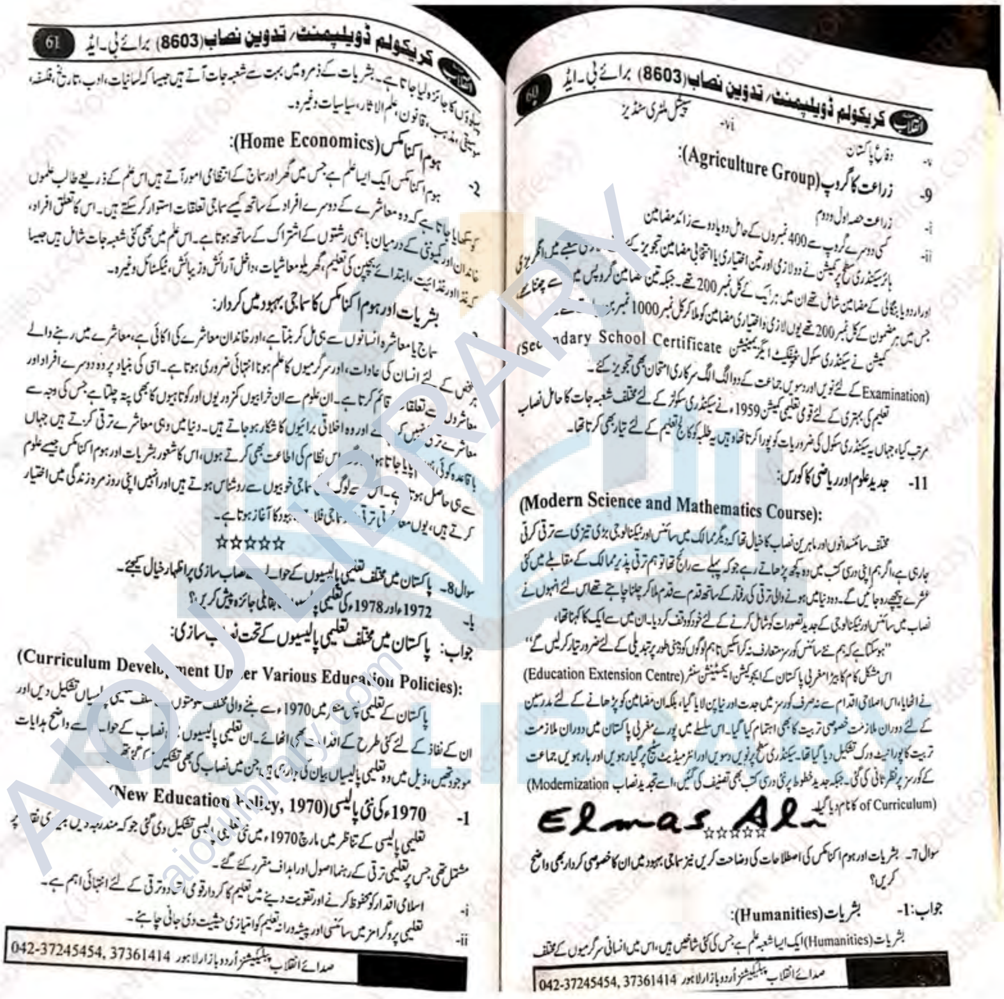

vi- ٹیکنیکل ملٹری سٹڈیز

vii- دفاع پاکستان

9- زراعت کا گروپ (Agriculture Group):

i- زراعت حصہ اول و دوم

ii- کسی دوسرے گروپ سے 400 نمبروں کے حامل دو یا دو سے زائد مضامین

ہائر سیکنڈری سطح پر کمیشن نے دو لازمی اور تین اختیاری یا انتخابی مضامین تجویز کیے۔ لازمی شعبے میں انگریزی اور اردو یا بنگالی کے مضامین شامل تھے ان میں ہر ایک کے کل نمبر 200 تھے۔ جبکہ تین مضامین گروپس میں سے چننا تھے، جس میں ہر مضمون کے کل نمبر 200 تھے یوں لازمی و اختیاری مضامین کو ملا کر کل نمبر 1000 نمبر بن جاتے تھے۔ کمیشن نے سیکنڈری سکول سرٹیفکیٹ ایگزیمینیشن (Secondary School Certificate Examination) کے لئے نویں اور دسویں جماعت کے دو الگ الگ سرکاری امتحان بھی تجویز کیے۔

تعلیم کی بہتری کے لئے قومی تعلیمی کمیشن 1959ء نے سیکنڈری سکولز کے لئے مختلف شعبہ جات کا حامل نصاب مرتب کیا، جہاں یہ سیکنڈری سکول کی ضروریات کو پورا کرتا تھا وہیں یہ طلبہ کو کالج تعلیم کے لئے تیار بھی کرتا تھا۔

11- جدید علوم اور ریاضی کا کورس:
(Modern Science and Mathematics Course):

مختلف سائنسدانوں اور ماہرین نصاب کا خیال تھا کہ دیگر ممالک میں سائنس اور ٹیکنالوجی بڑی تیزی سے ترقی کر رہی ہے، اگر ہم اپنی درسی کتب میں وہ کچھ پڑھاتے رہے جو کہ پہلے سے رائج تھا تو ہم ترقی پذیر ممالک کے مقابلے میں کئی عشرے پیچھے رہ جائیں گے۔ وہ دنیا میں ہونے والی ترقی کی رفتار کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے نصاب میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے جدید تصورات کو شامل کرنے کے لئے خود کو وقف کر دیا۔ ان میں سے ایک کا کہنا تھا،

"ہوسکتا ہے کہ ہم نئے سائنس کورسز متعارف نہ کرا سکیں تاہم لوگوں کو ذہنی طور پر تبدیلی کے لئے ضرور تیار کر لیں گے"

اس مشکل کام کا بیڑا مغربی پاکستان کے ایجوکیشن ایکسٹینشن سنٹر (Education Extension Centre) نے اٹھایا، اس اصلاحی اقدام سے نہ صرف کورسز میں جدت اور نیا پن لایا گیا، بلکہ ان مضامین کو پڑھانے کے لئے مدرسین کے لئے دوران ملازمت خصوصی تربیت کا بھی اہتمام کیا گیا۔ اس سلسلے میں پورے مغربی پاکستان میں دوران ملازمت تربیت کا پورا نیٹ ورک تشکیل دیا گیا تھا۔ سیکنڈری سطح پر نویں دسویں اور انٹرمیڈیٹ سطح پر گیارہویں اور بارہویں جماعت کے کورسز پر نظر ثانی کی گئی۔ جبکہ جدید خطوط پر نئی درسی کتب بھی تصنیف کی گئیں، اسے تجدید نصاب (Modernization of Curriculum) کا نام دیا گیا۔

Elmas Ali

☆☆☆☆☆

سوال 7۔ بشریات اور ہوم اکنامکس کی اصطلاحات کی وضاحت کریں نیز سماجی بہبود میں ان کا خصوصی کردار بھی واضح کریں؟

جواب: 1- بشریات (Humanities):

بشریات (Humanities) ایک ایسا شعبہ علم ہے جس کی کئی شاخیں ہیں، اس میں انسانی سرگرمیوں کے مختلف

پہلوؤں کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ بشریات کے زمرہ میں بہت سے شعبہ جات آتے ہیں جیسا کہ لسانیات، ادب، تاریخ، فلسفہ، موسیقی، مذہب، قانون، علم الآثار، سیاسیات وغیرہ۔

2- ہوم اکنامکس (Home Economics):

ہوم اکنامکس ایک ایسا علم ہے جس میں گھر اور سماج کے انتظامی امور آتے ہیں اس علم کے ذریعے طالب علموں کو سکھایا جاتا ہے کہ وہ معاشرے کے دوسرے افراد کے ساتھ کیسے سماجی تعلقات استوار کر سکتے ہیں۔ اس کا تعلق افراد، خاندان اور کمیونٹی کے درمیان باہمی رشتوں کے اشتراک کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس علم میں بھی کئی شعبہ جات شامل ہیں جیسا کہ خوراک اور غذائیت، ابتدائے بچپن کی تعلیم، گھریلو معاشیات، داخل آرائش و زیبائش، ٹیکسٹائل وغیرہ۔

بشریات اور ہوم اکنامکس کا سماجی بہبود میں کردار:

سماج یا معاشرہ انسانوں سے ہی مل کر بنتا ہے، اور خاندان معاشرے کی اکائی ہے، معاشرے میں رہنے والے ہر شخص کے لئے انسان کی عادات، اور سرگرمیوں کا علم ہونا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ اسی کی بنیاد پر وہ دوسرے افراد اور معاشروں سے تعلقات قائم کرتا ہے۔ ان علوم سے ان خرابیوں کمزوریوں اور کوتاہیوں کا بھی پتہ چلتا ہے جس کی وجہ سے معاشرے ترقی نہیں کر [illegible] اور وہ اخلاقی برائیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ دنیا میں وہی معاشرے ترقی کرتے ہیں جہاں باقاعدہ کوئی [illegible] اپنایا جاتا ہو [illegible] اس نظام کی اطاعت بھی کرتے ہوں، اس کا شعور بشریات اور ہوم اکنامکس جیسے علوم سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ اس [illegible] لوگ [illegible] سماجی خوبیوں سے روشناس ہوتے ہیں اور انہیں اپنی روزمرہ زندگی میں اختیار کرتے ہیں، یوں معاشرے [illegible] ترقی [illegible] سماجی فلاح و بہبود کا آغاز ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

سوال 8۔ پاکستان میں مختلف تعلیمی پالیسیوں کے حوالے سے نصاب سازی پر اظہار خیال کیجئے۔

یا۔ 1972ء اور 1978ء کی تعلیمی پالیسیوں [illegible] تقابلی جائزہ پیش کریں؟

جواب: پاکستان میں مختلف تعلیمی پالیسیوں کے تحت نصاب سازی:
(Curriculum Development Under Various Education Policies):

پاکستان کے تعلیمی پس منظر میں 1970ء سے بننے والی مختلف حکومتوں نے مختلف تعلیمی پالیسیاں تشکیل دیں اور ان کے نفاذ کے لئے کئی طرح کے اقدامات بھی اٹھائے۔ ان تعلیمی پالیسیوں میں نصاب کے حوالے سے واضح ہدایات موجود تھیں، ذیل میں وہ تعلیمی پالیسیاں بیان کی جا رہی ہیں جن میں نصاب کی بھی تشکیل [illegible]

1- 1970ء کی نئی پالیسی (New Education Policy, 1970):

تعلیمی پالیسی کے تناظر میں مارچ 1970ء میں نئی تعلیمی پالیسی تشکیل دی گئی جو کہ مندرجہ ذیل بنیادی نکات پر مشتمل تھی جس پر تعلیمی ترقی کے رہنما اصول اور اہداف مقرر کیے گئے۔

i- اسلامی اقدار کو محفوظ کرنے اور تقویت دینے میں تعلیم کا کردار قومی اتحاد و ترقی کے لئے انتہائی اہم ہے۔

ii- تعلیمی پروگرامز میں سائنسی اور پیشہ ورانہ تعلیم کو امتیازی حیثیت دی جانی چاہئے۔

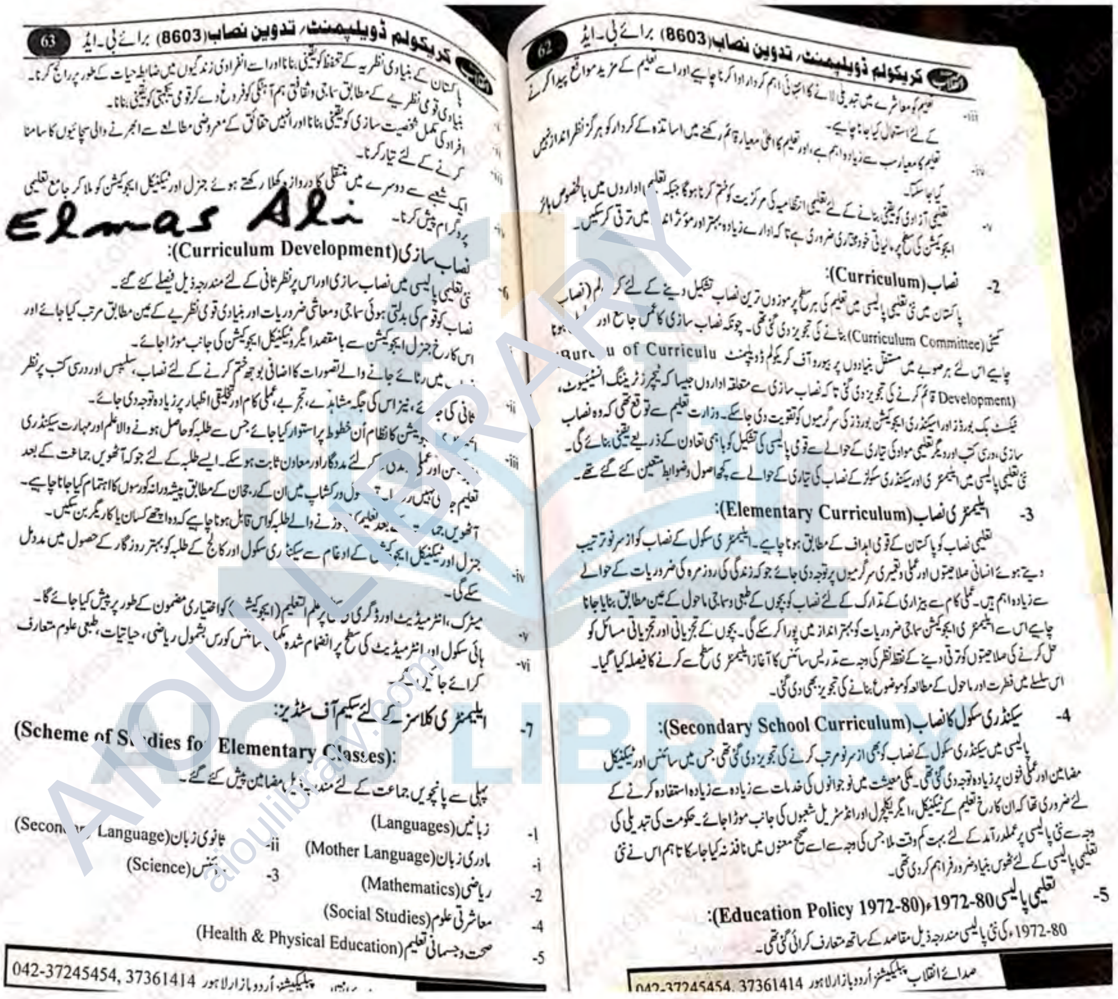

iii- تعلیم کو معاشرے میں تبدیلی لانے کا ابتدائی اہم کردار ادا کرنا چاہیے اور اسے تعلیم کے مزید مواقع پیدا کرنے کے لئے استعمال کیا جانا چاہیے۔

iv- تعلیم کا معیار سب سے زیادہ اہم ہے، اور تعلیم کا اعلیٰ معیار قائم رکھنے میں اساتذہ کے کردار کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

v- تعلیمی آزادی کو یقینی بنانے کے لئے تعلیمی انتظامیہ کی مرکزیت کو ختم کرنا ہوگا جبکہ تعلیمی اداروں میں بالخصوص ہائر ایجوکیشن کی سطح پر مالیاتی خود مختاری ضروری ہے تاکہ ادارے زیادہ بہتر اور موثر انداز میں ترقی کر سکیں۔

2- نصاب (Curriculum):

پاکستان میں نئی تعلیمی پالیسی میں تعلیم کی ہر سطح پر موزوں ترین نصاب تشکیل دینے کے لئے کریکولم (نصاب) کمیٹی (Curriculum Committee) بنانے کی تجویز دی گئی تھی۔ چونکہ نصاب سازی کا عمل جامع اور [illegible] ہونا چاہیے اس لئے ہر صوبے میں مستقل بنیادوں پر بیوروآف کریکولم ڈویلپمنٹ (Bureau of Curriculum Development) قائم کرنے کی تجویز دی گئی تاکہ نصاب سازی سے متعلقہ اداروں جیسا کہ ٹیچرز ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، ٹیکسٹ بک بورڈز اور سیکنڈری ایجوکیشن بورڈز کی سرگرمیوں کو تقویت دی جا سکے۔ وزارت تعلیم سے توقع تھی کہ وہ نصاب سازی، درسی کتب اور دیگر تعلیمی مواد کی تیاری کے حوالے سے قومی پالیسی کی تشکیل کو باہمی تعاون کے ذریعے یقینی بنائے گی۔ نئی تعلیمی پالیسی میں ایلیمنٹری اور سیکنڈری سکولز کے نصاب کی تیاری کے حوالے سے کچھ اصول وضوابط متعین کئے گئے تھے۔

3- ایلیمنٹری نصاب (Elementary Curriculum):

تعلیمی نصاب کو پاکستان کے قومی اہداف کے مطابق ہونا چاہیے۔ ایلیمنٹری سکول کے نصاب کو از سر نو ترتیب دیتے ہوئے انسانی صلاحیتوں اور عملی وتعمیری سرگرمیوں پر توجہ دی جائے جو کہ زندگی کی روزمرہ کی ضروریات کے حوالے سے زیادہ اہم ہیں۔ عملی کام سے بیزاری کے تدارک کے لئے نصاب کو بچوں کے طبعی وسماجی ماحول کے عین مطابق بنایا جانا چاہیے اس سے ایلیمنٹری ایجوکیشن سماجی ضروریات کو بہتر انداز میں پورا کر سکے گی۔ بچوں کے تجزیاتی اور تجرباتی مسائل کو حل کرنے کی صلاحیتوں کو ترقی دینے کے نقطہ نظر کی وجہ سے تدریس سائنس کا آغاز ایلیمنٹری سطح سے کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس سلسلے میں فطرت اور ماحول کے مطالعہ کو موضوع بنانے کی تجویز بھی دی گئی۔

4- سیکنڈری سکول کا نصاب (Secondary School Curriculum):

پالیسی میں سیکنڈری سکول کے نصاب کو بھی از سر نو مرتب کرنے کی تجویز دی گئی تھی جس میں سائنس اور ٹیکنیکل مضامین اور عملی فنون پر زیادہ توجہ دی گئی تھی۔ ملکی معیشت میں نوجوانوں کی خدمات سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کے لئے ضروری تھا کہ ان کا رخ تعلیم کے ٹیکنیکل، ایگریکلچرل اور انڈسٹریل شعبوں کی جانب موڑا جائے۔ حکومت کی تبدیلی کی وجہ سے نئی پالیسی پر عملدرآمد کے لئے بہت کم وقت ملا جس کی وجہ سے اسے صحیح معنوں میں نافذ نہ کیا جا سکا تاہم اس نے نئی تعلیمی پالیسی کے لئے ٹھوس بنیاد ضرور فراہم کر دی تھی۔

5- تعلیمی پالیسی 1972-80ء (Education Policy 1972-80):

1972-80ء کی نئی پالیسی مندرجہ ذیل مقاصد کے ساتھ متعارف کرائی گئی تھی۔

i- پاکستان کے بنیادی نظریہ کے تحفظ کو یقینی بنانا اور اسے انفرادی زندگیوں میں ضابطہ حیات کے طور پر رائج کرنا۔

ii- بنیادی قومی نظریے کے مطابق سماجی وثقافتی ہم آہنگی کو فروغ دے کر قومی یکجہتی کو یقینی بنانا۔

iii- افراد کی مکمل شخصیت سازی کو یقینی بنانا اور انہیں حقائق کے معروضی مطالعے سے ابھرنے والی سچائیوں کا سامنا کرنے کے لئے تیار کرنا۔

iv- ایک شعبے سے دوسرے میں منتقلی کا دروازہ کھلا رکھتے ہوئے جنرل اور ٹیکنیکل ایجوکیشن کو ملا کر جامع تعلیمی پروگرام پیش کرنا۔

Elmas Ali

6- نصاب سازی (Curriculum Development):

نئی تعلیمی پالیسی میں نصاب سازی اور اس پر نظر ثانی کے لئے مندرجہ ذیل فیصلے کئے گئے۔

i- نصاب کو قوم کی بدلتی ہوئی سماجی ومعاشی ضروریات اور بنیادی قومی نظریے کے عین مطابق مرتب کیا جائے اور اس کا رخ جنرل ایجوکیشن سے بامقصد ایگرو ٹیکنیکل ایجوکیشن کی جانب موڑا جائے۔

ii- نصاب میں رٹائے جانے والے تصورات کا اضافی بوجھ ختم کرنے کے لئے نصاب، سلیبس اور درسی کتب پر نظر ثانی کی جائے، نیز اس کی جگہ مشاہدے، تجربے، عملی کام اور تخلیقی اظہار پر زیادہ توجہ دی جائے۔

iii- ایلیمنٹری ایجوکیشن کا نظام اُن خطوط پر استوار کیا جائے جس سے طلبہ کو حاصل ہونے والا علم اور مہارت سیکنڈری [illegible] اور عملی [illegible] کے لئے مددگار اور معاون ثابت ہو سکے۔ ایسے طلبہ کے لئے جو کہ آٹھویں جماعت کے بعد تعلیم جاری نہیں رکھ [illegible] سکول ورکشاپ میں ان کے رجحان کے مطابق پیشہ ورانہ کورسوں کا اہتمام کیا جانا چاہیے۔ آٹھویں جماعت کے بعد تعلیم چھوڑنے والے طلبہ کو اس قابل ہونا چاہیے کہ وہ اچھے کسان یا کاریگر بن سکیں۔

iv- جنرل اور ٹیکنیکل ایجوکیشن کے ادغام سے سیکنڈری سکول اور کالج کے طلبہ کو بہتر روزگار کے حصول میں مدد مل سکے گی۔

v- میٹرک، انٹرمیڈیٹ اور ڈگری کی سطح پر علم التعلیم (ایجوکیشن) کو اختیاری مضمون کے طور پر پیش کیا جائے گا۔

vi- ہائی سکول اور انٹرمیڈیٹ کی سطح پر انضمام شدہ مکمل سائنس کورس بشمول ریاضی، حیاتیات، طبعی علوم متعارف کرائے جائیں گے۔

7- ایلیمنٹری کلاسز کے لئے سکیم آف سٹڈیز (Scheme of Studies for Elementary Classes):

پہلی سے پانچویں جماعت کے لئے مندرجہ ذیل مضامین پیش کئے گئے۔

1- زبانیں (Languages)
  i- مادری زبان (Mother Language)
  ii- ثانوی زبان (Secondary Language)
2- ریاضی (Mathematics)
3- سائنس (Science)
4- معاشرتی علوم (Social Studies)
5- صحت وجسمانی تعلیم (Health & Physical Education)

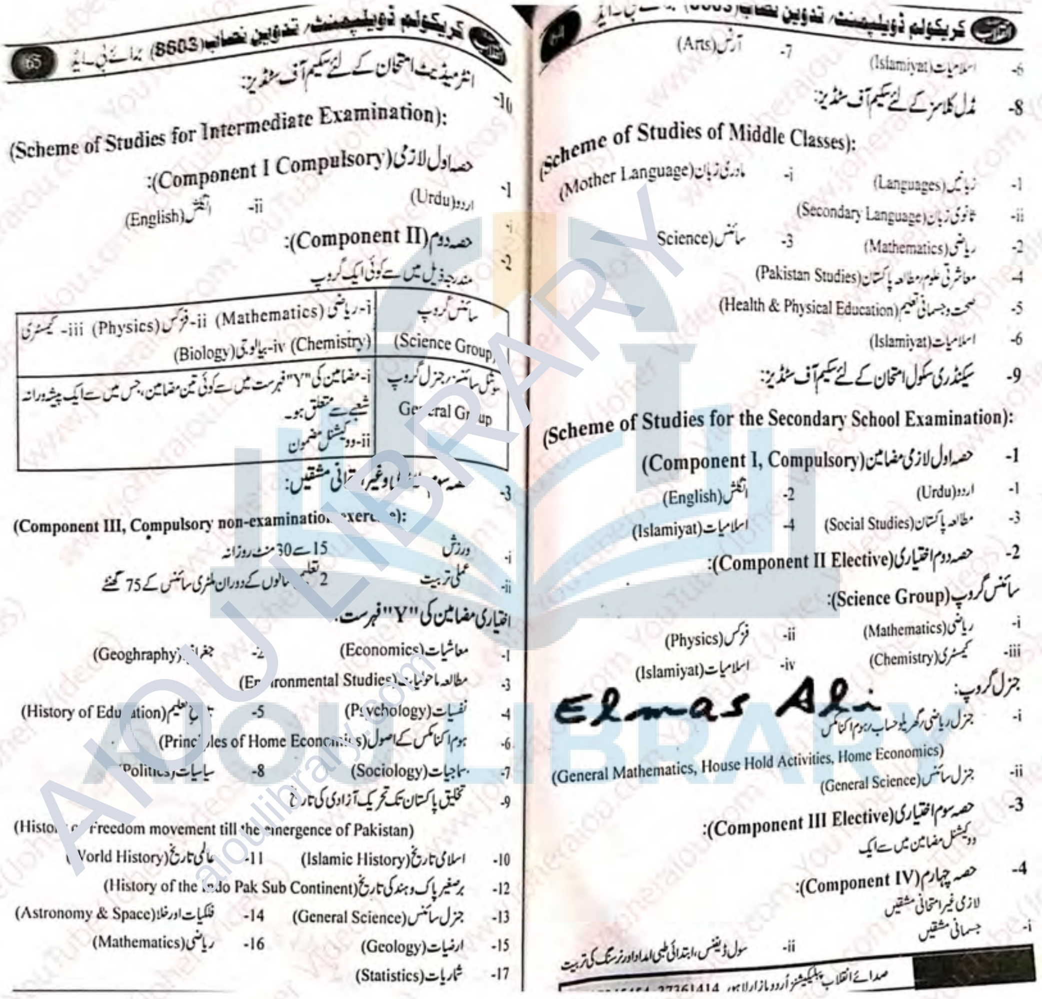

-7 آرٹس (Arts)

-6 اسلامیات (Islamiyat)

-8 مڈل کلاسز کے لئے سکیم آف سٹڈیز:

(Scheme of Studies of Middle Classes):

-1 زبانیں (Languages)

-i مادری زبان (Mother Language)

-ii ثانوی زبان (Secondary Language)

-2 ریاضی (Mathematics) -3 سائنس (Science)

-4 معاشرتی علوم/مطالعہ پاکستان (Pakistan Studies)

-5 صحت وجسمانی تعلیم (Health & Physical Education)

-6 اسلامیات (Islamiyat)

-9 سیکنڈری سکول امتحان کے لئے سکیم آف سٹڈیز:

(Scheme of Studies for the Secondary School Examination):

-1 حصہ اول لازمی مضامین (Component I, Compulsory)

-1 اردو (Urdu) -2 انگلش (English)

-3 مطالعہ پاکستان (Social Studies) -4 اسلامیات (Islamiyat)

-2 حصہ دوم اختیاری (Component II Elective):

سائنس گروپ (Science Group):

-i ریاضی (Mathematics) -ii فزکس (Physics)

-iii کیمسٹری (Chemistry) -iv اسلامیات (Islamiyat)

جنرل گروپ:

Elmas Ali

-i جنرل ریاضی/گھریلو حساب/ہوم اکنامکس

(General Mathematics, House Hold Activities, Home Economics)

-ii جنرل سائنس (General Science)

-3 حصہ سوم اختیاری (Component III Elective):

ووکیشنل مضامین میں سے ایک

-4 حصہ چہارم (Component IV):

لازمی غیر امتحانی مشقیں

-i جسمانی مشقیں

-ii سول ڈیفنس، ابتدائی طبی امداد اور نرسنگ کی تربیت

-10 انٹرمیڈیٹ امتحان کے لئے سکیم آف سٹڈیز:

(Scheme of Studies for Intermediate Examination):

-1 حصہ اول لازمی (Component I Compulsory):

-i اردو (Urdu) -ii انگلش (English)

-2 حصہ دوم (Component II):

مندرجہ ذیل میں سے کوئی ایک گروپ

سائنس گروپ (Science Group)	i-ریاضی (Mathematics) ii-فزکس (Physics) iii- کیمسٹری (Chemistry) iv-بیالوجی (Biology)
سوشل سائنس/جنرل گروپ General Group	i-مضامین کی "Y" فہرست میں سے کوئی تین مضامین، جس میں سے ایک پیشہ ورانہ شعبے سے متعلق ہو۔ ii-ووکیشنل مضمون

-3 حصہ سوم لازمی وغیر امتحانی مشقیں:

(Component III, Compulsory non-examination exercise):

-i ورزش 15 سے 30 منٹ روزانہ

-ii عملی تربیت 2 تعلیمی سالوں کے دوران ملٹری سائنس کے 75 گھنٹے

اختیاری مضامین کی "Y" فہرست:

-1 معاشیات (Economics) -2 جغرافیہ (Geoghraphy)

-3 مطالعہ ماحولیات (Environmental Studies)

-4 نفسیات (Psychology) -5 تاریخ تعلیم (History of Education)

-6 ہوم اکنامکس کے اصول (Principles of Home Economics)

-7 سماجیات (Sociology) -8 سیاسیات (Politics)

-9 تخلیق پاکستان تک تحریک آزادی کی تاریخ

(History of Freedom movement till the emergence of Pakistan)

-10 اسلامی تاریخ (Islamic History) -11 عالمی تاریخ (World History)

-12 برصغیر پاک وہند کی تاریخ (History of the Indo Pak Sub Continent)

-13 جنرل سائنس (General Science) -14 فلکیات اور خلا (Astronomy & Space)

-15 ارضیات (Geology) -16 ریاضی (Mathematics)

-17 شماریات (Statistics)

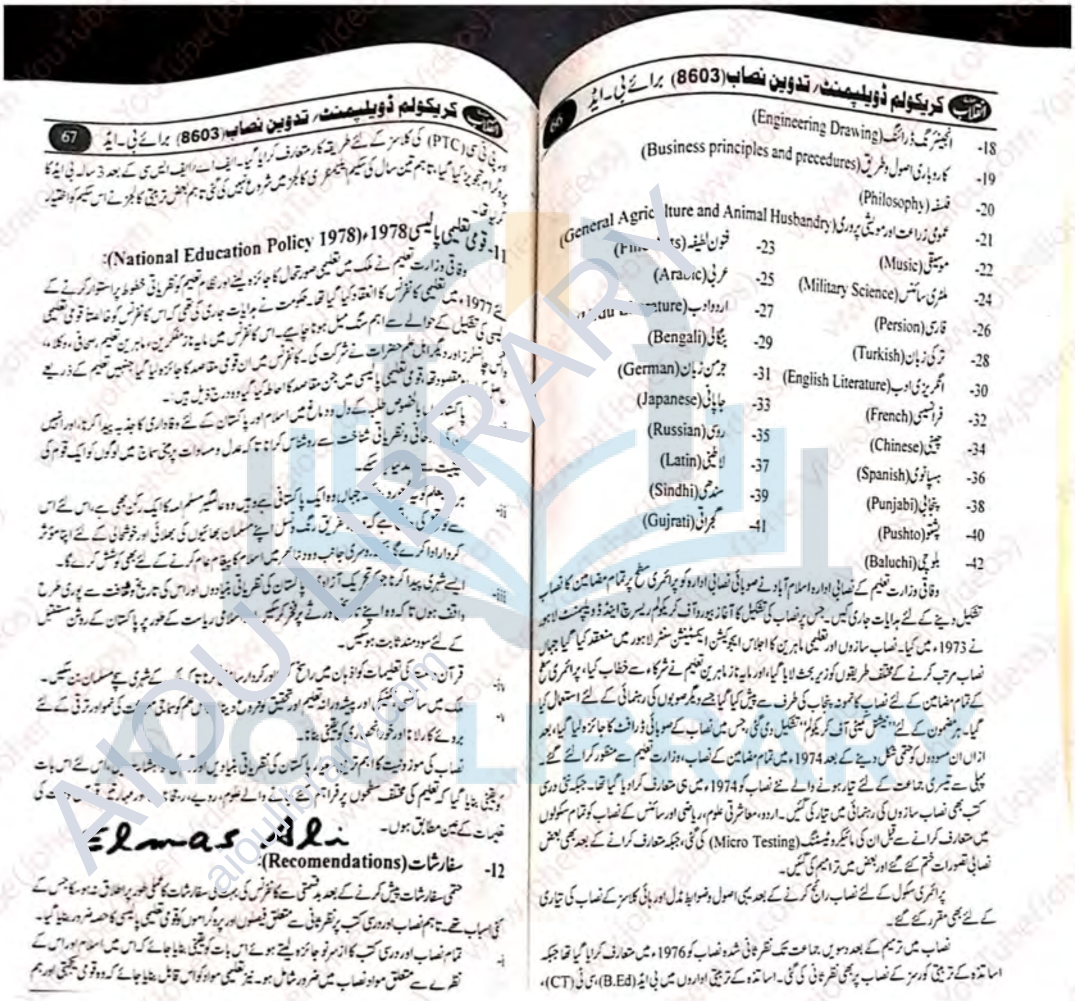

-18 انجینئرنگ ڈرائنگ(Engineering Drawing)
-19 کاروباری اصول وطریق(Business principles and precedures)
-20 فلسفہ(Philosophy)
-21 عمومی زراعت اور مویشی پروری(General Agriculture and Animal Husbandry)
-22 موسیقی(Music)
-23 فنون لطیفہ(Fine Arts)
-24 ملٹری سائنس(Military Science)
-25 عربی(Arabic)
-26 فارسی(Persion)
-27 اردو ادب(Urdu Literature)
-28 ترکی زبان(Turkish)
-29 بنگالی(Bengali)
-30 انگریزی ادب(English Literature)
-31 جرمن زبان(German)
-32 فرانسیسی(French)
-33 جاپانی(Japanese)
-34 چینی(Chinese)
-35 روسی(Russian)
-36 ہسپانوی(Spanish)
-37 لاطینی(Latin)
-38 پنجابی(Punjabi)
-39 سندھی(Sindhi)
-40 پشتو(Pushto)
-41 گجراتی(Gujrati)
-42 بلوچی(Baluchi)

وفاقی وزارت تعلیم کے نصابی ادارہ اسلام آباد نے صوبائی نصابی ادارہ کو پرائمری سطح پر تمام مضامین کا نصاب تشکیل دینے کے لئے ہدایات جاری کیں۔ جس پر نصاب کی تشکیل کا آغاز بیورو آف کریکولم ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ لاہور نے 1973ء میں کیا۔ نصاب سازوں اور تعلیمی ماہرین کا اجلاس ایجوکیشن ایکسٹینشن سنٹر لاہور میں منعقد کیا گیا جہاں نصاب مرتب کرنے کے مختلف طریقوں کو زیر بحث لایا گیا، اور مایہ ناز ماہرین تعلیم نے شرکاء سے خطاب کیا، پرائمری سطح کے تمام مضامین کے لئے نصاب کا نمونہ پنجاب کی طرف سے پیش کیا گیا جسے دیگر صوبوں کی رہنمائی کے لئے استعمال کیا گیا۔ ہر مضمون کے لئے "نیشنل کمیٹی آف کریکولم" تشکیل دی گئی، جس میں نصاب کے صوبائی ڈرافٹ کا جائزہ لیا گیا، بعد ازاں ان مسودوں کو حتمی شکل دینے کے بعد 1974ء میں تمام مضامین کے نصاب، وزارت تعلیم سے منظور کرائے گئے۔ پہلی سے تیسری جماعت کے لئے تیار ہونے والے نئے نصاب کو 1974ء میں ہی متعارف کراویا گیا تھا۔ جبکہ نئی درسی کتب بھی نصاب سازوں کی رہنمائی میں تیار کی گئیں۔ اردو، معاشرتی علوم، ریاضی اور سائنس کے نصاب کو تمام سکولوں میں متعارف کرانے سے قبل ان کی مائیکرو ٹیسٹنگ (Micro Testing) کی گئی، جبکہ متعارف کرانے کے بعد بھی بعض نصابی تصورات ختم کئے گئے اور بعض میں ترامیم کی گئیں۔

پرائمری سکول کے لئے نصاب رائج کرنے کے بعد یہی اصول وضوابط مڈل اور ہائی کلاسز کے نصاب کی تیاری کے لئے بھی مقرر کئے گئے۔

نصاب میں ترمیم کے بعد دسویں جماعت تک نظر ثانی شدہ نصاب کو 1976ء میں متعارف کرایا گیا تھا جبکہ اساتذہ کے تربیتی کورسز کے نصاب پر بھی نظر ثانی کی گئی۔ اساتذہ کے تربیتی اداروں میں بی ایڈ (B.Ed)، سی ٹی (CT)،

اور پی ٹی سی (PTC) کی کلاسز کے لئے طریقہ کار متعارف کرایا گیا۔ ایف اے/ایف ایس سی کے بعد 3 سالہ بی ایڈ کا پروگرام تجویز کیا گیا، تاہم تین سال کی سکیم ایلیمنٹری کالجز میں شروع نہیں کی گئی تاہم بعض تربیتی کالجز نے اس سکیم کو اختیار کر لیا تھا۔

-11 قومی تعلیمی پالیسی 1978ء (National Education Policy 1978):

وفاقی وزارت تعلیم نے ملک میں تعلیمی صورتحال کا جائزہ لینے اور نظام تعلیم کو نظریاتی خطوط پر استوار کرنے کے لئے 1977ء میں تعلیمی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا تھا۔ حکومت نے ہدایات جاری کی تھی کہ اس کانفرنس کو خالصتاً قومی تعلیمی پالیسی کی تشکیل کے حوالے سے اہم سنگ میل ہونا چاہیے۔ اس کانفرنس میں مایہ ناز مفکرین، ماہرین تعلیم، صحافی، وکلاء، وائس چانسلرز اور دیگر اہل علم حضرات نے شرکت کی۔ کانفرنس میں ان قومی مقاصد کا جائزہ لیا گیا جنہیں تعلیم کے ذریعے حاصل کرنا مقصود تھا، قومی تعلیمی پالیسی میں جن مقاصد کا احاطہ کیا گیا وہ درج ذیل ہیں:۔

-i پاکستانیوں بالخصوص طلبہ کے دل و دماغ میں اسلام اور پاکستان کے لئے وفاداری کا جذبہ پیدا کرنا، اور انہیں ان کی روحانی و نظریاتی شناخت سے روشناس کرانا تاکہ عدل و مساوات پر مبنی سماج میں لوگوں کو ایک قوم کی حیثیت سے متحد کیا جا سکے۔

-ii ہر طالب علم کو یہ شعور دینا کہ جہاں وہ ایک پاکستانی ہے وہیں وہ عالمگیر مسلم امہ کا ایک رکن بھی ہے، اس لئے اس سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ بلا تفریق رنگ و نسل اپنے مسلمان بھائیوں کی بھلائی اور خوشحالی کے لئے اپنا موثر کردار ادا کرے گا، دوسری جانب وہ دنیا بھر میں اسلام کا پیغام عام کرنے کے لئے بھی کوشش کرے گا۔

-iii ایسے شہری پیدا کرنا جو تحریک آزادی، پاکستان کی نظریاتی بنیادوں اور اس کی تاریخ و ثقافت سے پوری طرح واقف ہوں تاکہ وہ اپنے تہذیبی ورثے پر فخر کر سکیں اور اسلامی ریاست کے طور پر پاکستان کے روشن مستقبل کے لئے سودمند ثابت ہو سکیں۔

-iv قرآن و سنت کی تعلیمات کو اذہان میں راسخ کرنا اور کردار سازی کرنا تاکہ شہری سچے مسلمان بن سکیں۔

-v ملک میں سائنس، ٹیکنالوجی اور پیشہ ورانہ تعلیم اور تحقیق کو فروغ دینا تاکہ علم کو سماجی معیشت کی نمو اور ترقی کے لئے بروئے کار لانا اور خود انحصاری کو یقینی بنانا۔

نصاب کی موزونیت کا اہم ترین معیار پاکستان کی نظریاتی بنیادیں اور [illegible] ہیں اس لئے اس بات کو یقینی بنایا گیا کہ تعلیم کی مختلف سطحوں پر فراہم کئے جانے والے علوم، رویے، رحجانات اور مہارتیں [illegible] ضروریات کے عین مطابق ہوں۔

Elmas Ali

-12 سفارشات(Recomendations):

حتمی سفارشات پیش کرنے کے بعد بدقسمتی سے کانفرنس کی بہت سی سفارشات کا عملی طور پر اطلاق نہ ہو سکا جس کے کئی اسباب تھے۔ تاہم نصاب اور درسی کتب پر نظر ثانی سے متعلق فیصلوں اور پروگراموں کو قومی تعلیمی پالیسی کا حصہ ضرور بنایا گیا۔

-i تمام نصاب اور درسی کتب کا از سر نو جائزہ لیتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ اس میں اسلام اور اس کے نظریے سے متعلق مواد نصاب میں ضرور شامل ہو۔ نیز تعلیمی مواد کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ قومی یکجہتی اور ہم

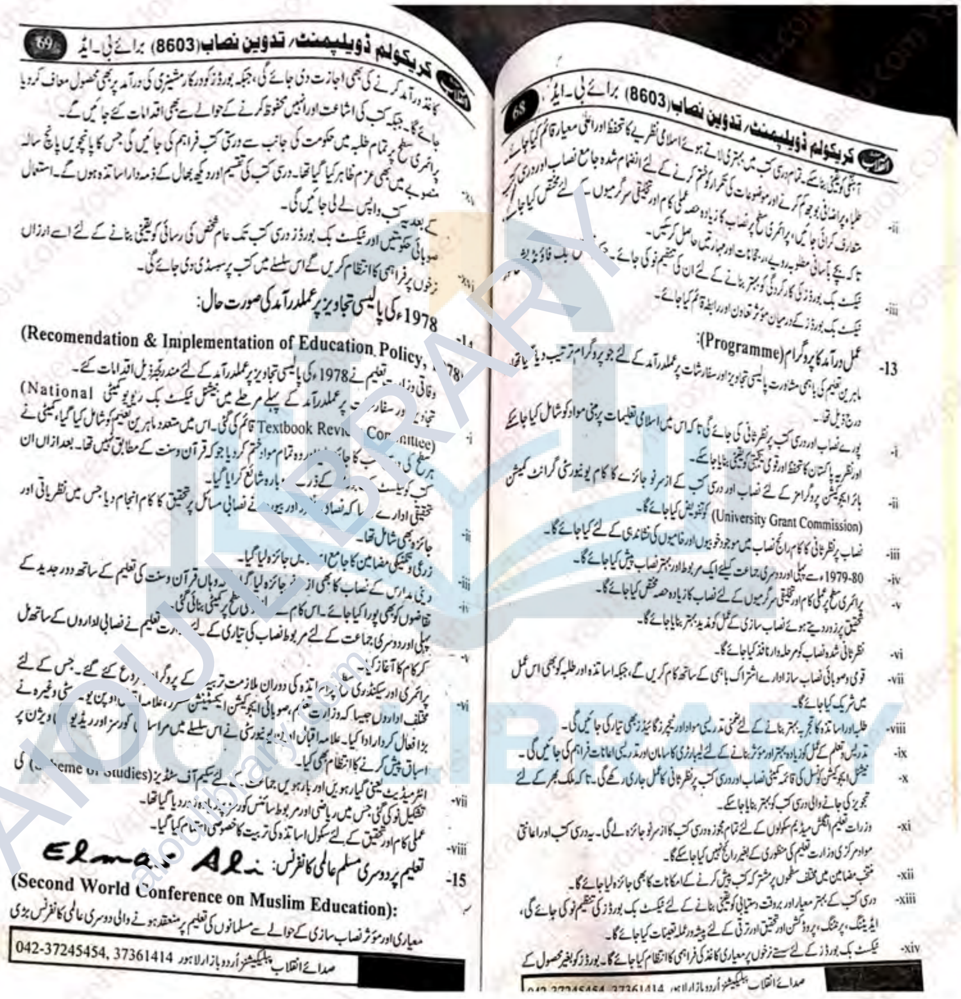

ہم آہنگی کو یقینی بنا سکے۔ تمام درسی کتب میں بہتری لاتے ہوئے اسلامی نظریے کا تحفظ اور اعلیٰ معیار قائم کیا جائے۔

ii- طلباء پر اضافی بوجھ کم کرنے اور موضوعات کی تکرار کو ختم کرنے کے لئے انضمام شدہ جامع نصاب اور درسی کتب متعارف کرائی جائیں، پرائمری سطح پر نصاب کا زیادہ حصہ عملی کام اور تحقیقی سرگرمیوں کے لئے مختص کیا جائے تاکہ بچے بآسانی مطلوبہ رویے، رجحانات اور مہارتیں حاصل کر سکیں۔

iii- ٹیکسٹ بک بورڈز کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے ان کی تنظیم نو کی جائے۔ [illegible] بک فاؤنڈیشن اور ٹیکسٹ بک بورڈز کے درمیان مؤثر تعاون اور رابطہ قائم کیا جائے۔

13- عمل درآمد کا پروگرام (Programme):

ماہرین تعلیم کی باہمی مشاورت پالیسی تجاویز اور سفارشات پر عملدرآمد کے لئے جو پروگرام ترتیب دیا گیا تھا درج ذیل تھا۔

i- پورے نصاب اور درسی کتب پر نظر ثانی کی جائے گی تاکہ اس میں اسلامی تعلیمات پر مبنی مواد کو شامل کیا جا سکے اور نظریہ پاکستان کا تحفظ اور قومی یکجہتی کو یقینی بنایا جا سکے۔

ii- ہائر ایجوکیشن پروگرامز کے لئے نصاب اور درسی کتب کے از سر نو جائزے کا کام یونیورسٹی گرانٹ کمیشن (University Grant Commission) کو تفویض کیا جائے گا۔

iii- نصاب پر نظر ثانی کا کام رائج نصاب میں موجود خوبیوں اور خامیوں کی نشاندہی کے لئے کیا جائے گا۔

iv- 1979-80ء سے پہلی اور دوسری جماعت کیلئے ایک مربوط اور بہتر نصاب پیش کیا جائے گا۔

v- پرائمری سطح پر عملی کام اور تخلیقی سرگرمیوں کے لئے نصاب کا زیادہ حصہ مختص کیا جائے گا۔ تحقیق پر زور دیتے ہوئے نصاب سازی کے عمل کو مزید بہتر بنایا جائے گا۔

vi- نظر ثانی شدہ نصاب کو مرحلہ وار نافذ کیا جائے گا۔

vii- قومی و صوبائی نصاب ساز ادارے اشتراک باہمی کے ساتھ کام کریں گے، جبکہ اساتذہ اور طلبہ کو بھی اس عمل میں شریک کیا جائے گا۔

viii- طلبہ اور اساتذہ کا تجربہ بہتر بنانے کے لئے ضمنی تدریسی مواد اور ٹیچرز گائیڈز بھی تیار کی جائیں گی۔

ix- تدریس و تعلم کے عمل کو زیادہ بہتر اور مؤثر بنانے کے لئے لیبارٹری کا سامان اور تدریسی اعانات فراہم کی جائیں گی۔

x- نیشنل ایجوکیشن کونسل کی قائمہ کمیٹی نصاب اور درسی کتب پر نظر ثانی کا عمل جاری رکھے گی۔ تاکہ ملک بھر کے لئے تجویز کی جانے والی درسی کتب کو بہتر بنایا جا سکے۔

xi- وزارت تعلیم انگلش میڈیم سکولوں کے لئے تمام مجوزہ درسی کتب کا از سر نو جائزہ لے گی۔ یہ درسی کتب اور اعانتی مواد مرکزی وزارت تعلیم کی منظوری کے بغیر رائج نہیں کیا جا سکے گا۔

xii- منتخب مضامین میں مختلف سطحوں پر مشترکہ کتب پیش کرنے کے امکانات کا بھی جائزہ لیا جائے گا۔

xiii- درسی کتب کے بہتر معیار اور بروقت دستیابی کو یقینی بنانے کے لئے ٹیکسٹ بک بورڈز کی تنظیم نو کی جائے گی، ایڈیٹنگ، پرنٹنگ، پروڈکشن اور تحقیق اور ترقی کے لئے پیشہ ور عملہ تعینات کیا جائے گا۔

xiv- ٹیکسٹ بک بورڈز کے لئے سستے نرخوں پر معیاری کاغذ کی فراہمی کا انتظام کیا جائے گا۔ بورڈز کو بغیر محصول کے

کاغذ درآمد کرنے کی بھی اجازت دی جائے گی، جبکہ بورڈز کو درکار مشینری کی درآمد پر بھی محصول معاف کر دیا جائے گا۔ جبکہ کتب کی اشاعت اور انہیں محفوظ کرنے کے حوالے سے بھی اقدامات کیے جائیں گے۔

xv- پرائمری سطح پر تمام طلبہ میں حکومت کی جانب سے درسی کتب فراہم کی جائیں گی جس کا پانچویں پانچ سالہ منصوبے میں بھی عزم ظاہر کیا گیا تھا۔ درسی کتب کی تقسیم اور دیکھ بھال کے ذمہ دار اساتذہ ہوں گے۔ استعمال کے بعد یہ کتب واپس لے لی جائیں گی۔

xvi- صوبائی حکومتیں اور ٹیکسٹ بک بورڈز درسی کتب تک عام شخص کی رسائی کو یقینی بنانے کے لئے اسے ارزاں نرخوں پر فراہمی کا انتظام کریں گے اس سلسلے میں کتب پر سبسڈی دی جائے گی۔

14- 1978ء کی پالیسی تجاویز پر عملدرآمد کی صورت حال:

(Recomendation & Iniplementation of Education Policy, 1978)

وفاقی وزارت تعلیم نے 1978ء کی پالیسی تجاویز پر عملدرآمد کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے۔

i- تجاویز اور سفارشات پر عملدرآمد کے پہلے مرحلے میں نیشنل ٹیکسٹ بک ریویو کمیٹی (National Textbook Review Committee) قائم کی گئی۔ اس میں متعدد ماہرین تعلیم کو شامل کیا گیا، کمیٹی نے ہر سطح کی درسی کتب کا جائزہ لیا اور وہ تمام مواد ختم کر دیا جو کہ قرآن و سنت کے مطابق نہیں تھا۔ بعد ازاں ان کتب کو ٹیکسٹ بک بورڈز کے ذریعے دوبارہ شائع کرایا گیا۔

ii- تحقیقی ادارے جیسا کہ نصابی [illegible] اور بیورو [illegible] نے نصابی مسائل پر تحقیق کا کام انجام دیا جس میں نظریاتی اور جائزہ بھی شامل تھا۔

iii- زرعی و تکنیکی مضامین کا جامع انداز میں جائزہ لیا گیا۔

iv- دینی مدارس کے نصاب کا بھی از سر نو جائزہ لیا گیا تاکہ وہاں قرآن و سنت کی تعلیم کے ساتھ دور جدید کے تقاضوں کو بھی پورا کیا جائے۔ اس کام کے لئے قومی سطح پر کمیٹی بنائی گئی۔

v- پہلی اور دوسری جماعت کے لئے مربوط نصاب کی تیاری کے لئے وزارت تعلیم نے نصابی اداروں کے ساتھ مل کر کام کا آغاز کیا۔

vi- پرائمری اور سیکنڈری سطح پر اساتذہ کی دوران ملازمت تربیت کے پروگرام شروع کئے گئے۔ جس کے لئے مختلف اداروں جیسا کہ وزارت تعلیم، صوبائی ایجوکیشن ایکسٹینشن سنٹرز، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی وغیرہ نے بڑا فعال کردار ادا کیا۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے اس سلسلے میں مراسلاتی کورسز اور ریڈیو ٹیلی ویژن پر اسباق پیش کرنے کا انتظام بھی کیا۔

vii- انٹرمیڈیٹ یعنی گیارہویں اور بارہویں جماعت کے لئے سکیم آف سٹڈیز (Scheme of Studies) کی تشکیل نو کی گئی جس میں ریاضی اور مربوط سائنس کورسز پر زور دیا گیا تھا۔

viii- عملی کام اور تحقیق کے لئے سکول اساتذہ کی تربیت کا خصوصی اہتمام کیا گیا۔

Elmas Ali

15- تعلیم پر دوسری مسلم عالمی کانفرنس:

(Second World Conference on Muslim Education):

معیاری اور مؤثر نصاب سازی کے حوالے سے مسلمانوں کی تعلیم پر منعقد ہونے والی دوسری عالمی کانفرنس بڑی

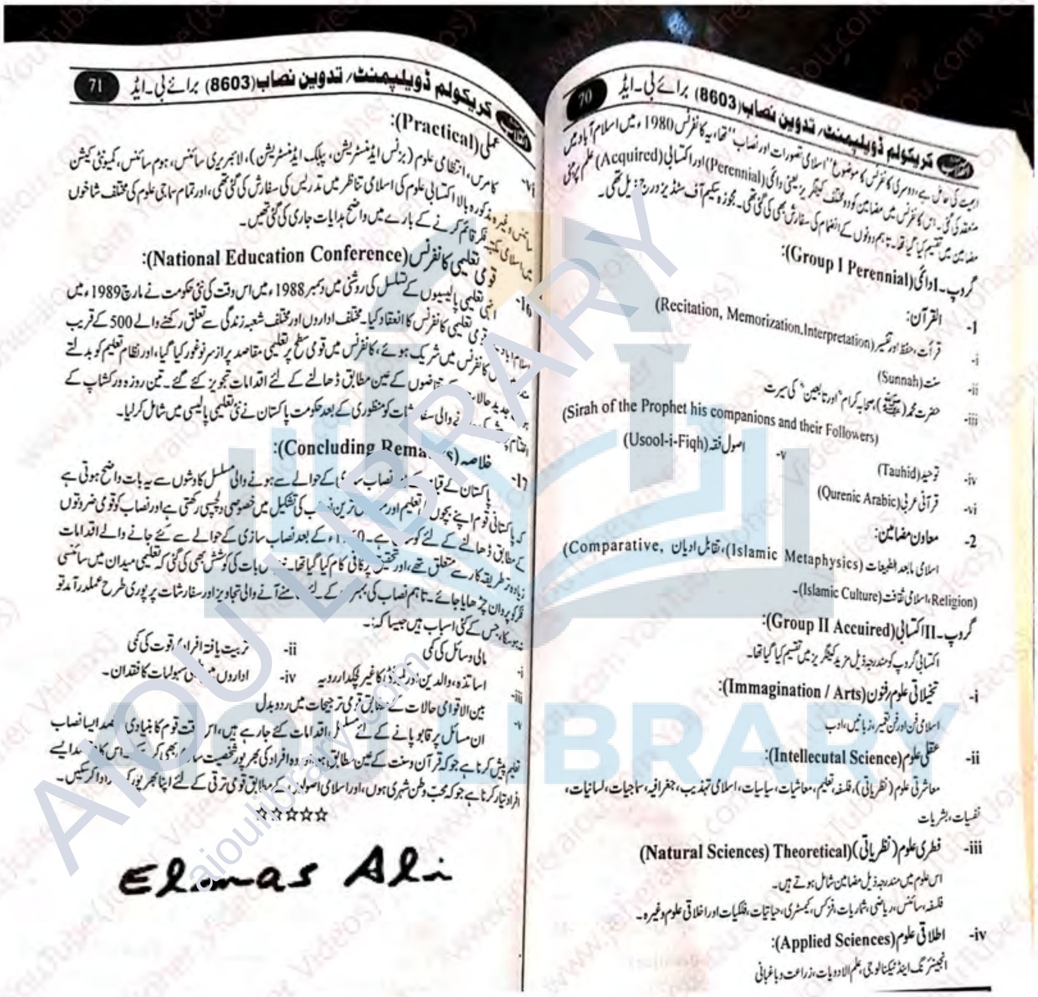

اہمیت کی حامل ہے۔ دوسری کانفرنس کا موضوع "اسلامی تصورات اور نصاب" تھا۔ یہ کانفرنس 1980ء میں اسلام آباد میں منعقد کی گئی۔ اس کانفرنس میں مضامین کو دو مختلف کیٹگریز یعنی دائمی(Perennial) اور اکتسابی(Acquired) علم پہلی مضامین میں تقسیم کیا گیا تھا۔ تاہم دونوں کے انضمام کی سفارش بھی کی گئی تھی۔ مجوزہ سکیم آف سٹڈیز درج ذیل تھی۔

گروپ۔I دائمی(Group I Perennial):

1- القرآن:

i- قرآت، حفظ اور تفسیر(Recitation, Memorization.Interpretation)

ii- سنت(Sunnah)

iii- حضرت محمد(ﷺ)، صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کی سیرت (Sirah of the Prophet his companions and their Followers)

v- اصول فقہ(Usool-i-Fiqh)

iv- توحید(Tauhid)

vi- قرآنی عربی(Qurenic Arabic)

2- معاون مضامین:

اسلامی مابعد الطبیعات (Islamic Metaphysics)، تقابل ادیان(Comparative, Religion)، اسلامی ثقافت(Islamic Culture)۔

گروپ۔II اکتسابی(Group II Accuired):

اکتسابی گروپ کو مندرجہ ذیل مزید کیٹگریز میں تقسیم کیا گیا تھا۔

i- تخیلاتی علوم/فنون(Immagination / Arts):

اسلامی فن اور فن تعمیر، زبانیں، ادب

ii- عقلی علوم(Intellecutal Science):

معاشرتی علوم (نظریاتی)، فلسفہ، تعلیم، معاشیات، سیاسیات، اسلامی تہذیب، جغرافیہ، سماجیات، لسانیات، نفسیات، بشریات

iii- فطری علوم(نظریاتی)(Natural Sciences) Theoretical)

اس علوم میں مندرجہ ذیل مضامین شامل ہوتے ہیں۔

فلسفہ، سائنس، ریاضی، شماریات، فزکس، کیمسٹری، حیاتیات، فلکیات اور اخلاقی علوم وغیرہ۔

iv- اطلاقی علوم(Applied Sciences):

انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، علم الادویات، زراعت و باغبانی

عملی(Practical):

vi- کامرس، انتظامی علوم (بزنس ایڈمنسٹریشن، پبلک ایڈمنسٹریشن)، لائبریری سائنس، ہوم سائنس، کمیونٹی کیشن سائنس وغیرہ۔ مذکورہ بالا اکتسابی علوم کی اسلامی تناظر میں تدریس کی سفارش کی گئی تھی، اور تمام سماجی علوم کی مختلف شاخوں میں اسلامی نکتہ فکر قائم کرنے کے بارے میں واضح ہدایات جاری کی گئی تھیں۔

قومی تعلیمی کانفرنس(National Education Conference):

16- ابھی تعلیمی پالیسیوں کے تسلسل کی روشنی میں دسمبر 1988ء میں اس وقت کی نئی حکومت نے مارچ 1989ء میں قومی تعلیمی کانفرنس کا انعقاد کیا۔ مختلف اداروں اور مختلف شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے 500 کے قریب اسلام آباد [illegible] کانفرنس میں شریک ہوئے، کانفرنس میں قومی سطح پر تعلیمی مقاصد پر از سر نو غور کیا گیا، اور نظام تعلیم کو بدلتے [illegible] جدید حالات [illegible] تقاضوں کے عین مطابق ڈھالنے کے لئے اقدامات تجویز کیے گئے۔ تین روزہ ورکشاپ کے اختتام [illegible] ہونے والی سفارشات کو منظوری کے بعد حکومت پاکستان نے نئی تعلیمی پالیسی میں شامل کرلیا۔

خلاصہ(Concluding Remarks):

17- پاکستان کے قیام [illegible] نصاب سازی کے حوالے سے ہونے والی مسلسل کاوشوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پاکستانی قوم اپنے بچوں کی تعلیم اور موزوں ترین نصاب کی تشکیل میں خصوصی دلچسپی رکھتی ہے اور نصاب کو قومی ضرورتوں کے مطابق ڈھالنے کے لئے کوشاں ہے۔ [illegible] کے بعد نصاب سازی کے حوالے سے کئے جانے والے اقدامات زیادہ تر طریقہ کار سے متعلق تھے، اور تحقیق پر [illegible] کام کیا گیا تھا۔ [illegible] بات کی کوشش بھی کی گئی کہ تعلیمی میدان میں سائنسی فکر کو پروان چڑھایا جائے۔ تاہم نصاب کی بہتری کے لئے سامنے آنے والی تجاویز اور سفارشات پر پوری طرح عملدرآمد نہ ہوسکا، جس کے کئی اسباب ہیں جیسا کہ:۔

i- مالی وسائل کی کمی
ii- تربیت یافتہ افرادی قوت کی کمی
iii- اساتذہ، والدین اور [illegible] کا غیر لچکدار رویہ
iv- اداروں میں [illegible] سہولیات کا فقدان۔
v- بین الاقوامی حالات کے مطابق قومی ترجیحات میں ردوبدل

ان مسائل پر قابو پانے کے لئے مسلسل اقدامات کئے جا رہے ہیں، اس وقت قوم کا بنیادی مقصد ایسا نصاب تعلیم پیش کرنا ہے جو کہ قرآن و سنت کے عین مطابق ہو، جو افراد کی بھرپور شخصیت سازی بھی کر سکے [illegible] ایسے افراد تیار کرنا ہے جو کہ محب وطن شہری ہوں، اور اسلامی اصولوں کے مطابق قومی ترقی کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کرسکیں۔

☆☆☆☆☆

Elmas Ali

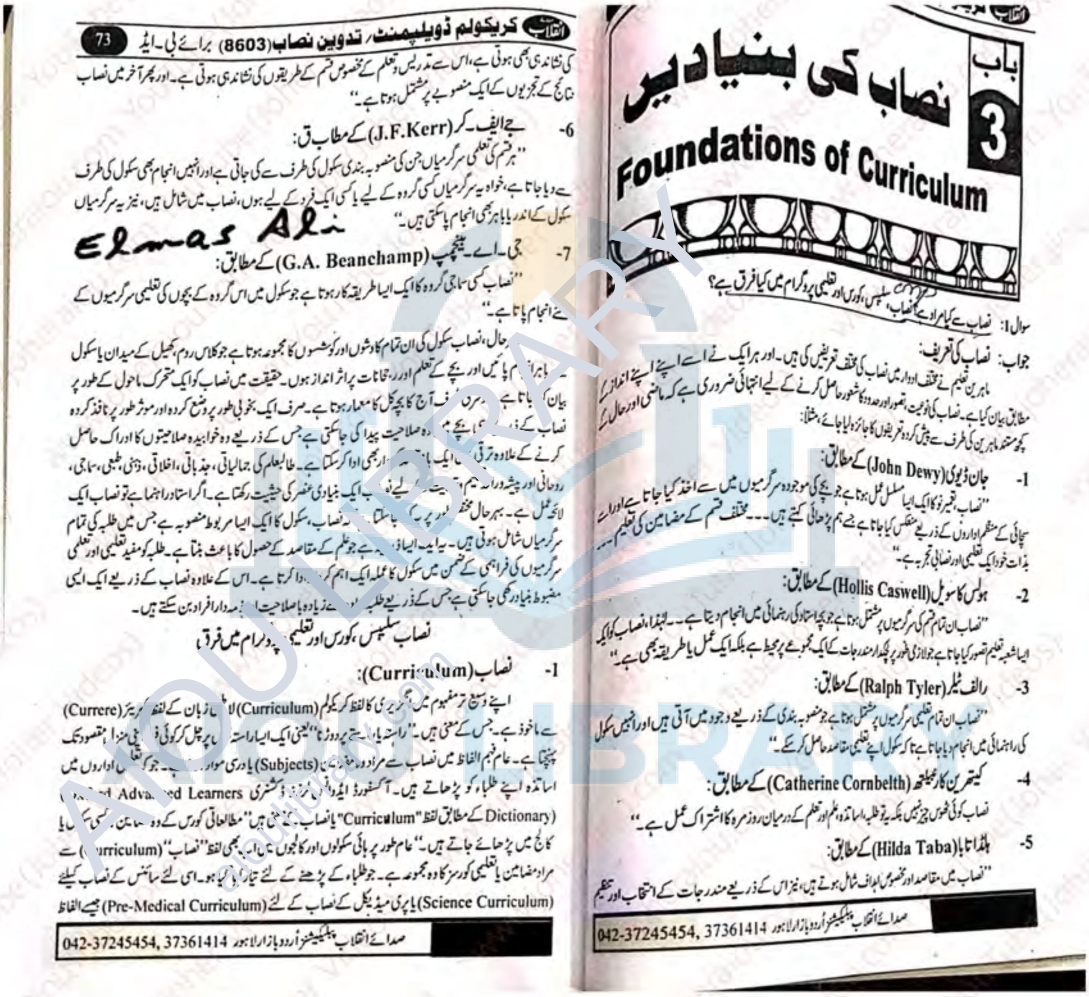

باب 3

نصاب کی بنیادیں

Foundations of Curriculum

سوال 1: نصاب سے کیا مراد ہے؟ نصاب، سلیبس، کورس اور تعلیمی پروگرام میں کیا فرق ہے؟

جواب: **نصاب کی تعریف:**

ماہرین تعلیم نے مختلف ادوار میں نصاب کی مختلف تعریفیں کی ہیں۔ اور ہر ایک نے اسے اپنے اپنے انداز کے مطابق بیان کیا ہے۔ نصاب کی نوعیت، تصور اور حدود کا شعور حاصل کرنے کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ ماضی اور حال کے کچھ مستند ماہرین کی طرف سے پیش کردہ تعریفوں کا جائزہ لیا جائے، مثلاً:

1- **جان ڈیوی (John Dewy) کے مطابق:**

"نصاب، تعمیر نو کا ایک ایسا مسلسل عمل ہوتا ہے جو بچے کی موجودہ سرگرمیوں میں سے اخذ کیا جاتا ہے اور اسے سچائی کے منظم اداروں کے ذریعے منعکس کیا جاتا ہے جسے ہم پڑھائی کہتے ہیں۔۔۔ مختلف قسم کے مضامین کی تعلیم۔۔۔ بذات خود ایک تعلیمی اور نصابی تجربہ ہے۔"

2- **ہولس کاسویل (Hollis Caswell) کے مطابق:**

"نصاب ان تمام قسم کی سرگرمیوں پر مشتمل ہوتا ہے جو بچہ استاد کی رہنمائی میں انجام دیتا ہے۔۔۔ لہٰذا، نصاب کو ایک ایسا شعبہ تعلیم تصور کیا جاتا ہے جو لازمی طور پر لچکدار مندرجات کے ایک مجموعے پر محیط ہے بلکہ ایک عمل یا طریقہ بھی ہے۔"

3- **رالف ٹیلر (Ralph Tyler) کے مطابق:**

"نصاب ان تمام تعلیمی سرگرمیوں پر مشتمل ہوتا ہے جو منصوبہ بندی کے ذریعے وجود میں آتی ہیں اور انہیں سکول کی راہنمائی میں انجام دیا جاتا ہے تا کہ سکول اپنے تعلیمی مقاصد حاصل کر سکے۔"

4- **کیتھرین کارنبلتھ (Catherine Cornbelth) کے مطابق:**

نصاب کوئی ٹھوس چیز نہیں بلکہ یہ تو طلبہ، اساتذہ، علم اور تعلم کے درمیان روزمرہ کا اشتراک عمل ہے۔"

5- **ہلڈا تابا (Hilda Taba) کے مطابق:**

"نصاب میں مقاصد اور مخصوص اہداف شامل ہوتے ہیں، نیز اس کے ذریعے مندرجات کے انتخاب اور تنظیم

صدائے انقلاب پبلیکیشنز اردو بازار لاہور 042-37245454, 37361414

انقلاب کریکولم ڈویلپمنٹ/ تدوین نصاب (8603) برائے بی۔ایڈ 73

کی نشاندہی بھی ہوتی ہے، اس سے تدریس و تعلم کے مخصوص قسم کے طریقوں کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اور پھر آخر میں نصاب نتائج کے تجزیوں کے ایک منصوبے پر مشتمل ہوتا ہے۔"

6- **جے ایف۔ کر (J.F.Kerr) کے مطابق:**

"ہر قسم کی تعلیمی سرگرمیاں جن کی منصوبہ بندی سکول کی طرف سے کی جاتی ہے اور انہیں انجام بھی سکول کی طرف سے دیا جاتا ہے، خواہ یہ سرگرمیاں کسی گروہ کے لیے یا کسی ایک فرد کے لیے ہوں، نصاب میں شامل ہیں، نیز یہ سرگرمیاں سکول کے اندر یا باہر بھی انجام پا سکتی ہیں۔"

Elmas Ali

7- **جی۔اے۔ بیچمپ (G.A. Beanchamp) کے مطابق:**

"نصاب کسی سماجی گروہ کا ایک ایسا طریقہ کار ہوتا ہے جو سکول میں اس گروہ کے بچوں کی تعلیمی سرگرمیوں کے ے انجام پاتا ہے۔"

حال، نصاب سکول کی ان تمام کاوشوں اور کوششوں کا مجموعہ ہوتا ہے جو کلاس روم، کھیل کے میدان یا سکول ـ باہر انجام پائیں اور بچے کے تعلم اور رجحانات پر اثر انداز ہوں۔ حقیقت میں نصاب کو ایک متحرک ماحول کے طور پر بیان کیا جاتا ہے [illegible] آج کا بچہ کل کا معمار ہوتا ہے۔ صرف ایک بخوبی طور پر وضع کردہ اور موثر طور پر نافذ کردہ نصاب کے ذریعے ہی بچے میں وہ صلاحیت پیدا کی جا سکتی ہے جس کے ذریعے وہ خوابیدہ صلاحیتوں کا ادراک حاصل کرنے کے علاوہ ترقی میں ایک [illegible] کردار بھی ادا کر سکتا ہے۔ طالب علم کی جمالیاتی، جذباتی، اخلاقی، ذہنی، طبعی، سماجی، روحانی اور پیشہ ورانہ [illegible] کے لیے نصاب ایک بنیادی عنصر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر استاد راہنما ہے تو نصاب ایک لائحہ عمل ہے۔ بہرحال مختلف طور پر [illegible] نصاب، سکول کا ایک ایسا مربوط منصوبہ ہے جس میں طلبہ کی تمام سرگرمیاں شامل ہوتی ہیں۔ یہ ایک ایسا [illegible] ہے جو علم کے مقاصد کے حصول کا باعث بنتا ہے۔ طلبہ کو مفید تعلیمی اور تعلمی سرگرمیوں کی فراہمی کے ضمن میں سکول کا عملہ ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ نصاب کے ذریعے ایک ایسی مضبوط بنیاد رکھی جا سکتی ہے جس کے ذریعے طلبہ [illegible] زیادہ باصلاحیت اور ذمہ دار افراد بن سکتے ہیں۔

نصاب سلیبس، کورس اور تعلیمی پروگرام میں فرق

1- **نصاب (Curriculum):**

اپنے وسیع تر مفہوم میں انگریزی کا لفظ کریکولم (Curriculum) لاطینی زبان کے لفظ کریر (Currere) سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی ہیں۔ "راستہ یا رستے پر دوڑنا" یعنی ایک ایسا راستہ جس پر چل کر کوئی فرد اپنی منزل مقصود تک پہنچتا ہے۔ عام فہم الفاظ میں نصاب سے مراد وہ مضامین (Subjects) یا درسی مواد ہے۔ جو کہ تعلیمی اداروں میں اساتذہ اپنے طلباء کو پڑھاتے ہیں۔ آکسفورڈ ایڈوانسڈ لرنرز ڈکشنری (Oxford Advanced Learners Dictionary) کے مطابق لفظ "Curriculum" یا نصاب کے معنی ہیں "مطالعاتی کورس کے وہ مضامین جو کسی سکول یا کالج میں پڑھائے جاتے ہیں۔" عام طور پر ہائی سکولوں اور کالجوں میں اب بھی لفظ "نصاب" (Curriculum) سے مراد مضامین یا تعلیمی کورسز کا وہ مجموعہ ہے۔ جو طلباء کے پڑھنے کے لئے تیار کیا گیا ہو۔ اسی لئے سائنس کے نصاب کیلئے (Science Curriculum) یا پری میڈیکل کے نصاب کے لئے (Pre-Medical Curriculum) جیسے الفاظ

صدائے انقلاب پبلیکیشنز اردو بازار لاہور 042-37245454, 37361414

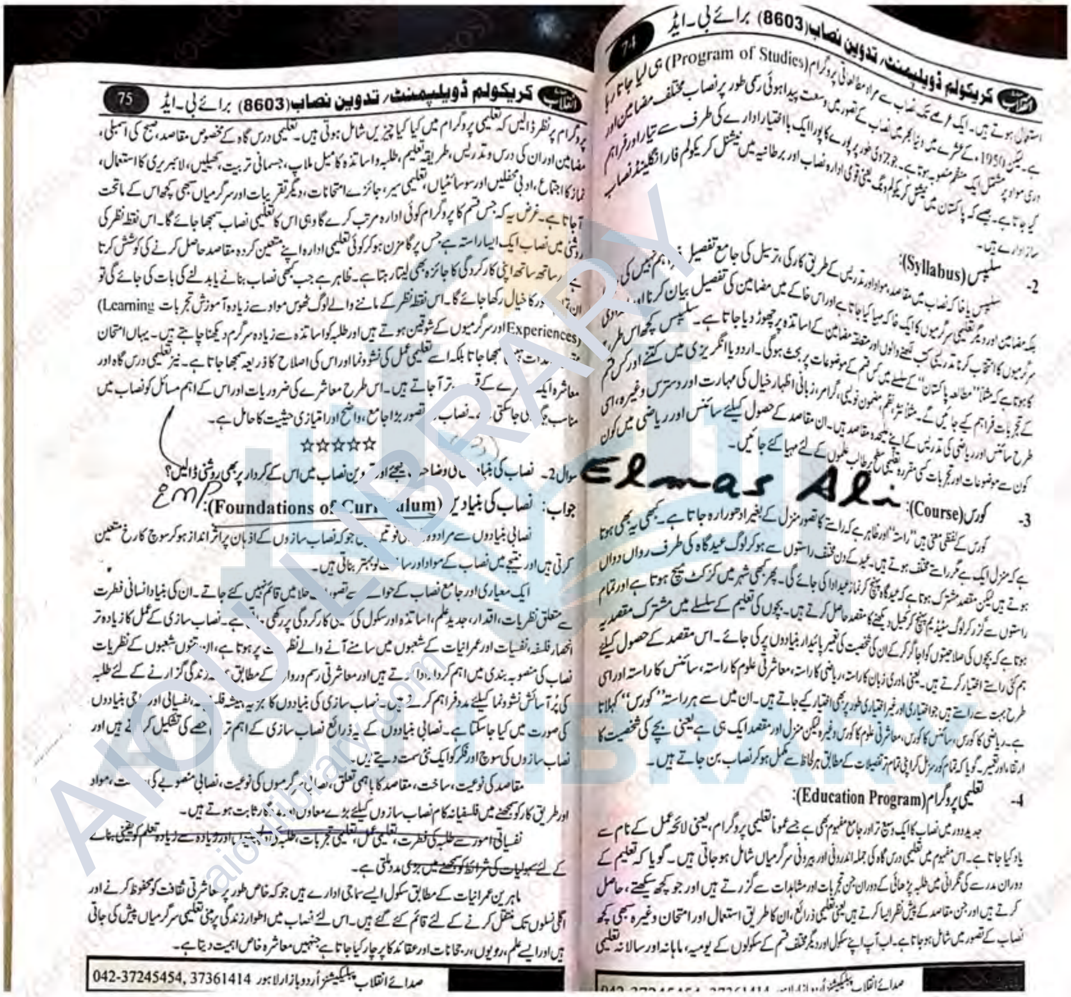

استعمال ہوتے ہیں۔ ایک عرصے تک نصاب سے مراد مطالعاتی پروگرام (Program of Studies) ہی لیا جاتا رہا ہے۔ لیکن 1950ء کے عشرے میں دنیا بھر میں نصاب کے تصور میں وسعت پیدا ہوئی رسمی طور پر نصاب مختلف مضامین اور درسی مواد پر مشتمل ایک منظم منصوبہ ہوتا ہے۔ جو جزوی طور پر پورے کا پورا ایک بااختیار ادارے کی طرف سے تیار اور فراہم کیا جاتا ہے۔ جیسے کہ پاکستان میں نیشنل کریکولم ونگ یعنی قومی ادارہ نصاب اور برطانیہ میں نیشنل کریکولم فار انگلینڈ نصاب ساز ادارے ہیں۔

-2 سلیبس (Syllabus):

سلیبس یا خاکہ نصاب میں مقاصد، مواد اور تدریس کے طریق کار کی، ترسیل کی جامع تفصیل فراہم نہیں کی [illegible] بلکہ مضامین اور دیگر تعلیمی سرگرمیوں کا ایک خاکہ مہیا کیا جاتا ہے اور اس خاکے میں مضامین کی تفصیل بیان کرنا اور [illegible] سرگرمیوں کا انتخاب کرنا تدریسی کتب لکھنے والوں اور متعلقہ مضامین کے اساتذہ پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ سلیبس کچھ اس طرح کا ہوتا ہے کہ مثلاً "مطالعہ پاکستان" کے سلسلے میں کس کس قسم کے موضوعات پر بحث ہوگی۔ اردو یا انگریزی میں کتنے اور کس قسم کے تجربات فراہم کیے جائیں گے۔ مثلاً نثر، نظم، مضمون نویسی، گرامر، زبانی اظہار خیال کی مہارت اور دسترس وغیرہ، اسی طرح سائنس اور ریاضی کی تدریس کے اپنے علیحدہ مقاصد ہیں۔ ان مقاصد کے حصول کیلئے سائنس اور ریاضی میں کون کون سے موضوعات اور تجربات کس مقررہ تعلیمی سطح پر طالب علموں کے لئے مہیا کیے جائیں۔

Elmas Ali

-3 کورس (Course):

کورس کے لفظی معنی ہیں "راستہ" اور ظاہر ہے کہ راستے کا تصور منزل کے بغیر ادھورا رہ جاتا ہے۔ کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ منزل ایک ہے مگر راستے مختلف ہوتے ہیں۔ عید کے دن مختلف راستوں سے ہو کر لوگ عید گاہ کی طرف رواں دواں ہوتے ہیں لیکن مقصد مشترک ہوتا ہے کہ عید گاہ پہنچ کر نماز عید ادا کی جائے گی۔ پھر کبھی شہر میں کرکٹ میچ ہوتا ہے اور تمام راستوں سے گزر کر لوگ سٹیڈیم پہنچ کر کھیل دیکھنے کا مقصد حاصل کرتے ہیں۔ بچوں کی تعلیم کے سلسلے میں مشترک مقصد یہ ہوتا ہے کہ بچوں کی صلاحیتوں کو اجاگر کر کے ان کی شخصیت کی تعمیر پائیدار بنیادوں پر کی جائے۔ اس مقصد کے حصول کیلئے ہم کئی راستے اختیار کرتے ہیں۔ یعنی مادری زبان کا راستہ، ریاضی کا راستہ، معاشرتی علوم کا راستہ، سائنس کا راستہ اور اسی طرح بہت سے راستے ہیں جو اختیاری اور غیر اختیاری طور پر بھی اختیار کیے جاتے ہیں۔ ان میں سے ہر راستہ "کورس" کہلاتا ہے۔ ریاضی کا کورس، سائنس کا کورس، معاشرتی علوم کا کورس وغیرہ لیکن منزل اور مقصد ایک ہی ہے یعنی بچے کی شخصیت کا ارتقاء اور تعمیر۔ گویا کہ تمام کورس مل کر اپنی تمام تر تفصیلات کے مطابق ہر لحاظ سے مکمل ہو کر نصاب بن جاتے ہیں۔

-4 تعلیمی پروگرام (Education Program):

جدید دور میں نصاب کا ایک وسیع تر اور جامع مفہوم بھی ہے جسے عموماً تعلیمی پروگرام، یعنی لائحہ عمل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس مفہوم میں تعلیمی درس گاہ کی جملہ اندرونی اور بیرونی سرگرمیاں شامل ہو جاتی ہیں۔ گویا کہ تعلیم کے دوران مدرسے کی نگرانی میں طلبہ پڑھائی کے دوران جن تجربات اور مشاہدات سے گزرتے ہیں اور جو کچھ سیکھتے، حاصل کرتے ہیں اور جن مقاصد کے پیش نظر ایسا کرتے ہیں یعنی تعلیمی ذرائع، ان کا طریق استعمال اور امتحان وغیرہ سبھی کچھ نصاب کے تصور میں شامل ہو جاتا ہے۔ اب آپ اپنے سکول اور دیگر مختلف قسم کے سکولوں کے یومیہ، ماہانہ اور سالانہ تعلیمی

پروگرام پر نظر ڈالیں کہ تعلیمی پروگرام میں کیا کیا چیزیں شامل ہوتی ہیں۔ تعلیمی درس گاہ کے مخصوص مقاصد، صبح کی اسمبلی، مضامین اور ان کی درس و تدریس، طریقہ تعلیم، طلبہ و اساتذہ کا میل ملاپ، جسمانی تربیت، کھیلیں، لائبریری کا استعمال، نماز کا اجتماع، ادبی محفلیں اور سوسائٹیاں، تعلیمی سیر، جائزے امتحانات، دیگر تقریبات اور سرگرمیاں سبھی کچھ اس کے ماتحت آجاتا ہے۔ غرض یہ کہ جس قسم کا پروگرام کوئی ادارہ مرتب کرے گا وہی اس کا تعلیمی نصاب سمجھا جائے گا۔ اس نقطہ نظر کی روشنی میں نصاب ایک ایسا راستہ ہے جس پر گامزن ہو کر کوئی تعلیمی ادارہ اپنے متعین کردہ مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ساتھ ساتھ اپنی کارکردگی کا جائزہ بھی لیتا رہتا ہے۔ ظاہر ہے جب کبھی نصاب بنانے یا بدلنے کی بات کی جائے گی تو ان تمام امور کا خیال رکھا جائے گا۔ اس نقطہ نظر کے ماننے والے لوگ ٹھوس مواد سے زیادہ آموزشی تجربات (Learning Experiences) اور سرگرمیوں کے شوقین ہوتے ہیں اور طلبہ کو اساتذہ سے زیادہ سرگرم دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہاں امتحان مقصد بالذات نہیں سمجھا جاتا بلکہ اسے تعلیمی عمل کی نشوونما اور اس کی اصلاح کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ نیز تعلیمی درس گاہ اور معاشرہ ایک دوسرے کے قریب تر آجاتے ہیں۔ اس طرح معاشرے کی ضروریات اور اس کے اہم مسائل کو نصاب میں مناسب جگہ دی جاسکتی ہے۔ نصاب کا یہ تصور بڑا جامع، واضح اور امتیازی حیثیت کا حامل ہے۔

☆☆☆☆☆

سوال 2۔ نصاب کی بنیادوں کی وضاحت کیجئے اور تدوین نصاب میں اس کے کردار پر بھی روشنی ڈالیں؟

emp

جواب: نصاب کی بنیادیں (Foundations of Curriculum):

نصابی بنیادوں سے مراد وہ [illegible] ہیں جو کہ نصاب سازوں کے اذہان پر اثر انداز ہو کر سوچ کا رخ متعین کرتی ہیں اور نتیجے میں نصاب کے مواد اور ساخت کو بہتر بناتی ہیں۔

ایک معیاری اور جامع نصاب کے حوالے سے تصورات خلا میں قائم نہیں کیے جاتے۔ ان کی بنیاد انسانی فطرت سے متعلق نظریات، اقدار، جدید علم، اساتذہ اور سکول کی [illegible] کارکردگی پر رکھی جاتی ہے۔ نصاب سازی کے عمل کا زیادہ تر انحصار فلسفہ، نفسیات اور عمرانیات کے شعبوں میں سامنے آنے والے نظریات پر ہوتا ہے، ان تینوں شعبوں کے نظریات نصاب کی منصوبہ بندی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور معاشرتی رسم و رواج کے مطابق [illegible] زندگی گزارنے کے لئے طلبہ کی پُرآسائش نشوونما کیلئے مدد فراہم کرتے ہیں۔ نصاب سازی کی بنیادوں کا تجزیہ ہمیشہ فلسفیانہ، نفسیاتی اور سماجی بنیادوں کی صورت میں کیا جاسکتا ہے۔ نصابی بنیادوں کے یہ ذرائع نصاب سازی کے اہم ترین حصے کی تشکیل کرتے ہیں اور نصاب سازوں کی سوچ اور فکر کو ایک نئی سمت دیتے ہیں۔

مقاصد کی نوعیت، ساخت، مقاصد کا باہمی تعلق، نصابی سرگرمیوں کی نوعیت، نصابی منصوبے کی [illegible]، مواد اور طریق کار کو سمجھنے میں فلسفیانہ کام نصاب سازوں کیلئے بڑے معاون اور مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

~~نفسیاتی امور سے طلبہ کی فطرت، تعلیمی عمل، تعلیمی تجربات، طلبہ کی [illegible] اور زیادہ سے زیادہ تعلم کو یقینی بنانے کے لئے سہولیات کی شرائط کو سمجھنے میں~~ بڑی مدد ملتی ہے۔

ماہرین عمرانیات کے مطابق سکول ایسے سماجی ادارے ہیں جو کہ خاص طور پر معاشرتی ثقافت کو محفوظ کرنے اور اگلی نسلوں تک منتقل کرنے کے لئے قائم کیے گئے ہیں۔ اس لئے نصاب میں اطوار زندگی پر مبنی تعلیمی سرگرمیاں پیش کی جاتی ہیں اور ایسے علم، رویوں، رجحانات اور عقائد کا پرچار کیا جاتا ہے جنہیں معاشرہ خاص اہمیت دیتا ہے۔

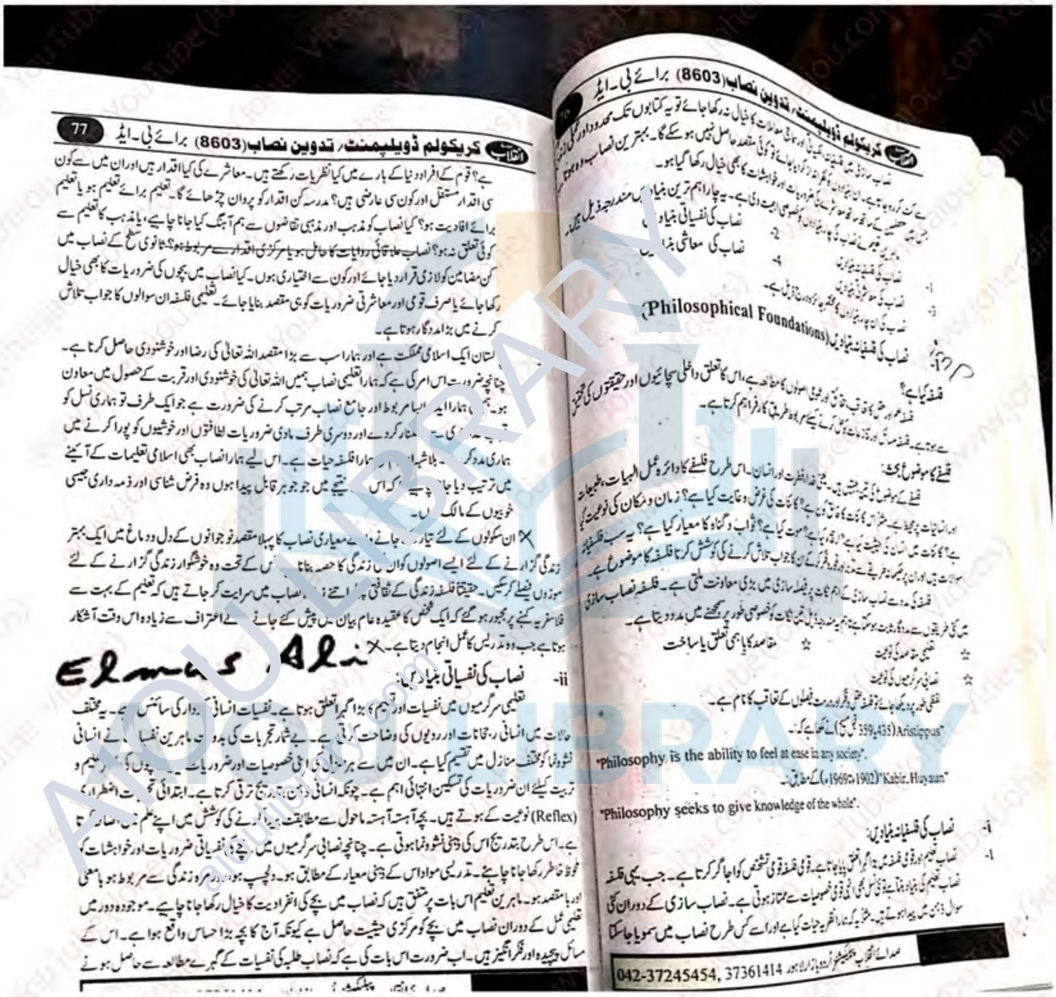

77 کریکولم ڈویلپمنٹ/ تدوین نصاب (8603) برائے بی۔ایڈ

ہے؟ قوم کے افراد دنیا کے بارے میں کیا نظریات رکھتے ہیں۔ معاشرے کی کیا اقدار ہیں اور ان میں سے کون سی اقدار مستقل اور کون سی عارضی ہیں؟ مدرسہ کن اقدار کو پروان چڑھائے گا۔ تعلیم برائے تعلیم ہو یا تعلیم برائے افادیت ہو؟ کیا نصاب کو مذہب اور مذہبی تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جانا چاہیے، یا مذہب کا تعلیم سے کوئی تعلق نہ ہو؟ ~~نصاب علاقائی روایات کا حامل ہو یا مرکزی اقدار سے مربوط ہو؟~~ ثانوی سطح کے نصاب میں کن مضامین کو لازمی قرار دیا جائے اور کون سے اختیاری ہوں۔ کیا نصاب میں بچوں کی ضروریات کا بھی خیال رکھا جائے یا صرف قومی اور معاشرتی ضروریات کو ہی مقصد بنایا جائے۔ تعلیمی فلسفہ ان سوالوں کا جواب تلاش کرنے میں بڑا مددگار ہوتا ہے۔

[illegible]ستان ایک اسلامی مملکت ہے اور ہمارا سب سے بڑا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارا تعلیمی نصاب ہمیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور قربت کے حصول میں معاون ہو۔ ہمیں ہمارا ایک ایسا مربوط اور جامع نصاب مرتب کرنے کی ضرورت ہے جو ایک طرف تو ہماری نسل کو [illegible] ممتاز کر دے اور دوسری طرف مادی ضروریات لطافتوں اور خوشیوں کو پورا کرنے میں ہماری مدد کرے۔ بلاشبہ [illegible] ہمارا فلسفہ حیات ہے۔ اس لیے ہمارا نصاب بھی اسلامی تعلیمات کے آئینے میں ترتیب دیا جانا چاہیے کہ اس کے نتیجے میں جو جوہر قابل پیدا ہوں وہ فرض شناسی اور ذمہ داری جیسی خوبیوں کے مالک ہوں۔

ان سکولوں کے لئے تیار کیے جانے والے معیاری نصاب کا پہلا مقصد نوجوانوں کے دل و دماغ میں ایک بہتر زندگی گزارنے کے لئے ایسے اصولوں کو ان کی زندگی کا حصہ بنانا ہے جس کے تحت وہ خوشگوار زندگی گزارنے کے لئے موزوں فیصلے کر سکیں۔ حقیقتاً فلسفہ زندگی کے ثقافتی پہلو اتنے زیادہ نصاب میں سرایت کر جاتے ہیں کہ تعلیم کے بہت سے فلاسفر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ ایک شخص کا عقیدہ عام بیان میں پیش کیے جانے والے اعتراف سے زیادہ اس وقت آشکار ہوتا ہے جب وہ تدریس کا عمل انجام دیتا ہے۔

Elmas Ali

-ii نصاب کی نفسیاتی بنیادیں:

تعلیمی سرگرمیوں میں نفسیات اور تعلیم کا بڑا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ نفسیات انسانی کردار کی سائنس ہے۔ یہ مختلف حالات میں انسانی رجحانات اور رویوں کی وضاحت کرتی ہے۔ بے شمار تجربات کی بدولت ماہرین نفسیات نے انسانی نشوونما کو مختلف منازل میں تقسیم کیا ہے۔ ان میں سے ہر منزل کی اپنی خصوصیات اور ضروریات ہیں۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کیلئے ان ضروریات کی تسکین انتہائی اہم ہے۔ چونکہ انسانی ذہن بتدریج ترقی کرتا ہے۔ ابتدائی تجربات اضطراری (Reflex) نوعیت کے ہوتے ہیں۔ بچہ آہستہ آہستہ ماحول سے مطابقت پیدا کرنے کی کوشش میں اپنے علم میں اضافہ کرتا ہے۔ اس طرح بتدریج اس کی ذہنی نشوونما ہوتی ہے۔ چنانچہ نصابی سرگرمیوں میں بچے کی نفسیاتی ضروریات اور خواہشات کو ملحوظ خاطر رکھا جانا چاہیے۔ تدریسی مواد اس کے ذہنی معیار کے مطابق ہو۔ دلچسپ ہو، روزمرہ زندگی سے مربوط ہو، بامعنی اور بامقصد ہو۔ ماہرین تعلیم اس بات پر متفق ہیں کہ نصاب میں بچے کی انفرادیت کا خیال رکھا جانا چاہیے۔ موجودہ دور میں تعلیمی عمل کے دوران نصاب میں بچے کو مرکزی حیثیت حاصل ہے کیونکہ آج کا بچہ بڑا حساس واقع ہوا ہے۔ اس کے مسائل پیچیدہ اور فکر انگیز ہیں۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ نصاب طلبہ کی نفسیات کے گہرے مطالعے سے حاصل ہونے

کریکولم ڈویلپمنٹ، تدوین نصاب (8603) برائے بی۔ایڈ

نصاب سازی میں فلسفیانہ [illegible] سماجی معلومات کا خیال نہ رکھا جائے تو یہ کتابوں تک محدود اور عملی [illegible] کوئی مقصد حاصل نہیں ہو سکے گا۔ بہترین نصاب وہ [illegible] اور خواہشات کا بھی خیال رکھا گیا ہو۔

[illegible] خصوصی اہمیت دی ہے۔ یہ چار اہم ترین بنیادیں مندرجہ ذیل ہیں۔

1- نصاب کی فلسفیانہ بنیادیں
2- نصاب کی نفسیاتی بنیادیں
3- نصاب کی معاشرتی بنیادیں
4- نصاب کی معاشی بنیادیں

نصاب کی ان چاروں بنیادوں کا مختصر جائزہ درج ذیل ہے۔

-1 نصاب کی فلسفیانہ بنیادیں (Philosophical Foundations)

فلسفہ کیا ہے؟

[illegible] اصولوں کا مطالعہ ہے، اس کا تعلق داخلی سچائیوں اور حقیقتوں کی جستجو [illegible] طریق کار فراہم کرتا ہے۔

فلسفے کا موضوع بحث:

[illegible] خدا، فطرت اور انسان۔ اس طرح فلسفے کا دائرہ عمل الہیات، طبیعات اور انسانیات پر محیط ہے۔ [illegible] کائنات کی غرض و غایت کیا ہے؟ زمان و مکان کی نوعیت کیا ہے؟ [illegible] موت کیا ہے؟ ثواب و گناہ کا معیار کیا ہے؟ یہ سب فلسفیانہ سوالات ہیں [illegible] ان کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کرنا فلسفہ کا موضوع ہے۔ [illegible] فیصلہ سازی میں بڑی معاونت ملتی ہے۔ فلسفہ نصاب سازی [illegible] خصوصی طور پر سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

☆ تعلیمی مقاصد کی نوعیت
☆ مقاصد کا باہمی تعلق یا ساخت
☆ نصابی سرگرمیوں کی نوعیت

[illegible] فیصلوں کے تعاقب کا نام ہے۔

"Aristippus" (435، 359 ق م) نے لکھا ہے کہ:

"Philosophy is the ability to feel at ease in any society".

"Kabir, Huyaun" (1902ء، 1969ء) کے مطابق:

"Philosophy seeks to give knowledge of the whole".

-i نصاب کی فلسفیانہ بنیادیں:

-1 نصاب تعلیم اور قومی فلسفہ میں بڑا گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔ قومی فلسفہ قومی تشخص کو اجاگر کرتا ہے۔ جب بھی فلسفہ نصاب تعلیم کی بنیاد بنتا ہے تو نئی نسل بھی اپنی قومی خصوصیات سے ممتاز ہوتی ہے۔ نصاب سازی کے دوران کئی سوال ذہن میں پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ ہمارا نظریہ حیات کیا ہے اور اسے کس طرح نصاب میں سمویا جا سکتا

صدائے انتخاب پبلیکیشنز اردو بازار لاہور 042-37245454, 37361414

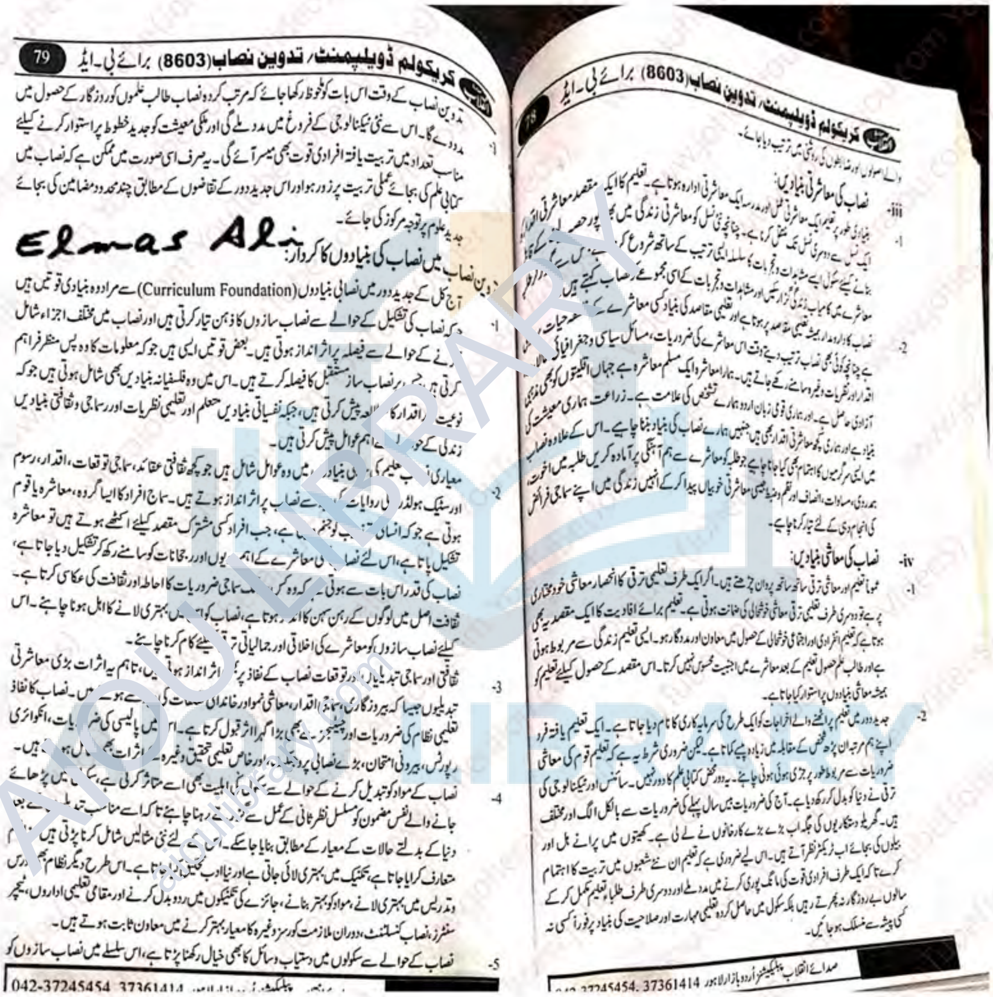

والے اصولوں اور ضابطوں کی روشنی میں ترتیب دیا جائے۔

iii- **نصاب کی معاشرتی بنیادیں:**

1- بنیادی طور پر تعلیم ایک معاشرتی عمل اور مدرسہ ایک معاشرتی ادارہ ہوتا ہے۔ تعلیم کا ایک مقصد معاشرتی اقدار ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل کرنا ہے۔ چنانچہ نئی نسل کو معاشرتی زندگی میں بھرپور حصہ [illegible] بنانے کیلئے سکول ایسے مشاہدات و تجربات کا سلسلہ ایسی ترتیب کے ساتھ شروع کرتا ہے [illegible] معاشرے میں کامیاب زندگی گزار سکیں اور مشاہدات و تجربات کے اسی مجموعے کو نصاب کہتے ہیں [illegible]

2- نصاب کا دارومدار ہمیشہ تعلیمی مقاصد پر ہوتا ہے اور تعلیمی مقاصد کی بنیاد کسی معاشرے کے [illegible] فلسفہ حیات [illegible] ہے چنانچہ کوئی بھی نصاب ترتیب دیتے وقت اس معاشرے کی ضروریات، مسائل سیاسی و جغرافیائی [illegible] اقدار اور نظریات وغیرہ سامنے رکھے جاتے ہیں۔ ہمارا معاشرہ ایک مسلم معاشرہ ہے جہاں اقلیتوں کو بھی مذہبی آزادی حاصل ہے۔ اور ہماری قومی زبان اردو ہمارے تشخص کی علامت ہے۔ زراعت ہماری معیشت کی بنیاد ہے اور ہماری کچھ معاشرتی اقدار بھی ہیں جنہیں ہمارے نصاب کی بنیاد بننا چاہیے۔ اس کے علاوہ نصاب میں ایسی سرگرمیوں کا اہتمام بھی کیا جانا چاہیے جو طلبہ کو معاشرے سے ہم آہنگی پر آمادہ کریں طلبہ میں اخوت، ہمدردی، مساوات، انصاف اور نظم و ضبط جیسی معاشرتی خوبیاں پیدا کر کے انہیں زندگی میں اپنے سماجی فرائض کی انجام دہی کے لئے تیار کرنا چاہیے۔

iv- **نصاب کی معاشی بنیادیں:**

1- عموماً تعلیم اور معاشی ترقی ساتھ ساتھ پروان چڑھتے ہیں۔ اگر ایک طرف تعلیمی ترقی کا انحصار معاشی خودمختاری پر ہے تو دوسری طرف تعلیمی ترقی معاشی خوشحالی کی ضمانت ہوتی ہے۔ تعلیم برائے افادیت کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ تعلیم انفرادی اور اجتماعی خوشحالی کے حصول میں معاون اور مددگار ہو۔ ایسی تعلیم زندگی سے مربوط ہوتی ہے اور طالب علم حصول تعلیم کے بعد معاشرے میں اجنبیت محسوس نہیں کرتا۔ اس مقصد کے حصول کیلئے تعلیم کو ہمیشہ معاشی بنیادوں پر استوار کیا جاتا ہے۔

2- جدید دور میں تعلیم پر اٹھنے والے اخراجات کو ایک طرح کی سرمایہ کاری کا نام دیا جاتا ہے۔ ایک تعلیم یافتہ فرد اپنے ہم مرتبہ ان پڑھ شخص کے مقابلہ میں زیادہ پیسے کماتا ہے۔ لیکن ضروری شرط یہ ہے کہ تعلیم قوم کی معاشی ضروریات سے مربوط طور پر جڑی ہوئی ہونی چاہئے۔ یہ دور محض کتابی علم کا دور نہیں۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی نے دنیا کو بدل کر رکھ دیا ہے۔ آج کی ضروریات بیس سال پہلے کی ضروریات سے بالکل الگ اور مختلف ہیں۔ گھریلو دستکاریوں کی جگہ اب بڑے بڑے کارخانوں نے لے لی ہے۔ کھیتوں میں پرانے ہل اور بیلوں کی بجائے اب ٹریکٹرز نظر آتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ تعلیم ان نئے شعبوں میں تربیت کا اہتمام کرے تا کہ ایک طرف افرادی قوت کی مانگ پوری کرنے میں مدد ملے اور دوسری طرف طلباء تعلیم مکمل کر کے سالوں بے روزگار نہ پھرتے رہیں بلکہ سکول میں حاصل کردہ تعلیمی مہارت اور صلاحیت کی بنیاد پر فوراً کسی نہ کسی پیشہ سے منسلک ہو جائیں۔

تدوین نصاب کے وقت اس بات کو ملحوظ رکھا جائے کہ مرتب کردہ نصاب طالب علموں کو روزگار کے حصول میں مدد دے گا۔ اس سے نئی ٹیکنالوجی کے فروغ میں مدد ملے گی اور ملکی معیشت کو جدید خطوط پر استوار کرنے کیلئے مناسب تعداد میں تربیت یافتہ افرادی قوت بھی میسر آئے گی۔ یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ نصاب میں کتابی علم کی بجائے عملی تربیت پر زور ہو اور اس جدید دور کے تقاضوں کے مطابق چند محدود مضامین کی بجائے جدید علوم پر توجہ مرکوز کی جائے۔ 1-

Elmas Ali

تدوین نصاب میں نصاب کی بنیادوں کا کردار:

1- آج کل کے جدید دور میں نصابی بنیادوں (Curriculum Foundation) سے مراد وہ بنیادی قوتیں ہیں جو کہ نصاب کی تشکیل کے حوالے سے نصاب سازوں کا ذہن تیار کرتی ہیں اور نصاب میں مختلف اجزاء شامل کرنے کے حوالے سے فیصلہ پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ بعض قوتیں ایسی ہیں جو کہ معلومات کا وہ پس منظر فراہم کرتی ہیں جس پر نصاب ساز مستقبل کا فیصلہ کرتے ہیں۔ اس میں وہ فلسفیانہ بنیادیں بھی شامل ہوتی ہیں جو کہ نوعیت اور اقدار کا مطالعہ پیش کرتی ہیں، جبکہ نفسیاتی بنیادیں تعلم اور تعلیمی نظریات اور سماجی و ثقافتی بنیادیں زندگی کے حوالے سے اہم عوامل پیش کرتی ہیں۔

2- معیاری نصاب تعلیم کی سماجی بنیادوں میں وہ عوامل شامل ہیں جو کچھ ثقافتی عقائد، سماجی توقعات، اقدار، رسوم اور سٹیک ہولڈرز کی روایات کی وجہ سے نصاب پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ سماج افراد کا ایسا گروہ، معاشرہ یا قوم ہوتی ہے جو کہ انسانی تہذیب کو جنم دیتا ہے، جب افراد کسی مشترک مقصد کیلئے اکٹھے ہوتے ہیں تو معاشرہ تشکیل پاتا ہے، اس لئے نصاب کو بھی معاشرے کے اہم [illegible] اور رجحانات کو سامنے رکھ کر تشکیل دیا جاتا ہے، نصاب کی قدر اس بات سے ہوتی ہے کہ وہ کس حد تک سماجی ضروریات کا احاطہ اور ثقافت کی عکاسی کرتا ہے۔ ثقافت اصل میں لوگوں کے رہن سہن کا انداز ہوتا ہے، نصاب کو اس میں بہتری لانے کا اہل ہونا چاہئے۔ اس کیلئے نصاب سازوں کو معاشرے کی اخلاقی اور جمالیاتی ترقی کیلئے کام کرنا چاہئے۔

3- ثقافتی اور سماجی تبدیلیاں اور توقعات نصاب کے نفاذ پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں، تاہم یہ اثرات بڑی معاشرتی تبدیلیوں جیسا کہ بیروزگاری، سماجی اقدار، معاشی نمو اور خاندانی تعلقات کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ نصاب کا نفاذ تعلیمی نظام کی ضروریات اور چیلنجز سے بھی بڑا گہرا اثر قبول کرتا ہے۔ اس میں پالیسی کی ضروریات، انکوائری رپورٹس، بیرونی امتحان، بڑے نصابی پروجیکٹس اور خاص تعلیمی تحقیق وغیرہ کے اثرات بھی شامل ہوتے ہیں۔

4- نصاب کے مواد کو تبدیل کرنے کے حوالے سے معلم کی اہلیت بھی اسے متاثر کرتی ہے، سکولوں میں پڑھائے جانے والے نفس مضمون کو مسلسل نظر ثانی کے عمل سے گزرتے رہنا چاہئے تاکہ اسے مناسب تبدیلیوں کے بعد دنیا کے بدلتے حالات کے معیار کے مطابق بنایا جا سکے۔ اس کے لئے نئی مثالیں شامل کرنا پڑتی ہیں [illegible] متعارف کرایا جاتا ہے، تکنیک میں بہتری لائی جاتی ہے اور نیا ادب تخلیق کیا جاتا ہے۔ اس طرح دیگر نظام بھی درس و تدریس میں بہتری لانے، مواد کو بہتر بنانے، جائزے کی تکنیکوں میں ردوبدل کرنے اور مقامی تعلیمی اداروں، ٹیچر سنٹرز، نصاب کنسلٹنٹ، دوران ملازمت کورسز وغیرہ کا معیار بہتر کرنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

5- نصاب کے حوالے سے سکولوں میں دستیاب وسائل کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے، اس سلسلے میں نصاب سازوں کو

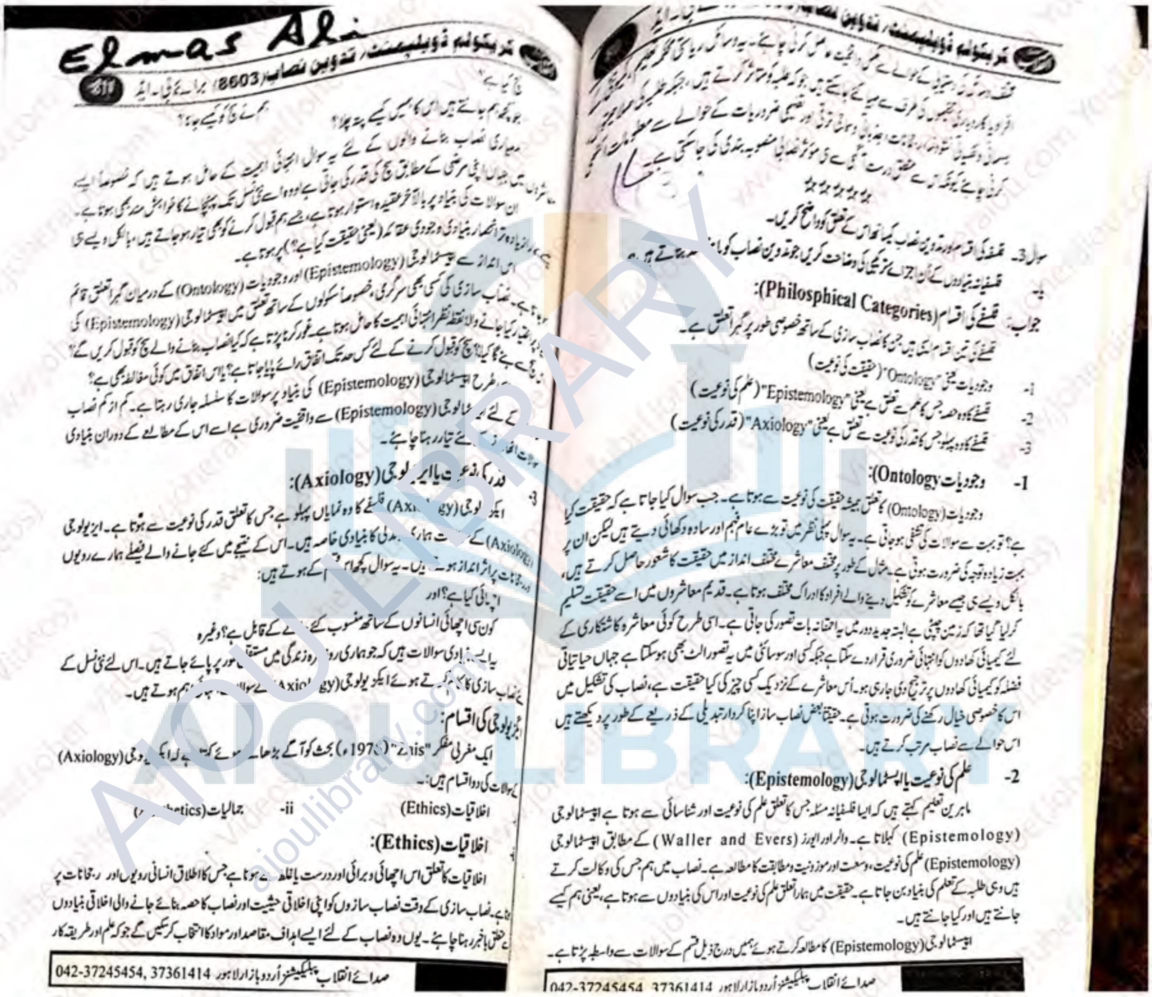

کریکولم ڈویلپمنٹ / تدوین نصاب

[illegible] کے حوالے سے [illegible] اہمیت حاصل کر لی جائے۔ یہ واضح رہنا چاہئے [illegible] [illegible] کی طرف سے [illegible] جاسکتے ہیں جو کہ طلبہ کو متاثر کرتے ہیں، [illegible] [illegible] ترقی اور تعلیمی ضروریات کے حوالے سے معلومات [illegible] [illegible] مؤثر نصابی منصوبہ بندی کی جا سکتی ہے [illegible] سے متعلق درست [illegible]

*****

[illegible] کے تعلق کو واضح کریں۔

سوال 3۔ فلسفہ کی اقسام اور تدوین نصاب کیا تعلق ہے؟ [illegible] فلسفیانہ بنیادوں کے ان اجزائے ترکیبی کی وضاحت کریں جو تدوین نصاب کو [illegible] بناتے ہیں۔

جواب: **فلسفے کی اقسام (Philosphical Categories):**

فلسفے کی تین اقسام ایسی ہیں جن کا نصاب سازی کے ساتھ خصوصی طور پر گہرا تعلق ہے۔

-1 وجودیات یعنی "Ontology" (حقیقت کی نوعیت)
-2 فلسفے کا وہ حصہ جس کا علم سے تعلق ہے یعنی "Epistemology" (علم کی نوعیت)
-3 فلسفے کا وہ پہلو جس کا قدر کی نوعیت سے تعلق ہے یعنی "Axiology" (قدر کی نوعیت)

-1 وجودیات (Ontology):

وجودیات (Ontology) کا تعلق ہمیشہ حقیقت کی نوعیت سے ہوتا ہے۔ جب سوال کیا جاتا ہے کہ حقیقت کیا ہے؟ تو بہت سے سوالات کی تشفی ہوجاتی ہے۔ یہ سوال پہلی نظر میں تو بڑے عام فہم اور سادہ دکھائی دیتے ہیں لیکن ان پر بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر مختلف معاشرے مختلف انداز میں حقیقت کا شعور حاصل کرتے ہیں، بالکل ویسے ہی جیسے معاشرے کو تشکیل دینے والے افراد کا ادراک مختلف ہوتا ہے۔ قدیم معاشروں میں اسے حقیقت تسلیم کرلیا گیا تھا کہ زمین چپٹی ہے البتہ جدید دور میں یہ احمقانہ بات تصور کی جاتی ہے۔ اسی طرح کوئی معاشرہ کاشتکاری کے لئے کیمیائی کھادوں کو انتہائی ضروری قرار دے سکتا ہے جبکہ کسی اور سوسائٹی میں یہ تصور الٹ بھی ہوسکتا ہے جہاں حیاتیاتی فضلہ کو کیمیائی کھادوں پر ترجیح دی جارہی ہو۔ اُس معاشرے کے نزدیک کسی چیز کی کیا حقیقت ہے، نصاب کی تشکیل میں اس کا خصوصی خیال رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ حقیقتاً بعض نصاب ساز اپنا کردار تبدیلی کے ذریعے کے طور پر دیکھتے ہیں اس حوالے سے نصاب مرتب کرتے ہیں۔

-2 علم کی نوعیت یا ایپسٹمالوجی (Epistemology):

ماہرین تعلیم کہتے ہیں کہ ایسا فلسفیانہ مسئلہ جس کا تعلق علم کی نوعیت اور شناسائی سے ہوتا ہے ایپسٹمالوجی (Epistemology) کہلاتا ہے۔ والر اور ایورز (Waller and Evers) کے مطابق ایپسٹمالوجی (Epistemology) علم کی نوعیت، وسعت اور موزونیت ومطابقت کا مطالعہ ہے۔ نصاب میں ہم جس کی وکالت کرتے ہیں وہی طلبہ کے تعلم کی بنیاد بن جاتا ہے۔ حقیقت میں ہمارا تعلق علم کی نوعیت اور اس کی بنیادوں سے ہوتا ہے، یعنی ہم کیسے جانتے ہیں اور کیا جانتے ہیں۔

ایپسٹمالوجی (Epistemology) کا مطالعہ کرتے ہوئے ہمیں درج ذیل قسم کے سوالات سے واسطہ پڑتا ہے۔

صدائے انقلاب پبلیکیشنز اُردو بازار لاہور 042-37245454, 37361414

Elmas Ali

کریکولم ڈویلپمنٹ / تدوین نصاب (8603) برائے بی۔ایڈ 311

سچ کیا ہے؟

جو کچھ ہم جانتے ہیں اس کا یقین کیسے پتہ چلا؟

ہم نے سچ کو کیسے جانا؟

معیاری نصاب بنانے والوں کے لئے یہ سوال انتہائی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں کہ خصوصاً ایسے [illegible] میں جہاں اپنی مرضی کے مطابق سچ کی قدر کی جاتی ہے اور وہ اسے نئی نسل تک پہنچانے کا خواہش مند بھی ہوتا ہے۔ ان سوالات کی بنیاد پر بالآخر عقیدہ استوار ہوتا ہے، جسے ہم قبول کرنے کو بھی تیار ہوجاتے ہیں، بالکل ویسے ہی [illegible] زیادہ تر انحصار بنیادی وجودی عقائد (یعنی حقیقت کیا ہے؟) پر ہوتا ہے۔

اس انداز سے ایپسٹمالوجی (Epistemology) اور وجودیات (Ontology) کے درمیان گہرا تعلق قائم [illegible] ہے۔ نصاب سازی کی کسی بھی سرگرمی، خصوصاً سکولوں کے ساتھ تعلق میں ایپسٹمالوجی (Epistemology) کی [illegible] اختیار کیا جانے والا نقطہ نظر انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ غور کرنا پڑتا ہے کہ کیا نصاب بنانے والے سچ کو قبول کریں گے؟ [illegible] سچ سے بے گا کیا؟ سچ کو قبول کرنے کے لئے کس حد تک اتفاق رائے پایا جاتا ہے؟ یا اس اتفاق میں کوئی مغالطہ بھی ہے؟ [illegible] طرح ایپسٹمالوجی (Epistemology) کی بنیاد پر سوالات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ کم از کم نصاب [illegible] کے لئے ایپسٹمالوجی (Epistemology) سے واقفیت ضروری ہے اسے اس کے مطالعے کے دوران بنیادی سوالات [illegible] کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

-3 قدر کی نوعیت یا ایگزیالوجی (Axiology):

ایکزیالوجی (Axiology) فلسفے کا وہ نمایاں پہلو ہے جس کا تعلق قدر کی نوعیت سے ہوتا ہے۔ ایزیولوجی (Axiology) کے [illegible] ہماری [illegible] کا بنیادی خاصہ ہیں۔ اس کے نتیجے میں کئے جانے والے فیصلے ہمارے رویوں اور رجحانات پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہ سوال کچھ اس [illegible] کے ہوتے ہیں:

[illegible] کیا ہے؟ اور

کون سی اچھائی انسانوں کے ساتھ منسوب کئے [illegible] کے قابل ہے؟ وغیرہ

یہ ایسے بنیادی سوالات ہیں کہ جو ہماری روزمرہ زندگی میں مستقل طور پر پائے جاتے ہیں۔ اس لئے نئی نسل کے لئے نصاب سازی کا کام کرتے ہوئے ایکزیولوجی (Axiology) کے سوالات بہت اہم ہوتے ہیں۔

ایزیولوجی کی اقسام:

ایک مغربی مفکر "Zais" (1976ء) بحث کو آگے بڑھاتے ہوئے کہتا ہے کہ ایکزیولوجی (Axiology) کے سوالات کی دو اقسام ہیں:۔

i- اخلاقیات (Ethics) ii- جمالیات (Aesthetics)

اخلاقیات (Ethics):

اخلاقیات کا تعلق اس اچھائی و برائی اور درست یا غلط سے ہوتا ہے جس کا اطلاق انسانی رویوں اور رجحانات پر ہوتا ہے۔ نصاب سازی کے وقت نصاب سازوں کو اپنی اخلاقی حیثیت اور نصاب کا حصہ بنائے جانے والی اخلاقی بنیادوں کے متعلق باخبر رہنا چاہئے۔ یوں وہ نصاب کے لئے ایسے اہداف مقاصد اور مواد کا انتخاب کرسکیں گے جو کہ علم اور طریقہ کار

صدائے انقلاب پبلیکیشنز اُردو بازار لاہور 042-37245454, 37361414

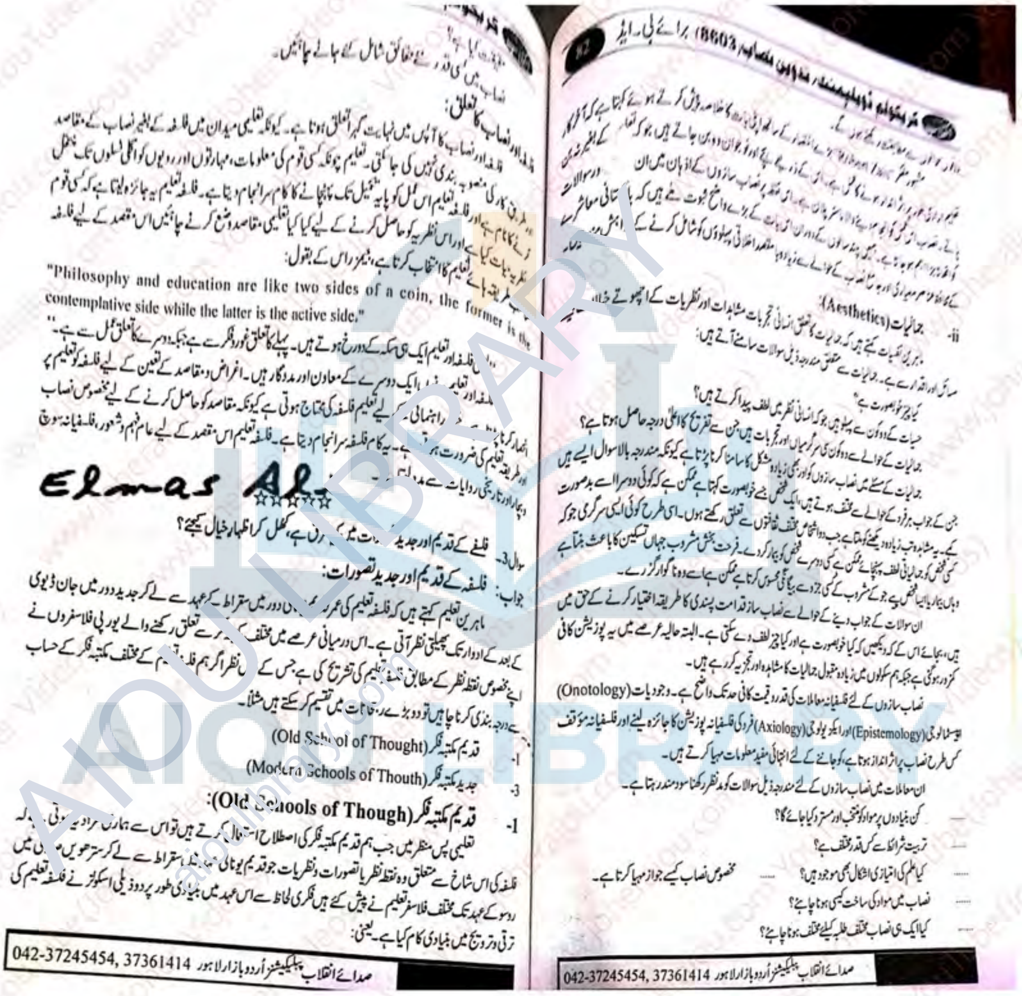

[illegible] کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے کہتا ہے کہ [illegible] جاتے ہیں جو کہ [illegible] کے اذہان میں ان [illegible] سوالات [illegible] واضح ثبوت ملتے ہیں کہ پاکستانی معاشرے [illegible] اخلاقی پہلوؤں کو شامل کرنے کے [illegible]

ii- جمالیات (Aesthetics):

ماہرین [illegible] کہتے ہیں کہ جمالیات کا تعلق انسانی تجربات مشاہدات اور نظریات کے اچھوتے خیال، مسائل اور اقدار سے ہے۔ جمالیات سے متعلق مندرجہ ذیل سوالات سامنے آتے ہیں:

کیا چیز خوبصورت ہے؟

حسیات کے دو کون سے پہلو ہیں جو کہ انسانی نظر میں لطف پیدا کرتے ہیں؟

جمالیات کے حوالے سے دو کون سی سرگرمیاں اور تجربات ہیں جن سے تفریح کا اعلیٰ درجہ حاصل ہوتا ہے؟

جمالیات کے مسئلے میں نصاب سازوں کو اور بھی زیادہ مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ مندرجہ بالا سوال ایسے ہیں جن کے جواب ہر فرد کے حوالے سے مختلف ہوتے ہیں۔ ایک شخص جسے خوبصورت کہتا ہے ممکن ہے کہ کوئی دوسرا اسے بدصورت کہے۔ یہ مشاہدہ تب زیادہ دیکھنے کو ملتا ہے جب دو اشخاص مختلف ثقافتوں سے تعلق رکھتے ہوں۔ اسی طرح کوئی ایسی سرگرمی جو کہ کسی شخص کو جمالیاتی لطف پہنچائے ممکن ہے کسی دوسرے شخص کو بیزار کردے۔ فرحت بخش مشروب جہاں تسکین کا باعث بنتا ہے وہاں بیمار یا ایسا شخص ہے جو کے مشروب کے کسی جزو سے بیگانگی محسوس کرتا ہے ممکن ہے اسے وہ ناگوار گزرے۔

ان سوالات کے جواب دینے کے حوالے سے نصاب ساز قدامت پسندی کا طریقہ اختیار کرنے کے حق میں ہیں، بجائے اس کے کہ دیکھیں کہ کیا خوبصورت ہے اور کیا چیز لطف دے سکتی ہے۔ البتہ حالیہ عرصے میں یہ پوزیشن کافی کمزور ہوگئی ہے جبکہ ہم سکولوں میں زیادہ مقبول جمالیات کا مشاہدہ اور تجزیہ کر رہے ہیں۔

نصاب سازوں کے لئے فلسفیانہ معاملات کی قدر و قیمت کافی حد تک واضح ہے۔ وجودیات (Onotology) ایپسٹمالوجی (Epistemology) اور ایکزیولوجی (Axiology) فرد کی فلسفیانہ پوزیشن کا جائزہ لینے اور فلسفیانہ موقف کس طرح نصاب پر اثر انداز ہوتا ہے، کو جاننے کے لئے انتہائی مفید معلومات مہیا کرتے ہیں۔

ان معاملات میں نصاب سازوں کے لئے مندرجہ ذیل سوالات کو مدنظر رکھنا سودمند رہتا ہے۔

— کن بنیادوں پر مواد کو منتخب اور مسترد کیا جائے گا؟
— تربیت شرائط سے کس قدر مختلف ہے؟
— کیا علم کی امتیازی اشکال بھی موجود ہیں؟ — مخصوص نصاب کیسے جواز مہیا کرتا ہے۔
— نصاب میں مواد کی ساخت کیسی ہونا چاہیے؟
— کیا ایک ہی نصاب مختلف طلبہ کیلئے مختلف ہونا چاہیے؟

[illegible] نصاب میں کس قدر [illegible] حقائق شامل کیے جانے چاہئیں۔

فلسفہ اور نصاب کا تعلق:

فلسفہ اور نصاب کا آپس میں نہایت گہرا تعلق ہوتا ہے۔ کیونکہ تعلیمی میدان میں فلسفہ کے بغیر نصاب کے مقاصد کی منصوبہ بندی نہیں کی جاسکتی۔ تعلیم چونکہ کسی قوم کی معلومات، مہارتوں اور رویوں کو اگلی نسلوں تک منتقل کرنے کا [illegible] طریق کار ہے اور فلسفہ تعلیم اس عمل کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا کام سرانجام دیتا ہے۔ فلسفہ تعلیم یہ جائزہ لیتا ہے کہ کسی قوم کا نظریہ حیات کیا ہے اور اس نظریہ کو حاصل کرنے کے لیے کیا کیا تعلیمی مقاصد وضع کرنے چاہئیں اس مقصد کے لیے فلسفہ تعلیم طریقہ ہائے تعلیم کا انتخاب کرتا ہے، ہیمر راس کے بقول:

"Philosophy and education are like two sides of a coin, the former is the contemplative side while the latter is the active side."

"فلسفہ اور تعلیم ایک ہی سکہ کے دو رخ ہوتے ہیں۔ پہلے کا تعلق غور و فکر سے ہے جبکہ دوسرے کا تعلق عمل سے ہے۔"

فلسفہ اور تعلیم [illegible] ایک دوسرے کے معاون اور مددگار ہیں۔ اغراض و مقاصد کے تعین کے لیے فلسفہ کو تعلیم پر انحصار کرنا پڑتا [illegible] راہنمائی [illegible] لیے تعلیم فلسفہ کی محتاج ہوتی ہے کیونکہ مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے مخصوص نصاب اور طریقہ تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ کام فلسفہ سرانجام دیتا ہے۔ فلسفہ تعلیم اس مقصد کے لیے عام فہم و شعور، فلسفیانہ سوچ وچار اور تاریخی روایات سے مدد لیتا ہے۔

Elmas Al ☆☆☆☆☆

سوال 3۔ فلسفے کے قدیم اور جدید تصورات میں [illegible] فرق ہے، کھل کر اظہار خیال کیجیے؟

جواب: فلسفہ کے قدیم اور جدید تصورات:

ماہرین تعلیم کہتے ہیں کہ فلسفہ تعلیم کی عمر [illegible] دور میں سقراط کے عہد سے لے کر جدید دور میں جان ڈیوی کے بعد کے ادوار تک پھیلتی نظر آتی ہے۔ اس درمیانی عرصے میں مختلف [illegible] سے تعلق رکھنے والے یورپی فلاسفروں نے اپنے مخصوص نقطہ نظر کے مطابق فلسفہ تعلیم کی تشریح کی ہے۔ جس کے [illegible] نظر اگر ہم فلسفہ تعلیم کے مختلف مکتبہ فکر کے حساب سے درجہ بندی کرنا چاہیں تو دو بڑے رجحانات میں تقسیم کر سکتے ہیں مثلاً۔

-1 قدیم مکتبہ فکر (Old School of Thought)
-3 جدید مکتبہ فکر (Modern Schools of Thouth)

-1 قدیم مکتبہ فکر (Old Schools of Though):

تعلیمی پس منظر میں جب ہم قدیم مکتبہ فکر کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں تو اس سے ہماری مراد [illegible] فلسفہ کی اس شاخ سے متعلق وہ نقطہ نظر یا تصورات و نظریات جو قدیم یونانی عہد [illegible] سقراط سے لے کر سترھویں صدی میں روسو کے عہد تک مختلف فلاسفر تعلیم نے پیش کیے ہیں فکری لحاظ سے اس عہد میں بنیادی طور پر دو ذیلی اسکولز نے فلسفہ تعلیم کی ترقی و ترویج میں بنیادی کام کیا ہے۔ یعنی:

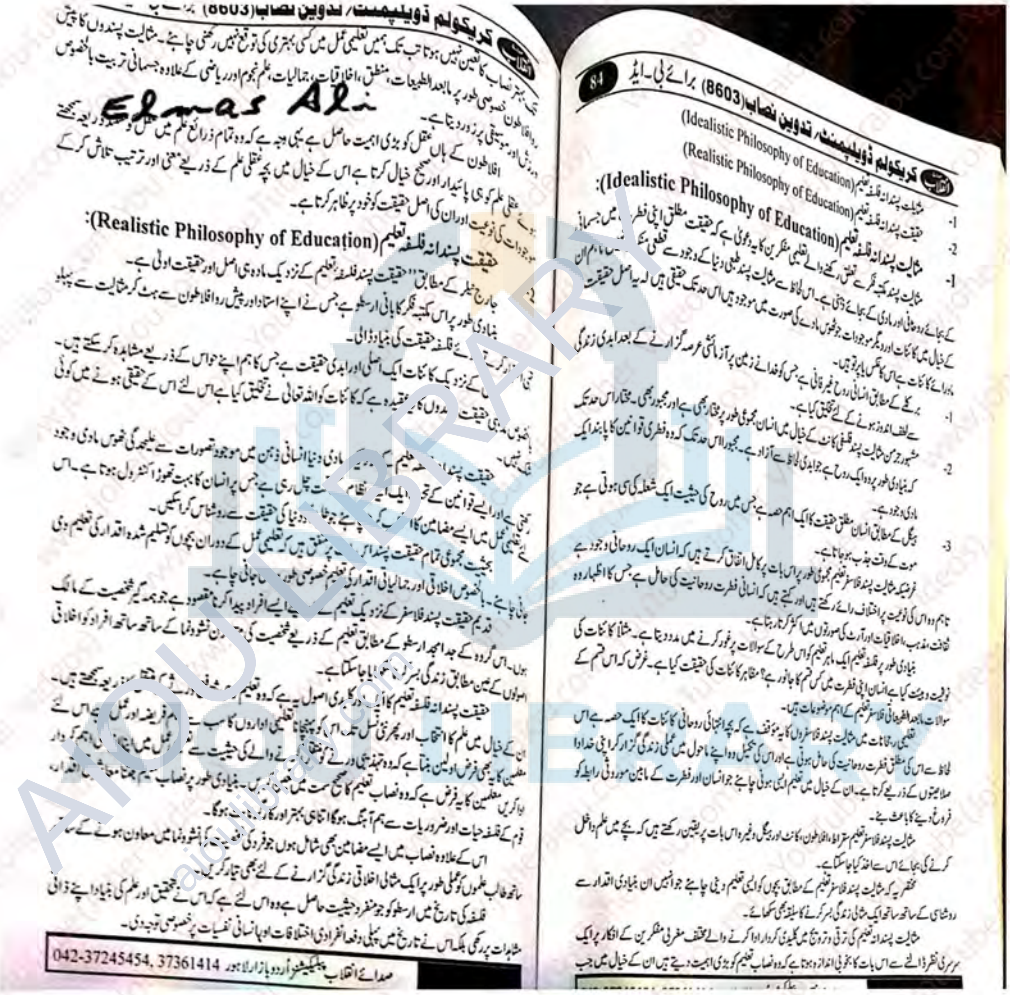

Elmas Ali

حقیقت پسندانہ فلسفہ تعلیم (Realistic Philosophy of Education):

042-37245454, 37361414

84 کریکولم ڈویلپمنٹ، تدوین نصاب (8603) برائے بی۔ایڈ

-1 مثالیت پسندانہ فلسفہ تعلیم (Idealistic Philosophy of Education)
-2 حقیقت پسندانہ فلسفہ تعلیم (Realistic Philosophy of Education)

-1 مثالیت پسندانہ فلسفہ تعلیم (Idealistic Philosophy of Education):

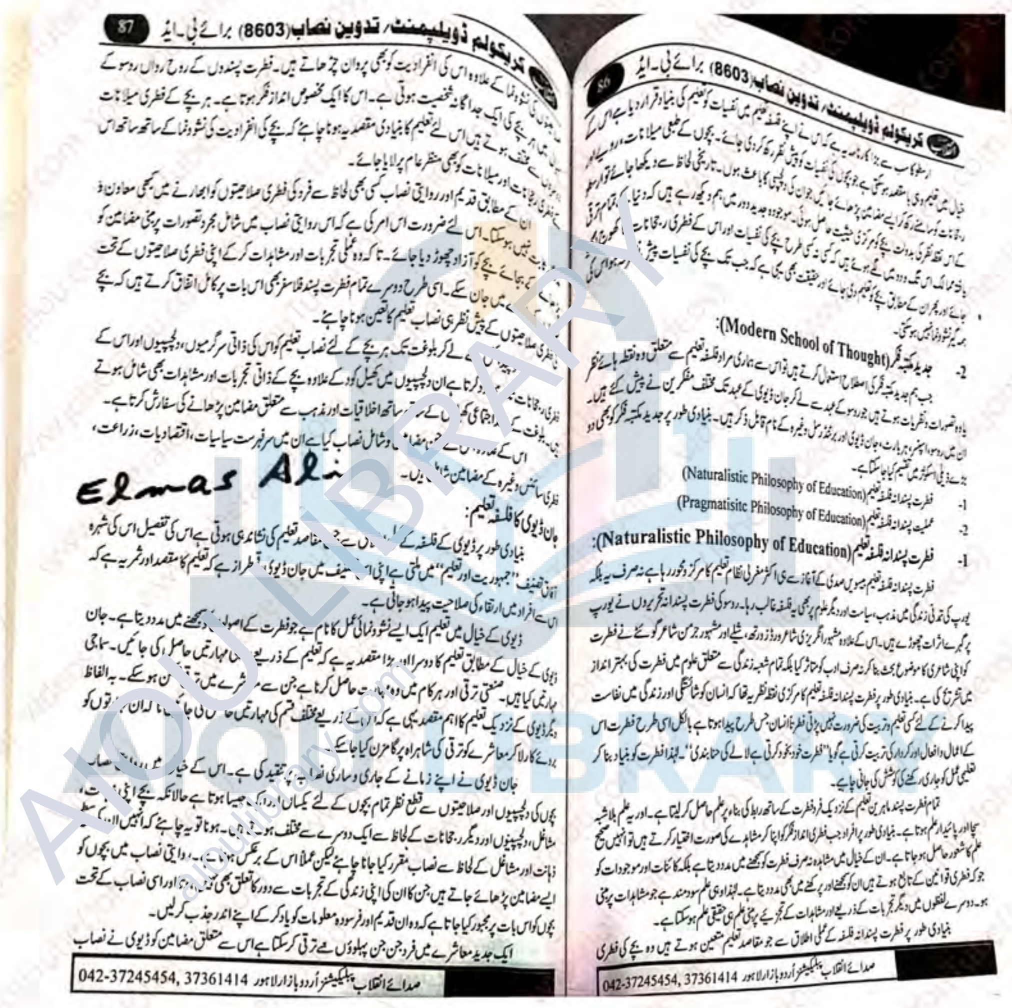

ارسطو کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے اپنے فلسفہ تعلیم میں نفسیات کو تعلیم کی بنیاد قرار دیا ہے اس کے خیال میں تعلیم وہی بامقصد ہو سکتی ہے جو بچوں کی نفسیات کو پیش نظر رکھ کر دی جائے۔ بچوں کے طبعی میلانات، رویے اور رجحانات کو سامنے رکھ کر ایسے مضامین پڑھائے جائیں جو ان کی دلچسپی کا باعث ہوں۔ تاریخی لحاظ سے دیکھا جائے تو ارسطو کے اس نقطہ نظر کی بدولت بچے کو مرکزی حیثیت حاصل ہوئی۔ موجودہ جدید دور میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ دنیا کے تمام ترقی یافتہ ممالک اس تگ و دو میں لگے ہوئے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح بچے کی نفسیات اور اس کے فطری رجحانات [illegible] کو مدنظر رکھا جائے اور پھر ان کے مطابق بچے کو تعلیم دی جائے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جب تک بچے کی نفسیات پیش نظر نہ رکھی جائے اس کی ہمہ گیر نشوونما نہیں ہو سکتی۔

2- جدید مکتبہ فکر (Modern School of Thought):

جب ہم جدید مکتبہ فکر کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں تو اس سے ہماری مراد فلسفہ تعلیم سے متعلق وہ نقطہ ہائے نظر یا وہ تصورات و نظریات ہوتے ہیں جو روسو کے عہد سے لے کر جان ڈیوی کے عہد تک مختلف مفکرین نے پیش کئے ہیں۔ ان میں روسو، اسپنسر، ہربارٹ، جان ڈیوی اور برٹرنڈ رسل وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ بنیادی طور پر جدید مکتبہ فکر کو بھی دو بڑے ذیلی اسکولز میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

1- فطرت پسندانہ فلسفہ تعلیم (Naturalistic Philosophy of Education)
2- عملیت پسندانہ فلسفہ تعلیم (Pragmatisitc Philosophy of Education)

1- فطرت پسندانہ فلسفہ تعلیم (Naturalistic Philosophy of Education):

فطرت پسندانہ فلسفہ تعلیم بیسویں صدی کے آغاز سے ہی اکثر مغربی نظام تعلیم کا مرکز و محور رہا ہے نہ صرف یہ بلکہ یورپ کی تمدنی زندگی میں مذہب، سیاست اور دیگر علوم پر بھی یہ فلسفہ غالب رہا۔ روسو کی فطرت پسندانہ تحریروں نے یورپ پر گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔ اس کے علاوہ مشہور انگریزی شاعر ورڈز ورتھ، شیلے اور مشہور جرمن شاعر گوئٹے نے فطرت کو اپنی شاعری کا موضوع بحث بنا کر نہ صرف ادب کو متاثر کیا بلکہ تمام شعبہ زندگی سے متعلق علوم میں فطرت کی بہتر انداز میں تشریح کی ہے۔ بنیادی طور پر فطرت پسندانہ فلسفہ تعلیم کا مرکزی نقطہ نظر یہ تھا کہ انسان کو شائستگی اور زندگی میں نفاست پیدا کرنے کے لئے کسی تعلیم و تربیت کی ضرورت نہیں پڑتی فطرتاً انسان جس طرح پیدا ہوتا ہے بالکل اسی طرح فطرت اس کے اعمال و افعال اور کردار کی تربیت کرتی ہے گویا "فطرت خود بخود کرتی ہے لالے کی حنا بندی"۔ لہٰذا فطرت کو بنیاد بنا کر تعلیمی عمل کو جاری رکھنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔

تمام فطرت پسند ماہرین تعلیم کے نزدیک فرد فطرت کے ساتھ ربط کی بناء پر علم حاصل کر لیتا ہے۔ اور یہ علم بلاشبہ سچا اور پائیدار علم ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر افراد جب فطری انداز فکر کو اپنا کر مشاہدے کی صورت اختیار کرتے ہیں تو انہیں صحیح علم کا شعور حاصل ہو جاتا ہے۔ ان کے خیال میں مشاہدہ نہ صرف فطرت کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے بلکہ کائنات اور موجودات کو جو کہ فطری قوانین کے تابع ہوتے ہیں ان کو سمجھنے اور پرکھنے میں بھی مدد دیتا ہے۔ لہٰذا وہی علم سودمند ہے جو مشاہدات پر مبنی ہو۔ دوسرے لفظوں میں دیگر تجربات کے ذریعے اور مشاہدات کے تجزیے پر مبنی علم ہی حقیقی علم ہو سکتا ہے۔

بنیادی طور پر فطرت پسندانہ فلسفہ کے عملی اطلاق سے جو مقاصد تعلیم متعین ہوتے ہیں وہ بچے کی فطری

[illegible] نشوونما کے علاوہ اس کی انفرادیت کو بھی پروان چڑھاتے ہیں۔ فطرت پسندوں کے روح رواں روسو کے خیال میں ہر بچے کی ایک جداگانہ شخصیت ہوتی ہے۔ اس کا ایک مخصوص انداز فکر ہوتا ہے۔ ہر بچے کے فطری میلانات [illegible] سے مختلف ہوتے ہیں اس لئے تعلیم کا بنیادی مقصد یہ ہونا چاہیے کہ بچے کی انفرادیت کی نشوونما کے ساتھ ساتھ اس کے فطری رجحانات اور میلانات کو بھی منظر عام پر لایا جائے۔

ان کے مطابق قدیم اور روایتی نصاب کسی بھی لحاظ سے فرد کی فطری صلاحیتوں کو ابھارنے میں بھی معاون [illegible] ثابت نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس روایتی نصاب میں شامل مجرد تصورات پر مبنی مضامین کو [illegible] کے بجائے بچے کو آزاد چھوڑ دیا جائے۔ تاکہ وہ عملی تجربات اور مشاہدات کر کے اپنی فطری صلاحیتوں کے تحت [illegible] میں جان سکے۔ اسی طرح دوسرے تمام فطرت پسند فلاسفر بھی اس بات پر کامل اتفاق کرتے ہیں کہ بچے کی فطری صلاحیتوں کے پیش نظر ہی نصاب تعلیم کا تعین ہونا چاہیے۔

[illegible] لے کر بلوغت تک ہر بچے کے لئے نصاب تعلیم کو اس کی ذاتی سرگرمیوں، دلچسپیوں اور اس کے فطری رجحانات [illegible] کرتا ہے ان دلچسپیوں میں کھیل کود کے علاوہ بچے کے ذاتی تجربات اور مشاہدات بھی شامل ہوتے ہیں۔ بلوغت کے [illegible] اجتماعی [illegible] کے ساتھ اخلاقیات اور مذہب سے متعلق مضامین پڑھانے کی سفارش کرتا ہے۔ اس کے [illegible] مضامین شامل نصاب کیا ہے ان میں سرفہرست سیاسیات، اقتصادیات، زراعت، نظری سائنس وغیرہ کے مضامین شامل ہیں۔

Elmas Ali

جان ڈیوی کا فلسفہ تعلیم:

بنیادی طور پر ڈیوی کے فلسفہ کے [illegible] سے جن مقاصد تعلیم کی نشاندہی ہوتی ہے اس کی تفصیل اس کی شہرہ آفاق تصنیف "جمہوریت اور تعلیم" میں ملتی ہے اپنی اس تصنیف میں جان ڈیوی رقمطراز ہے کہ تعلیم کا مقصد اور ثمر یہ ہے کہ اس سے افراد میں ارتقاء کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔

جان ڈیوی کے خیال میں تعلیم ایک ایسے نشوونمائی عمل کا نام ہے جو فطرت کے اصولوں کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ جان ڈیوی کے خیال کے مطابق تعلیم کا دوسرا اور بڑا مقصد یہ ہے کہ تعلیم کے ذریعے [illegible] مہارتیں حاصل کی جائیں۔ سماجی مہارتیں کیا ہیں۔ صنعتی ترقی اور ہر کام میں وہ مہارت حاصل کرنا ہے جن سے معاشرے میں ترقی ممکن ہو سکے۔ بہ الفاظ دیگر ڈیوی کے نزدیک تعلیم کا اہم مقصد یہی ہے کہ [illegible] کے ذریعے مختلف قسم کی مہارتیں حاصل کی جائیں تاکہ ان [illegible] کو بروئے کار لا کر معاشرے کو ترقی کی شاہراہ پر گامزن کیا جا سکے۔

جان ڈیوی نے اپنے زمانے کے جاری و ساری نصاب پر تنقید کی ہے۔ اس کے خیال میں [illegible] نصاب بچوں کی دلچسپیوں اور صلاحیتوں سے قطع نظر تمام بچوں کے لئے یکساں [illegible] جیسا ہوتا ہے حالانکہ بچے اپنی [illegible] مشاغل، دلچسپیوں اور دیگر رجحانات کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ انہیں [illegible] ذہانت اور مشاغل کے لحاظ سے نصاب مقرر کیا جانا چاہیے لیکن عملاً اس کے برعکس ہوتا ہے۔ روایتی نصاب میں بچوں کو ایسے مضامین پڑھائے جاتے ہیں جن کا ان کی اپنی زندگی کے تجربات سے دور کا تعلق بھی [illegible] اور اسی نصاب کے تحت بچوں کو اس بات پر مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ ان قدیم اور فرسودہ معلومات کو یاد کر کے اپنے اندر جذب کر لیں۔

ایک جدید معاشرے میں فرد جن جن پہلوؤں سے ترقی کر سکتا ہے اس سے متعلق مضامین کو ڈیوی نے نصاب

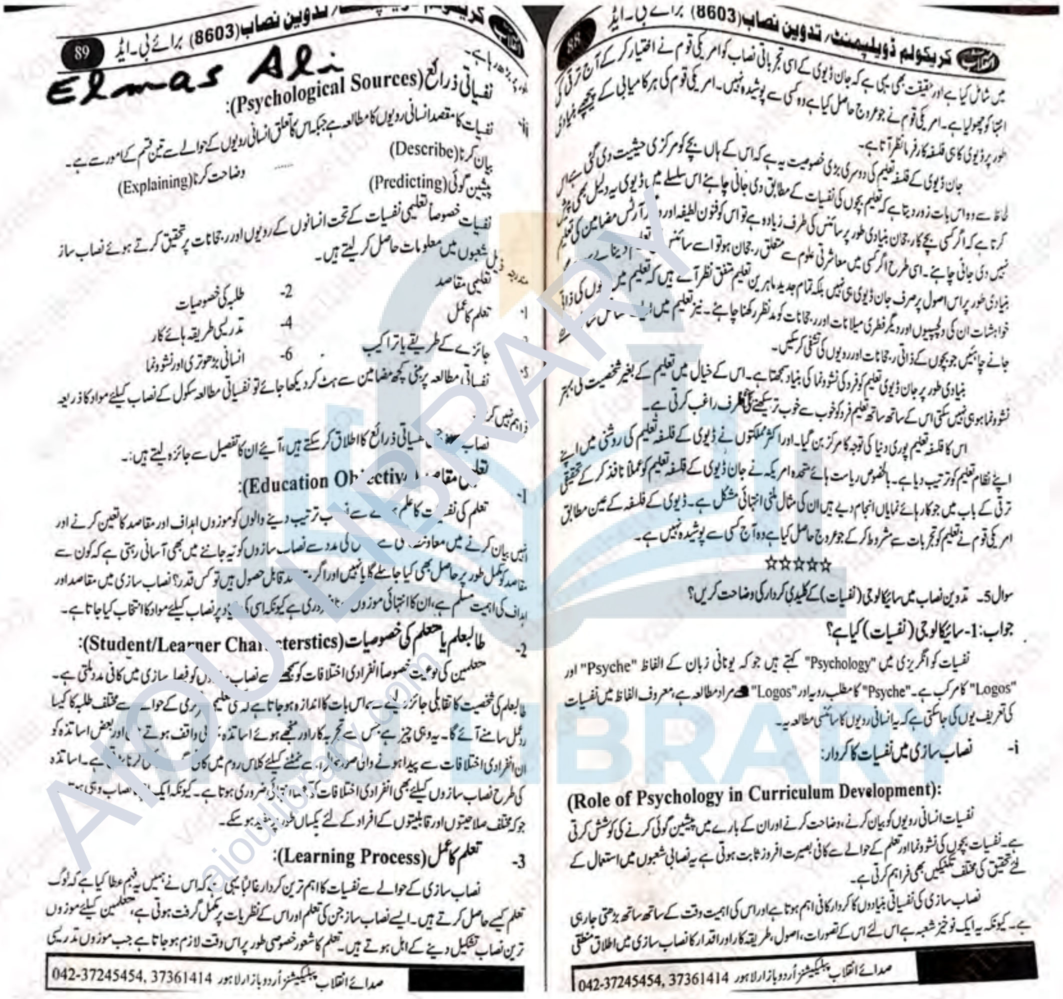

میں شامل کیا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جان ڈیوی کے اسی تجرباتی نصاب کو امریکی قوم نے اختیار کر کے آج ترقی کی انتہا کو چھو لیا ہے۔ امریکی قوم نے جو عروج حاصل کیا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ امریکی قوم کی ہر کامیابی کے پیچھے بنیادی طور پر ڈیوی کا ہی فلسفہ کارفرما نظر آتا ہے۔

جان ڈیوی کے فلسفہ تعلیم کی دوسری بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ہاں بچے کو مرکزی حیثیت دی گئی ہے اس لحاظ سے وہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ تعلیم بچوں کی نفسیات کے مطابق دی جانی چاہئے اس سلسلے میں ڈیوی یہ دلیل بھی پیش کرتا ہے کہ اگر کسی بچے کا رجحان بنیادی طور پر سائنس کی طرف زیادہ ہے تو اس کو فنون لطیفہ اور دیگر آرٹس مضامین کی تعلیم نہیں دی جانی چاہئے۔ اسی طرح اگر کسی میں معاشرتی علوم سے متعلق رجحان ہو تو اسے سائنس [illegible] بنیادی طور پر اس اصول پر صرف جان ڈیوی ہی نہیں بلکہ تمام جدید ماہرین تعلیم متفق نظر آتے ہیں کہ تعلیم میں [illegible] بچوں کی ذاتی خواہشات ان کی دلچسپیوں اور دیگر فطری میلانات اور رجحانات کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ نیز تعلیم میں ایسے [illegible] جانے چاہئیں جو بچوں کے ذاتی رجحانات اور رویوں کی تشفی کر سکیں۔

بنیادی طور پر جان ڈیوی تعلیم کو فرد کی نشوونما کی بنیاد سمجھتا ہے۔ اس کے خیال میں تعلیم کے بغیر شخصیت کی بہتر نشوونما ہو ہی نہیں سکتی اس کے ساتھ ساتھ تعلیم فرد کو خوب سے خوب تر سیکھنے کی طرف راغب کرتی ہے۔

اس کا فلسفہ تعلیم پوری دنیا کی توجہ کا مرکز بن گیا۔ اور اکثر مملکتوں نے ڈیوی کے فلسفہ تعلیم کی روشنی میں اپنے اپنے نظام تعلیم کو ترتیب دیا ہے۔ بالخصوص ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے جان ڈیوی کے فلسفہ تعلیم کو عملاً نافذ کر کے تحقیقی ترقی کے باب میں جو کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں ان کی مثال ملنی انتہائی مشکل ہے۔ ڈیوی کے فلسفہ کے عین مطابق امریکی قوم نے تعلیم کو تجربات سے مشروط کر کے جو عروج حاصل کیا ہے وہ آج کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

سوال 5۔ تدوین نصاب میں سائیکالوجی (نفسیات) کے کلیدی کردار کی وضاحت کریں؟

جواب: 1- سائیکالوجی (نفسیات) کیا ہے؟

نفسیات کو انگریزی میں "Psychology" کہتے ہیں جو کہ یونانی زبان کے الفاظ "Psyche" اور "Logos" کا مرکب ہے۔ "Psyche" کا مطلب رویہ اور "Logos" سے مراد مطالعہ ہے، معروف الفاظ میں نفسیات کی تعریف یوں کی جا سکتی ہے کہ یہ انسانی رویوں کا سائنسی مطالعہ ہے۔

i- نصاب سازی میں نفسیات کا کردار:
(Role of Psychology in Curriculum Development):

نفسیات انسانی رویوں کو بیان کرنے، وضاحت کرنے اور ان کے بارے میں پیشین گوئی کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ نفسیات بچوں کی نشوونما اور تعلم کے حوالے سے کافی بصیرت افروز ثابت ہوتی ہے یہ نصابی شعبوں میں استعمال کے لئے تحقیق کی مختلف تکنیکیں بھی فراہم کرتی ہے۔

نصاب سازی کی نفسیاتی بنیادوں کا کردار کافی اہم ہوتا ہے اور اس کی اہمیت وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی جا رہی ہے۔ کیونکہ یہ ایک نوخیز شعبہ ہے اس لئے اس کے تصورات، اصول، طریقہ کار اور اقدار کا نصاب سازی میں اطلاق منطق

Elmas Ali

رہا ہے۔

ii- نفسیاتی ذرائع (Psychological Sources):

نفسیات کا مقصد انسانی رویوں کا مطالعہ ہے جبکہ اس کا تعلق انسانی رویوں کے حوالے سے تین قسم کے امور سے ہے۔

بیان کرنا (Describe)
وضاحت کرنا (Explaining)
پیشین گوئی (Predicting)

نفسیات خصوصاً تعلیمی نفسیات کے تحت انسانوں کے رویوں اور رجحانات پر تحقیق کرتے ہوئے نصاب ساز مندرجہ ذیل شعبوں میں معلومات حاصل کر لیتے ہیں۔

1- تعلیمی مقاصد
2- طلبہ کی خصوصیات
3- تعلم کا عمل
4- تدریسی طریقہ ہائے کار
5- جائزے کے طریقے یا تراکیب
6- انسانی بڑھوتری اور نشوونما

نفسیاتی مطالعہ پر مبنی کچھ مضامین سے ہٹ کر دیکھا جائے تو نفسیاتی مطالعہ سکول کے نصاب کیلئے مواد کا ذریعہ فراہم نہیں کر[illegible]

نصاب [illegible] نفسیاتی ذرائع کا اطلاق کر سکتے ہیں، آیئے ان کا تفصیل سے جائزہ لیتے ہیں:۔

1- تعلیمی مقاصد (Education Objectives):

تعلم کی نفسیات کا علم [illegible] نصاب ترتیب دینے والوں کو موزوں اہداف اور مقاصد کا تعین کرنے اور انہیں بیان کرنے میں معاون [illegible] اس کی مدد سے نصاب سازوں کو یہ جاننے میں بھی آسانی رہتی ہے کہ کون سے مقاصد کو مکمل طور پر حاصل بھی کیا جا سکے گا یا نہیں اور اگر [illegible] قابل حصول ہیں تو کس قدر؟ نصاب سازی میں مقاصد اور اہداف کی اہمیت مسلم ہے، ان کا انتہائی موزوں [illegible] ضروری ہے کیونکہ اسی کی [illegible] پر نصاب کیلئے مواد کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

2- طالبعلم یا متعلم کی خصوصیات (Student/Learner Characterstics):

متعلمین کی نوعیت خصوصاً انفرادی اختلافات کو سمجھنے سے نصاب [illegible] کو فیصلہ سازی میں کافی مدد ملتی ہے۔ طالبعلم کی شخصیت کا تقابلی جائزہ لینے سے اس بات کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ کسی تعلیمی [illegible] کے حوالے سے مختلف طلبہ کا کیسا ردعمل سامنے آئے گا۔ یہ وہی چیز ہے جس سے تجربہ کار اور منجھے ہوئے اساتذہ [illegible] واقف ہوتے [illegible] اور بعض اساتذہ کو ان انفرادی اختلافات سے پیدا ہونے والی صورتحال سے نمٹنے کیلئے کلاس روم میں کافی [illegible] کرنا [illegible] ہے۔ اساتذہ کی طرح نصاب سازوں کیلئے بھی انفرادی اختلافات [illegible] ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک [illegible] نصاب وہی ہوتا ہے جو کہ مختلف صلاحیتوں اور قابلیتوں کے افراد کے لئے یکساں طور پر مفید ہو سکے۔

3- تعلم کا عمل (Learning Process):

نصاب سازی کے حوالے سے نفسیات کا اہم ترین کردار غالباً یہی ہے کہ اس نے ہمیں یہ فہم عطا کیا ہے کہ لوگ تعلم کیسے حاصل کرتے ہیں۔ ایسے نصاب ساز جن کی تعلم اور اس کے نظریات پر مکمل گرفت ہوتی ہے، متعلمین کیلئے موزوں ترین نصاب تشکیل دینے کے اہل ہوتے ہیں۔ تعلم کا شعور خصوصی طور پر اس وقت لازم ہو جاتا ہے جب موزوں تدریسی

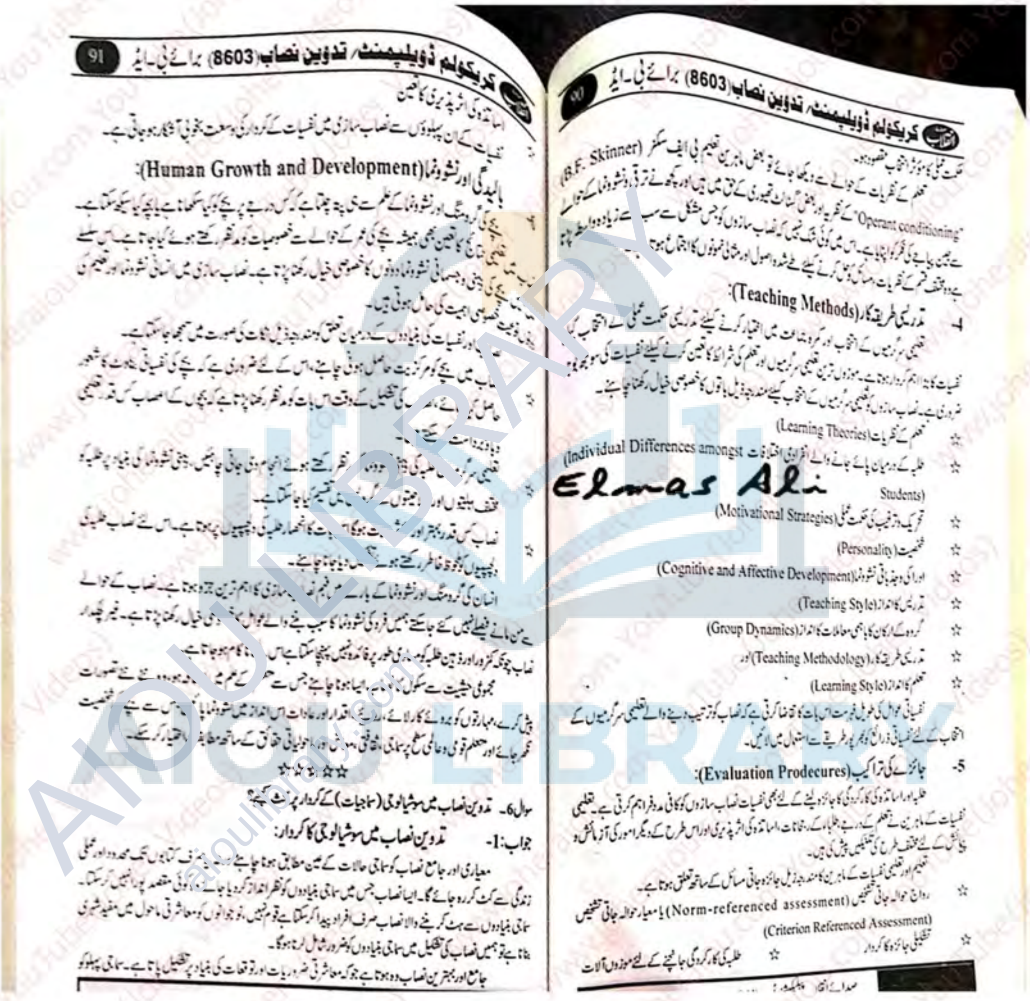

حکمت عملی کا موثر انتخاب مقصود ہو۔

تعلم کے نظریات کے حوالے سے دیکھا جائے تو بعض ماہرین تعلیم بی ایف سکنر (B.F. Skinner) "Operant conditioning" کے نظریہ اور بعض گسٹالٹ تھیوری کے حق میں ہیں اور کچھ نے ترقی و نشوونما کے حوالے سے جین پیاجے کی فکر کو اپنایا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نصاب سازوں کو جس مشکل سے سب سے زیادہ واسطہ پڑتا ہے وہ مختلف قسم کے نظریات، مسائل کو حل کرنے کیلئے طے شدہ اصول اور مثالی نمونوں کا اجتماع ہوتا ہے۔

4- تدریسی طریقہ کار (Teaching Methods):

تعلیمی سرگرمیوں کے انتخاب اور کمرہ جماعت میں اختیار کرنے کیلئے تدریسی حکمت عملی کے انتخاب کیلئے نفسیات کا بڑا اہم کردار ہوتا ہے۔ موزوں ترین تعلیمی سرگرمیوں اور تعلم کی شرائط کا تعین کرنے کیلئے نفسیات کی سوجھ بوجھ ضروری ہے۔ نصاب سازوں کو تعلیمی سرگرمیوں کے انتخاب کیلئے مندرجہ ذیل باتوں کا خصوصی خیال رکھنا چاہئے۔

☆ تعلم کے نظریات (Learning Theories)
☆ طلبہ کے درمیان پائے جانے والے انفرادی اختلافات (Individual Differences amongst Students)

Elmas Ali

☆ تحریک و ترغیب کی حکمت عملی (Motivational Strategies)
☆ شخصیت (Personality)
☆ ادراکی و جذباتی نشوونما (Cognitive and Affective Development)
☆ تدریس کا انداز (Teaching Style)
☆ گروہ کے ارکان کا باہمی معاملات کا انداز (Group Dynamics)
☆ تدریسی طریقہ کار (Teaching Methodology) اور
☆ تعلم کا انداز (Learning Style)

نفسیاتی عوامل کی طویل فہرست اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ نصاب کو ترتیب دینے والے تعلیمی سرگرمیوں کے انتخاب کے لئے نفسیاتی ذرائع کو بھرپور طریقے سے استعمال میں لائیں۔

5- جائزے کی تراکیب (Evaluation Prodecures):

طلبہ اور اساتذہ کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے بھی نفسیات نصاب سازوں کو کافی مدد فراہم کرتی ہے۔ تعلیمی نفسیات کے ماہرین نے تعلم کے درجے، طلباء کے رجحانات، اساتذہ کی اثر پذیری اور اس طرح کے دیگر امور کی آزمائش و پیمائش کے لئے مختلف طرح کی تکنیکیں پیش کی ہیں۔

تعلیم اور تعلیمی نفسیات کے ماہرین کا مندرجہ ذیل جائزہ جاتی مسائل کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔

☆ رواج حوالہ جاتی تشخیص (Norm-referenced assessment) یا معیار حوالہ جاتی تشخیص (Criterion Referenced Assessment)
☆ تشکیلی جائزہ کا کردار
☆ طلبہ کی کارکردگی جانچنے کے لئے موزوں آلات

☆ اساتذہ کی اثر پذیری کا تعین

نفسیات کے ان پہلوؤں سے نصاب سازی میں نفسیات کے کردار کی وسعت بخوبی آشکار ہو جاتی ہے۔

بالیدگی اور نشوونما (Human Growth and Development):

گروتھ اور نشوونما کے علم سے ہی پتہ چلتا ہے کہ کس درجے پر بچے کو کیا سکھانا ہے یا بچہ کیا سیکھ سکتا ہے۔ [illegible] نتائج کا تعین بھی ہمیشہ بچے کی عمر کے حوالے سے خصوصیات کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ اس لئے [illegible] ذہنی و جسمانی نشوونما دونوں کا خصوصی خیال رکھنا پڑتا ہے۔ نصاب سازی میں انسانی نشوونما اور تعلیم کی [illegible] خصوصی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔

[illegible] اور نفسیات کی بنیادوں کے درمیان تعلق مندرجہ ذیل نکات کی صورت میں سمجھا جا سکتا ہے۔

☆ نصاب میں بچے کو مرکزیت حاصل ہونی چاہئے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ بچے کی نفسیاتی ضروریات کا شعور حاصل کیا جائے۔ نصاب کی تشکیل کے وقت اس بات کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے کہ بچوں کے اعصاب کس قدر تعلیمی دباؤ برداشت کر سکتے ہیں۔

☆ تعلیمی سرگرمیاں طلبہ کی ذہنی سطح کو مدنظر رکھتے ہوئے انجام دی جانی چاہئیں۔ ذہنی نشوونما کی بنیاد پر طلبہ کو مختلف سطحوں اور جماعتوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

☆ نصاب کس قدر بہتر اور [illegible] ہوگا [illegible] کا انحصار طلبہ کی دلچسپیوں پر ہوتا ہے۔ اس لئے نصاب طلبہ کی دلچسپیوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے [illegible] دیا جانا چاہئے۔

☆ انسان کی گروتھ اور نشوونما کے بارے میں فہم نصاب سازی کا اہم ترین جزو ہوتا ہے۔ نصاب کے حوالے سے من مانے فیصلے نہیں کئے جا سکتے ہمیں فرد کی نشوونما کا سبب بننے والے عوامل کا [illegible] خیال رکھنا پڑتا ہے۔ غیر لچکدار نصاب چونکہ کمزور اور ذہین طلبہ کو مساوی طور پر فائدہ نہیں پہنچا سکتا ہے اس [illegible] ناکام ہو جاتا ہے۔

☆ مجموعی حیثیت سے سکول کا [illegible] ایسا ہونا چاہئے جس سے [illegible] کے علم میں [illegible] ہو، وہ نئے تصورات پیش کرے، مہارتوں کو بروئے کار لائے، [illegible] اقدار اور عادات اس انداز میں نشوونما پائیں [illegible] سے بچے کی شخصیت نکھر جائے اور متعلم قومی و عالمی سطح پر سماجی، ثقافتی، معاشی اور ماحولیاتی حقائق کے ساتھ مطابقت اختیار کر سکے۔

☆☆☆☆☆

سوال 6۔ تدوین نصاب میں سوشیالوجی (سماجیات) کے کردار پر نوٹ لکھئے؟

جواب: 1- تدوین نصاب میں سوشیالوجی کا کردار:

معیاری اور جامع نصاب کو سماجی حالات کے عین مطابق ہونا چاہئے ورنہ [illegible] صرف کتابوں تک محدود اور عملی زندگی سے کٹ کر رہ جائے گا۔ ایسا نصاب جس میں سماجی بنیادوں کو نظر انداز کر دیا جائے [illegible] کوئی مقصد پورا نہیں کر سکتا۔ سماجی بنیادوں سے ہٹ کر بننے والا نصاب صرف افراد پیدا کر سکتا ہے قوم نہیں۔ نوجوانوں کو معاشرتی ماحول میں مفید شہری بنانا ہے تو ہمیں نصاب کی تشکیل میں سماجی بنیادوں کو ضرور شامل کرنا ہوگا۔

جامع اور بہترین نصاب وہ ہوتا ہے جو کہ معاشرتی ضروریات اور توقعات کی بنیاد پر تشکیل پاتا ہے۔ سماجی پہلو کو

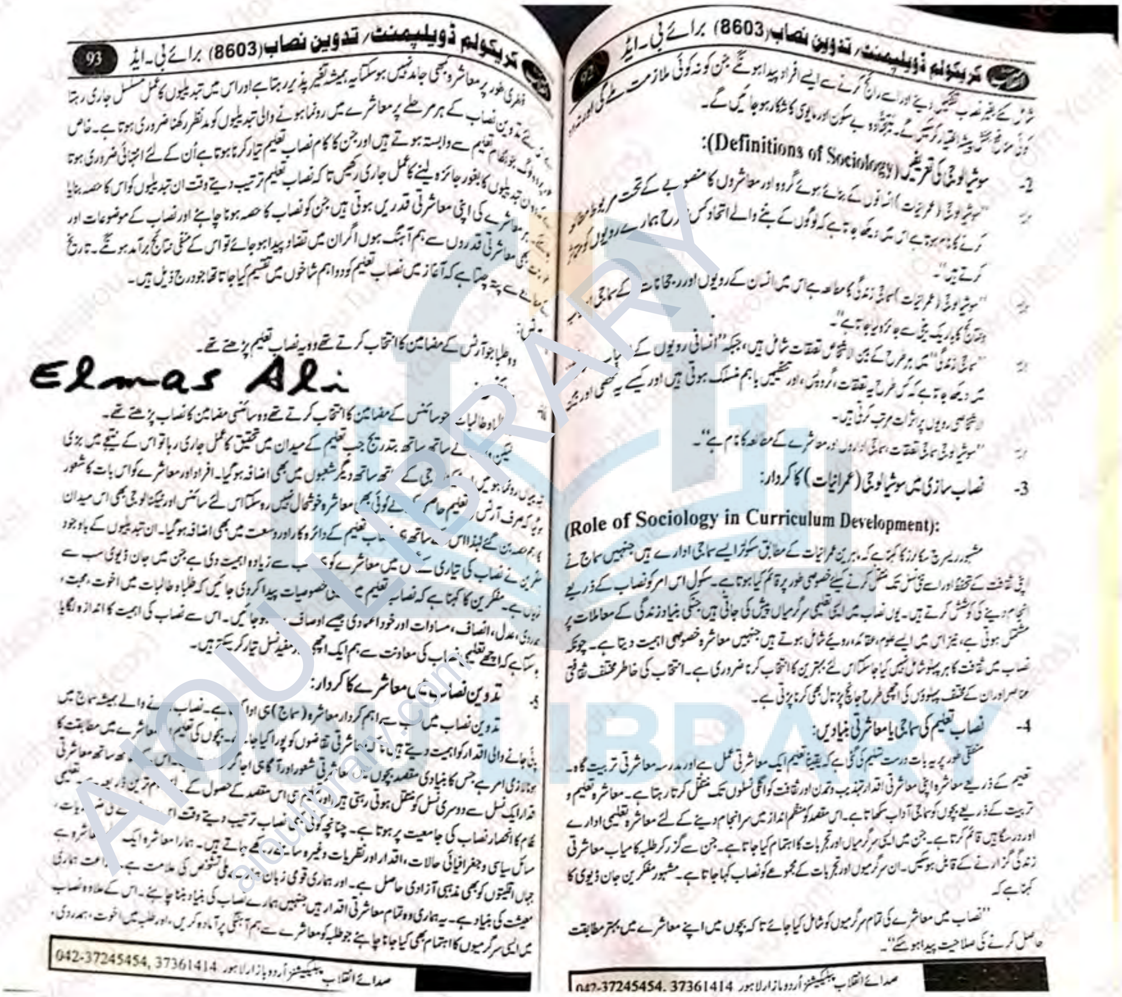

کریکولم ڈویلپمنٹ/ تدوین نصاب(8603) برائے بی۔ایڈ 92

ثر کے بغیر نصاب تشکیل دیے اور اسے رائج کرنے سے ایسے افراد پیدا ہوں گے جن کو نہ کوئی ملازمت ملے گی اور نہ وہ کوئی معاش پیشہ اختیار کر سکیں گے۔ نتیجتاً وہ بے سکون اور مایوسی کا شکار ہو جائیں گے۔

2- سوشیالوجی کی تعریفیں (Definitions of Sociology):

"سوشیالوجی (عمرانیات) انسانوں کے بنائے ہوئے گروہ اور معاشروں کا منصوبے کے تحت مربوط مطالعہ کرنے کا نام ہوتا ہے اس میں دیکھا جاتا ہے کہ لوگوں کے بننے والے اتحاد کس طرح ہمارے رویوں کو متاثر کرتے ہیں۔"

"سوشیالوجی (عمرانیات) سماجی زندگی کا مطالعہ ہے اس میں انسان کے رویوں اور رجحانات کے سماجی [illegible] وجوہات کا باریک بینی سے جائزہ لیا جاتا ہے۔"

"سماجی زندگی" میں ہر طرح کے بین الاشخاص تعلقات شامل ہیں، جبکہ "انسانی رویوں کے [illegible]" میں دیکھا جاتا ہے کہ کس طرح یہ تعلقات، گروہیں، اور تنظیمیں باہم منسلک ہوتی ہیں اور کیسے یہ شخصی اور اجتماعی رویوں پر اثرات مرتب کرتی ہیں۔

"سوشیالوجی سماجی تعلقات، سماجی اداروں اور معاشرے کے مطالعہ کا نام ہے"۔

3- نصاب سازی میں سوشیالوجی (عمرانیات) کا کردار:

(Role of Sociology in Curriculum Development):

مشہور ریسرچ سکالرز کا کہنا ہے کہ ماہرین عمرانیات کے مطابق سکول ایسے سماجی ادارے ہیں جنہیں سماج نے اپنی ثقافت کے تحفظ اور اسے نئی نسل تک منتقل کرنے کیلئے خصوصی طور پر قائم کیا ہوتا ہے۔ سکول اس امر کو نصاب کے ذریعے انجام دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ یوں نصاب میں ایسی تعلیمی سرگرمیاں پیش کی جاتی ہیں جنکی بنیاد زندگی کے معاملات پر مشتمل ہوتی ہے، نیز اس میں ایسے علوم، عقائد، رویے شامل ہوتے ہیں جنہیں معاشرہ خصوصی اہمیت دیتا ہے۔ چونکہ نصاب میں ثقافت کا ہر پہلو شامل نہیں کیا جا سکتا اس لئے بہترین کا انتخاب کرنا ضروری ہے۔ انتخاب کی خاطر مختلف ثقافتی عناصر اور ان کے مختلف پہلوؤں کی اچھی طرح جانچ پڑتال بھی کرنا پڑتی ہے۔

4- نصاب تعلیم کی سماجی یا معاشرتی بنیادیں:

منطقی طور پر یہ بات درست تسلیم کی گئی ہے کہ یقیناً تعلیم ایک معاشرتی عمل ہے اور مدرسہ معاشرتی تربیت گاہ۔ تعلیم کے ذریعے معاشرہ اپنی معاشرتی اقدار تہذیب و تمدن اور ثقافت کو اگلی نسلوں تک منتقل کرتا رہتا ہے۔ معاشرہ تعلیم و تربیت کے ذریعے بچوں کو سماجی آداب سکھاتا ہے۔ اس مقصد کو منظم انداز میں سرانجام دینے کے لئے معاشرہ تعلیمی ادارے اور درسگاہیں قائم کرتا ہے۔ جن میں ایسی سرگرمیاں اور تجربات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جن سے گزر کر طلبہ کامیاب معاشرتی زندگی گزارنے کے قابل ہو سکیں۔ ان سرگرمیوں اور تجربات کے مجموعے کو نصاب کہا جاتا ہے۔ مشہور مفکرین جان ڈیوی کا کہنا ہے کہ

"نصاب میں معاشرے کی تمام سرگرمیوں کو شامل کیا جائے تاکہ بچوں میں اپنے معاشرے میں بہتر مطابقت حاصل کرنے کی صلاحیت پیدا ہو سکے"۔

صدائے انقلاب پبلیکیشنز اُردو بازار لاہور 042-37245454, 37361414

کریکولم ڈویلپمنٹ/ تدوین نصاب(8603) برائے بی۔ایڈ 93

فطری طور پر معاشرہ کبھی جامد نہیں ہو سکتا یہ ہمیشہ تغیر پذیر رہتا ہے اور اس میں تبدیلیوں کا عمل مسلسل جاری رہتا ہے تدوین نصاب کے ہر مرحلے پر معاشرے میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کو مدنظر رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ خاص طور پر وہ لوگ جو تمام تعلیم سے وابستہ ہوتے ہیں اور جن کا کام نصاب تعلیم تیار کرنا ہوتا ہے اُن کے لئے انتہائی ضروری ہوتا ہے کہ وہ ان تبدیلیوں کا بغور جائزہ لینے کا عمل جاری رکھیں تاکہ نصاب تعلیم ترتیب دیتے وقت ان تبدیلیوں کو اس کا حصہ بنایا جا سکے۔ ہر معاشرے کی اپنی معاشرتی قدریں ہوتی ہیں جن کو نصاب کا حصہ ہونا چاہئے اور نصاب کے موضوعات اور مواد بھی معاشرتی قدروں سے ہم آہنگ ہوں اگر ان میں تضاد پیدا ہو جائے تو اس کے منفی نتائج برآمد ہوں گے۔ تاریخ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ آغاز میں نصاب تعلیم کو دو اہم شاخوں میں تقسیم کیا جاتا تھا جو درج ذیل ہیں۔

آرٹس:

وہ طلبا جو آرٹس کے مضامین کا انتخاب کرتے تھے وہ یہ نصاب تعلیم پڑھتے تھے۔

Elmas Ali

سائنس:

وہ طلبا و طالبات جو سائنس کے مضامین کا انتخاب کرتے تھے وہ سائنسی مضامین کا نصاب پڑھتے تھے۔

لیکن وقت کے ساتھ ساتھ بتدریج جب تعلیم کے میدان میں تحقیق کا عمل جاری رہا تو اس کے نتیجے میں بڑی تبدیلیاں رونما ہوئیں [illegible] کے ساتھ ساتھ دیگر شعبوں میں بھی اضافہ ہو گیا۔ افراد اور معاشرے کو اس بات کا شعور ہوا کہ صرف آرٹس [illegible] تعلیم حاصل کرنے سے کوئی بھی معاشرہ خوشحال نہیں رہ سکتا اس لئے سائنس اور ٹیکنالوجی بھی اس میدان کا اہم حصہ بن گئے لہٰذا اس کے ساتھ ساتھ نصاب تعلیم کے دائرہ کار اور وسعت میں بھی اضافہ ہو گیا۔ ان تبدیلیوں کے باوجود مفکرین نے نصاب کی تیاری [illegible] میں معاشرے کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے جن میں جان ڈیوی سب سے نمایاں ہے۔ مفکرین کا کہنا ہے کہ نصاب تعلیم میں [illegible] خصوصیات پیدا کر دی جائیں کہ طلبا و طالبات میں اخوت، محبت، ہمدردی، عدل، انصاف، مساوات اور خود اعتمادی جیسے اوصاف پیدا ہو جائیں۔ اس سے نصاب کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اچھے تعلیمی نصاب کی معاونت سے ہم ایک اچھی اور مفید نسل تیار کر سکتے ہیں۔

5- تدوین نصاب میں معاشرے کا کردار:

تدوین نصاب میں سب سے اہم کردار معاشرہ (سماج) ہی ادا کرتا ہے۔ نصاب بنانے والے ہمیشہ سماج میں پائی جانے والی اقدار کو اہمیت دیتے ہیں تاکہ معاشرتی تقاضوں کو پورا کیا جا سکے۔ بچوں کی تعلیم اور معاشرے میں مطابقت کا ہونا لازمی امر ہے جس کا بنیادی مقصد بچوں میں معاشرتی شعور اور آگاہی اجاگر کرنا ہے۔ اس [illegible] ساتھ ساتھ معاشرتی اقدار ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہوتی رہتی ہیں اور تعلیم ہی اس مقصد کے حصول کے لئے اہم ترین ذریعہ ہے۔ تعلیمی نظام کا انحصار نصاب کی جامعیت پر ہوتا ہے۔ چنانچہ کوئی بھی نصاب ترتیب دیتے وقت [illegible] ضروریات، مسائل سیاسی و جغرافیائی حالات، اقدار اور نظریات وغیرہ سامنے رکھے جاتے ہیں۔ ہمارا معاشرہ ایک [illegible] معاشرہ ہے جہاں اقلیتوں کو بھی مذہبی آزادی حاصل ہے۔ اور ہماری قومی زبان [illegible] ملی تشخص کی علامت ہے۔ زراعت ہماری معیشت کی بنیاد ہے۔ یہ ہماری وہ تمام معاشرتی اقدار ہیں جنہیں ہمارے نصاب کی بنیاد بننا چاہئے۔ اس کے علاوہ نصاب میں ایسی سرگرمیوں کا اہتمام بھی کیا جانا چاہئے جو طلبہ کو معاشرے سے ہم آہنگی پر آمادہ کریں، اور طلبہ میں اخوت، ہمدردی،

صدائے انقلاب پبلیکیشنز اُردو بازار لاہور 042-37245454, 37361414

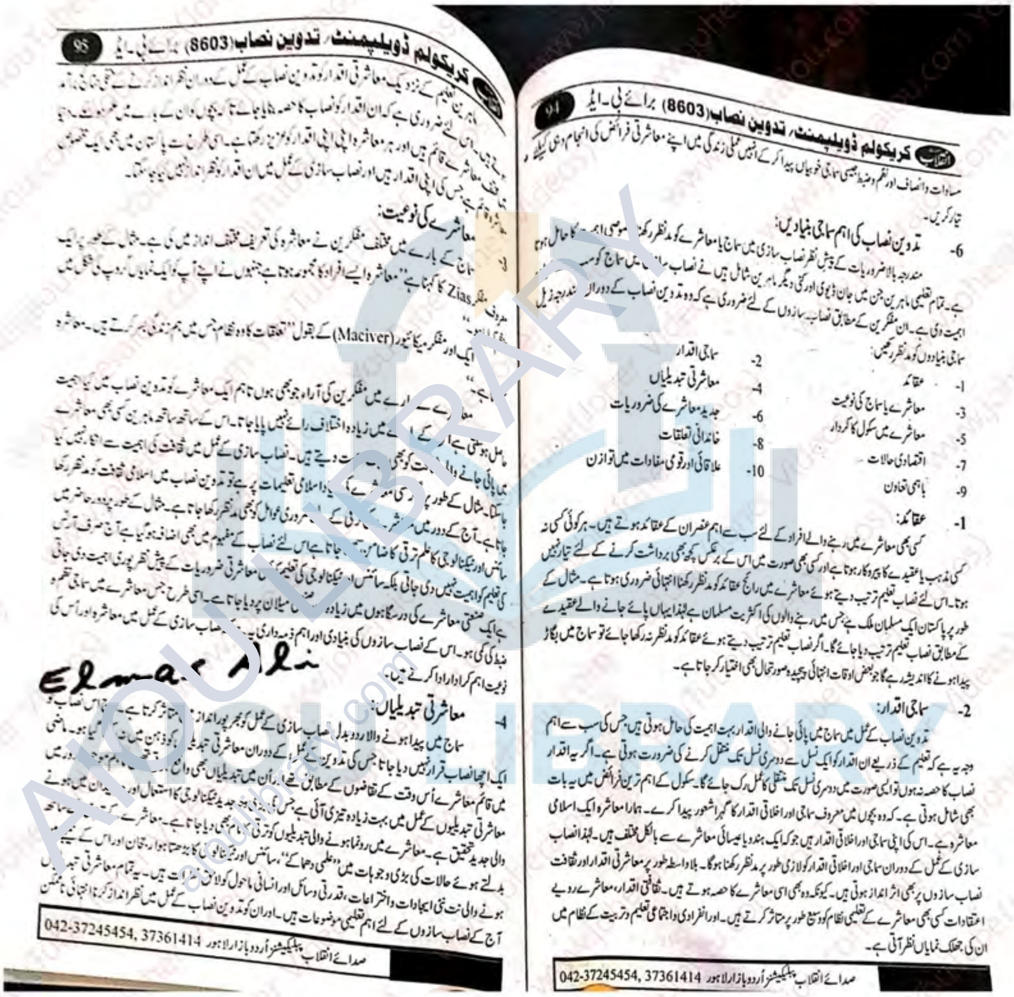

مساوات وانصاف اور نظم وضبط جیسی سماجی خوبیاں پیدا کر کے انہیں عملی زندگی میں اپنے معاشرتی فرائض کی انجام دہی کیلئے تیار کریں۔

6- تدوین نصاب کی اہم سماجی بنیادیں:

مندرجہ بالا ضروریات کے پیش نظر نصاب سازی میں سماج یا معاشرے کو مدنظر رکھنا خصوصی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ تمام تعلیمی ماہرین جن میں جان ڈیوی اور کئی دیگر ماہرین شامل ہیں نے نصاب سازی میں سماج کو سب [illegible] اہمیت دی ہے۔ ان مفکرین کے مطابق نصاب سازوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ تدوین نصاب کے دوران مندرجہ ذیل سماجی بنیادوں کو مدنظر رکھیں:

1- عقائد
2- سماجی اقدار
3- معاشرے یا سماج کی نوعیت
4- معاشرتی تبدیلیاں
5- معاشرے میں سکول کا کردار
6- جدید معاشرے کی ضروریات
7- اقتصادی حالات
8- خاندانی تعلقات
9- باہمی تعاون
10- علاقائی اور قومی مفادات میں توازن

1- عقائد:

کسی بھی معاشرے میں رہنے والے افراد کے لئے سب سے اہم عنصر ان کے عقائد ہوتے ہیں۔ ہر کوئی کسی نہ کسی مذہب یا عقیدے کا پیروکار ہوتا ہے اور کسی بھی صورت میں اس کے برعکس کچھ بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ اس لئے نصاب تعلیم ترتیب دیتے ہوئے معاشرے میں رائج عقائد کو مدنظر رکھنا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر پاکستان ایک مسلمان ملک ہے جس میں رہنے والوں کی اکثریت مسلمان ہے لہٰذا یہاں پائے جانے والے عقیدے کے مطابق نصاب تعلیم ترتیب دیا جائے گا۔ اگر نصاب تعلیم ترتیب دیتے ہوئے عقائد کو مدنظر نہ رکھا جائے تو سماج میں بگاڑ پیدا ہونے کا اندیشہ رہے گا جو بعض اوقات انتہائی پیچیدہ صورتحال بھی اختیار کر جاتا ہے۔

2- سماجی اقدار:

تدوین نصاب کے عمل میں سماج میں پائی جانے والی اقدار بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہیں جس کی سب سے اہم وجہ یہ ہے کہ تعلیم کے ذریعے ان اقدار کو ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر یہ اقدار نصاب کا حصہ نہ ہوں تو ایسی صورت میں دوسری نسل تک منتقلی کا عمل رک جائے گا۔ سکول کے اہم ترین فرائض میں یہ بات بھی شامل ہوتی ہے۔ کہ وہ بچوں میں معروف سماجی اور اخلاقی اقدار کا گہرا شعور پیدا کرے۔ ہمارا معاشرہ ایک اسلامی معاشرہ ہے۔ اس کی اپنی سماجی اور اخلاقی اقدار ہیں جو کہ ایک ہندو یا عیسائی معاشرے سے بالکل مختلف ہیں۔ لہٰذا نصاب سازی کے عمل کے دوران سماجی اور اخلاقی اقدار کو لازمی طور پر مدنظر رکھنا ہوگا۔ بلاواسطہ طور پر معاشرتی اقدار اور ثقافت نصاب سازوں پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں۔ کیونکہ وہ بھی اسی معاشرے کا حصہ ہوتے ہیں۔ ثقافتی اقدار، معاشرے رویے اعتقادات کسی بھی معاشرے کے تعلیمی نظام کو وسیع طور پر متاثر کرتے ہیں۔ اور انفرادی و اجتماعی تعلیم و تربیت کے نظام میں ان کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے۔

ماہرین تعلیم کے نزدیک معاشرتی اقدار کو تدوین نصاب کے عمل کے دوران نظرانداز کرنے سے [illegible] اسی لئے ضروری ہے کہ ان اقدار کو نصاب کا حصہ بنایا جائے تاکہ بچوں کو ان کے بارے میں معلومات [illegible] مختلف معاشرے قائم ہیں اور ہر معاشرہ اپنی اپنی اقدار کو عزیز رکھتا ہے۔ اسی طرح سے پاکستان میں بھی ایک مخصوص [illegible] معاشرہ قائم ہے جس کی اپنی اقدار ہیں اور نصاب سازی کے عمل میں ان اقدار کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔

3- معاشرے کی نوعیت:

معاشرے یا سماج کے بارے میں مختلف مفکرین نے معاشرہ کی تعریف مختلف انداز میں کی ہے۔ مثال کے طور پر ایک معروف مفکر Zias کا کہنا ہے "معاشرہ ایسے افراد کا مجموعہ ہوتا ہے جنہوں نے اپنے آپ کو ایک نمایاں گروپ کی شکل میں [illegible]"۔ ایک اور مفکر میکائیور (Maciver) کے بقول "تعلقات کا وہ نظام جس میں ہم زندگی بسر کرتے ہیں۔ معاشرہ [illegible]"۔ معاشرے کے بارے میں مفکرین کی آراء جو بھی ہوں تاہم ایک معاشرے کو تدوین نصاب میں کیا اہمیت حاصل ہوتی ہے اس کے بارے میں زیادہ اختلاف رائے نہیں پایا جاتا۔ اس کے ساتھ ساتھ ماہرین کسی بھی معاشرے میں پائی جانے والی ثقافت کو بھی [illegible] اہمیت دیتے ہیں۔ نصاب سازی کے عمل میں ثقافت کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مثال کے طور پر [illegible] معاشرے کی بنیاد اسلامی تعلیمات پر ہے تو تدوین نصاب میں اسلامی ثقافت کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ آج کے دور میں معاشرے [illegible] ضروری عوامل کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر دور حاضر میں سائنس اور ٹیکنالوجی کا علم ترقی کا ضامن [illegible] جاتا ہے اس لئے نصاب کے مفہوم میں بھی اضافہ ہو گیا ہے آج صرف آرٹس کی تعلیم کو اہمیت نہیں دی جاتی بلکہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم کو [illegible] معاشرتی ضروریات کے پیش نظر پوری اہمیت دی جاتی ہے ایک صنعتی معاشرے کی درسگاہوں میں زیادہ [illegible] میلان پیدا کیا جاتا ہے۔ اسی طرح جس معاشرے میں سماجی نظم و ضبط کی ہو۔ اس کے نصاب سازوں کی بنیادی اور اہم ذمہ داری ہے [illegible] نصاب سازی کے عمل میں معاشرہ اور اس کی نوعیت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

Elmas Ali

4- معاشرتی تبدیلیاں:

سماج میں پیدا ہونے والا رد و بدل نصاب سازی کے عمل کو بھرپور انداز [illegible] متاثر کرتا ہے۔ [illegible] اس نصاب کو ایک اچھا نصاب قرار نہیں دیا جاتا جس کی تدوین کے عمل کے دوران معاشرتی تبدیلیوں کو ذہن میں نہ [illegible] گیا ہو۔ ماضی میں قائم معاشرے اُس وقت کے تقاضوں کے مطابق تھے اور ان میں تبدیلیاں بھی واقع [illegible] دور میں معاشرتی تبدیلیوں کے عمل میں بہت زیادہ تیزی آئی ہے۔ جس کی [illegible] جدید ٹیکنالوجی کا استعمال اور [illegible] ان میں ہونے والی جدید تحقیق ہے۔ معاشرے میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کو ترقی کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ معاشرے [illegible] بدلتے ہوئے حالات کی بڑی وجوہات میں "علمی دھماکے"، سائنس اور ٹیکنالوجی کا بڑھتا ہوا رجحان اور اس کے نتیجے میں ہونے والی نت نئی ایجادات و اختراعات، قدرتی وسائل اور انسانی ماحول کو لاحق خطرات ہیں۔ یہ تمام معاشرتی تبدیلیاں آج کے نصاب سازوں کے لئے اہم تعلیمی موضوعات ہیں۔ اور ان کو تدوین نصاب کے عمل میں نظرانداز کرنا انتہائی ناممکن [illegible]

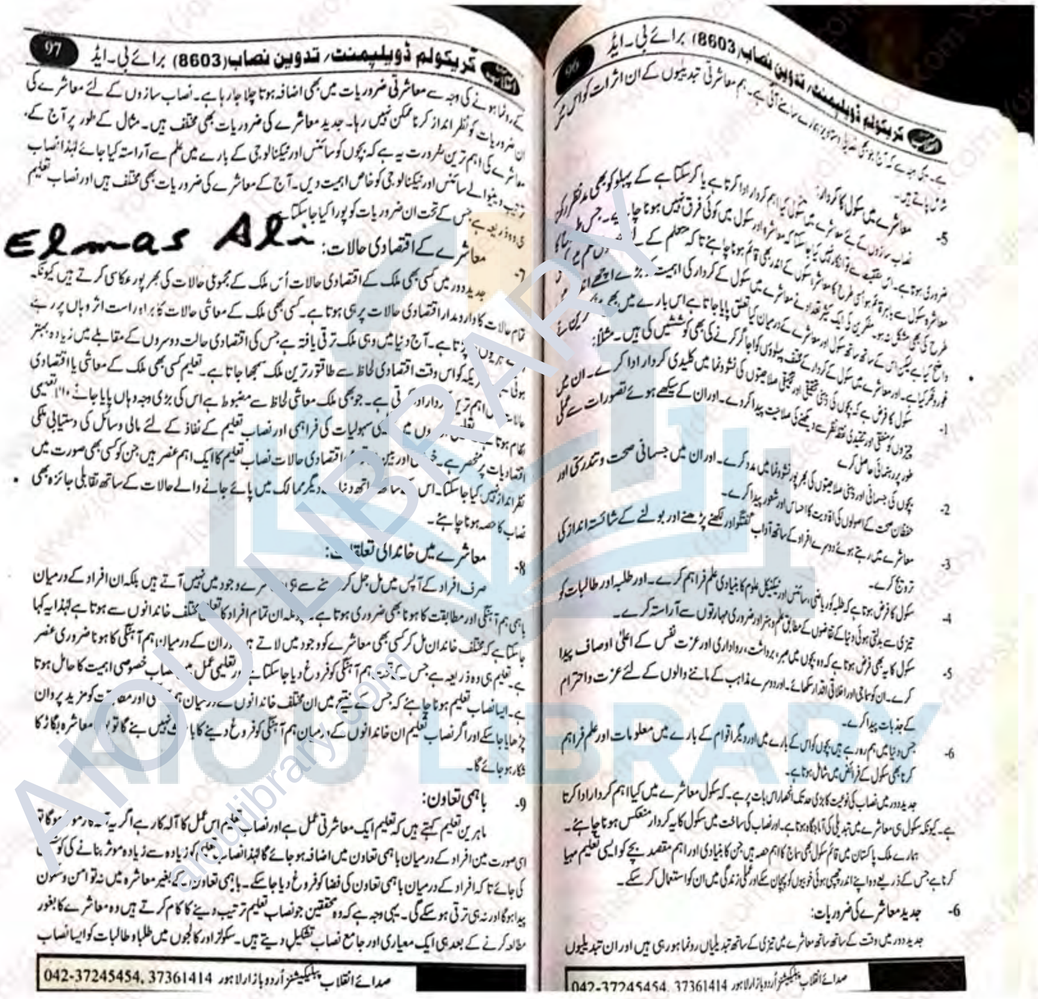

ہے۔ [illegible] سامنے آئی ہے۔ ہم معاشرتی تبدیلیوں کے ان اثرات کو [illegible]

5- معاشرے میں سکول کا کردار:

معاشرے میں سکول کیا اہم کردار ادا کرتا ہے یا کر سکتا ہے کے پہلو کو بھی مدنظر رکھ[illegible] نصاب سازوں کے لیے [illegible] معاشرہ اور سکول میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہیے۔ جس طرح [illegible] ضروری ہوتا ہے۔ اس عقیدے سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا کہ معاشرہ [illegible] سکول کے اندر بھی قائم ہونا چاہیے تاکہ [illegible] سکول کے کردار کی اہمیت [illegible] بڑے اچھے انداز [illegible] طرح کی بھی مشکل نہ ہو۔ مفکرین کی ایک کثیر تعداد نے معاشرے میں سکول کے کردار [illegible] واضح کیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ سکول اور معاشرے کے درمیان کیا تعلق پایا جاتا ہے اس بارے میں بھی [illegible] غور و فکر کیا ہے۔ اور معاشرے میں سکول کے کردار کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی بھی کوششیں کی ہیں۔ مثلاً:

-1 سکول کا فرض ہے کہ بچوں کی ذہنی، تخلیقی اور تحقیقی صلاحیتوں کی نشوونما میں کلیدی کردار ادا کرے۔ ان میں چیزوں کو منطقی اور تنقیدی نقطہ نظر سے دیکھنے کی صلاحیت پیدا کر دے۔ اور ان کے سیکھے ہوئے تصورات سے مکمل طور پر رہنمائی حاصل کرے

-2 بچوں کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کی بھرپور نشوونما میں مدد کرے۔ اور ان میں جسمانی صحت و تندرستی اور حفظان صحت کے اصولوں کی افادیت کا احساس اور شعور پیدا کرے۔

-3 معاشرے میں رہتے ہوئے دوسرے افراد کے ساتھ آداب گفتگو اور لکھنے پڑھنے اور بولنے کے شائستہ انداز کی ترویج کرے۔

-4 سکول کا فرض ہوتا ہے کہ طلبہ کو ریاضی، سائنس اور ٹیکنیکل علوم کا بنیادی علم فراہم کرے۔ اور طلبہ اور طالبات کو تیزی سے بدلتی ہوئی دنیا کے تقاضوں کے مطابق علم و ہنر اور ضروری مہارتوں سے آراستہ کرے۔

-5 سکول کا یہ بھی فرض ہوتا ہے کہ وہ بچوں میں صبر، برداشت، رواداری اور عزت نفس کے اعلیٰ اوصاف پیدا کرے۔ ان کو سماجی اور اخلاقی اقدار سکھائے۔ اور دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے لئے عزت و احترام کے جذبات پیدا کرے۔

-6 جس دنیا میں ہم رہ رہے ہیں بچوں کو اس کے بارے میں اور دیگر اقوام کے بارے میں معلومات اور علم فراہم کرنا بھی سکول کے فرائض میں شامل ہوتا ہے۔

جدید دور میں نصاب کی نوعیت کا بڑی حد تک انحصار اس بات پر ہے۔ کہ سکول معاشرے میں کیا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ کیونکہ سکول ہی معاشرے میں تبدیلی کی آماجگاہ ہوتا ہے۔ اور نصاب کی ساخت میں سکول کا یہ کردار منعکس ہونا چاہیے۔ ہمارے ملک پاکستان میں قائم سکول بھی سماج کا اہم حصہ ہیں جن کا بنیادی اور اہم مقصد بچے کو ایسی تعلیم مہیا کرنا ہے جس کے ذریعے وہ اپنے اندر چھپی ہوئی خوبیوں کو پہچان سکے اور عملی زندگی میں ان کو استعمال کر سکے۔

-6 جدید معاشرے کی ضروریات:

جدید دور میں وقت کے ساتھ ساتھ معاشرے میں تیزی کے ساتھ تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں اور ان تبدیلیوں

کے رونما ہونے کی وجہ سے معاشرتی ضروریات میں بھی اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ نصاب سازوں کے لئے معاشرے کی ان ضروریات کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں رہا۔ جدید معاشرے کی ضروریات بھی مختلف ہیں۔ مثال کے طور پر آج کے معاشرے کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ بچوں کو سائنس اور ٹیکنالوجی کے بارے میں علم سے آراستہ کیا جائے لہٰذا نصاب ترتیب دینے والے سائنس اور ٹیکنالوجی کو خاص اہمیت دیں۔ آج کے معاشرے کی ضروریات بھی مختلف ہیں اور نصاب تعلیم ہی وہ ذریعہ ہے۔ جس کے تحت ان ضروریات کو پورا کیا جا سکتا۔

Elmas Ali

-7 معاشرے کے اقتصادی حالات:

جدید دور میں کسی بھی ملک کے اقتصادی حالات اُس ملک کے مجموعی حالات کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں کیونکہ تمام حالات کا دارومدار اقتصادی حالات پر ہی ہوتا ہے۔ کسی بھی ملک کے معاشی حالات کا براہ راست اثر وہاں پر رہنے [illegible] پڑتا ہے۔ آج دنیا میں وہی ملک ترقی یافتہ ہے جس کی اقتصادی حالت دوسروں کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہوتی ہے۔ [illegible] کو اس وقت اقتصادی لحاظ سے طاقتور ترین ملک سمجھا جاتا ہے۔ تعلیم کسی بھی ملک کے معاشی یا اقتصادی حالات [illegible] اہم ترین کردار ادا کرتی ہے۔ جو بھی ملک معاشی لحاظ سے مضبوط ہے اس کی بڑی وجہ وہاں پایا جانے والا تعلیمی نظام ہوتا ہے۔ [illegible] سہولیات کی فراہمی اور نصاب تعلیم کے نفاذ کے لئے مالی وسائل کی دستیابی ملکی اقتصادیات پر منحصر ہے۔ [illegible] اقتصادی حالات نصاب تعلیم کا ایک اہم عنصر ہیں جن کو کسی بھی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس [illegible] دیگر ممالک میں پائے جانے والے حالات کے ساتھ تقابلی جائزہ بھی نصاب کا حصہ ہونا چاہیے۔

-8 معاشرے میں خاندانی تعلقات:

صرف افراد کے آپس میں مل جل کر رہنے سے [illegible] معاشرے وجود میں نہیں آتے ہیں بلکہ ان افراد کے درمیان باہمی ہم آہنگی اور مطابقت کا ہونا بھی ضروری ہوتا ہے۔ [illegible] ان تمام افراد کا تعلق مختلف خاندانوں سے ہوتا ہے لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ مختلف خاندان مل کر کسی بھی معاشرے کو وجود میں لاتے ہیں [illegible] ان کے درمیان باہم آہنگی کا ہونا ضروری عنصر ہے۔ تعلیم ہی وہ ذریعہ ہے جس [illegible] ہم آہنگی کو فروغ دیا جا سکتا ہے [illegible] تعلیمی عمل [illegible] نصاب خصوصی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ ایسا نصاب تعلیم ہونا چاہیے کہ جس کے نتیجے میں ان مختلف خاندانوں کے درمیان [illegible] کو مزید پروان چڑھایا جا سکے اور اگر نصاب تعلیم ان خاندانوں کے درمیان ہم آہنگی کو فروغ دینے کا باعث نہیں بنے گا تو [illegible] معاشرہ بگاڑ کا شکار ہو جائے گا۔

-9 باہمی تعاون:

ماہرین تعلیم کہتے ہیں کہ تعلیم ایک معاشرتی عمل ہے اور نصاب تعلیم اس عمل کا آلہ کار ہے اگر یہ [illegible] موثر ہو گا تو اسی صورت میں افراد کے درمیان باہمی تعاون میں اضافہ ہو جائے گا لہٰذا نصاب تعلیم کو زیادہ سے زیادہ موثر بنانے کی کوشش کی جائے تاکہ افراد کے درمیان باہمی تعاون کی فضا کو فروغ دیا جا سکے۔ باہمی تعاون کے بغیر معاشرہ میں نہ تو امن و سکون پیدا ہو گا اور نہ ہی ترقی ہو سکے گی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ محققین جو نصاب تعلیم ترتیب دینے کا کام کرتے ہیں وہ معاشرے کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ہی ایک معیاری اور جامع نصاب تشکیل دیتے ہیں۔ سکولز اور کالجوں میں طلباء و طالبات کو ایسا نصاب

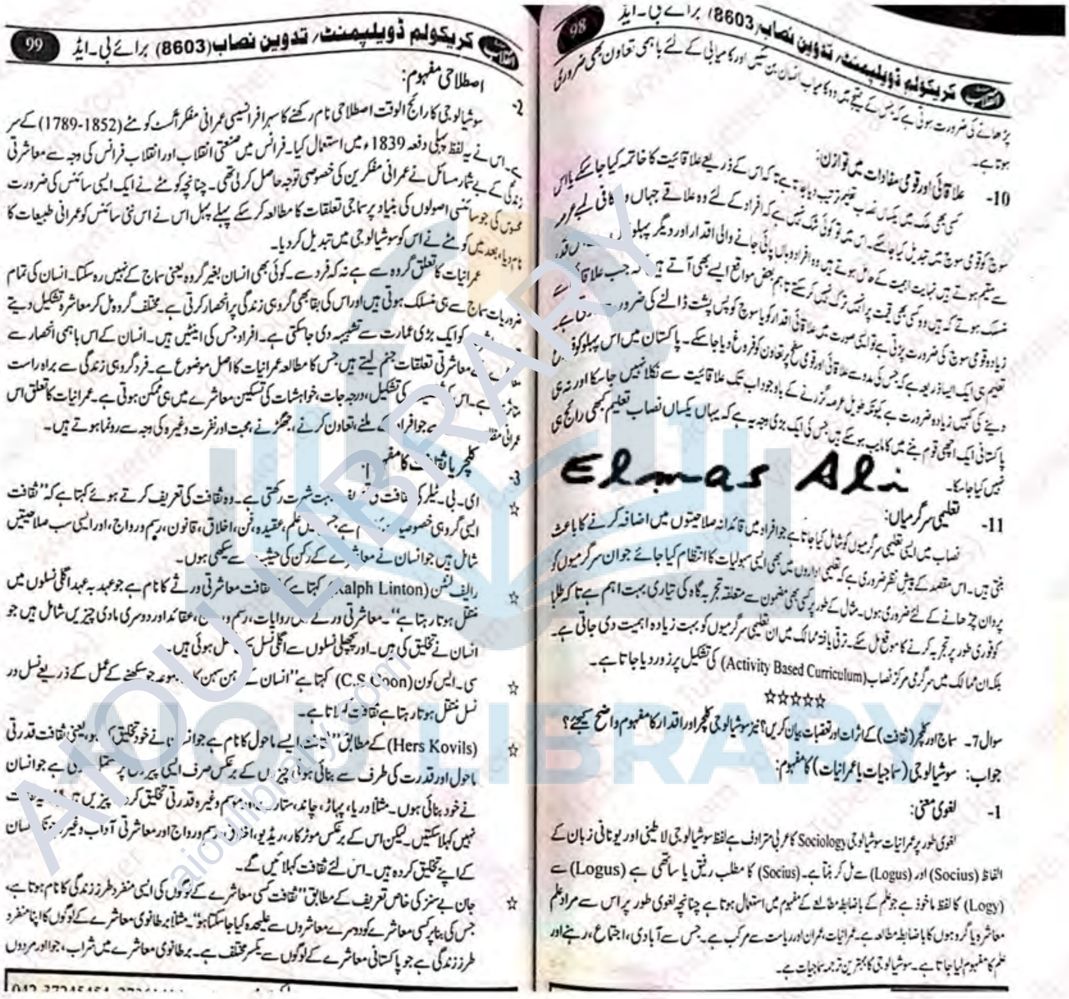

پڑھانے کی ضرورت ہوتی ہے کہ جس کے نتیجے میں وہ کامیاب انسان بن سکیں اور کامیابی کے لئے باہمی تعاون بھی ضروری ہوتا ہے۔

10- علاقائی اور قومی مفادات میں توازن:

کسی بھی ملک میں یکساں نصاب تعلیم ترتیب دیا جاتا ہے تاکہ اس کے ذریعے علاقائیت کا خاتمہ کیا جا سکے یا اس سوچ کو قومی سوچ میں تبدیل کیا جا سکے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ افراد کے لئے وہ علاقے جہاں وہ کافی لمبے عرصہ سے مقیم ہوتے ہیں نہایت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں وہ افراد وہاں پائی جانے والی اقدار اور دیگر پہلوؤں [illegible] اس قدر منسلک ہوتے ہیں وہ کسی بھی قیمت پر انہیں ترک نہیں کر سکتے تاہم بعض مواقع ایسے بھی آتے ہیں [illegible] جب علاقائی [illegible] زیادہ قومی سوچ کی ضرورت پڑتی ہے تو ایسی صورت میں علاقائی اقدار کو یا سوچ کو پس پشت ڈالنے کی ضرورت [illegible] تعلیم ہی ایک ایسا ذریعہ ہے کہ جس کی مدد سے علاقائی اور قومی سطح پر تعاون کو فروغ دیا جا سکے۔ پاکستان میں اس پہلو کو [illegible] دینے کی کہیں زیادہ ضرورت ہے کیونکہ طویل عرصہ گزرنے کے باوجود اب تک علاقائیت سے نکلا نہیں جا سکا اور نہ ہی پاکستانی ایک اچھی قوم بننے میں کامیاب ہو سکے ہیں جس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ یہاں یکساں نصاب تعلیم کبھی رائج ہی نہیں کیا جا سکا۔

Elmas Ali

11- تعلیمی سرگرمیاں:

نصاب میں ایسی تعلیمی سرگرمیوں کو شامل کیا جاتا ہے جو افراد میں قائدانہ صلاحیتوں میں اضافہ کرنے کا باعث بنتی ہیں۔ اس مقصد کے پیش نظر ضروری ہے کہ تعلیمی اداروں میں بھی ایسی سہولیات کا انتظام کیا جائے جو ان سرگرمیوں کو پروان چڑھانے کے لئے ضروری ہوں۔ مثال کے طور پر کسی بھی مضمون سے متعلقہ تجربہ گاہ کی تیاری بہت اہم ہے تاکہ طلبا کو فوری طور پر تجربہ کرنے کا موقع مل سکے۔ ترقی یافتہ ممالک میں ان تعلیمی سرگرمیوں کو بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ بلکہ ان ممالک میں سرگرمی مرکز نصاب (Activity Based Curriculum) کی تشکیل پر زور دیا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

سوال 7۔ سماج اور کلچر (ثقافت) کے اثرات اور تعصبات بیان کریں؟ نیز سوشیالوجی کلچر اور اقدار کا مفہوم واضح کیجئے؟

جواب: سوشیالوجی (سماجیات یا عمرانیات) کا مفہوم:

1- لغوی معنی:

لغوی طور پر عمرانیات سوشیالوجی Sociology کا عربی مترادف ہے لفظ سوشیالوجی لاطینی اور یونانی زبان کے الفاظ (Socius) اور (Logus) سے مل کر بنتا ہے۔ (Socius) کا مطلب رفیق یا ساتھی ہے (Logus) سے (Logy) کا لفظ ماخوذ ہے جو علم کے باضابطہ مطالعے کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے چنانچہ لغوی طور پر اس سے مراد علم معاشرہ یا گروہوں کا باضابطہ مطالعہ ہے۔ عمرانیات، عمران اور ریاست سے مرکب ہے۔ جس سے آبادی، اجتماع، رہنے اور علم کا مفہوم لیا جاتا ہے۔ سوشیالوجی کا بہترین ترجمہ سماجیات ہے۔

اصطلاحی مفہوم:

2- سوشیالوجی کا رائج الوقت اصطلاحی نام رکھنے کا سہرا فرانسیسی عمرانی مفکر آگسٹ کومٹے (1789-1852) کے سر ہے۔ اس نے یہ لفظ پہلی دفعہ 1839ء میں استعمال کیا۔ فرانس میں صنعتی انقلاب اور انقلاب فرانس کی وجہ سے معاشرتی زندگی کے بے شمار مسائل نے عمرانی مفکرین کی خصوصی توجہ حاصل کر لی تھی۔ چنانچہ کومٹے نے ایک ایسی سائنس کی ضرورت محسوس کی جو سائنسی اصولوں کی بنیاد پر سماجی تعلقات کا مطالعہ کر سکے پہلے پہل اس نے اس نئی سائنس کو عمرانی طبیعات کا نام دیا، بعد میں کومٹے نے اس کو سوشیالوجی میں تبدیل کر دیا۔

عمرانیات کا تعلق گروہ سے ہے نہ کہ فرد سے۔ کوئی بھی انسان بغیر گروہ یعنی سماج کے نہیں رہ سکتا۔ انسان کی تمام ضروریات سماج سے ہی منسلک ہوتی ہیں اور اس کی بقا بھی گروہی زندگی پر انحصار کرتی ہے۔ مختلف گروہ مل کر معاشرہ تشکیل دیتے ہیں [illegible] کو ایک بڑی عمارت سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ افراد جس کی اینٹیں ہیں۔ انسان کے اس باہمی انحصار سے [illegible] معاشرتی تعلقات جنم لیتے ہیں جس کا مطالعہ عمرانیات کا اصل موضوع ہے۔ فرد گروہی زندگی سے براہ راست متاثر ہوتا ہے۔ اس کی [illegible] کی تشکیل، درجہ جات، خواہشات کی تسکین معاشرے میں ہی ممکن ہوتی ہے۔ عمرانیات کا تعلق اس عمرانی [illegible] سے ہے جو افراد کے ملنے، تعاون کرنے، جھگڑنے، محبت اور نفرت وغیرہ کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں۔

3- کلچر یا ثقافت کا مفہوم:

☆ ای۔ بی۔ ٹیلر کی ثقافت کی تعریف بہت شہرت رکھتی ہے۔ وہ ثقافت کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "ثقافت ایسی گروہی خصوصیت [illegible] ہے جس میں علم، عقیدہ، فن، اخلاق، قانون، رسم و رواج، اور ایسی سب صلاحیتیں شامل ہیں جو انسان نے معاشرے کے رکن کی حیثیت سے سیکھی ہوں۔

☆ رالف لنٹن (Ralph Linton) کہتا ہے کہ "ثقافت معاشرتی ورثے کا نام ہے جو عہد بہ عہد اگلی نسلوں میں منتقل ہوتا رہتا ہے"۔ معاشرتی ورثے میں روایات، رسم و رواج، عقائد اور دوسری مادی چیزیں شامل ہیں جو انسان نے تخلیق کی ہیں۔ اور پچھلی نسلوں سے اگلی نسل کو منتقل ہوئی ہیں۔

☆ سی۔ ایس کون (C.S Coon) کہتا ہے "انسان کے رہن سہن کا مجموعہ جو سیکھنے کے عمل کے ذریعے نسل در نسل منتقل ہوتا رہتا ہے ثقافت کہلاتا ہے۔

☆ (Hers Kovils) کے مطابق "ثقافت ایسے ماحول کا نام ہے جو انسانوں نے خود تخلیق کیا ہو"۔ یعنی ثقافت قدرتی ماحول اور قدرت کی طرف سے بنائی ہوئی چیزوں کے برعکس صرف ایسی چیزوں پر مشتمل ہوتی ہے جو انسان نے خود بنائی ہوں۔ مثلاً دریا، پہاڑ، چاند، ستارے اور موسم وغیرہ قدرتی تخلیق کردہ چیزیں ہیں [illegible] ثقافت نہیں کہلا سکتیں۔ لیکن اس کے برعکس موٹر کار، ریڈیو، اخلاق، رسم و رواج اور معاشرتی آداب وغیرہ چونکہ انسان کے اپنے تخلیق کردہ ہیں۔ اس لئے ثقافت کہلائیں گے۔

☆ جان بے سنز کی خاص تعریف کے مطابق "ثقافت کسی معاشرے کے لوگوں کی ایسی منفرد طرز زندگی کا نام ہوتا ہے، جس کی بنا پر کسی معاشرے کو دوسرے معاشروں سے علیحدہ کیا جا سکتا ہو"۔ مثلاً برطانوی معاشرے کے لوگوں کا اپنا منفرد طرز زندگی ہے جو پاکستانی معاشرے کے لوگوں سے یکسر مختلف ہے۔ برطانوی معاشرے میں شراب، جوا اور مردوں

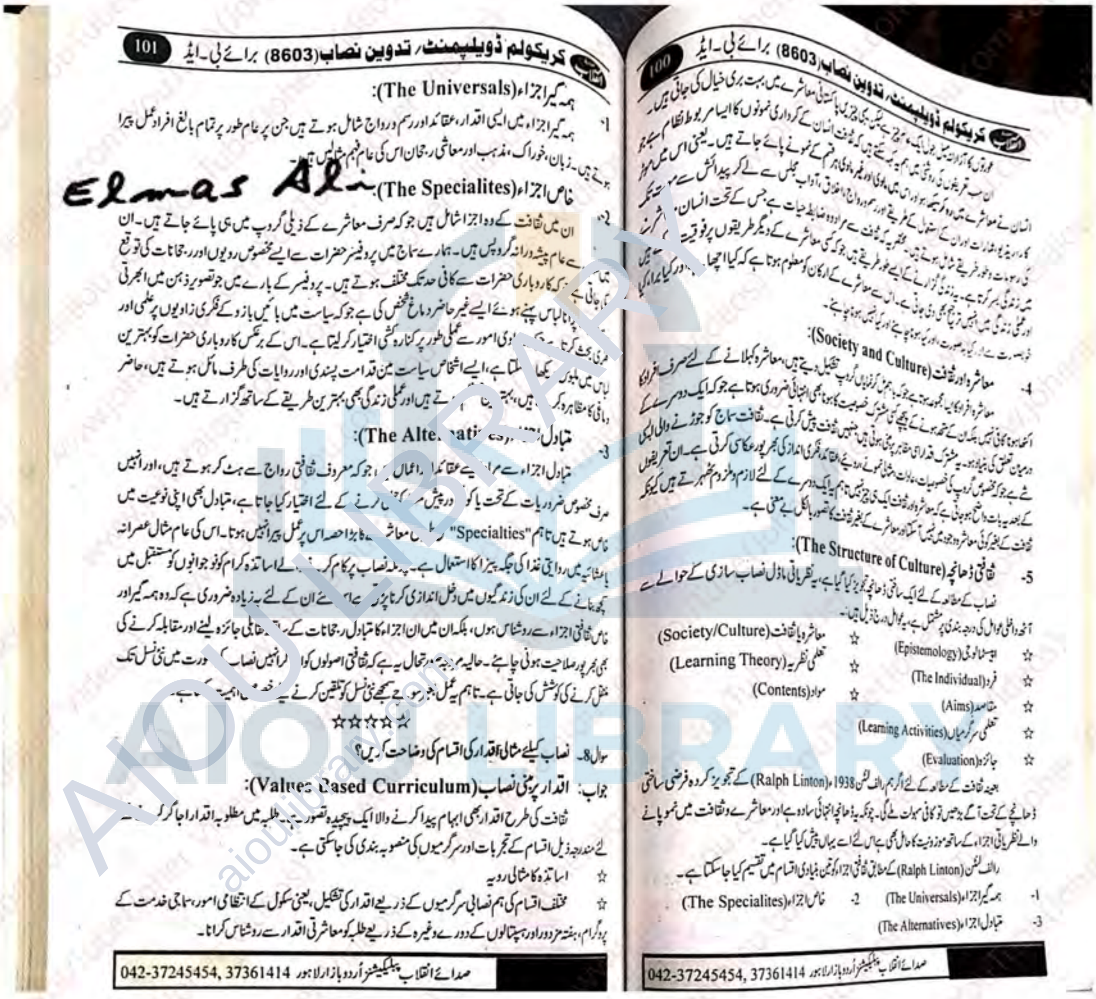

عورتوں کا آزادانہ میل جول ایک [illegible] مروج ہے لیکن یہی چیزیں پاکستانی معاشرے میں بہت بری خیال کی جاتی ہیں۔ ان سب قرینوں کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ثقافت انسان کے کرداری نمونوں کا ایسا مربوط نظام ہے جو انسان نے معاشرے میں رہ کر پیدا کیا ہو اور اس میں بولی اور غیر بولی ہر قسم کے نمونے پائے جاتے ہیں۔ یعنی اس میں [illegible] اشارات اور ان کے استعمال کے طریقے اور رسوم و رواج، اخلاق، آداب مجلس سے لے کر پیدائش سے موت تک کی رسومات وغیرہ طریقے شامل ہوتے ہیں۔ مختصر یہ کہ ثقافت سے مراد وہ ضابطہ حیات ہے جس کے تحت انسان معاشرے میں زندگی بسر کرتا ہے۔ یہ زندگی گزارنے کے ایسے طور طریقے ہیں جو کہ کسی معاشرے کے دیگر طریقوں پر فوقیت [illegible] اور عملی زندگی میں انہیں ترجیح بھی دی جاتی ہے۔ اس سے معاشرے کے ارکان کو معلوم ہوتا ہے کہ کیا اچھا [illegible] اور کیا برا، کیا خوبصورت ہے اور کیا بدصورت، اور کیا ہونا چاہیے اور کیا نہیں ہونا چاہیے۔

-4 معاشرہ اور ثقافت (Society and Culture):

معاشرہ افراد کا ایسا مجموعہ ہوتا ہے جو کہ باہم گروپ تشکیل دیتے ہیں، معاشرہ کہلانے کے لیے صرف افراد کا اکٹھا ہونا کافی نہیں بلکہ ان کے متحد ہونے کے پیچھے کسی مشترک خصوصیت کا ہونا بھی انتہائی ضروری ہوتا ہے جو کہ ایک دوسرے کے درمیان تعلق کی بنیاد ہو۔ یہ مشترک قدریں اقدار پر مبنی ہوتی ہیں جنہیں ثقافت پیش کرتی ہے۔ ثقافت سماج کو جوڑنے والی ایک شے ہے جو کہ مخصوص گروپ کی خصوصیات، عادات، مثالی نمونے، رویے، اعتقادات، فکری انداز کی بھرپور عکاسی کرتی ہے۔ ان تعریفوں کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ معاشرہ اور ثقافت ایک ہی چیز نہیں تاہم یہ ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ٹھہرتے ہیں کیونکہ ثقافت کے بغیر کوئی معاشرہ وجود میں نہیں آ سکتا اور معاشرے کے بغیر ثقافت کا تصور بالکل بے معنی ہے۔

-5 ثقافتی ڈھانچہ (The Structure of Culture):

نصاب کے مطالعہ کے لئے ایک ساختی ڈھانچہ تجویز کیا گیا ہے، یہ نظریاتی ماڈل نصاب سازی کے حوالے سے آٹھ داخلی عوامل کی درجہ بندی پر مشتمل ہے، یہ عوامل درج ذیل ہیں:

☆ ایپسٹمالوجی (Epistemology)
☆ فرد (The Individual)
☆ مقاصد (Aims)
☆ تعلیمی سرگرمیاں (Learning Activities)
☆ جائزہ (Evaluation)
☆ معاشرہ یا ثقافت (Society/Culture)
☆ تعلیمی نظریہ (Learning Theory)
☆ مواد (Contents)

بعینہ ثقافت کے مطالعہ کے لئے اگر ہم رالف لنٹن (Ralph Linton)، 1938ء کے تجویز کردہ فرضی ساختی ڈھانچے کے تحت آگے بڑھیں تو کافی سہولت ملے گی۔ چونکہ یہ ڈھانچہ انتہائی سادہ ہے اور معاشرے و ثقافت میں نمو پانے والے نظریاتی اجزاء کے ساتھ موزونیت کا حامل بھی ہے اس لئے اسے یہاں پیش کیا گیا ہے۔

رالف لنٹن (Ralph Linton) کے مطابق ثقافتی اجزاء کو تین بنیادی اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

-1 ہمہ گیر اجزاء (The Universals) -2 خاص اجزاء (The Specialites)
-3 متبادل اجزاء (The Alternatives)

ہمہ گیر اجزاء (The Universals):

-1 ہمہ گیر اجزاء میں ایسی اقدار، عقائد اور رسم و رواج شامل ہوتے ہیں جن پر عام طور پر تمام بالغ افراد عمل پیرا ہوتے ہیں۔ زبان، خوراک، مذہب اور معاشی رجحان اس کی عام فہم مثالیں ہیں۔

Elmas Ali

خاص اجزاء (The Specialites):

-2 ان میں ثقافت کے وہ اجزا شامل ہیں جو کہ صرف معاشرے کے ذیلی گروپ میں ہی پائے جاتے ہیں۔ ان [illegible] عام پیشہ ورانہ گروپس ہیں۔ ہمارے سماج میں پروفیسر حضرات سے ایسے مخصوص رویوں اور رجحانات کی توقع [illegible] جو کہ کاروباری حضرات سے کافی حد تک مختلف ہوتے ہیں۔ پروفیسر کے بارے میں جو تصویر ذہن میں ابھرتی [illegible] پرانا لباس پہنے ہوئے ایسے غیر حاضر دماغ شخص کی ہے جو کہ سیاست میں بائیں بازو کے فکری زاویوں پر علمی اور فکری بحث کرتا [illegible] امور سے عملی طور پر کنارہ کشی اختیار کر لیتا ہے۔ اس کے برعکس کاروباری حضرات کو بہترین لباس میں ملبوس دیکھا جا سکتا ہے، ایسے اشخاص سیاست میں قدامت پسندی اور روایات کی طرف مائل ہوتے ہیں، حاضر دماغی کا مظاہرہ کرتے ہیں، بہترین [illegible] کرتے ہیں اور عملی زندگی بھی بہترین طریقے کے ساتھ گزارتے ہیں۔

متبادل اجزاء (The Alternatives):

-3 متبادل اجزاء سے مراد ایسے عقائد اور اعمال ہیں جو کہ معروف ثقافتی رواج سے ہٹ کر ہوتے ہیں، اور انہیں صرف مخصوص ضروریات کے تحت یا کوئی درپیش مسئلہ حل کرنے کے لئے اختیار کیا جاتا ہے، متبادل بھی اپنی نوعیت میں خاص ہوتے ہیں تاہم "Specialties" کی طرح معاشرے کا بڑا حصہ اس پر عمل پیرا نہیں ہوتا۔ اس کی عام مثال عصرانہ یا عشائیہ میں روایتی غذا کی جگہ پیزا کا استعمال ہے۔ چنانچہ نصاب پر کام کرنے والے اساتذہ کرام کو نوجوانوں کو مستقبل میں کچھ بنانے کے لئے ان کی زندگیوں میں دخل اندازی کرنا پڑتی ہے اس لئے ان کے لئے یہ زیادہ ضروری ہے کہ وہ ہمہ گیر اور خاص ثقافتی اجزاء سے روشناس ہوں، بلکہ ان میں ان اجزاء کا متبادل رجحانات کے ساتھ تقابلی جائزہ لینے اور مقابلہ کرنے کی بھی بھرپور صلاحیت ہونی چاہئے۔ حالیہ مروجہ صورتحال یہ ہے کہ ثقافتی اصولوں کو اکثر انہیں نصاب کی صورت میں نئی نسل تک منتقل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تاہم یہ عمل بغیر سوچے سمجھے نئی نسل کو تلقین کرنے [illegible]

☆☆☆☆☆

سوال 8۔ نصاب کیلئے مثالی اقدار کی اقسام کی وضاحت کریں؟

جواب: اقدار پر مبنی نصاب (Values Based Curriculum):

ثقافت کی طرح اقدار بھی ابہام پیدا کرنے والا ایک پیچیدہ تصور ہے۔ طلبہ میں مطلوبہ اقدار اجاگر کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اقسام کے تجربات اور سرگرمیوں کی منصوبہ بندی کی جا سکتی ہے۔

☆ اساتذہ کا مثالی رویہ
☆ مختلف اقسام کی ہم نصابی سرگرمیوں کے ذریعے اقدار کی تشکیل، یعنی سکول کے انتظامی امور، سماجی خدمت کے پروگرام، ہفتہ مزدور اور ہسپتالوں کے دورے وغیرہ کے ذریعے طلبہ کو معاشرتی اقدار سے روشناس کرانا۔

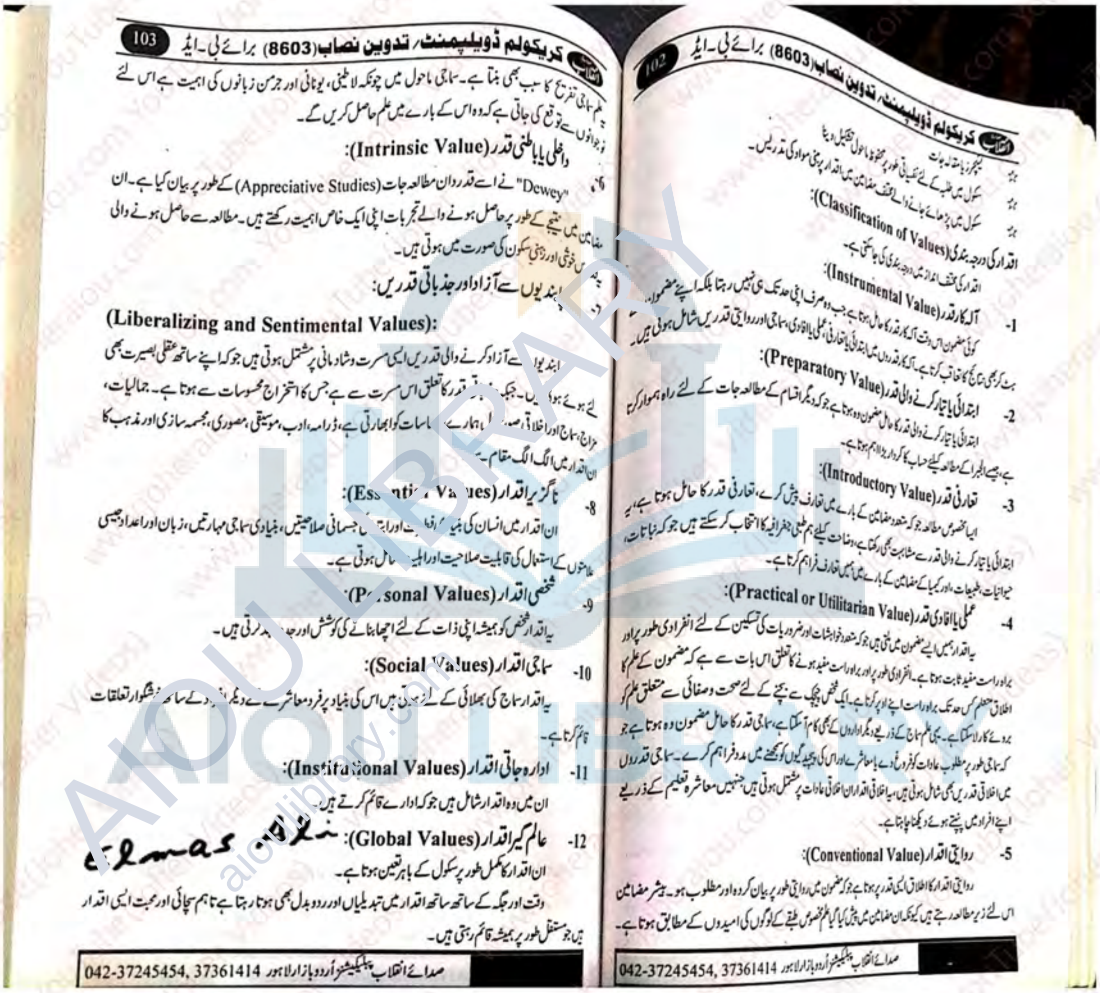

★ لیکچرز یا مذاکرہ جات
★ سکول میں طلبہ کے لئے تفریحاتی طور پر محفوظ ماحول تشکیل دینا
★ سکول میں پڑھائے جانے والے مختلف مضامین میں اقدار پر مبنی مواد کی تدریس۔

اقدار کی درجہ بندی (Classification of Values):

اقدار کی مختلف انداز میں درجہ بندی کی جا سکتی ہے۔

1- **آلہ کار قدر (Instrumental Value):**

کوئی مضمون اس وقت آلہ کار قدر کا حامل ہوتا ہے جب وہ صرف اپنی حد تک ہی نہیں رہتا بلکہ اپنے مضمون سے ہٹ کر بھی نتائج کا تعاقب کرتا ہے۔ آلہ کار قدروں میں ابتدائی یا تعارفی، عملی یا افادی، سماجی اور روایتی قدریں شامل ہوتی ہیں۔

2- **ابتدائی یا تیار کرنے والی قدر (Preparatory Value):**

ابتدائی یا تیار کرنے والی قدر کا حامل مضمون وہ ہوتا ہے جو کہ دیگر اقسام کے مطالعہ جات کے لئے راہ ہموار کرتا ہے، جیسے الجبرا کے مطالعہ کیلئے حساب کا کردار بڑا اہم ہوتا ہے۔

3- **تعارفی قدر (Introductory Value):**

ایسا مخصوص مطالعہ جو کہ متعدد مضامین کے بارے میں تعارف پیش کرے، تعارفی قدر کا حامل ہوتا ہے، یہ ابتدائی یا تیار کرنے والی قدر سے مشابہت بھی رکھتا ہے، وضاحت کیلئے ہم طبعی جغرافیہ کا انتخاب کر سکتے ہیں جو کہ نباتات، حیوانیات، طبیعات، اور کیمیا کے مضامین کے بارے میں ہمیں تعارف فراہم کرتا ہے۔

4- **عملی یا افادی قدر (Practical or Utilitarian Value):**

یہ اقدار ہمیں ایسے مضمون میں ملتی ہیں جو کہ متعدد خواہشات اور ضروریات کی تسکین کے لئے انفرادی طور پر اور براہ راست مفید ثابت ہوتا ہے۔ انفرادی طور پر اور براہ راست مفید ہونے کا تعلق اس بات سے ہے کہ مضمون کے علم کا اطلاق متعلم کس حد تک براہ راست اپنے اوپر کرتا ہے۔ ایک شخص چیچک سے بچنے کے لئے صحت و صفائی سے متعلق علم کو بروئے کار لا سکتا ہے۔ یہی علم سماج کے ذریعے دیگر افراد کے بھی کام آ سکتا ہے، سماجی قدر کا حامل مضمون وہ ہوتا ہے جو کہ سماجی طور پر مطلوب عادات کو فروغ دے یا معاشرے اور اس کی پیچیدگیوں کو سمجھنے میں مدد فراہم کرے۔ سماجی قدروں میں اخلاقی قدریں بھی شامل ہوتی ہیں۔ یہ اخلاقی اقدار ان اخلاقی عادات پر مشتمل ہوتی ہیں جنہیں معاشرہ تعلیم کے ذریعے اپنے افراد میں پنپتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہے۔

5- **روایتی اقدار (Conventional Value):**

روایتی اقدار کا اطلاق ایسی قدر پر ہوتا ہے جو کہ مضمون میں روایتی طور پر بیان کردہ اور مطلوب ہو۔ بیشتر مضامین اس لئے زیر مطالعہ رہتے ہیں کیونکہ ان مضامین میں پیش کیا گیا علم مخصوص طبقے کے لوگوں کی امیدوں کے مطابق ہوتا ہے۔

علم سماجی تفریح کا سبب بھی بنتا ہے۔ سماجی ماحول میں چونکہ لاطینی، یونانی اور جرمن زبانوں کی اہمیت ہے اس لئے نوجوانوں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس کے بارے میں علم حاصل کریں گے۔

6- **داخلی یا باطنی قدر (Intrinsic Value):**

"Dewey" نے اسے قدر دان مطالعہ جات (Appreciative Studies) کے طور پر بیان کیا ہے۔ ان مضامین میں نتیجے کے طور پر حاصل ہونے والے تجربات اپنی ایک خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ مطالعہ سے حاصل ہونے والی خوشی اور ذہنی سکون کی صورت میں ہوتی ہیں۔

7- **پابندیوں سے آزاد اور جذباتی قدریں:**

(Liberalizing and Sentimental Values):

پابندیوں سے آزاد کرنے والی قدریں ایسی مسرت و شادمانی پر مشتمل ہوتی ہیں جو کہ اپنے ساتھ عقلی بصیرت بھی لئے ہوئے ہوتی ہیں۔ جبکہ جذباتی قدر کا تعلق اس مسرت سے ہے جس کا استخراج محسوسات سے ہوتا ہے۔ جمالیات، مزاج، سماج اور اخلاقی [illegible] ہمارے احساسات کو ابھارتی ہے، ڈرامہ، ادب، موسیقی، مصوری، مجسمہ سازی اور مذہب کا ان اقدار میں الگ الگ مقام ہے۔

8- **ناگزیر اقدار (Essential Values):**

ان اقدار میں انسان کی بنیادی فطرت اور ابتدائی جسمانی صلاحیتیں، بنیادی سماجی مہارتیں، زبان اور اعداد جیسی علامتوں کے استعمال کی قابلیت صلاحیت اور اہلیت شامل ہوتی ہے۔

9- **شخصی اقدار (Personal Values):**

یہ اقدار شخص کو ہمیشہ اپنی ذات کے لئے اچھا بنانے کی کوشش اور جدوجہد کرتی ہیں۔

10- **سماجی اقدار (Social Values):**

یہ اقدار سماج کی بھلائی کے لئے ہوتی ہیں اس کی بنیاد پر فرد معاشرے کے دیگر افراد کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم کرتا ہے۔

11- **ادارہ جاتی اقدار (Institutional Values):**

ان میں وہ اقدار شامل ہیں جو کہ ادارے قائم کرتے ہیں۔

12- **عالم گیر اقدار (Global Values):**

Elmas Ali

ان اقدار کا مکمل طور پر سکول کے باہر تعین ہوتا ہے۔

وقت اور جگہ کے ساتھ ساتھ اقدار میں تبدیلیاں اور رد و بدل بھی ہوتا رہتا ہے تاہم سچائی اور محبت ایسی اقدار ہیں جو مستقل طور پر ہمیشہ قائم رہتی ہیں۔

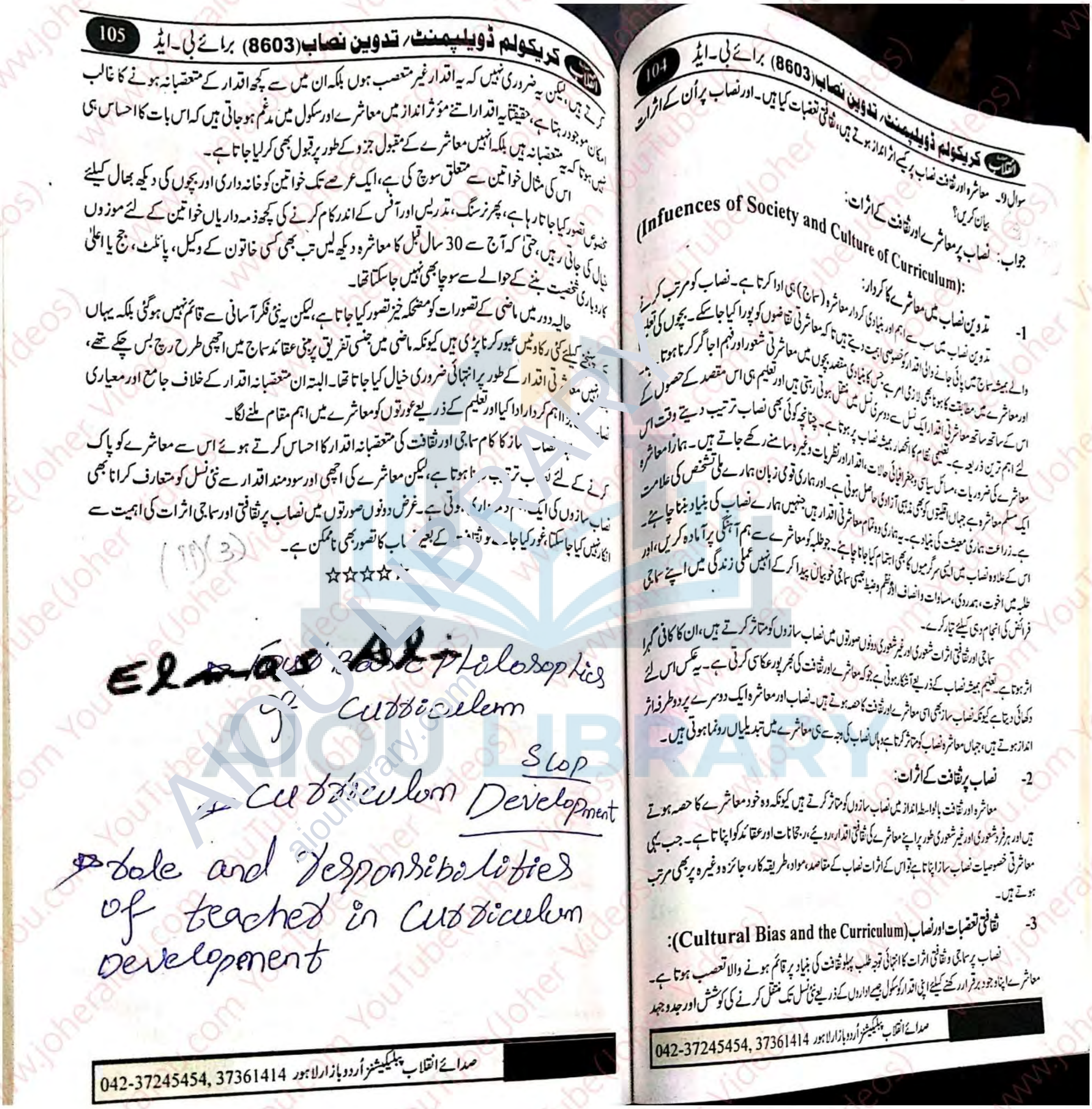

سوال ۹۔ معاشرہ اور ثقافت نصاب پر کیسے اثر انداز ہوتے ہیں، ثقافتی تعصبات کیا ہیں۔ اور نصاب پر اُن کے اثرات بیان کریں؟

جواب: **نصاب پر معاشرے اور ثقافت کے اثرات: (Infuences of Society and Culture of Curriculum):**

1- **تدوین نصاب میں معاشرے کا کردار:**

تدوین نصاب میں سب سے اہم اور بنیادی کردار معاشرہ (سماج) ہی ادا کرتا ہے۔ نصاب کو مرتب کرنے والے ہمیشہ سماج میں پائی جانے والی اقدار کو خصوصی اہمیت دیتے ہیں تاکہ معاشرتی تقاضوں کو پورا کیا جا سکے۔ بچوں کی تعلیم اور معاشرے میں مطابقت کا ہونا بھی لازمی امر ہے۔ جس کا بنیادی مقصد بچوں میں معاشرتی شعور اور فہم اجاگر کرنا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ معاشرتی اقدار ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتی رہتی ہیں اور تعلیم ہی اس مقصد کے حصول کے لئے اہم ترین ذریعہ ہے۔ تعلیمی نظام کا انحصار ہمیشہ نصاب پر ہوتا ہے۔ چنانچہ کوئی بھی نصاب ترتیب دیتے وقت اس معاشرے کی ضروریات، مسائل سیاسی و جغرافیائی حالات، اقدار اور نظریات وغیرہ سامنے رکھے جاتے ہیں۔ ہمارا معاشرہ ایک مسلم معاشرہ ہے جہاں اقلیتوں کو بھی مذہبی آزادی حاصل ہوتی ہے۔ اور ہماری قومی زبان ہمارے ملی تشخص کی علامت ہے۔ زراعت ہماری معیشت کی بنیاد ہے۔ یہ ہماری وہ تمام معاشرتی اقدار ہیں جنہیں ہمارے نصاب کی بنیاد بننا چاہئے۔ اس کے علاوہ نصاب میں ایسی سرگرمیوں کا بھی اہتمام کیا جانا چاہئے۔ جو طلبہ کو معاشرے سے ہم آہنگی پر آمادہ کریں، اور طلبہ میں اخوت، ہمدردی، مساوات و انصاف اور نظم و ضبط جیسی سماجی خوبیاں پیدا کر کے انہیں عملی زندگی میں اپنے سماجی فرائض کی انجام دہی کیلئے تیار کرے۔

سماجی اور ثقافتی اثرات شعوری اور غیر شعوری دونوں صورتوں میں نصاب سازوں کو متاثر کرتے ہیں، ان کا کافی گہرا اثر ہوتا ہے۔ تعلیم ہمیشہ نصاب کے ذریعے آشکار ہوتی ہے جو کہ معاشرے اور ثقافت کی بھرپور عکاسی کرتی ہے۔ یہ عکس اس لئے دکھائی دیتا ہے کیونکہ نصاب ساز بھی اسی معاشرے اور ثقافت کا حصہ ہوتے ہیں۔ نصاب اور معاشرہ ایک دوسرے پر دو طرفہ اثر انداز ہوتے ہیں، جہاں معاشرہ نصاب کو متاثر کرتا ہے وہاں نصاب کی وجہ سے ہی معاشرے میں تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔

2- **نصاب پر ثقافت کے اثرات:**

معاشرہ اور ثقافت بالواسطہ انداز میں نصاب سازوں کو متاثر کرتے ہیں کیونکہ وہ خود معاشرے کا حصہ ہوتے ہیں اور ہر فرد شعوری اور غیر شعوری طور پر اپنے معاشرے کی ثقافتی اقدار، رویے، رجحانات اور عقائد کو اپناتا ہے۔ جب یہی معاشرتی خصوصیات نصاب ساز اپناتا ہے تو اس کے اثرات نصاب کے مقاصد، مواد، طریقہ کار، جائزہ وغیرہ پر بھی مرتب ہوتے ہیں۔

3- **ثقافتی تعصبات اور نصاب (Cultural Bias and the Curriculum):**

نصاب پر سماجی و ثقافتی اثرات کا انتہائی توجہ طلب پہلو ثقافت کی بنیاد پر قائم ہونے والا تعصب ہوتا ہے۔ معاشرے اپنا وجود برقرار رکھنے کیلئے اپنی اقدار کو سکول جیسے اداروں کے ذریعے نئی نسل تک منتقل کرنے کی کوشش اور جدوجہد

کرتے ہیں، لیکن یہ ضروری نہیں کہ یہ اقدار غیر متعصب ہوں بلکہ ان میں سے کچھ اقدار کے متعصبانہ ہونے کا غالب امکان موجود رہتا ہے، حقیقتاً یہ اقدار اتنے مؤثر انداز میں معاشرے اور سکول میں مدغم ہو جاتی ہیں کہ اس بات کا احساس ہی نہیں ہوتا کہ یہ متعصبانہ ہیں بلکہ انہیں معاشرے کے مقبول جزو کے طور پر قبول بھی کر لیا جاتا ہے۔

اس کی مثال خواتین سے متعلق سوچ کی ہے، ایک عرصے تک خواتین کو خانہ داری اور بچوں کی دیکھ بھال کیلئے مخصوص تصور کیا جاتا رہا ہے، پھر نرسنگ، تدریس اور آفس کے اندر کام کرنے کی کچھ ذمہ داریاں خواتین کے لئے موزوں خیال کی جاتی رہیں، حتیٰ کہ آج سے 30 سال قبل کا معاشرہ دیکھ لیں تب بھی کسی خاتون کے وکیل، پائلٹ، جج یا اعلیٰ کاروباری شخصیت بننے کے حوالے سے سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا۔

حالیہ دور میں ماضی کے تصورات کو مضحکہ خیز تصور کیا جاتا ہے، لیکن یہ نئی فکر آسانی سے قائم نہیں ہو گئی بلکہ یہاں پہنچنے کیلئے کئی رکاوٹیں عبور کرنا پڑی ہیں کیونکہ ماضی میں جنسی تفریق پر مبنی عقائد سماج میں اچھی طرح رچ بس چکے تھے، انہیں معاشرتی اقدار کے طور پر انتہائی ضروری خیال کیا جاتا تھا۔ البتہ ان متعصبانہ اقدار کے خلاف جامع اور معیاری نصاب نے بڑا اہم کردار ادا کیا اور تعلیم کے ذریعے عورتوں کو معاشرے میں اہم مقام ملنے لگا۔

نصاب ساز کا کام سماجی اور ثقافت کی متعصبانہ اقدار کا احساس کرتے ہوئے اس سے معاشرے کو پاک کرنے کے لئے نصاب ترتیب دینا ہوتا ہے، لیکن معاشرے کی اچھی اور سودمند اقدار سے نئی نسل کو متعارف کرانا بھی نصاب سازوں کی ایک اہم ذمہ داری ہوتی ہے۔ غرض دونوں صورتوں میں نصاب پر ثقافتی اور سماجی اثرات کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا، غور کیا جائے تو ثقافت کے بغیر نصاب کا تصور بھی ناممکن ہے۔

(۱۹)(3)

☆☆☆☆☆

Ali

Basic Philosophies of Curriculum

Slop

Curriculum Development

Role and Responsibilities of teacher in Curriculum Developement

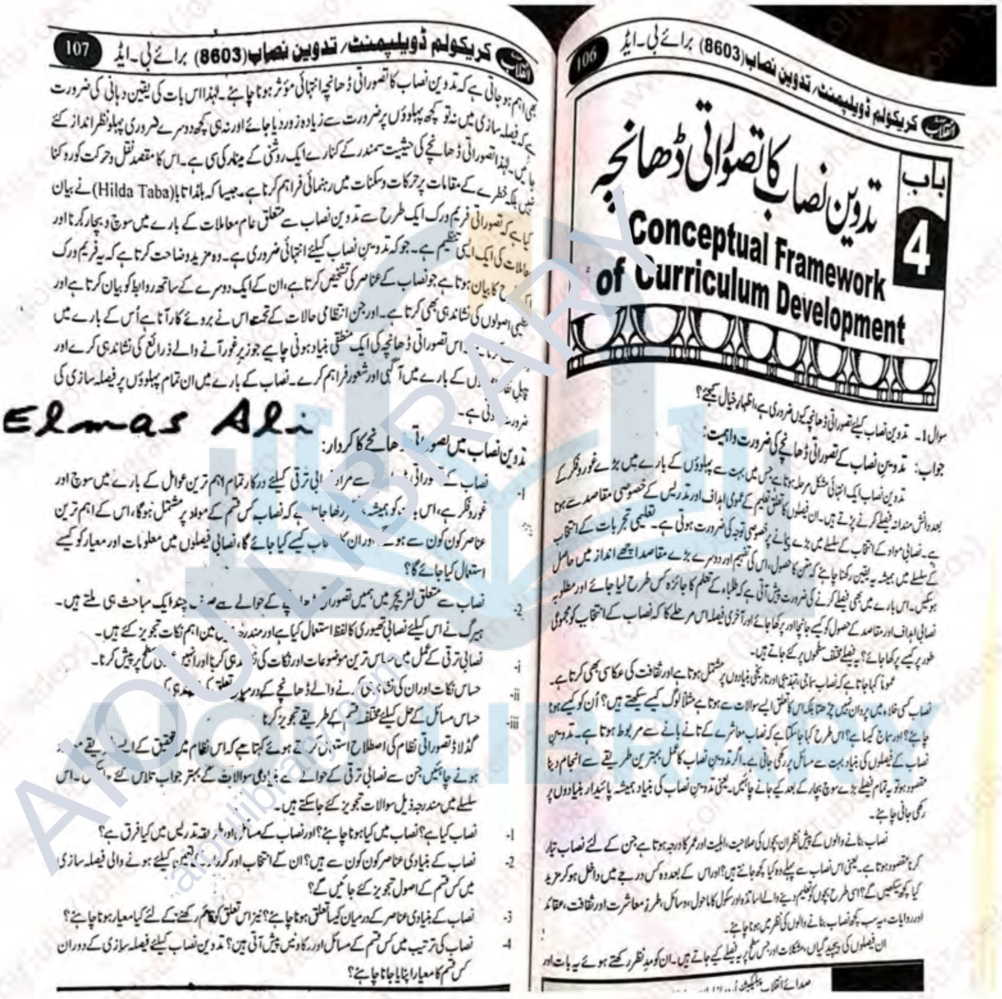

باب 4

تدوین نصاب کا تصوراتی ڈھانچہ

Conceptual Framework of Curriculum Development

سوال 1۔ تدوین نصاب کیلئے تصوراتی ڈھانچہ کیوں ضروری ہے، اظہار خیال کیجئے؟

جواب: تدوینِ نصاب کے تصوراتی ڈھانچے کی ضرورت واہمیت:

تدوین نصاب ایک انتہائی مشکل مرحلہ ہوتا ہے، جس میں بہت سے پہلوؤں کے بارے میں بڑے غور وفکر کے بعد دانش مندانہ فیصلے کرنے پڑتے ہیں۔ ان فیصلوں کا تعلق تعلیم کے عمومی اہداف اور تدریس کے خصوصی مقاصد سے ہوتا ہے۔ نصابی مواد کے انتخاب کے سلسلے میں بڑے پیمانے پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ تعلیمی تجربات کے انتخاب کے سلسلے میں ہمیشہ یہ یقین رکھنا چاہئے کہ متن کا حصول، اس کی تفہیم اور دوسرے بڑے بڑے مقاصد اچھے انداز میں حاصل ہوسکیں۔ اس بارے میں بھی فیصلے کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے کہ طلباء کے تعلم کا جائزہ کس طرح لیا جائے اور مطلوبہ نصابی اہداف اور مقاصد کے حصول کو کیسے جانچا اور پرکھا جائے اور آخری فیصلہ اس مرحلے کا کہ نصاب کے انتخاب کو مجموعی طور پر کیسے پرکھا جائے؟ یہ فیصلے مختلف سطحوں پر کئے جاتے ہیں۔

عموماً کہا جاتا ہے کہ نصاب سماجی، تہذیبی اور تاریخی بنیادوں پر مشتمل ہوتا ہے اور ثقافت کی عکاسی بھی کرتا ہے۔ نصاب کسی خلاء میں پروان نہیں چڑھتا بلکہ اس کا تعلق ایسے سوالات سے ہوتا ہے مثلاً لوگ کیسے سیکھتے ہیں؟ اُن کو کیسے ہونا چاہئے؟ اور سماج کیسا ہے؟ اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ نصاب معاشرے کے تانے بانے سے مربوط ہوتا ہے۔ تدوین نصاب کے فیصلوں کی بنیاد بہت سے مسائل پر رکھی جاتی ہے۔ اگر تدوینِ نصاب کا عمل بہترین طریقے سے انجام دینا مقصود ہو تو یہ تمام فیصلے بڑے سوچ بچار کے بعد کیے جانے چاہئیں۔ یعنی تدوین نصاب کی بنیاد ہمیشہ پائیدار بنیادوں پر رکھی جانی چاہئے۔

نصاب بنانے والوں کے پیش نظر ان بچوں کی صلاحیت، اہلیت اور عمر کا درجہ ہوتا ہے جن کے لئے نصاب تیار کرنا مقصود ہوتا ہے۔ یعنی اس نصاب سے پہلے وہ کیا کچھ جانتے ہیں؟ اور اس کے بعد وہ کس درجے میں داخل ہو کر مزید کیا کچھ سیکھیں گے؟ اسی طرح بچوں کو تعلیم دینے والے اساتذہ اور سکول کا ماحول، وسائل، طرزِ معاشرت اور ثقافت، عقائد اور روایات یہ سب کچھ نصاب بنانے والوں کی نظر میں ہونا چاہئے۔

ان فیصلوں کی پیچیدگیاں، مشکلات اور جس سطح پر یہ فیصلے کیے جاتے ہیں۔ ان کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات اور

بھی اہم ہو جاتی ہے کہ تدوین نصاب کا تصوراتی ڈھانچہ انتہائی مؤثر ہونا چاہئے۔ لہٰذا اس بات کی یقین دہانی کی ضرورت ہے کہ فیصلہ سازی میں نہ تو کچھ پہلوؤں پر ضرورت سے زیادہ زور دیا جائے اور نہ ہی کچھ دوسرے ضروری پہلو نظر انداز کئے جائیں۔ لہٰذا تصوراتی ڈھانچے کی حیثیت سمندر کے کنارے ایک روشنی کے مینار کی سی ہے۔ اس کا مقصد نقل وحرکت کو روکنا نہیں بلکہ خطرے کے مقامات پر حرکات وسکنات میں رہنمائی فراہم کرنا ہے۔ جیسا کہ ہلڈا تابا (Hilda Taba) نے بیان کیا ہے کہ تصوراتی فریم ورک ایک طرح سے تدوین نصاب سے متعلق عام معاملات کے بارے میں سوچ وبچار کرنا اور معاملات کی ایک ایسی تنظیم ہے۔ جو کہ تدوین نصاب کیلئے انتہائی ضروری ہے۔ وہ مزید وضاحت کرتا ہے کہ یہ فریم ورک ایک طرح کا بیان ہوتا ہے جو نصاب کے عناصر کی تشخیص کرتا ہے، ان کے ایک دوسرے کے ساتھ روابط کو بیان کرتا ہے اور تعلیمی اصولوں کی نشاندہی بھی کرتا ہے۔ اور جن انتظامی حالات کے تحت اس نے بروئے کار آنا ہے اُس کے بارے میں [illegible] اس تصوراتی ڈھانچہ کی ایک منطقی بنیاد ہونی چاہیے جو زیر غور آنے والے ذرائع کی نشاندہی کرے اور چیلنج [illegible] کے بارے میں آگہی اور شعور فراہم کرے۔ نصاب کے بارے میں ان تمام پہلوؤں پر فیصلہ سازی کی ضرورت [illegible] ہے۔

Elmas Ali

تدوین نصاب میں تصوراتی ڈھانچے کا کردار:

1- نصاب کے تصوراتی ڈھانچے سے مراد نصابی ترقی کیلئے درکار تمام اہم ترین عوامل کے بارے میں سوچ اور غور وفکر ہے، اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھا جاتا ہے کہ نصاب کس قسم کے مواد پر مشتمل ہوگا، اس کے اہم ترین عناصر کون کون سے ہوں گے اور ان کا انتخاب کیسے کیا جائے گا، نصابی فیصلوں میں معلومات اور معیار کو کیسے استعمال کیا جائے گا؟

2- نصاب سے متعلق لٹریچر میں ہمیں تصوراتی ڈھانچے کے حوالے سے صرف چند ایک مباحث ہی ملتے ہیں۔ ہیرگ نے اس کیلئے نصابی تھیوری کا لفظ استعمال کیا ہے اور مندرجہ ذیل میں اہم نکات تجویز کئے ہیں۔

i- نصابی ترقی کے عمل میں حساس ترین موضوعات اور نکات کی نشاندہی کرنا اور انہیں [illegible] سطح پر پیش کرنا۔

ii- حساس نکات اور ان کی نشاندہی کرنے والے ڈھانچے کے درمیان تعلق [illegible]

iii- حساس مسائل کے حل کیلئے مختلف قسم کے طریقے تجویز کرنا

گڈلاڈ تصوراتی نظام کی اصطلاح استعمال کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اس نظام میں تحقیق کے ایسے طریقے موجود ہونے چاہئیں جن سے نصابی ترقی کے حوالے سے بنیادی سوالات کے بہتر جواب تلاش کئے جاسکیں۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل سوالات تجویز کئے جاسکتے ہیں۔

1- نصاب کیا ہے؟ نصاب میں کیا ہونا چاہئے؟ اور نصاب کے مسائل اور طریقہ تدریس میں کیا فرق ہے؟

2- نصاب کے بنیادی عناصر کون کون سے ہیں؟ ان کے انتخاب اور کردار [illegible] تنظیم کیلئے ہونے والی فیصلہ سازی میں کس قسم کے اصول تجویز کئے جائیں گے؟

3- نصاب کے بنیادی عناصر کے درمیان کیسا تعلق ہونا چاہئے؟ نیز اس تعلق کو قائم رکھنے کے لئے کیا معیار ہونا چاہئے؟

4- نصاب کی ترتیب میں کس قسم کے مسائل اور رکاوٹیں پیش آتی ہیں؟ تدوین نصاب کیلئے فیصلہ سازی کے دوران کس قسم کا معیار اپنایا جانا چاہئے؟

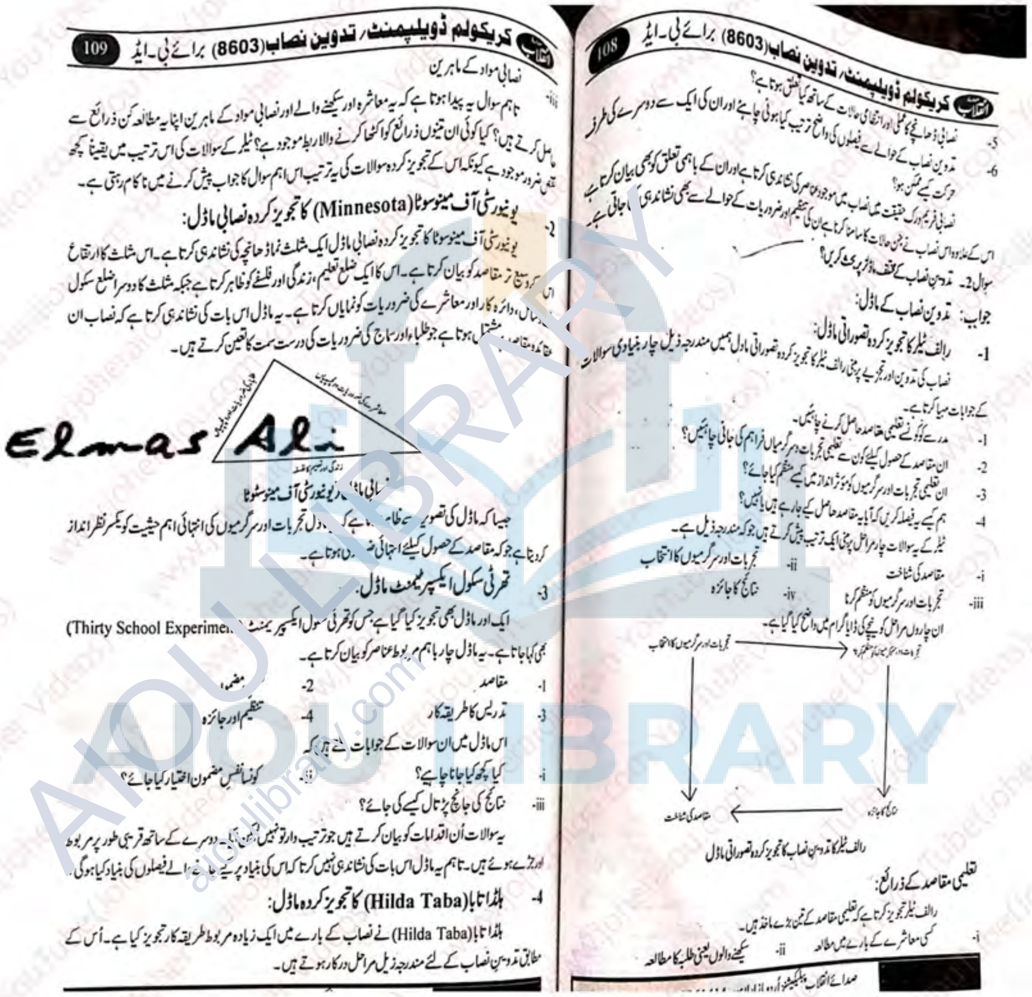

5- نصابی ڈھانچے کو عملی اور انتظامی حالات کے ساتھ کیا تعلق ہوتا ہے؟

6- تدوین نصاب کے حوالے سے فیصلوں کی واضح ترتیب کیا ہونی چاہیے اور ان کی ایک سے دوسرے کی طرف حرکت کیسے ممکن ہو؟

نصابی فریم ورک حقیقت میں نصاب میں موجود عناصر کی نشاندہی کرتا ہے اور ان کے باہمی تعلق کو بھی بیان کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اس نصاب نے جن حالات کا سامنا کرنا ہے ان کی تنظیم اور ضروریات کے حوالے سے بھی نشاندہی کی جاتی ہے۔

سوال 2۔ تدوین نصاب کے مختلف ماڈلز پر بحث کریں؟

جواب: تدوین نصاب کے ماڈل:

1- رالف ٹیلر کا تجویز کردہ تصوراتی ماڈل:

نصاب کی تدوین اور تجزیے پر مبنی رالف ٹیلر کا تجویز کردہ تصوراتی ماڈل ہمیں مندرجہ ذیل چار بنیادی سوالات کے جوابات مہیا کرتا ہے۔

1- مدرسے کو کون سے تعلیمی مقاصد حاصل کرنے چاہئیں۔
2- ان مقاصد کے حصول کیلئے کون سے تعلیمی تجربات و سرگرمیاں فراہم کی جانی چاہئیں؟
3- ان تعلیمی تجربات اور سرگرمیوں کو موثر انداز میں کیسے منظم کیا جائے؟
4- ہم کیسے یہ فیصلہ کریں کہ آیا یہ مقاصد حاصل کیے جارہے ہیں یا نہیں؟

ٹیلر کے یہ سوالات چار مراحل پر مبنی ایک ترتیب پیش کرتے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

i- مقاصد کی شناخت ii- تجربات اور سرگرمیوں کا انتخاب
iii- تجربات اور سرگرمیوں کو منظم کرنا iv- نتائج کا جائزہ

ان چاروں مراحل کو نیچے کی ڈایاگرام میں واضح کیا گیا ہے۔

تجربات اور سرگرمیوں کا انتخاب
تجربات اور سرگرمیوں کو منظم کرنا
نتائج کا جائزہ
مقاصد کی شناخت

رالف ٹیلر کا تدوین نصاب کا تجویز کردہ تصوراتی ماڈل

تعلیمی مقاصد کے ذرائع:

رالف ٹیلر تجویز کرتا ہے کہ تعلیمی مقاصد کے تین بڑے ماخذ ہیں۔

i- کسی معاشرے کے بارے میں مطالعہ ii- سیکھنے والوں یعنی طلبہ کا مطالعہ

iii- نصابی مواد کے ماہرین

تاہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ معاشرہ اور سیکھنے والے اور نصابی مواد کے ماہرین اپنا یہ مطالعہ کن ذرائع سے حاصل کرتے ہیں؟ کیا کوئی ان تینوں ذرائع کو اکٹھا کرنے والا ربط موجود ہے؟ ٹیلر کے سوالات کی اس ترتیب میں یقیناً کچھ نقص ضرور موجود ہے کیونکہ اس کے تجویز کردہ سوالات کی یہ ترتیب اس اہم سوال کا جواب پیش کرنے میں ناکام رہتی ہے۔

2- یونیورسٹی آف مینوسوٹا (Minnesota) کا تجویز کردہ نصابی ماڈل:

یونیورسٹی آف مینوسوٹا کا تجویز کردہ نصابی ماڈل ایک مثلث نما ڈھانچہ کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس مثلث کا ارتفاع اس کے وسیع تر مقاصد کو بیان کرتا ہے۔ اس کا ایک ضلع تعلیم، زندگی اور فلسفے کو ظاہر کرتا ہے جبکہ مثلث کا دوسرا ضلع سکول کے وسائل، دائرہ کار اور معاشرے کی ضروریات کو نمایاں کرتا ہے۔ یہ ماڈل اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ نصاب ان عقائد و مقاصد پر مشتمل ہوتا ہے جو طلباء اور سماج کی ضروریات کی درست سمت کا تعین کرتے ہیں۔

نصابی ماڈل از یونیورسٹی آف مینوسوٹا

جیسا کہ ماڈل کی تصویر سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ماڈل تجربات اور سرگرمیوں کی انتہائی اہم حیثیت کو یکسر نظر انداز کر دیتا ہے جو کہ مقاصد کے حصول کیلئے انتہائی ضروری ہوتا ہے۔

3- تھرٹی سکول ایکسپیریمنٹ ماڈل:

ایک اور ماڈل بھی تجویز کیا گیا ہے جس کو تھرٹی سکول ایکسپیریمنٹ (Thirty School Experiment) بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ماڈل چار باہم مربوط عناصر کو بیان کرتا ہے۔

1- مقاصد 2- مضمون
3- تدریس کا طریقہ کار 4- تنظیم اور جائزہ

اس ماڈل میں ان سوالات کے جوابات لئے ہیں کہ

i- کیا کچھ کیا جانا چاہیے؟ ii- کونسا نفسِ مضمون اختیار کیا جائے؟
iii- نتائج کی جانچ پڑتال کیسے کی جائے؟

یہ سوالات اُن اقدامات کو بیان کرتے ہیں جو ترتیب وار تو نہیں لیکن ایک دوسرے کے ساتھ قریبی طور پر مربوط اور جڑے ہوئے ہیں۔ تاہم یہ ماڈل اس بات کی نشاندہی نہیں کرتا کہ اس کی بنیاد پر کیے جانے والے فیصلوں کی بنیاد کیا ہوگی۔

4- ہلڈا تابا (Hilda Taba) کا تجویز کردہ ماڈل:

ہلڈا تابا (Hilda Taba) نے نصاب کے بارے میں ایک زیادہ مربوط طریقہ کار تجویز کیا ہے۔ اُس کے مطابق تدوینِ نصاب کے لئے مندرجہ ذیل مراحل درکار ہوتے ہیں۔

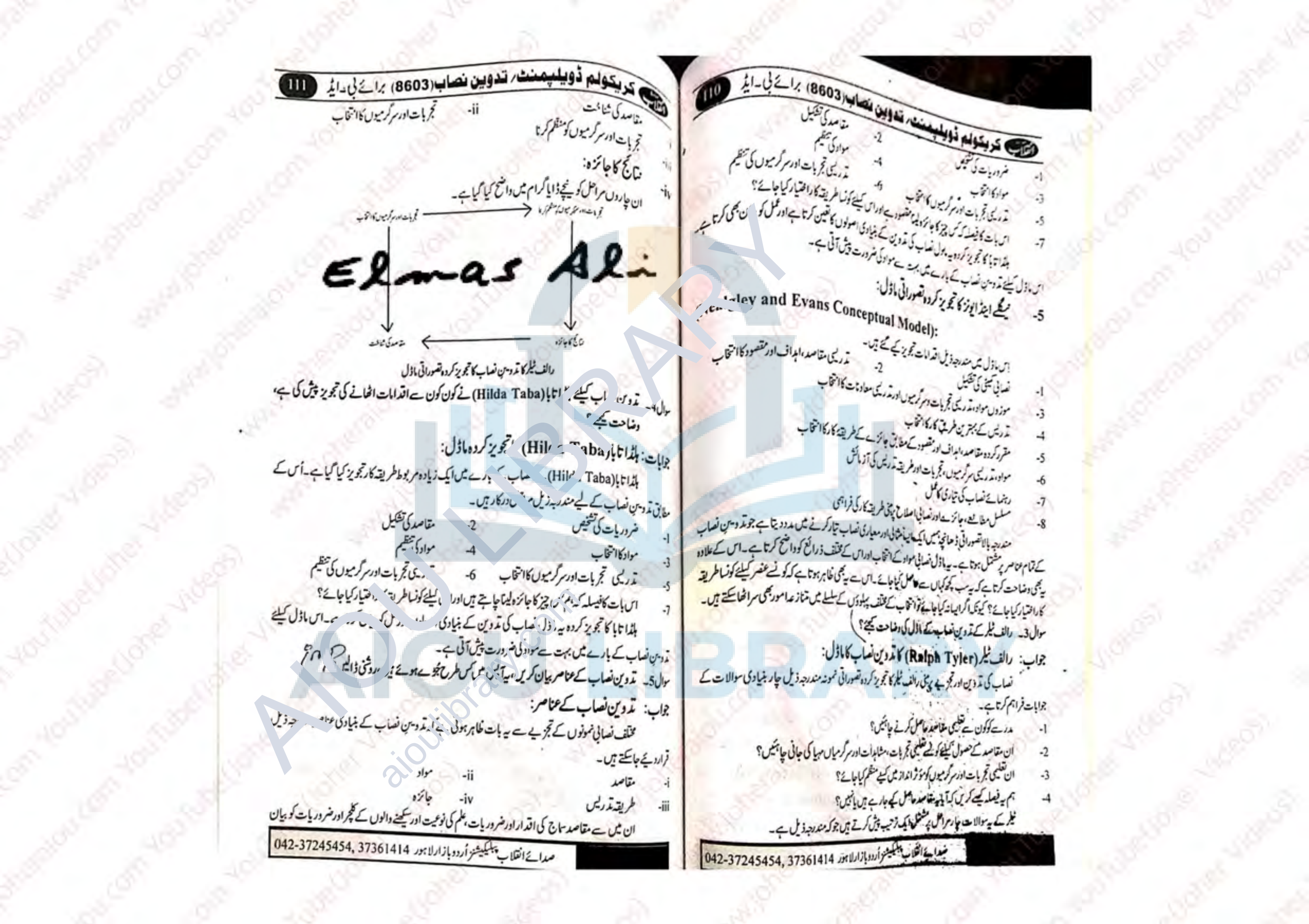

1- ضروریات کی تشخیص
2- مقاصد کی تشکیل
3- مواد کا انتخاب
4- مواد کی تنظیم
5- تدریسی تجربات اور سرگرمیوں کا انتخاب
6- تدریسی تجربات اور سرگرمیوں کی تنظیم
7- اس بات کا فیصلہ کہ کس چیز کا جائزہ لینا مقصود ہے اور اس کیلئے کونسا طریقہ کار اختیار کیا جائے؟

ہلڈا تابا کا تجویز کردہ یہ ماڈل نصاب کی تدوین کے بنیادی اصولوں کا تعین کرتا ہے اور عمل کو [illegible] بھی کرتا ہے۔ اس ماڈل کیلئے تدوین نصاب کے بارے میں بہت سے مواد کی ضرورت پیش آتی ہے۔

5- نیگلے اینڈ ایونز کا تجویز کردہ تصوراتی ماڈل: ([illegible]gley and Evans Conceptual Model):

اس ماڈل میں مندرجہ ذیل اقدامات تجویز کیے گئے ہیں۔

1- نصابی کمیٹی کی تشکیل
2- تدریسی مقاصد، اہداف اور مقصود کا انتخاب
3- موزوں مواد، تدریسی تجربات و سرگرمیوں اور تدریسی معاونات کا انتخاب
4- تدریس کے بہترین طریقہ کار کا انتخاب
5- مقرر کردہ مقاصد، اہداف اور مقصود کے مطابق جائزے کے طریقہ کار کا انتخاب
6- مواد، تدریسی سرگرمیوں، تجربات اور طریقہ تدریس کی آزمائش
7- رہنمائے نصاب کی تیاری کا عمل
8- مسلسل مطالعے، جائزے اور نصابی اصلاح پر مبنی طریقہ کار کی فراہمی

مندرجہ بالا تصوراتی ڈھانچہ ہمیں ایک ایسا مثالی اور معیاری نصاب تیار کرنے میں مدد دیتا ہے جو تدوین نصاب کے تمام عناصر پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ ماڈل نصابی مواد کے انتخاب اور اس کے مختلف ذرائع کو واضح کرتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی وضاحت کرتا ہے کہ یہ سب کچھ کہاں سے حاصل کیا جائے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ کونسے عنصر کیلئے کونسا طریقہ کار اختیار کیا جائے؟ کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو انتخاب کے مختلف پہلوؤں کے سلسلے میں متنازعہ امور بھی سر اٹھا سکتے ہیں۔

سوال 3۔ رالف ٹیلر کے تدوین نصاب کے ماڈل کی وضاحت کیجئے؟

جواب: رالف ٹیلر (Ralph Tyler) کا تدوین نصاب کا ماڈل:

نصاب کی تدوین اور تجزیے پر مبنی رالف ٹیلر کا تجویز کردہ تصوراتی نمونہ مندرجہ ذیل چار بنیادی سوالات کے جوابات فراہم کرتا ہے۔

1- مدرسے کو کون سے تعلیمی مقاصد حاصل کرنے چاہئیں؟
2- ان مقاصد کے حصول کیلئے کونسے تعلیمی تجربات، مشاہدات اور سرگرمیاں مہیا کی جانی چاہئیں؟
3- ان تعلیمی تجربات اور سرگرمیوں کو مؤثر انداز میں کیسے منظم کیا جائے؟
4- ہم یہ فیصلہ کیسے کریں کہ آیا یہ مقاصد حاصل کیے جا رہے ہیں یا نہیں؟

ٹیلر کے یہ سوالات چار مراحل پر مشتمل ایک ترتیب پیش کرتے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

i- مقاصد کی شناخت
ii- تجربات اور سرگرمیوں کا انتخاب
iii- تجربات اور سرگرمیوں کو منظم کرنا
iv- نتائج کا جائزہ:

ان چاروں مراحل کو نیچے ڈایاگرام میں واضح کیا گیا ہے۔

تجربات اور سرگرمیوں کا انتخاب
تجربات اور سرگرمیوں کو منظم کرنا
مقاصد کی شناخت
نتائج کا جائزہ

Elmas Ali

رالف ٹیلر کا تدوین نصاب کا تجویز کردہ تصوراتی ماڈل

سوال 4۔ تدوین نصاب کیلئے ہلڈا تابا (Hilda Taba) نے کون کون سے اقدامات اٹھانے کی تجویز پیش کی ہے، وضاحت کیجئے؟

جوابات: ہلڈا تابا (Hilda Taba) کا تجویز کردہ ماڈل:

ہلڈا تابا (Hilda Taba) نے نصاب کے بارے میں ایک زیادہ مربوط طریقہ کار تجویز کیا ہے۔ اُس کے مطابق تدوین نصاب کے لیے مندرجہ ذیل مراحل درکار ہیں۔

1- ضروریات کی تشخیص
2- مقاصد کی تشکیل
3- مواد کا انتخاب
4- مواد کی تنظیم
5- تدریسی تجربات اور سرگرمیوں کا انتخاب
6- تدریسی تجربات اور سرگرمیوں کی تنظیم
7- اس بات کا فیصلہ کہ ہم کس چیز کا جائزہ لینا چاہتے ہیں اور اس کیلئے کونسا طریقہ کار اختیار کیا جائے؟

ہلڈا تابا کا تجویز کردہ یہ ماڈل نصاب کی تدوین کے بنیادی [illegible]۔ اس ماڈل کیلئے تدوین نصاب کے بارے میں بہت سے مواد کی ضرورت پیش آتی ہے۔

سوال 5۔ تدوین نصاب کے عناصر بیان کریں، یہ آپس میں کس طرح جڑے ہوئے ہیں [illegible] روشنی ڈالیں؟

جواب: تدوین نصاب کے عناصر:

مختلف نصابی نمونوں کے تجزیے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ تدوین نصاب کے بنیادی عناصر مندرجہ ذیل قرار دیے جا سکتے ہیں۔

i- مقاصد
ii- مواد
iii- طریقہ تدریس
iv- جائزہ

ان میں سے مقاصد سماج کی اقدار اور ضروریات، علم کی نوعیت اور سیکھنے والوں کے کلچر اور ضروریات کو بیان

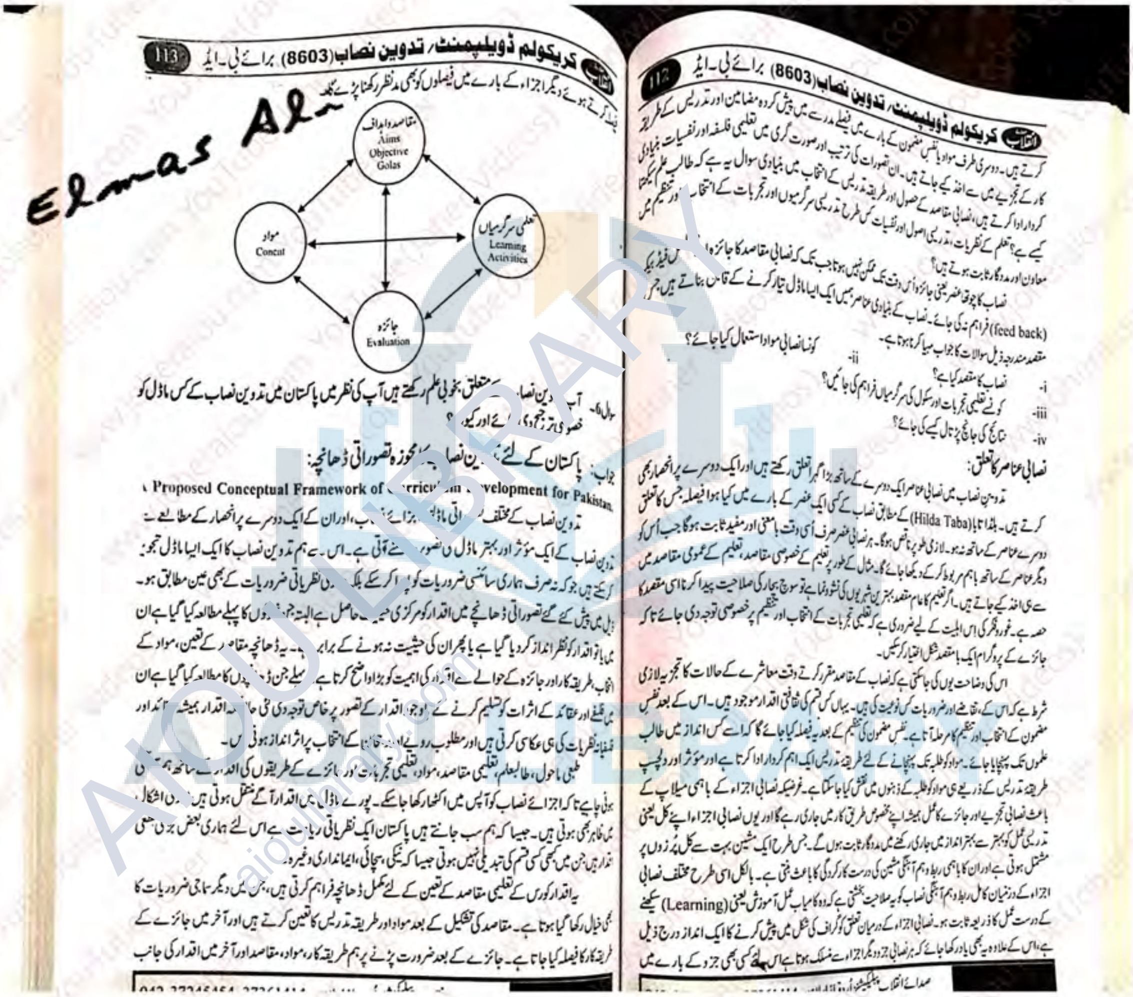

کرتے ہیں۔ دوسری طرف مواد یا نفس مضمون کے بارے میں فیصلے مدرسے میں پیش کردہ مضامین اور تدریس کے طریقہ کار کے تجزیے میں سے اخذ کیے جاتے ہیں۔ ان تصورات کی ترتیب اور صورت گری میں تعلیمی فلسفہ اور نفسیات بنیادی کردار ادا کرتے ہیں، نصابی مقاصد کے حصول اور طریقہ تدریس کے انتخاب میں بنیادی سوال یہ ہے کہ طالب علم سیکھتا کیسے ہے؟ تعلم کے نظریات، تدریسی اصول اور نفسیات کس طرح تدریسی سرگرمیوں اور تجربات کے انتخاب اور تنظیم میں معاون اور مددگار ثابت ہوتے ہیں؟

نصاب کا چوتھا عنصر یعنی جائزہ اس وقت تک ممکن نہیں ہوتا جب تک کہ نصابی مقاصد کا جائزہ [illegible] فیڈ بیک (feed back) فراہم نہ کی جائے۔ نصاب کے بنیادی عناصر ہمیں ایک ایسا ماڈل تیار کرنے کے قابل بناتے ہیں جس مقصد مندرجہ ذیل سوالات کا جواب مہیا کرنا ہوتا ہے۔

i- نصاب کا مقصد کیا ہے؟
ii- کونسا نصابی مواد استعمال کیا جائے؟
iii- کونسے تعلیمی تجربات اور سکول کی سرگرمیاں فراہم کی جائیں؟
iv- نتائج کی جانچ پڑتال کیسے کی جائے؟

نصابی عناصر کا تعلق:

تدوین نصاب میں نصابی عناصر ایک دوسرے کے ساتھ بڑا گہرا تعلق رکھتے ہیں اور ایک دوسرے پر انحصار بھی کرتے ہیں۔ ہلڈا تابا (Hilda Taba) کے مطابق نصاب کے کسی ایک عنصر کے بارے میں کیا ہوا فیصلہ جس کا تعلق دوسرے عناصر کے ساتھ نہ ہو۔ لازمی طور پر ناقص ہوگا۔ ہر نصابی عنصر صرف اُسی وقت با معنی اور مفید ثابت ہوگا جب اُس کو دیگر عناصر کے ساتھ باہم مربوط کر کے دیکھا جائے گا۔ مثال کے طور پر تعلیم کے خصوصی مقاصد، تعلیم کے عمومی مقاصد میں سے ہی اخذ کیے جاتے ہیں۔ اگر تعلیم کا عام مقصد بہترین شہریوں کی نشوونما ہے تو سوچ بچار کی صلاحیت پیدا کرنا اسی مقصد کا حصہ ہے۔ غور و فکر کی اس اہلیت کے لیے ضروری ہے کہ تعلیمی تجربات کے انتخاب اور تنظیم پر خصوصی توجہ دی جائے تاکہ جائزے کے پروگرام ایک با مقصد شکل اختیار کر سکیں۔

اس کی وضاحت یوں کی جاسکتی ہے کہ نصاب کے مقاصد مقرر کرتے وقت معاشرے کے حالات کا تجزیہ لازمی شرط ہے کہ اس کے، تقاضے اور ضروریات کس نوعیت کی ہیں۔ یہاں کس قسم کی ثقافتی اقدار موجود ہیں۔ اس کے بعد نفسِ مضمون کے انتخاب اور تنظیم کا مرحلہ آتا ہے۔ نفسِ مضمون کی تنظیم کے بعد یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ اسے کس انداز میں طالب علموں تک پہنچایا جائے۔ مواد کو طلبہ تک پہنچانے کے لئے طریقہ تدریس ایک اہم کردار ادا کرتا ہے اور مؤثر اور دلچسپ طریقہ تدریس کے ذریعے ہی مواد کو طلبہ کے ذہنوں میں نقش کیا جاسکتا ہے۔ غرضیکہ نصابی اجزاء کے باہمی میلاپ کے باعث نصابی تجزیے اور جائزے کا عمل ہمیشہ اپنے مخصوص طریق کار میں جاری رہے گا اور یوں نصابی اجزاء اپنے کل یعنی تدریسی عمل کو بہتر سے بہتر انداز میں جاری رکھنے میں مددگار ثابت ہوں گے۔ جس طرح ایک مشین بہت سے کل پرزوں پر مشتمل ہوتی ہے اور ان کا باہمی ربط و ہم آہنگی مشین کی درست کارکردگی کا باعث بنتی ہے۔ بالکل اسی طرح مختلف نصابی اجزاء کے درمیان کامل ربط و ہم آہنگی نصاب کو یہ صلاحیت بخشتی ہے کہ وہ کامیاب عمل آموزش یعنی (Learning) سیکھنے کے درست عمل کا ذریعہ ثابت ہو۔ نصابی اجزاء کے درمیان تعلق کو گراف کی شکل میں پیش کرنے کا ایک انداز درج ذیل ہے، اس کے علاوہ یہ بھی یاد رکھا جائے کہ ہر نصابی جزو دیگر اجزاء سے منسلک ہوتا ہے اس لیے کسی بھی جزو کے بارے میں

فیصلہ کرتے ہوئے دیگر اجزاء کے بارے میں فیصلوں کو بھی مدنظر رکھنا پڑے گا۔

Elmas Al

سوال 6- آپ تدوین نصاب سے متعلق بخوبی علم رکھتے ہیں آپ کی نظر میں پاکستان میں تدوین نصاب کے کس ماڈل کو خصوصی ترجیح دی [illegible] اور کیوں؟

جواب: پاکستان کے لئے تدوین نصاب کا مجوزہ تصوراتی ڈھانچہ:

A Proposed Conceptual Framework of Curriculum Development for Pakistan.

تدوین نصاب کے مختلف تصوراتی ماڈلز، اجزائے نصاب، اور ان کے ایک دوسرے پر انحصار کے مطالعے سے تدوین نصاب کے ایک مؤثر اور بہتر ماڈل کی تصویر سامنے آتی ہے۔ اس سے ہم تدوین نصاب کا ایک ایسا ماڈل تجویز کر سکتے ہیں جو کہ نہ صرف ہماری سائنسی ضروریات کو پورا کر سکے بلکہ ہماری نظریاتی ضروریات کے بھی عین مطابق ہو۔ ذیل میں پیش کیے گئے تصوراتی ڈھانچے میں اقدار کو مرکزی حیثیت حاصل ہے البتہ جن ڈھانچوں کا پہلے مطالعہ کیا گیا ہے ان میں یا تو اقدار کو نظر انداز کر دیا گیا ہے یا پھر ان کی حیثیت نہ ہونے کے برابر ہے۔ یہ ڈھانچہ مقاصد کے تعین، مواد کے انتخاب، طریقہ کار اور جائزہ کے حوالے سے اقدار کی اہمیت کو بڑا واضح کرتا ہے۔ پہلے جن ڈھانچوں کا مطالعہ کیا گیا ہے ان میں فلسفے اور عقائد کے اثرات کو تسلیم کرنے کے باوجود اقدار کے تصور پر خاص توجہ دی [illegible] اقدار ہمیشہ عقائد اور فلسفیانہ نظریات کی ہی عکاسی کرتی ہیں اور مطلوب رویے اور [illegible] ان کے انتخاب پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

طبعی ماحول، طالبعلم، تعلیمی مقاصد، مواد، تعلیمی تجربات اور جائزے کے طریقوں کی اقدار کے ساتھ ہم آہنگی ہونی چاہیے تاکہ اجزائے نصاب کو آپس میں اکٹھا رکھا جاسکے۔ پورے ماڈل میں اقدار آگے منتقل ہوتی ہیں [illegible] اشکال میں ظاہر بھی ہوتی ہیں۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے اس لئے ہماری بعض بڑی حتمی اقدار ہیں جن میں کبھی کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوتی جیسا کہ نیکی، سچائی، ایمانداری وغیرہ۔

یہ اقدار کورس کے تعلیمی مقاصد کے تعین کے لئے مکمل ڈھانچہ فراہم کرتی ہیں، جن میں دیگر سماجی ضروریات کا بھی خیال رکھا گیا ہوتا ہے۔ مقاصد کی تشکیل کے بعد مواد اور طریقہ تدریس کا تعین کرتے ہیں اور آخر میں جائزے کے طریقہ کار کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ جائزے کے بعد ضرورت پڑنے پر ہم طریقہ کار، مواد، مقاصد اور آخر میں اقدار کی جانب

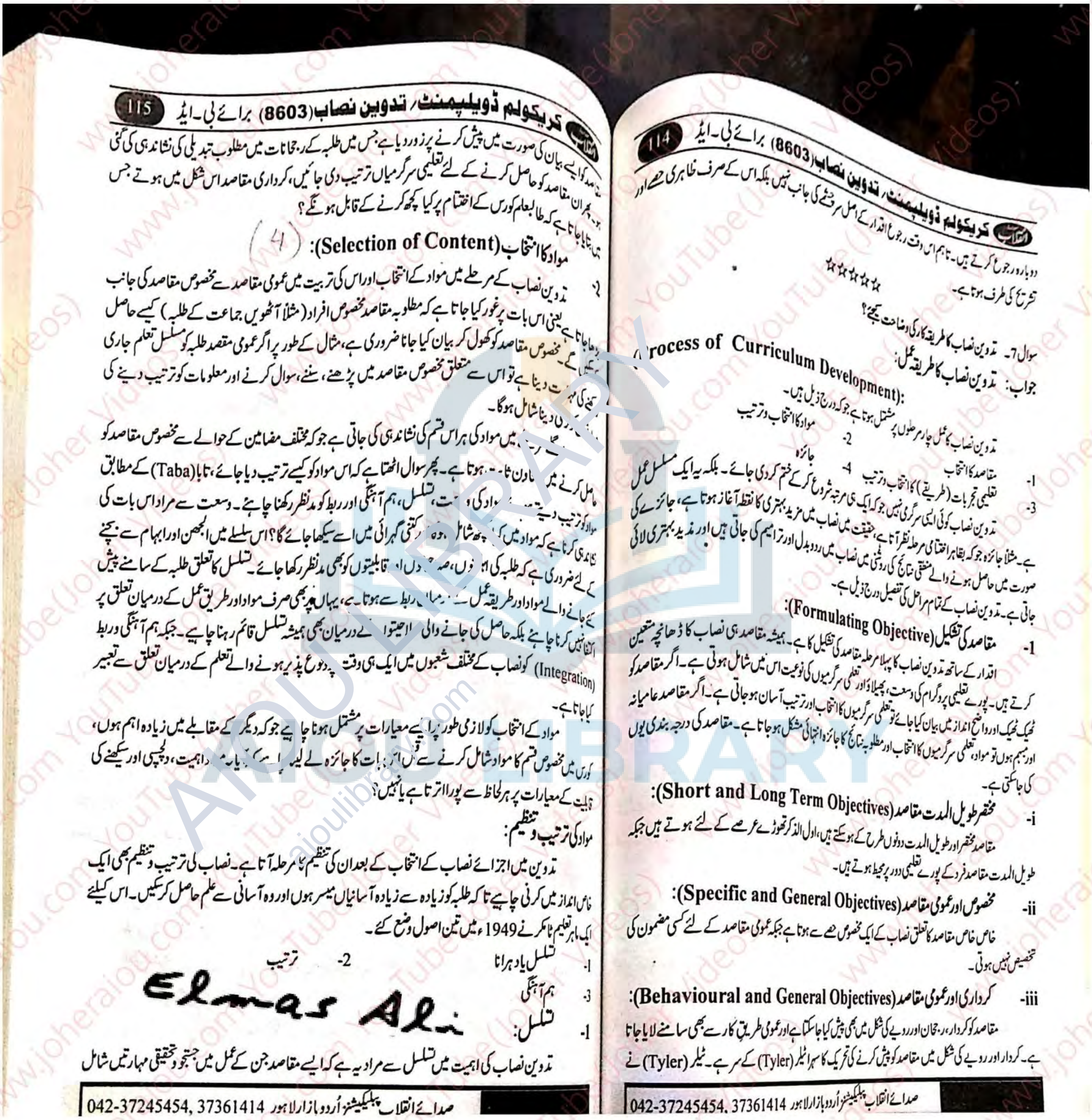

دوبارہ رجوع کرتے ہیں۔ تاہم اس وقت رجوع اقدار کے اصل سرچشمے کی جانب نہیں بلکہ اس کے صرف ظاہری حصے اور تشریح کی طرف ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

سوال 7۔ تدوین نصاب کا طریقہ کار کی وضاحت کیجئے؟

جواب: **تدوین نصاب کا طریقہ عمل (Process of Curriculum Development):**

تدوین نصاب کا عمل چار مرحلوں پر مشتمل ہوتا ہے، جو کہ درج ذیل ہیں۔

-1 مقاصد کا انتخاب -2 مواد کا انتخاب و ترتیب
-3 تعلیمی تجربات (طریقے) کا انتخاب و ترتیب -4 جائزہ

تدوین نصاب کوئی ایسی سرگرمی نہیں جو کہ ایک ہی مرتبہ شروع کر کے ختم کر دی جائے۔ بلکہ یہ ایک مسلسل عمل ہے۔ مثلاً جائزہ جو کہ بظاہر اختتامی مرحلہ نظر آتا ہے، حقیقت میں نصاب میں مزید بہتری کا نقطہ آغاز ہوتا ہے، جائزے کی صورت میں حاصل ہونے والے منطقی نتائج کی روشنی میں نصاب میں ردوبدل اور ترامیم کی جاتی ہیں اور مذید بہتری لائی جاتی ہے۔ تدوین نصاب کے تمام مراحل کی تفصیل درج ذیل ہے۔

-1 مقاصد کی تشکیل (Formulating Objective):

اقدار کے ساتھ تدوین نصاب کا پہلا مرحلہ مقاصد کی تشکیل کا ہے۔ ہمیشہ مقاصد ہی نصاب کا ڈھانچہ متعین کرتے ہیں۔ پورے تعلیمی پروگرام کی وسعت، پھیلاؤ اور تعلیمی سرگرمیوں کی نوعیت اس میں شامل ہوتی ہے۔ اگر مقاصد کو ٹھیک ٹھیک اور واضح انداز میں بیان کیا جائے تو تعلیمی سرگرمیوں کا انتخاب اور ترتیب آسان ہو جاتی ہے۔ اگر مقاصد عامیانہ اور مبہم ہوں تو مواد، تعلیمی سرگرمیوں کا انتخاب اور مطلوبہ نتائج کا جائزہ انتہائی مشکل ہو جاتا ہے۔ مقاصد کی درجہ بندی یوں کی جا سکتی ہے۔

-i مختصر طویل المدت مقاصد (Short and Long Term Objectives):

مقاصد مختصر اور طویل المدت دونوں طرح کے ہو سکتے ہیں، اول الذکر تھوڑے عرصے کے لئے ہوتے ہیں جبکہ طویل المدت مقاصد فرد کے پورے تعلیمی دور پر محیط ہوتے ہیں۔

-ii مخصوص اور عمومی مقاصد (Specific and General Objectives):

خاص خاص مقاصد کا تعلق نصاب کے ایک مخصوص حصے سے ہوتا ہے جبکہ عمومی مقاصد کے لئے کسی مضمون کی تخصیص نہیں ہوتی۔

-iii کرداری اور عمومی مقاصد (Behavioural and General Objectives):

مقاصد کو کردار، رجحان اور رویے کی شکل میں بھی پیش کیا جا سکتا ہے اور عمومی طریق کار سے بھی سامنے لایا جاتا ہے۔ کردار اور رویے کی شکل میں مقاصد کو پیش کرنے کی تحریک کا سہرا ٹیلر (Tyler) کے سر ہے۔ ٹیلر (Tyler) نے

اصد کو ایسے بیان کی صورت میں پیش کرنے پر زور دیا ہے، جس میں طلبہ کے رجحانات میں مطلوب تبدیلی کی نشاندہی کی گئی ہو۔ پھر ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے تعلیمی سرگرمیاں ترتیب دی جائیں، کرداری مقاصد اس شکل میں ہوتے جس میں بتایا جاتا ہے کہ طالبعلم کورس کے اختتام پر کیا کچھ کرنے کے قابل ہونگے؟

مواد کا انتخاب (Selection of Content): (4)

-2 تدوین نصاب کے مرحلے میں مواد کے انتخاب اور اس کی ترتیب میں عمومی مقاصد سے مخصوص مقاصد کی جانب رھا جاتا ہے یعنی اس بات پر غور کیا جاتا ہے کہ مطلوبہ مقاصد مخصوص افراد (مثلاً آٹھویں جماعت کے طلبہ) کیسے حاصل کر سکیں گے۔ مخصوص مقاصد کو کھول کر بیان کیا جانا ضروری ہے، مثال کے طور پر اگر عمومی مقصد طلبہ کو مسلسل تعلم جاری رکھنے کی مہارت دینا ہے تو اس سے متعلق مخصوص مقاصد میں پڑھنے، سننے، سوال کرنے اور معلومات کو ترتیب دینے کی مہارت دینا شامل ہوگا۔

[illegible] میں مواد کی ہر اس قسم کی نشاندہی کی جاتی ہے جو کہ مختلف مضامین کے حوالے سے مخصوص مقاصد کو حاصل کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ پھر سوال اٹھتا ہے کہ اس مواد کو کیسے ترتیب دیا جائے، تابا (Taba) کے مطابق مواد کو ترتیب دیتے [illegible] مواد کی وسعت، تسلسل، ہم آہنگی اور ربط کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ وسعت سے مراد اس بات کی نشاندہی کرنا ہے کہ مواد میں کیا کچھ شامل ہو اور کتنی گہرائی میں اسے سیکھا جائے گا؟ اس سلسلے میں الجھن اور ابہام سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ طلبہ کی اہلیتوں، صلاحیتوں اور قابلیتوں کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ تسلسل کا تعلق طلبہ کے سامنے پیش کئے جانے والے مواد اور طریقہ عمل کے درمیان ربط سے ہوتا ہے، یہاں پر بھی صرف مواد اور طریق عمل کے درمیان تعلق پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے بلکہ حاصل کی جانے والی [illegible] احتیاجات کے درمیان بھی ہمیشہ تسلسل قائم رہنا چاہیے۔ جبکہ ہم آہنگی و ربط (Integration) کو نصاب کے مختلف شعبوں میں ایک ہی وقت پر وقوع پذیر ہونے والے تعلم کے درمیان تعلق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

مواد کے انتخاب کو لازمی طور پر ایسے معیارات پر مشتمل ہونا چاہیے جو کہ دیگر کے مقابلے میں زیادہ اہم ہوں، کورس میں مخصوص قسم کا مواد شامل کرنے سے قبل اس بات کا جائزہ لے لینا [illegible] اہمیت، دلچسپی اور سیکھنے کی قابلیت کے معیارات پر ہر لحاظ سے پورا اترتا ہے یا نہیں؟

مواد کی ترتیب و تنظیم:

تدوین میں اجزائے نصاب کے انتخاب کے بعد ان کی تنظیم کا مرحلہ آتا ہے۔ نصاب کی ترتیب و تنظیم بھی ایک خاص انداز میں کرنی چاہیے تاکہ طلبہ کو زیادہ سے زیادہ آسانیاں میسر ہوں اور وہ آسانی سے علم حاصل کر سکیں۔ اس کیلئے ایک ماہر تعلیم ٹامکر نے 1949ء میں تین اصول وضع کئے۔

-1 تسلسل یا دہرانا -2 ترتیب
-3 ہم آہنگی

Elmas Ali

-1 تسلسل:

تدوین نصاب کی اہمیت میں تسلسل سے مراد یہ ہے کہ ایسے مقاصد جن کے عمل میں جستجو و تحقیقی مہارتیں شامل

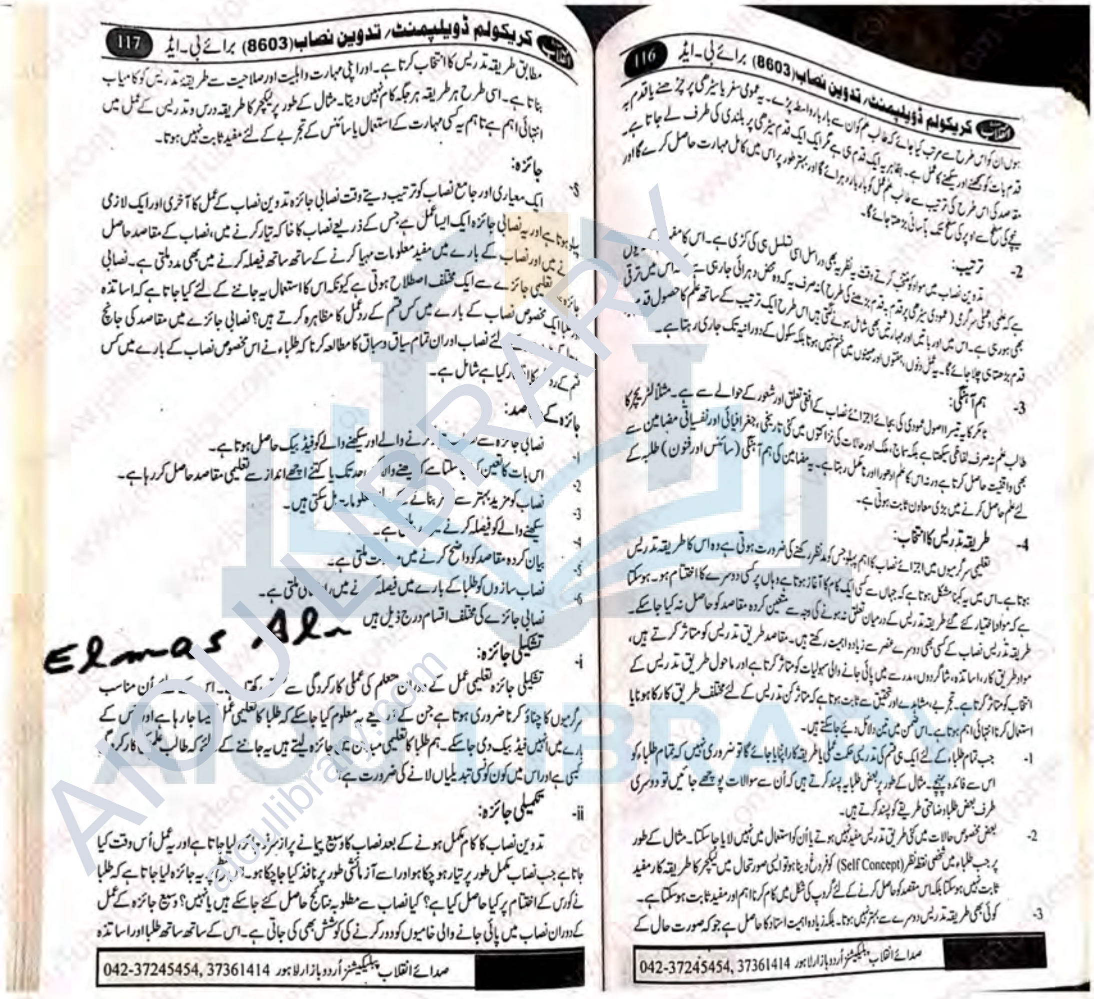

ہوں ان کو اس طرح سے مرتب کیا جائے کہ طالب علم کو ان سے بار بار واسطہ پڑے۔ یہ عمودی سفر یا سیڑھی پر چڑھنے یا قدم بہ قدم بات کو سمجھنے اور سیکھنے کا عمل ہے۔ بظاہر یہ ایک قدم ہی ہے مگر ایک ایک قدم سیڑھی پر بلندی کی طرف لے جاتا ہے۔ مقصد کی اس طرح کی ترتیب سے طالب علم عمل کو بار بار دہرائے گا اور بہتر طور پر اس میں کامل مہارت حاصل کرے گا اور نیچے کی سطح سے اوپر کی سطح تک بآسانی بڑھتا جائے گا۔

-2 ترتیب:

تدوین نصاب میں مواد کو منتخب کرتے وقت یہ نظریہ بھی دراصل اسی تسلسل ہی کی کڑی ہے۔ اس کا [illegible] ہے کہ علمی و عملی سرگرمی (عمودی سیڑھی پر قدم بہ قدم بڑھنے کی طرح) نہ صرف یہ کہ وہ محض دہرائی جا رہی ہے بلکہ اس میں ترقی بھی ہو رہی ہے۔ اس میں اور باتیں اور مہارتیں بھی شامل ہوتی جاتی ہیں اس طرح ایک ترتیب کے ساتھ علم کا حصول قدم بہ قدم بڑھتا ہی چلا جائے گا۔ یہ عمل دنوں، ہفتوں اور مہینوں میں ختم نہیں ہوتا بلکہ سکول کے دورانیہ تک جاری رہتا ہے۔

-3 ہم آہنگی:

ہم مرکز کا یہ تیسرا اصول عمودی کی بجائے اجزائے نصاب کے افقی تعلق اور شعور کے حوالے سے ہے۔ مثلاً لٹریچر کا طالب علم نہ صرف لغات ہی سیکھتا ہے بلکہ سماج، ملک اور حالات کی نزاکتوں میں کئی تاریخی، جغرافیائی اور نفسیاتی مضامین سے بھی واقفیت حاصل کرتا ہے ورنہ اس کا علم ادھورا اور نامکمل رہتا ہے۔ یہ مضامین کی ہم آہنگی (سائنس اور فنون) طلبہ کے لئے علم حاصل کرنے میں بڑی معاون ثابت ہوتی ہے۔

-4 طریقہ تدریس کا انتخاب:

تعلیمی سرگرمیوں میں اجزائے نصاب کا اہم پہلو جس کو مدنظر رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے وہ اس کا طریقہ تدریس ہوتا ہے۔ اس میں یہ کہنا مشکل ہوتا ہے کہ جہاں سے کسی ایک کام کا آغاز ہوتا ہے وہاں پر کسی دوسرے کا اختتام ہو۔ ہو سکتا ہے کہ مواد اختیار کئے گئے طریقہ تدریس کے درمیان تعلق نہ ہونے کی وجہ سے متعین کردہ مقاصد کو حاصل نہ کیا جا سکے۔ طریقہ تدریس نصاب کے کسی بھی دوسرے عنصر سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ مقاصد طریق تدریس کو متاثر کرتے ہیں، مواد طریق کار، اساتذہ، شاگردوں، مدرسے میں پائی جانے والی سہولیات کو متاثر کرتا ہے اور ماحول طریق تدریس کے انتخاب کو متاثر کرتا ہے۔ تجربے، مشاہدے اور تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ متاثر کن تدریس کے لئے مختلف طریق کار کا ہونا یا استعمال کرنا انتہائی اہم ہوتا ہے۔ اس ضمن میں تین دلائل دیے جا سکتے ہیں۔

-1 جب تمام طلباء کے لئے ایک ہی قسم کی تدریسی حکمت عملی یا طریقہ کار اپنایا جائے گا تو ضروری نہیں کہ تمام طلباء کو اس سے فائدہ پہنچے۔ مثال کے طور پر بعض طلباء یہ پسند کرتے ہیں کہ اُن سے سوالات پوچھے جائیں تو دوسری طرف بعض طلباء وضاحتی طریقے کو پسند کرتے ہیں۔

-2 بعض مخصوص حالات میں کئی طریق تدریس مفید نہیں ہوتے یا اُن کو استعمال میں نہیں لایا جا سکتا۔ مثال کے طور پر جب طلباء میں شخصی نقطہ نظر (Self Concept) کو فروغ دینا ہو تو ایسی صورتحال میں لیکچر کا طریقہ کار مفید ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے گروپ کی شکل میں کام کرنا اہم اور مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

-3 کوئی بھی طریقہ تدریس دوسرے سے بہتر نہیں ہوتا۔ بلکہ زیادہ اہمیت استاد کا حاصل ہے جو کہ صورت حال کے

مطابق طریقہ تدریس کا انتخاب کرتا ہے۔ اور اپنی مہارت و اہلیت اور صلاحیت سے طریقہ تدریس کو کامیاب بناتا ہے۔ اسی طرح ہر طریقہ ہر جگہ کام نہیں دیتا۔ مثال کے طور پر لیکچر کا طریقہ درس و تدریس کے عمل میں انتہائی اہم ہے تاہم یہ کسی مہارت کے استعمال یا سائنس کے تجربے کے لئے مفید ثابت نہیں ہوتا۔

-5 جائزہ:

ایک معیاری اور جامع نصاب کو ترتیب دیتے وقت نصابی جائزہ تدوین نصاب کے عمل کا آخری اور ایک لازمی پہلو ہوتا ہے اور یہ نصابی جائزہ ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے نصاب کا خاکہ تیار کرنے میں، نصاب کے مقاصد حاصل کرنے میں اور نصاب کے بارے میں مفید معلومات مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ فیصلہ کرنے میں بھی مدد ملتی ہے۔ نصابی جائزہ تعلیمی جائزے سے ایک مختلف اصطلاح ہوتی ہے کیونکہ اس کا استعمال یہ جاننے کے لئے کیا جاتا ہے کہ اساتذہ اور طلبا ایک مخصوص نصاب کے بارے میں کس قسم کے ردعمل کا مظاہرہ کرتے ہیں؟ نصابی جائزے میں مقاصد کی جانچ [illegible] لئے نصاب اور ان تمام سیاق و سباق کا مطالعہ کرنا کہ طلباء نے اس مخصوص نصاب کے بارے میں کس قسم کے رد [illegible] کا [illegible] کیا ہے شامل ہے۔

جائزہ کے مقاصد:

-1 نصابی جائزہ سے [illegible] کرنے والے اور سیکھنے والے کو فیڈ بیک حاصل ہوتا ہے۔

-2 اس بات کا تعین کیا جا سکتا ہے کہ پڑھنے والا کس حد تک یا کتنے اچھے انداز سے تعلیمی مقاصد حاصل کر رہا ہے۔

-3 نصاب کو مزید بہتر سے بہتر بنانے [illegible] معلومات مل سکتی ہیں۔

-4 سیکھنے والے کو فیصلہ کرنے میں [illegible] ہے۔

-5 بیان کردہ مقاصد کو واضح کرنے میں معاونت ملتی ہے۔

-6 نصاب سازوں کو طلبا کے بارے میں فیصلہ کرنے میں رہنمائی ملتی ہے۔

نصابی جائزے کی مختلف اقسام درج ذیل ہیں

Elmas Ali

-i تشکیلی جائزہ:

تشکیلی جائزہ تعلیمی عمل کے دوران معلم کی عملی کارکردگی سے [illegible] رکھتا ہے۔ اس [illegible] اُن مناسب سرگرمیوں کا چناؤ کرنا ضروری ہوتا ہے جن کے ذریعے یہ معلوم کیا جا سکے کہ طلبا کا تعلیمی عمل کیسا جا رہا ہے اور اس کے بارے میں انہیں فیڈ بیک دی جا سکے۔ ہم طلبا کا تعلیمی میدان میں جائزہ لیتے ہیں یہ جاننے کے لئے کہ طالب علم کی کارکردگی کیسی ہے اور اس میں کون کونسی تبدیلیاں لانے کی ضرورت ہے۔

-ii تکمیلی جائزہ:

تدوین نصاب کا کام مکمل ہونے کے بعد نصاب کا وسیع پیمانے پر از سر نو جائزہ لیا جاتا ہے اور یہ عمل اُس وقت کیا جاتا ہے جب نصاب مکمل طور پر تیار ہو چکا ہو اور اسے آزمائشی طور پر نافذ کیا جا چکا ہو۔ [illegible] پر یہ جائزہ لیا جاتا ہے کہ طلبا نے کورس کے اختتام پر کیا حاصل کیا ہے؟ کیا نصاب سے مطلوبہ نتائج حاصل کئے جا سکے ہیں یا نہیں؟ وسیع جائزہ کے عمل کے دوران نصاب میں پائی جانے والی خامیوں کو دور کرنے کی کوشش بھی کی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ طلبا اور اساتذہ

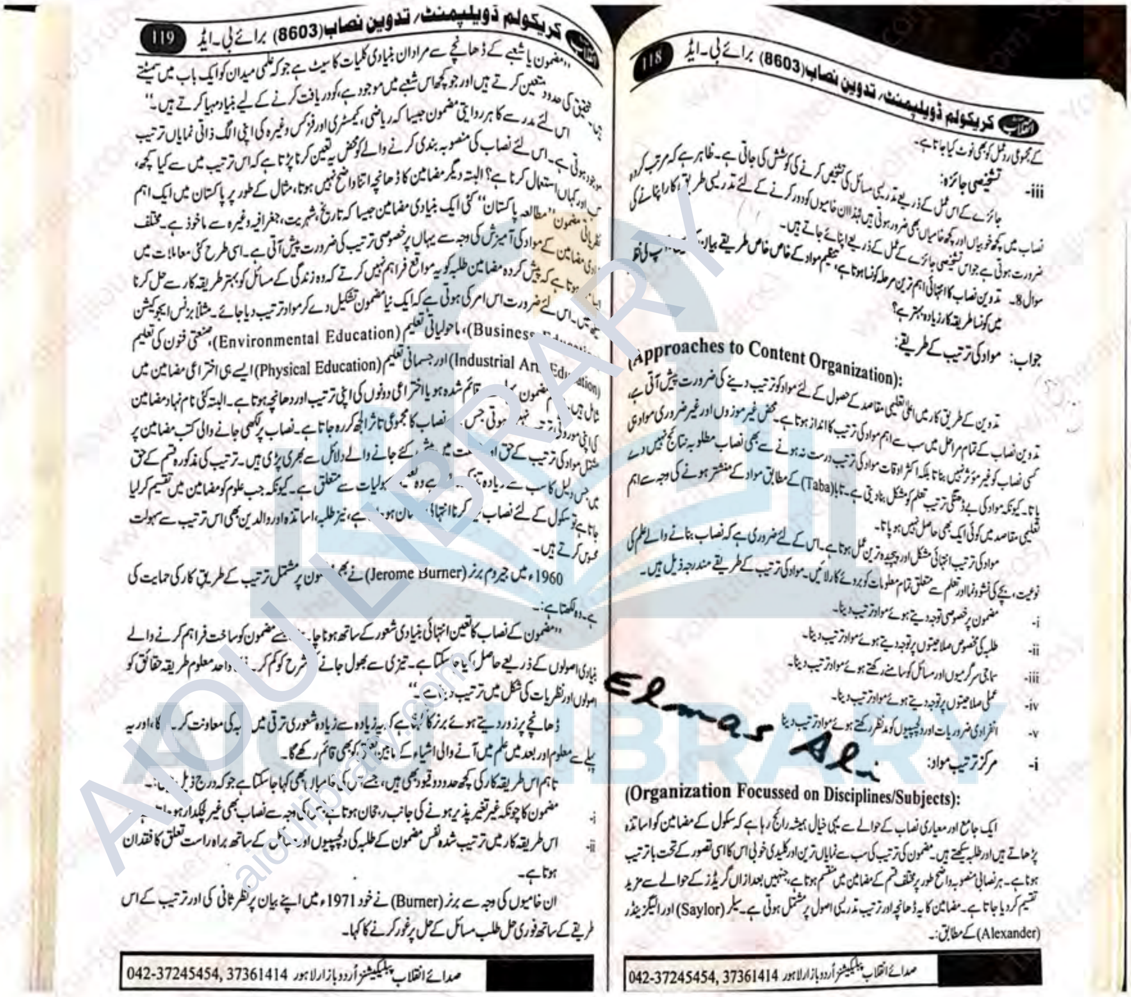

کریکولم ڈویلپمنٹ، تدوین نصاب (8603) برائے بی۔ایڈ 118

کے مجموعی رد عمل کو بھی نوٹ کیا جاتا ہے۔

iii- **تشخیصی جائزہ:**

جائزے کے اس عمل کے ذریعے تدریسی مسائل کی تشخیص کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ مرتب کردہ نصاب میں کچھ خوبیاں اور کچھ خامیاں بھی ضرور ہوتی ہیں لہٰذا ان خامیوں کو دور کرنے کے لئے تدریسی طریقہ کار اپنانے کی ضرورت ہوتی ہے جو اس تشخیصی جائزے کے عمل کے ذریعے اپنائے جاتے ہیں۔

سوال 8۔ تدوین نصاب کا انتہائی اہم ترین مرحلہ کونسا ہوتا ہے؟ تنظیم مواد کے خاص خاص طریقے بیان کریں۔ آپ کی نظر میں کونسا طریقہ کار زیادہ بہتر ہے؟

جواب: مواد کی ترتیب کے طریقے (Approaches to Content Organization):

تدوین کے طریق کار میں اعلیٰ تعلیمی مقاصد کے حصول کے لئے مواد کو ترتیب دینے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ تدوین نصاب کے تمام مراحل میں سب سے اہم مواد کی ترتیب کا انداز ہوتا ہے۔ محض غیر موزوں اور غیر ضروری مواد ہی کسی نصاب کو غیر مؤثر نہیں بناتا بلکہ اکثر اوقات مواد کی ترتیب درست نہ ہونے سے بھی نصاب مطلوبہ نتائج نہیں دے پاتا۔ کیونکہ مواد کی بے ڈھنگی ترتیب تعلم کو مشکل بنا دیتی ہے۔ تابا (Taba) کے مطابق مواد کے منتشر ہونے کی وجہ سے اہم تعلیمی مقاصد میں کوئی ایک بھی حاصل نہیں ہو پاتا۔ مواد کی ترتیب انتہائی مشکل اور پیچیدہ ترین عمل ہوتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ نصاب بنانے والے علم کی نوعیت، بچے کی نشوونما اور تعلم سے متعلق تمام معلومات کو بروئے کار لائیں۔ مواد کی ترتیب کے طریقے مندرجہ ذیل ہیں۔

i- مضمون پر خصوصی توجہ دیتے ہوئے مواد ترتیب دینا۔
ii- طلبہ کی مخصوص صلاحیتوں پر توجہ دیتے ہوئے مواد ترتیب دینا۔
iii- سماجی سرگرمیوں اور مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے مواد ترتیب دینا۔
iv- عملی صلاحیتوں پر توجہ دیتے ہوئے مواد ترتیب دینا۔
v- انفرادی ضروریات اور دلچسپیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مواد ترتیب دینا

Elmas Ali

i- **مرکز ترتیب مواد:**

(Organization Focussed on Disciplines/Subjects):

ایک جامع اور معیاری نصاب کے حوالے سے یہی خیال ہمیشہ رائج رہا ہے کہ سکول کے مضامین کو اساتذہ پڑھاتے ہیں اور طلبہ سیکھتے ہیں۔ مضمون کی ترتیب کی سب سے نمایاں ترین اور کلیدی خوبی اس کا اسی تصور کے تحت با ترتیب ہونا ہے۔ ہر نصابی منصوبہ واضح طور پر مختلف قسم کے مضامین میں منقسم ہوتا ہے، جنہیں بعد ازاں گریڈز کے حوالے سے مزید تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ مضامین کا یہ ڈھانچہ اور ترتیب تدریسی اصول پر مشتمل ہوتی ہے۔ سیلر (Saylor) اور الیگزینڈر (Alexander) کے مطابق:۔

صدائے انقلاب پبلیکیشنز اُردو بازار لاہور 042-37245454, 37361414

کریکولم ڈویلپمنٹ، تدوین نصاب (8603) برائے بی۔ایڈ 119

''مضمون یا شعبے کے ڈھانچے سے مراد ان بنیادی کلیات کا سیٹ ہے جو کہ علمی میدان کو ایک باب میں سمیٹتے، تحقیق کی حدود متعین کرتے ہیں اور جو کچھ اس شعبے میں موجود ہے، کو دریافت کرنے کے لیے بنیاد مہیا کرتے ہیں۔''

جہاں اس لئے مدرسے کا ہر روایتی مضمون جیسا کہ ریاضی، کیمسٹری اور فزکس وغیرہ کی اپنی الگ ذاتی نمایاں ترتیب موجود ہوتی ہے۔ اس لئے نصاب کی منصوبہ بندی کرنے والے کو محض یہ تعین کرنا پڑتا ہے کہ اس ترتیب میں سے کیا کچھ، کب اور کہاں استعمال کرتا ہے؟ البتہ دیگر مضامین کا ڈھانچہ اتنا واضح نہیں ہوتا، مثال کے طور پر پاکستان میں ایک اہم نظریاتی مضمون ''مطالعہ پاکستان'' کئی ایک بنیادی مضامین جیسا کہ تاریخ، شہریت، جغرافیہ وغیرہ سے ماخوذ ہے۔ مختلف بنیادی مضامین کے مواد کی آمیزش کی وجہ سے یہاں پر خصوصی ترتیب کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اسی طرح کئی معاملات میں ایسا ہوتا ہے کہ پیش کردہ مضامین طلبہ کو یہ مواقع فراہم نہیں کرتے کہ وہ زندگی کے مسائل کو بہتر طریقہ کار سے حل کرنا سیکھتے ہیں۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہوتی ہے کہ ایک نیا مضمون تشکیل دے کر مواد ترتیب دیا جائے۔ مثلاً بزنس ایجوکیشن (Business Education)، ماحولیاتی تعلیم (Environmental Education)، صنعتی فنون کی تعلیم (Industrial Arts Education) اور جسمانی تعلیم (Physical Education) ایسے ہی اختراعی مضامین میں شامل ہیں۔ مضمون [illegible] قائم شدہ ہو یا اختراعی دونوں کی اپنی ترتیب اور ڈھانچہ ہوتا ہے۔ البتہ کئی نام نہاد مضامین کی اپنی موروثی ترتیب نہیں ہوتی جس [illegible] نصاب کا مجموعی تاثر الجھ کر رہ جاتا ہے۔ نصاب پر لکھی جانے والی کتب مضامین پر مشتمل مواد کی ترتیب کے حق اور [illegible] میں پیش کئے جانے والے دلائل سے بھری پڑی ہیں۔ ترتیب کی مذکورہ قسم کے حق میں جس دلیل کا سب سے زیادہ [illegible] ہے وہ [illegible] کلیات سے متعلق ہے۔ کیونکہ جب علوم کو مضامین میں تقسیم کر لیا جاتا ہے تو سکول کے لئے نصاب [illegible] کرنا انتہائی آسان ہو جاتا ہے، نیز طلبہ، اساتذہ اور والدین بھی اس ترتیب سے سہولت محسوس کرتے ہیں۔

1960ء میں جیروم برنر (Jerome Burner) نے بھی مضمون پر مشتمل ترتیب کے طریق کار کی حمایت کی ہے۔ وہ لکھتا ہے:۔

''مضمون کے نصاب کا تعین انتہائی بنیادی شعور کے ساتھ ہونا چاہئے جسے مضمون کو ساخت فراہم کرنے والے بنیادی اصولوں کے ذریعے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ تیزی سے بھول جانے کی شرح کو کم کرنے کا واحد معلوم طریقہ حقائق کو اصولوں اور نظریات کی شکل میں ترتیب دینا ہے۔''

ڈھانچے پر زور دیتے ہوئے برنر کا کہنا ہے کہ یہ زیادہ سے زیادہ شعوری ترقی میں طلبہ کی معاونت کرے گا، اور یہ پہلے سے معلوم اور بعد میں علم میں آنے والی اشیاء کے مابین تعلق کو بھی قائم رکھے گا۔

تاہم اس طریقہ کار کی کچھ حدود و قیود بھی ہیں، جسے اس کی خامیاں بھی کہا جا سکتا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:۔

i- مضمون کا چونکہ غیر تغیر پذیر ہونے کی جانب رجحان ہوتا ہے جس کی وجہ سے نصاب بھی غیر لچکدار ہو جاتا ہے۔
ii- اس طریقہ کار میں ترتیب شدہ نفس مضمون کے طلبہ کی دلچسپیوں اور مسائل کے ساتھ براہ راست تعلق کا فقدان ہوتا ہے۔

ان خامیوں کی وجہ سے برنر (Burner) نے خود 1971ء میں اپنے بیان پر نظر ثانی کی اور ترتیب کے اس طریقے کے ساتھ فوری حل طلب مسائل کے حل پر غور کرنے کا کہا۔

صدائے انقلاب پبلیکیشنز اُردو بازار لاہور 042-37245454, 37361414

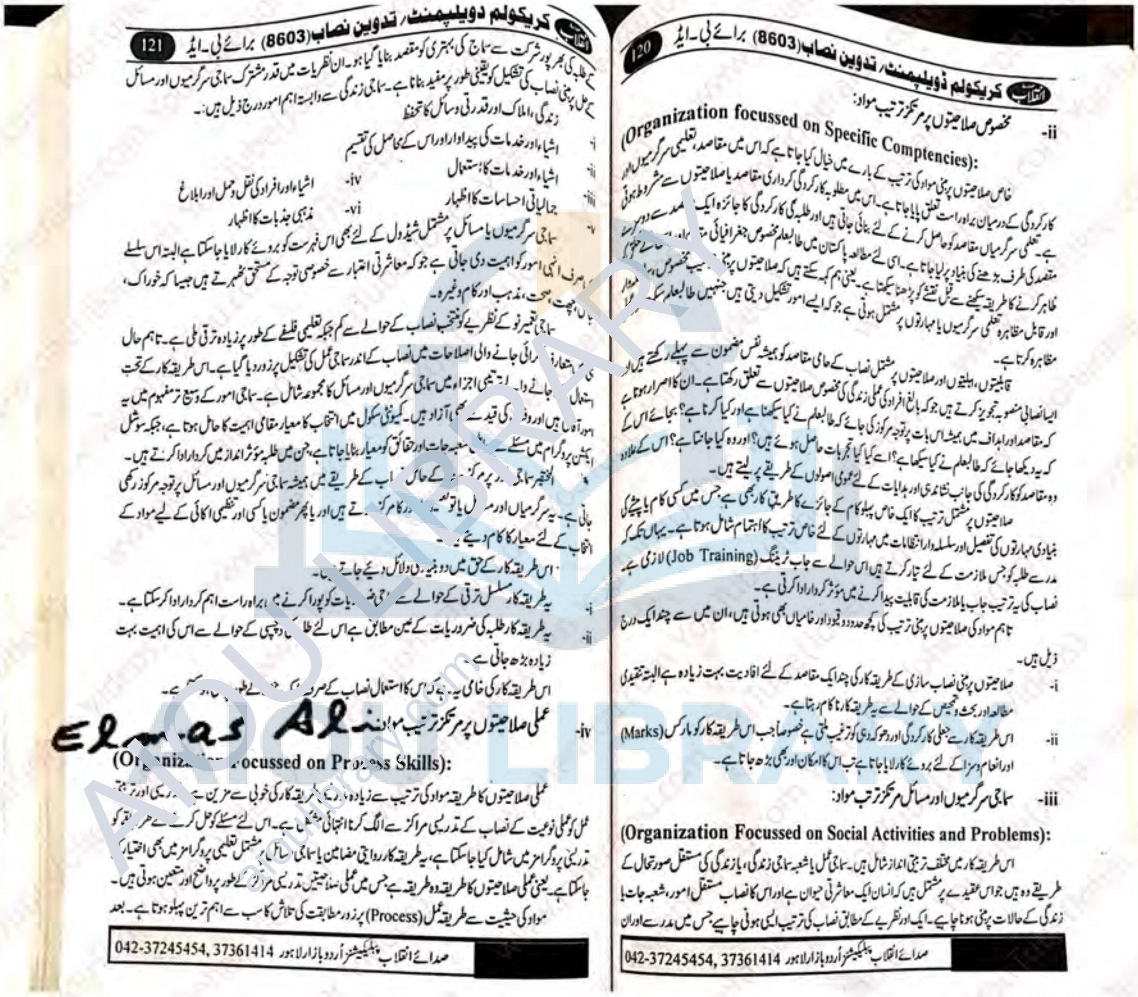

ii- مخصوص صلاحیتوں پر مرتکز ترتیب مواد:

(Organization focussed on Specific Comptencies):

خاص صلاحیتوں پر مبنی مواد کی ترتیب کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ اس میں مقاصد، تعلیمی سرگرمیاں اور کارکردگی کے درمیان براہ راست تعلق پایا جاتا ہے۔ اس میں مطلوبہ کارکردگی کرداری مقاصد یا صلاحیتوں سے مشروط ہوتی ہے۔ تعلیمی سرگرمیاں مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے بنائی جاتی ہیں اور طلبہ کی کارکردگی کا جائزہ ایک مقصد سے دوسرے مقصد کی طرف بڑھنے کی بنیاد پر لیا جاتا ہے۔ اسی لئے مطالعہ پاکستان میں طالبعلم مخصوص جغرافیائی [illegible] ظاہر کرنے کا طریقہ سیکھنے سے قبل نقشے کو پڑھنا سیکھتا ہے۔ یعنی ہم کہہ سکتے ہیں کہ صلاحیتوں پر مبنی ترتیب مخصوص، [illegible] معیار اور قابل مظاہرہ تعلیمی سرگرمیوں یا مہارتوں پر مشتمل ہوتی ہے جو کہ ایسے امور تشکیل دیتی ہیں جنہیں طالبعلم سیکھ کر مظاہرہ کرتا ہے۔

قابلیتوں، اہلیتوں اور صلاحیتوں پر مشتمل نصاب کے حامی مقاصد کو ہمیشہ نفس مضمون سے پہلے رکھتے ہیں اور ایسا نصابی منصوبہ تجویز کرتے ہیں جو کہ بالغ افراد کی عملی زندگی کی مخصوص صلاحیتوں سے تعلق رکھتا ہے۔ ان کا اصرار ہوتا ہے کہ مقاصد اور اہداف میں ہمیشہ اس بات پر توجہ مرکوز کی جائے کہ طالبعلم نے کیا سیکھنا ہے اور کیا کرنا ہے؟ بجائے اس کے کہ یہ دیکھا جائے کہ طالبعلم نے کیا سیکھا ہے؟ اسے کیا کیا تجربات حاصل ہوئے ہیں؟ اور وہ کیا جانتا ہے؟ اس کے علاوہ وہ مقاصد کو کارکردگی کی جانب نشاندہی اور ہدایات کے لئے عمومی اصولوں کے طریقے پر لیتے ہیں۔

صلاحیتوں پر مشتمل ترتیب کا ایک خاص پہلو کام کے جائزے کا طریق کار بھی ہے جس میں کسی کام یا پیشے کی بنیادی مہارتوں کی تفصیل اور سلسلہ وار انتظامات میں مہارتوں کے لئے خاص ترتیب کا اہتمام شامل ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ مدرسے طلبہ کو جس ملازمت کے لئے تیار کرتے ہیں اس حوالے سے جاب ٹریننگ (Job Training) لازمی ہے۔ نصاب کی یہ ترتیب جاب یا ملازمت کی قابلیت پیدا کرنے میں مؤثر کردار ادا کرتی ہے۔

تاہم مواد کی صلاحیتوں پر مبنی ترتیب کی کچھ حدود و قیود اور خامیاں بھی ہوتی ہیں، ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

i- صلاحیتوں پر مبنی نصاب سازی کے طریقہ کار کی چند ایک مقاصد کے لئے افادیت بہت زیادہ ہے البتہ تنقیدی مطالعہ اور بحث و تمحیص کے حوالے سے یہ طریقہ کار ناکام رہتا ہے۔

ii- اس طریقہ کار سے جعلی کارکردگی اور دھوکہ دہی کو ترغیب ملتی ہے خصوصاً جب اس طریقہ کار کو مارکس (Marks) اور انعام و سزا کے لئے بروئے کار لایا جاتا ہے تب اس کا امکان اور بھی بڑھ جاتا ہے۔

iii- سماجی سرگرمیوں اور مسائل مرتکز ترتب مواد:

(Organization Focussed on Social Activities and Problems):

اس طریقہ کار میں مختلف ترتیبی انداز شامل ہیں۔ سماجی عمل یا شعبہ سماجی زندگی، یا زندگی کی مستقل صورتحال کے طریقے وہ ہیں جو اس عقیدے پر مشتمل ہیں کہ انسان ایک معاشرتی حیوان ہے اور اس کا نصاب مستقل امور، شعبہ جات یا زندگی کے حالات پر مبنی ہونا چاہیے۔ ایک اور نظریے کے مطابق نصاب کی ترتیب ایسی ہونی چاہیے جس میں مدرسے اور ان

کے طلبہ کی بھرپور شرکت سے سماج کی بہتری کو مقصد بنایا گیا ہو۔ ان نظریات میں قدر مشترک سماجی سرگرمیوں اور مسائل کے حل پر مبنی نصاب کی تشکیل کو یقینی طور پر مفید بناتا ہے۔ سماجی زندگی سے وابستہ اہم امور درج ذیل ہیں:۔

زندگی، املاک اور قدرتی وسائل کا تحفظ
i- اشیاء اور خدمات کی پیداوار اور اس کے محاصل کی تقسیم
ii- اشیاء اور خدمات کا استعمال
iii- جمالیاتی احساسات کا اظہار
iv- اشیاء اور افراد کی نقل و حمل اور ابلاغ
vi- مذہبی جذبات کا اظہار

v- سماجی سرگرمیوں یا مسائل پر مشتمل شیڈول کے لئے بھی اس فہرست کو بروئے کار لایا جاسکتا ہے البتہ اس سلسلے میں صرف انہی امور کو اہمیت دی جاتی ہے جو کہ معاشرتی اعتبار سے خصوصی توجہ کے مستحق ٹھہرتے ہیں جیسا کہ خوراک، لباس، چھت، صحت، مذہب اور کام وغیرہ۔

سماجی تعمیر نو کے نظریے کو منتخب نصاب کے حوالے سے کم جبکہ تعلیمی فلسفے کے طور پر زیادہ ترقی ملی ہے۔ تاہم حال ہی میں متعارف کرائی جانے والی اصلاحات میں نصاب کے اندر سماجی عمل کی تشکیل پر زور دیا گیا ہے۔ اس طریقہ کار کے تحت استعمال کیے جانے والے تعلیمی اجزاء میں سماجی سرگرمیوں اور مسائل کا مجموعہ شامل ہے۔ سماجی امور کے وسیع تر مفہوم میں یہ امور آتے ہیں اور وقت کی قید سے بھی آزاد ہیں۔ کمیونٹی سکول میں انتخاب کا معیار مقامی اہمیت کا حامل ہوتا ہے، جبکہ سوشل ایکشن پروگرام میں مسئلے [illegible] شعبہ جات اور حقائق کو معیار بنایا جاتا ہے، جن میں طلبہ مؤثر انداز میں کردار ادا کرتے ہیں۔

المختصر سماجی [illegible] پر مرکوز [illegible] کے حامل نصاب کے طریقے میں ہمیشہ سماجی سرگرمیوں اور مسائل پر توجہ مرکوز رکھی جاتی ہے۔ یہ سرگرمیاں اور مسائل یا تو [illegible] اور کام مرکوز کرتے ہیں اور یا پھر مضمون یا کسی اور تنظیمی اکائی کے لیے مواد کے انتخاب کے لئے معیار کا کام دیتے ہیں۔

اس طریقہ کار کے حق میں دو بنیادی دلائل دیے جاتے ہیں۔

i- یہ طریقہ کار مسلسل ترقی کے حوالے سے سماجی ضروریات کو پورا کرنے میں براہ راست اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

ii- یہ طریقہ کار طلبہ کی ضروریات کے عین مطابق ہے اس لئے طلبہ کی دلچسپی کے حوالے سے اس کی اہمیت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

اس طریقہ کار کی خامی یہ ہے کہ اس کا استعمال نصاب کے صرف [illegible] ہو سکتا ہے۔

Elmas Ali

iv- عملی صلاحیتوں پر مرتکز ترتیب مواد:

(Organization Focussed on Process Skills):

عملی صلاحیتوں کا طریقہ مواد کی ترتیب سے زیادہ [illegible] طریقہ کار کی خوبی سے مزین ہے [illegible] تدریسی اور ترتیب [illegible] عمل کو عملی نوعیت کے نصاب کے تدریسی مراکز سے الگ کرنا انتہائی مشکل ہے۔ اس لئے مسئلے کو حل کرنے کے طریقہ کو تدریسی پروگرامز میں شامل کیا جاسکتا ہے، یہ طریقہ کار روایتی مضامین یا سماجی مسائل پر مشتمل تعلیمی پروگرامز میں بھی اختیار کیا جاسکتا ہے۔ یعنی عملی صلاحیتوں کا طریقہ وہ طریقہ ہے جس میں عملی صلاحیتیں تدریسی مراکز کے طور پر واضح اور متعین ہوتی ہیں۔ مواد کی حیثیت سے طریقہ عمل (Process) پر زور مطابقت کی تلاش کا سب سے اہم ترین پہلو ہوتا ہے۔ بعد

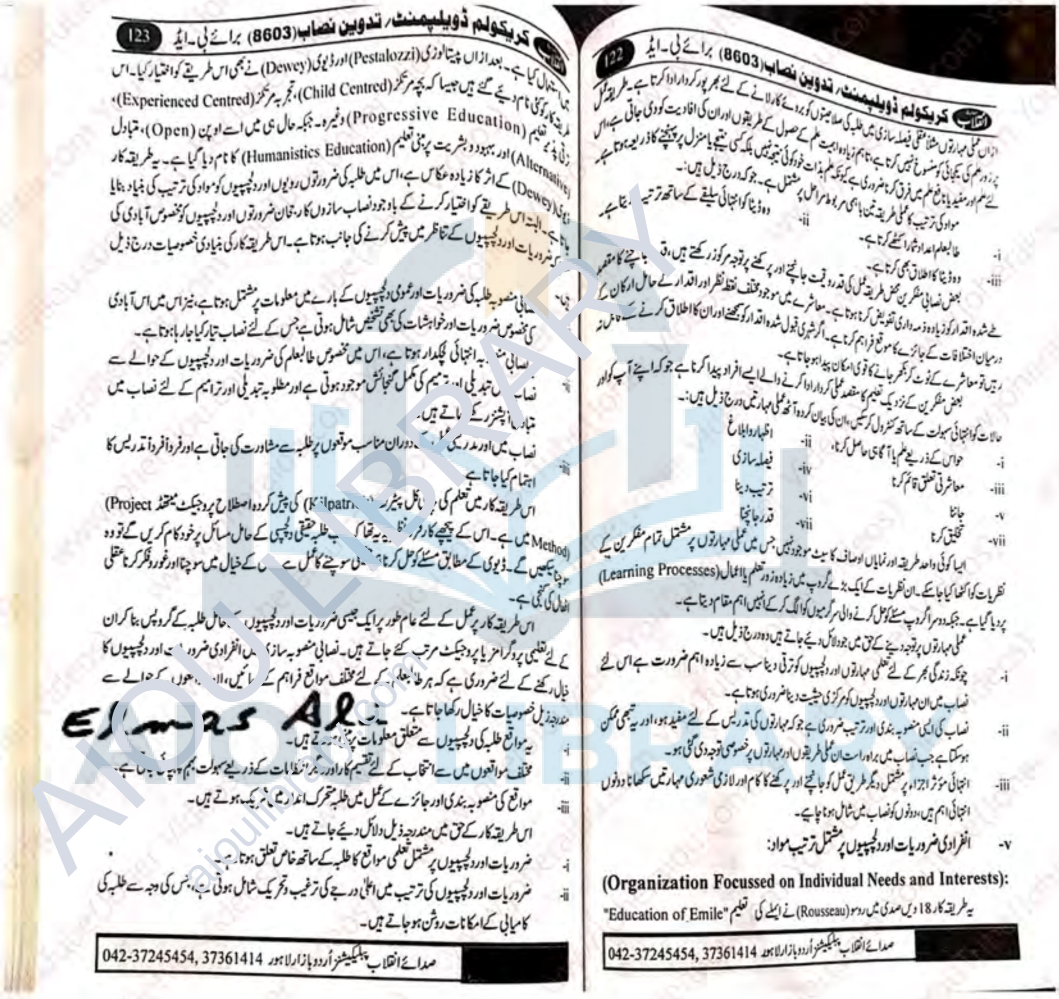

ازاں عملی مہارتوں مثلاً منطقی فیصلہ سازی میں طلبہ کی صلاحیتوں کو بروئے کارلانے کے لئے بھرپور کردار ادا کرتا ہے۔ طریقہ عمل پر زور علم کی یکجائی کو منسوخ نہیں کرتا ہے، تاہم زیادہ اہمیت علم کے حصول کے طریقوں اور ان کی افادیت کو دی جاتی ہے۔ اس لئے علم اور مفید یا نافع علم میں فرق کرنا ضروری ہے کیونکہ علم بذات خود کوئی نتیجہ نہیں بلکہ کسی نتیجے یا منزل پر پہنچنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔

مواد کی ترتیب کا عملی طریقہ تین باہمی مربوط مراحل پر مشتمل ہے۔ جو کہ درج ذیل ہیں:۔

i- طالبعلم اعداد وشمار اکٹھے کرتا ہے۔
ii- وہ ڈیٹا کو انتہائی سلیقے کے ساتھ ترتیب دیتا ہے۔
iii- وہ ڈیٹا کا اطلاق بھی کرتا ہے۔

بعض نصابی مفکرین محض طریقہ عمل کی قدر و قیمت جانچنے اور پرکھنے پر توجہ مرکوز رکھتے ہیں، ق[illegible] جانچنے کا مقصد طے شدہ اقدار کو زیادہ ذمہ داری تفویض کرنا ہوتا ہے۔ معاشرے میں موجود مختلف نقطہ نظر اور اقدار کے حامل ارکان کے درمیان اختلافات کے جائزے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ اگر شہری قبول شدہ اقدار کو سمجھنے اور ان کا اطلاق کرنے کے قابل نہ رہیں تو معاشرے کے ٹوٹ کر بکھر جانے کا قوی امکان پیدا ہو جاتا ہے۔

بعض مفکرین کے نزدیک تعلیم کا مقصد عملی کردار ادا کرنے والے ایسے افراد پیدا کرنا ہے جو کہ اپنے آپ کو اور حالات کو انتہائی سہولت کے ساتھ کنٹرول کر سکیں، ان کی بیان کردہ آٹھ عملی مہارتیں درج ذیل ہیں:۔

i- حواس کے ذریعے علم یا آگاہی حاصل کرنا۔
ii- اظہار وابلاغ
iii- معاشرتی تعلق قائم کرنا
iv- فیصلہ سازی
v- جاننا
vi- ترتیب دینا
vii- تخلیق کرنا
vii- قدر جانچنا

ایسا کوئی واحد طریقہ اور نمایاں اوصاف کا سیٹ موجود نہیں جس میں عملی مہارتوں پر مشتمل تمام مفکرین کے نظریات کو اکٹھا کیا جا سکے۔ ان نظریات کے ایک بڑے گروپ میں زیادہ زور تعلم یا اعمال (Learning Processes) پر دیا گیا ہے۔ جبکہ دوسرا گروپ مسئلے کو حل کرنے والی سرگرمیوں کو الگ کر کے انہیں اہم مقام دیتا ہے۔

عملی مہارتوں پر توجہ دینے کے حق میں جو دلائل دیے جاتے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

i- چونکہ زندگی بھر کے لئے تعلمی مہارتوں اور دلچسپیوں کو ترقی دینا سب سے زیادہ اہم ضرورت ہے اس لئے نصاب میں ان مہارتوں اور دلچسپیوں کو مرکزی حیثیت دینا ضروری ہوتا ہے۔
ii- نصاب کی ایسی منصوبہ بندی اور ترتیب ضروری ہے جو کہ مہارتوں کی تدریس کے لئے مفید ہو، اور یہ تبھی ممکن ہو سکتا ہے جب نصاب میں براہ راست ان عملی طریقوں اور مہارتوں پر خصوصی توجہ دی گئی ہو۔
iii- انتہائی مؤثر اجزاء پر مشتمل دیگر طریق عمل کو جانچنے اور پرکھنے کا کام اور لازمی شعوری مہارتیں سکھانا دونوں انتہائی اہم ہیں، دونوں کو نصاب میں شامل ہونا چاہیے۔

v- انفرادی ضروریات اور دلچسپیوں پر مشتمل ترتیب مواد:

(Organization Focussed on Individual Needs and Interests):

یہ طریقہ کار 18 ویں صدی میں روسو (Rousseau) نے ایملے کی تعلیم "Education of Emile"

میں استعمال کیا ہے۔ بعد ازاں پیسٹالوزی (Pestalozzi) اور ڈیوی (Dewey) نے بھی اس طریقے کو اختیار کیا۔ اس طریقہ کار کو کئی نام دیئے گئے ہیں جیسا کہ بچہ مرکز (Child Centred)، تجربہ مرکز (Experienced Centred)، ترقی پذیر تعلیم (Progressive Education) وغیرہ۔ جبکہ حال ہی میں اسے اوپن (Open)، متبادل (Alternative) اور بہبود و بشریت پر مبنی تعلیم (Humanistics Education) کا نام دیا گیا ہے۔ یہ طریقہ کار ڈیوی (Dewey) کے اثر کا زیادہ عکاس ہے، اس میں طلبہ کی ضرورتوں رویوں اور دلچسپیوں کو مواد کی ترتیب کی بنیاد بنایا جاتا ہے۔ البتہ اس طریقے کو اختیار کرنے کے باوجود نصاب سازوں کا رجحان ضرورتوں اور دلچسپیوں کو مخصوص آبادی کی ضروریات اور دلچسپیوں کے تناظر میں پیش کرنے کی جانب ہوتا ہے۔ اس طریقہ کار کی بنیادی خصوصیات درج ذیل ہیں:

i- نصابی منصوبہ طلبہ کی ضروریات اور عمومی دلچسپیوں کے بارے میں معلومات پر مشتمل ہوتا ہے، نیز اس میں اس آبادی کی مخصوص ضروریات اور خواہشات کی بھی تشخیص شامل ہوتی ہے جس کے لئے نصاب تیار کیا جا رہا ہوتا ہے۔
ii- نصابی منصوبہ انتہائی لچکدار ہوتا ہے، اس میں مخصوص طالبعلم کی ضروریات اور دلچسپیوں کے حوالے سے نصاب میں تبدیلی اور ترمیم کی مکمل گنجائش موجود ہوتی ہے اور مطلوبہ تبدیلی اور تراميم کے لئے نصاب میں متبادل آپشنز رکھے جاتے ہیں۔
iii- نصاب میں اور تدریس کے دوران مناسب موقعوں پر طلبہ سے مشاورت کی جاتی ہے اور فرداً فرداً تدریس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

اس طریقہ کار میں تعلم کی بنیاد کل پیٹرک (Kilpatrick) کی پیش کردہ اصطلاح پروجیکٹ میتھڈ (Project Method) میں ہے۔ اس کے پیچھے کار فرما نظریہ یہ تھا کہ جب طلبہ حقیقی دلچسپی کے حامل مسائل پر خود کام کریں گے تو وہ سوچنا سیکھیں گے۔ ڈیوی کے مطابق مسئلے کو حل کرنا [illegible] سوچنے کا عمل ہے [illegible] کے خیال میں سوچنا اور غور و فکر کرنا عقلی افعال کی کنجی ہے۔

اس طریقہ کار پر عمل کے لئے عام طور پر ایک جیسی ضروریات اور دلچسپیوں کے حامل طلبہ کے گروپس بنا کر ان کے لئے تعلیمی پروگرامز یا پروجیکٹ مرتب کئے جاتے ہیں۔ نصابی منصوبہ سازی میں انفرادی ضروریات اور دلچسپیوں کا خیال رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر طالبعلم کے لئے مختلف مواقع فراہم کئے جائیں، ان مواقعوں کے حوالے سے مندرجہ ذیل خصوصیات کا خیال رکھا جاتا ہے۔

Elmas Ali

i- یہ مواقع طلبہ کی دلچسپیوں سے متعلق معلومات پر مبنی ہوتے ہیں۔
ii- مختلف مواقعوں میں سے انتخاب کے لئے تقسیم کار اور دیگر انتظامات کے ذریعے سہولت بہم پہنچائی جاتی ہے۔
iii- مواقع کی منصوبہ بندی اور جائزے کے عمل میں طلبہ متحرک انداز میں شریک ہوتے ہیں۔

اس طریقہ کار کے حق میں مندرجہ ذیل دلائل دیے جاتے ہیں۔

i- ضروریات اور دلچسپیوں پر مشتمل تعلمی مواقع کا طلبہ کے ساتھ خاص تعلق ہوتا ہے۔
ii- ضروریات اور دلچسپیوں کی ترتیب میں اعلیٰ درجے کی ترغیب و تحریک شامل ہوتی ہے، جس کی وجہ سے طلبہ کی کامیابی کے امکانات روشن ہو جاتے ہیں۔

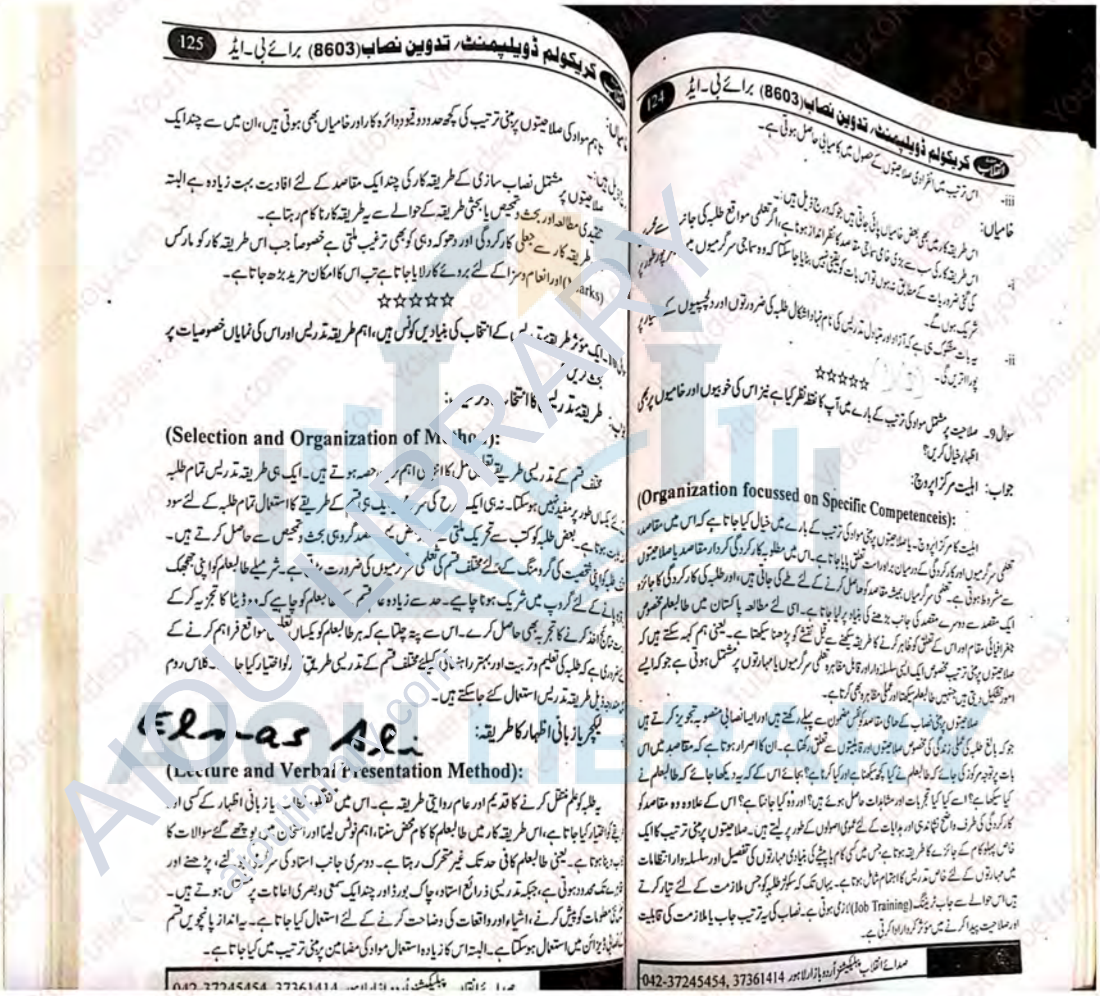

iii- اس ترتیب میں انفرادی صلاحیتوں کے حصول میں کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

خامیاں:
اس طریقہ کار میں بھی بعض خامیاں پائی جاتی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:۔

i- اس طریقہ کار کی سب سے بڑی خامی سماجی مقاصد کا نظر انداز ہونا ہے، اگر تعلمی مواقع طلبہ کی جانب سے کی گئی ضروریات کے مطابق نہ ہوں تو اس بات کو یقینی نہیں بنایا جاسکتا کہ وہ سماجی سرگرمیوں میں بھرپور طور پر شریک ہوں گے۔

ii- یہ بات مشکوک سی ہے کہ آزاد اور متبادل تدریس کی نام نہاد اشکال طلبہ کی ضرورتوں اور دلچسپیوں کے معیار پر پورا اتریں گی۔

☆☆☆☆☆

سوال 9۔ صلاحیت پر مشتمل مواد کی ترتیب کے بارے میں آپ کا نقطہ نظر کیا ہے نیز اس کی خوبیوں اور خامیوں پر بھی اظہار خیال کریں؟

جواب: اہلیت مرکز اپروچ:

(Organization focussed on Specific Competenceis):

اہلیت کا مرکز اپروچ۔ یا صلاحیتوں پر مبنی مواد کی ترتیب کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ اس میں مقاصد، تعلمی سرگرمیوں اور کارکردگی کے درمیان براہ راست تعلق پایا جاتا ہے۔ اس میں مطلوبہ کارکردگی کردار مقاصد یا صلاحیتوں سے مشروط ہوتی ہے۔ تعلمی سرگرمیاں ہمیشہ مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے طے کی جاتی ہیں، اور طلبہ کی کارکردگی کا جائزہ ایک مقصد سے دوسرے مقصد کی جانب بڑھنے کی بنیاد پر لیا جاتا ہے۔ اسی لئے مطالعہ پاکستان میں طالبعلم مخصوص جغرافیائی مقام اور اس کے تعلق کو ظاہر کرنے کا طریقہ سیکھنے سے قبل نقشے کو پڑھنا سیکھتا ہے۔ یعنی ہم کہہ سکتے ہیں کہ صلاحیتوں پر مبنی ترتیب مخصوص ایک ایسی سلسلہ وار اور قابل مظاہرہ تعلمی سرگرمیوں یا مہارتوں پر مشتمل ہوتی ہے جو کہ ایسے امور تشکیل دیتی ہیں جنہیں طالبعلم سیکھتا اور عملی مظاہرہ بھی کرتا ہے۔

صلاحیتوں پر مبنی نصاب کے حامی مقاصد کو کسی مضمون سے پہلے رکھتے ہیں اور ایسا نصابی منصوبہ تجویز کرتے ہیں جو کہ بالغ طلبہ کی عملی زندگی کی مخصوص صلاحیتوں اور قابلیتوں سے تعلق رکھتا ہے۔ ان کا اصرار ہوتا ہے کہ مقاصد میں اس بات پر توجہ مرکوز کی جائے کہ طالبعلم نے کیا کچھ سیکھتا ہے اور کیا کرتا ہے؟ بجائے اس کے کہ یہ دیکھا جائے کہ طالبعلم نے کیا سیکھا ہے؟ اسے کیا کیا تجربات اور مشاہدات حاصل ہوئے ہیں؟ اور وہ کیا جانتا ہے؟ اس کے علاوہ وہ مقاصد کو کارکردگی کی طرف واضح نشاندہی اور ہدایات کے لئے عمومی اصولوں کے طور پر لیتے ہیں۔ صلاحیتوں پر مبنی ترتیب کا ایک خاص پہلو کام کے جائزے کا طریقہ ہوتا ہے جس میں کسی کام یا پیشے کی بنیادی مہارتوں کی تفصیل اور سلسلہ وار انتظامات میں مہارتوں کے لئے خاص تدریس کا اہتمام شامل ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ سکول طلبہ کو جس ملازمت کے لئے تیار کرتے ہیں اس حوالے سے جاب ٹریننگ (Job Training) لازمی ہوتی ہے۔ نصاب کی یہ ترتیب جاب یا ملازمت کی قابلیت اور صلاحیت پیدا کرنے میں مؤثر کردار ادا کرتی ہے۔

خامیاں:
اہم مواد کی صلاحیتوں پر مبنی ترتیب کی کچھ حدود وقیود دائرہ کار اور خامیاں بھی ہوتی ہیں، ان میں سے چند ایک

صلاحیتوں پر مشتمل نصاب سازی کے طریقہ کار کی چند ایک مقاصد کے لئے افادیت بہت زیادہ ہے البتہ تنقیدی مطالعہ اور بحث و تجسس یا بحثی طریقہ کے حوالے سے یہ طریقہ کار ناکام رہتا ہے۔

طریقہ کار سے جعلی کارکردگی اور دھوکہ دہی کو بھی ترغیب ملتی ہے خصوصاً جب اس طریقہ کار کو مارکس (Marks) اور انعام وسزا کے لئے بروئے کار لایا جاتا ہے تب اس کا امکان مزید بڑھ جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

سوال 10۔ ایک مؤثر طریقہ تدریس کے انتخاب کی بنیادیں کونسی ہیں، اہم طریقہ تدریس اور اس کی نمایاں خصوصیات پر بحث کریں۔

جواب: طریقہ تدریس کا انتخاب اور ترتیب:

(Selection and Organization of Method):

مختلف قسم کے تدریسی طریقے تعلیمی عمل کا انتہائی اہم حصہ ہوتے ہیں۔ ایک ہی طریقہ تدریس تمام طلبہ کے لئے یکساں طور پر مفید نہیں ہوسکتا۔ نہ ہی ایک طرح کی سرگرمی یا ایک ہی قسم کے طریقے کا استعمال تمام طلبہ کے لئے سود مند ثابت ہوتا ہے۔ بعض طلبہ کو کتب سے تحریک ملتی ہے۔ [illegible] گروہی بحث و تجسس سے حاصل کرتے ہیں۔ طلبہ کو اپنی شخصیت کی گرومنگ کے لئے مختلف قسم کی تعلمی سرگرمیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ شرمیلے طالبعلم کو اپنی جھجک دور کرنے کے لئے گروپ میں شریک ہونا چاہیے۔ حد سے زیادہ عام قسم کے طالبعلم کو چاہیے کہ وہ ڈیٹا کا تجزیہ کرکے نتائج اخذ کرنے کا تجربہ بھی حاصل کرے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہر طالبعلم کو یکساں تعلمی مواقع فراہم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ طلبہ کی تعلیم وتربیت اور بہتر راہنمائی کیلئے مختلف قسم کے تدریسی طریقوں کو اختیار کیا جائے۔ کلاس روم میں درج ذیل طریقہ تدریس استعمال کئے جاسکتے ہیں۔

لیکچر یا زبانی اظہار کا طریقہ:

(Lecture and Verbal Presentation Method):

یہ طلبہ کو علم منتقل کرنے کا قدیم اور عام روایتی طریقہ ہے۔ اس میں گفتگو، خطاب یا زبانی اظہار کے کسی اور ذریعے کو اختیار کیا جاتا ہے، اس طریقہ کار میں طالبعلم کا کام محض سننا، اہم نوٹس لینا اور امتحان میں پوچھے گئے سوالات کا جواب دینا ہوتا ہے۔ یعنی طالبعلم کافی حد تک غیر متحرک رہتا ہے۔ دوسری جانب استاد کی سرگرمی بولنے، پڑھنے اور لکھنے تک محدود ہوتی ہے، جبکہ تدریسی ذرائع استاد، چاک بورڈ اور چند ایک سمعی وبصری اعانات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ معلومات کو پیش کرنے، اشیاء اور واقعات کی وضاحت کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ انداز پانچویں قسم [illegible] ان میں استعمال ہوسکتا ہے۔ البتہ اس کا زیادہ استعمال مواد کی مضامین پر مبنی ترتیب میں کیا جاتا ہے۔

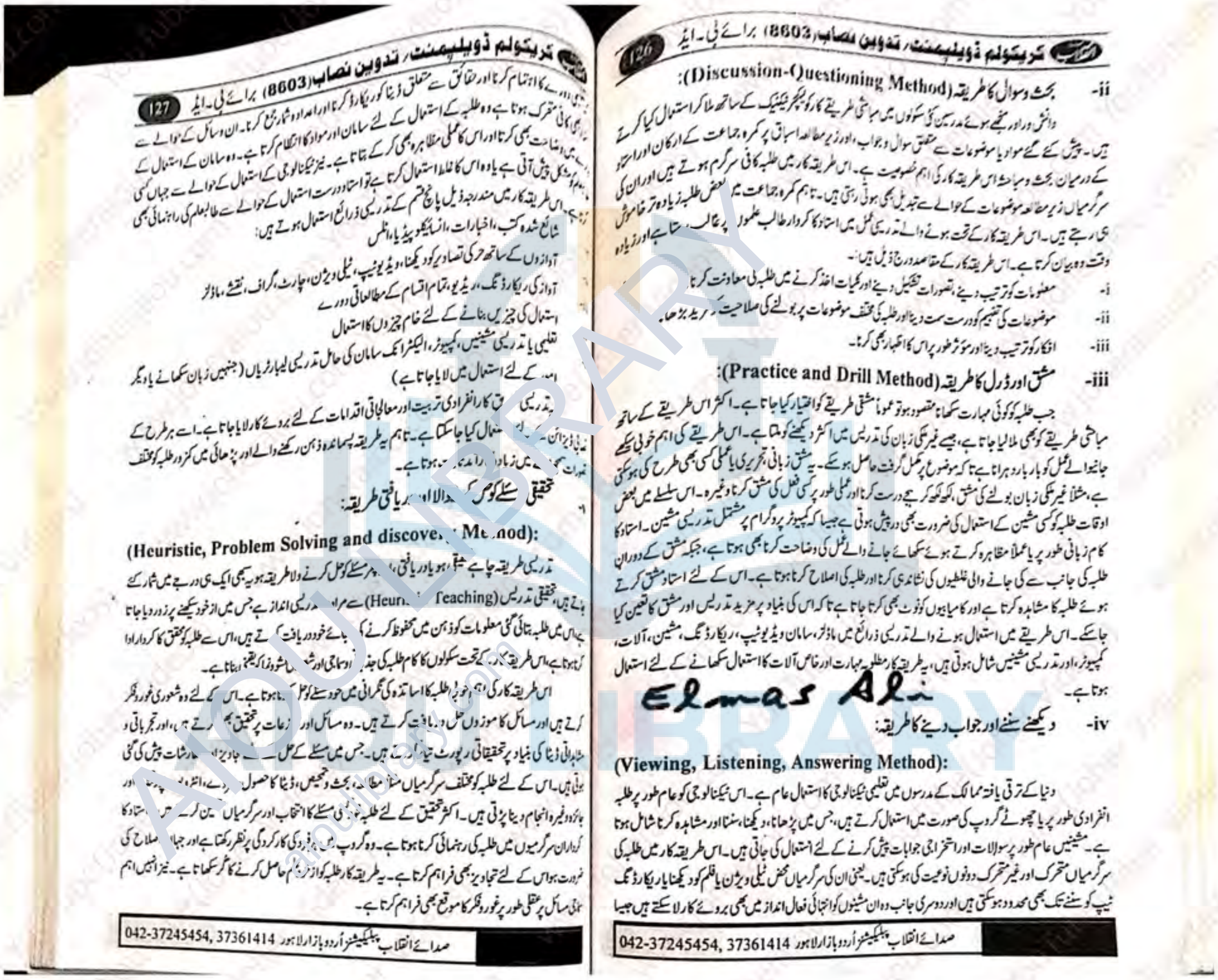

-ii بحث وسوال کا طریقہ (Discussion-Questioning Method):

دانش ور اور تجربہ کار مدرسین کئی سکولوں میں مباحثی طریقے کار کو لیکچر ٹیکنیک کے ساتھ ملا کر استعمال کیا کرتے ہیں۔ پیش کئے گئے مواد یا موضوعات سے متعلق سوال و جواب، اور زیر مطالعہ اسباق پر کمرہ جماعت کے ارکان اور استاد کے درمیان بحث و مباحثہ اس طریقہ کار کی اہم خصوصیت ہے۔ اس طریقہ کار میں طلبہ کافی سرگرم ہوتے ہیں اور ان کی سرگرمیاں زیر مطالعہ موضوعات کے حوالے سے تبدیل بھی ہوتی رہتی ہیں۔ تاہم کمرہ جماعت میں بعض طلبہ زیادہ تر خاموش ہی رہتے ہیں۔ اس طریقہ کار کے تحت ہونے والے تدریسی عمل میں استاد کا کردار طالب علموں پر غالب رہتا ہے اور زیادہ وقت وہ بیان کرتا ہے۔ اس طریقہ کار کے مقاصد درج ذیل ہیں:-

-i معلومات کو ترتیب دینے، تصورات تشکیل دینے اور کلیات اخذ کرنے میں طلبہ کی معاونت کرنا۔
-ii موضوعات کی تفہیم کو درست سمت دینا اور طلبہ کی مختلف موضوعات پر بولنے کی صلاحیت کو مزید بڑھانا۔
-iii افکار کو ترتیب دینا اور موثر طور پر اس کا اظہار بھی کرنا۔

-iii مشق اور ڈرل کا طریقہ (Practice and Drill Method):

جب طلبہ کو کوئی مہارت سکھانا مقصود ہو تو عموماً مشقی طریقے کو اختیار کیا جاتا ہے۔ اکثر اس طریقے کے ساتھ مباحثی طریقے کو بھی ملا لیا جاتا ہے، جیسے غیر ملکی زبان کی تدریس میں اکثر دیکھنے کو ملتا ہے۔ اس طریقے کی اہم خوبی سیکھے جانیوالے عمل کو بار بار دہراتا ہے تا کہ موضوع پر مکمل گرفت حاصل ہو سکے۔ یہ مشق زبانی، تحریری یا عملی کسی بھی طرح کی ہو سکتی ہے، مثلاً غیر ملکی زبان بولنے کی مشق، لکھ لکھ کر ہجے درست کرنا اور عملی طور پر کسی فعل کی مشق کرنا وغیرہ۔ اس سلسلے میں بعض اوقات طلبہ کو کسی مشین کے استعمال کی ضرورت بھی درپیش ہوتی ہے جیسا کہ کمپیوٹر پروگرام پر مشتمل تدریسی مشین۔ استاد کا کام زبانی طور پر یا عملاً مظاہرہ کرتے ہوئے سکھائے جانے والے عمل کی وضاحت کرنا بھی ہوتا ہے، جبکہ مشق کے دوران طلبہ کی جانب سے کی جانے والی غلطیوں کی نشاندہی کرنا اور طلبہ کی اصلاح کرنا ہوتا ہے۔ اس کے لئے استاد مشق کرتے ہوئے طلبہ کا مشاہدہ کرتا ہے اور کامیابیوں کو نوٹ بھی کرتا جاتا ہے تا کہ اس کی بنیاد پر مزید تدریس اور مشق کا تعین کیا جا سکے۔ اس طریقے میں استعمال ہونے والے تدریسی ذرائع میں ماڈلز، سامان ویڈیو ٹیپ، ریکارڈنگ، مشین، آلات، کمپیوٹر، اور تدریسی مشینیں شامل ہوتی ہیں، یہ طریقہ کار مطلوبہ مہارت اور خاص آلات کا استعمال سکھانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

Elmas Ali

-iv دیکھنے سننے اور جواب دینے کا طریقہ:

(Viewing, Listening, Answering Method):

دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کے مدرسوں میں تعلیمی ٹیکنالوجی کا استعمال عام ہے۔ اس ٹیکنالوجی کو عام طور پر طلبہ انفرادی طور پر یا چھوٹے گروپ کی صورت میں استعمال کرتے ہیں، جس میں پڑھانا، دیکھنا، سننا اور مشاہدہ کرنا شامل ہوتا ہے۔ مشینیں عام طور پر سوالات اور استخراجی جوابات پیش کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ اس طریقہ کار میں طلبہ کی سرگرمیاں متحرک اور غیر متحرک دونوں نوعیت کی ہو سکتی ہیں۔ یعنی ان کی سرگرمیاں محض ٹیلی ویژن یا فلم کو دیکھنا یا ریکارڈنگ ٹیپ کو سننے تک بھی محدود ہو سکتی ہیں اور دوسری جانب وہ ان مشینوں کو انتہائی فعال انداز میں بھی بروئے کار لا سکتے ہیں جیسا

[illegible] دورے کا اہتمام کرنا اور حقائق سے متعلق ڈیٹا کو ریکارڈ کرنا اور اعداد و شمار جمع کرنا۔ ان وسائل کے حوالے سے بھی کوئی متحرک ہوتا ہے وہ طلبہ کے استعمال کے لئے سامان اور مواد کا انتظام کرتا ہے۔ وہ سامان کے استعمال کے [illegible] وضاحت بھی کرتا اور اس کا عملی مظاہرہ بھی کر کے بتاتا ہے۔ نیز ٹیکنالوجی کے استعمال کے حوالے سے جہاں کسی طالبعلم کو مشکل پیش آتی ہے یا وہ اس کا غلط استعمال کرتا ہے تو استاد درست استعمال کے حوالے سے طالبعلم کی راہنمائی بھی کرتا ہے۔ اس طریقہ کار میں مندرجہ ذیل پانچ قسم کے تدریسی ذرائع استعمال ہوتے ہیں:

شائع شدہ کتب، اخبارات، انسائیکلوپیڈیا، اٹلس
آوازوں کے ساتھ حرکی تصاویر کو دیکھنا، ویڈیو ٹیپ، ٹیلی ویژن، چارٹ، گراف، نقشے، ماڈلز
آواز کی ریکارڈنگ، ریڈیو، تمام اقسام کے مطالعاتی دورے
استعمال کی چیزیں بنانے کے لئے خام چیزوں کا استعمال
تعلیمی یا تدریسی مشینیں، کمپیوٹر، الیکٹرانک سامان کی حامل تدریسی لیبارٹریاں (جنہیں زبان سکھانے یا دیگر امور کے لئے استعمال میں لایا جاتا ہے)

[illegible] تدریسی [illegible] کار انفرادی تربیت اور معالجاتی اقدامات کے لئے بروئے کار لایا جاتا ہے۔ اسے ہر طرح کے ذہنی [illegible] استعمال کیا جا سکتا ہے۔ تاہم یہ طریقہ پسماندہ ذہن رکھنے والے اور پڑھائی میں کمزور طلبہ کو مختلف مہارات [illegible] میں زیادہ [illegible] ہوتا ہے۔

تحقیقی، مسئلے کو حل کرنے والا اور دریافتی طریقہ:

(Heuristic, Problem Solving and discovery Method):

تدریسی طریقہ چاہے تحقیقی ہو یا دریافتی، یا پھر مسئلے کو حل کرنے والا طریقہ ہو یہ بھی ایک ہی درجے میں شمار کئے جاتے ہیں۔ تحقیقی تدریس (Heuristic Teaching) سے مراد ایسا تدریسی انداز ہے جس میں از خود سیکھنے پر زور دیا جاتا ہے۔ اس میں طلبہ بتائی گئی معلومات کو ذہن میں محفوظ کرنے کی بجائے خود دریافت کرتے ہیں، اس سے طلبہ کو محقق کا کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔ اس طریقہ کار کے تحت سکولوں کا کام طلبہ کی جذباتی، سماجی اور شخصی نشوونما کو یقینی بنانا ہے۔

اس طریقہ کار کی اہم خوبی طلبہ کا اساتذہ کی نگرانی میں خود مسئلے کو حل کرنا ہوتا ہے۔ اس کے لئے وہ شعوری غور و فکر کرتے ہیں اور مسائل کا موزوں حل دریافت کرتے ہیں۔ وہ مسائل اور تنازعات پر تحقیق بھی کرتے ہیں، اور تجرباتی و مشاہداتی ڈیٹا کی بنیاد پر تحقیقاتی رپورٹ تیار کرتے ہیں۔ جس میں مسئلے کے حل کے لئے تجاویز اور سفارشات پیش کی گئی ہوتی ہیں۔ اس کے لئے طلبہ کو مختلف سرگرمیاں مثلاً مطالعہ، بحث و تمحیص، ڈیٹا کا حصول، [illegible] دورے، انٹرویو [illegible] اور جائزہ وغیرہ انجام دینا پڑتی ہیں۔ اکثر تحقیق کے لئے طلبہ خود ہی مسئلے کا انتخاب اور سرگرمیاں [illegible] کرتے ہیں [illegible] استاد کا کردار ان سرگرمیوں میں طلبہ کی رہنمائی کرنا ہوتا ہے۔ وہ گروپ میں ہر فرد کی کارکردگی پر نظر رکھتا ہے اور جہاں اصلاح کی ضرورت ہو اس کے لئے تجاویز بھی فراہم کرتا ہے۔ یہ طریقہ کار طلبہ کو از خود علم حاصل کرنے کا گر سکھاتا ہے۔ نیز انہیں اہم سماجی مسائل پر عقلی طور پر غور و فکر کا موقع بھی فراہم کرتا ہے۔

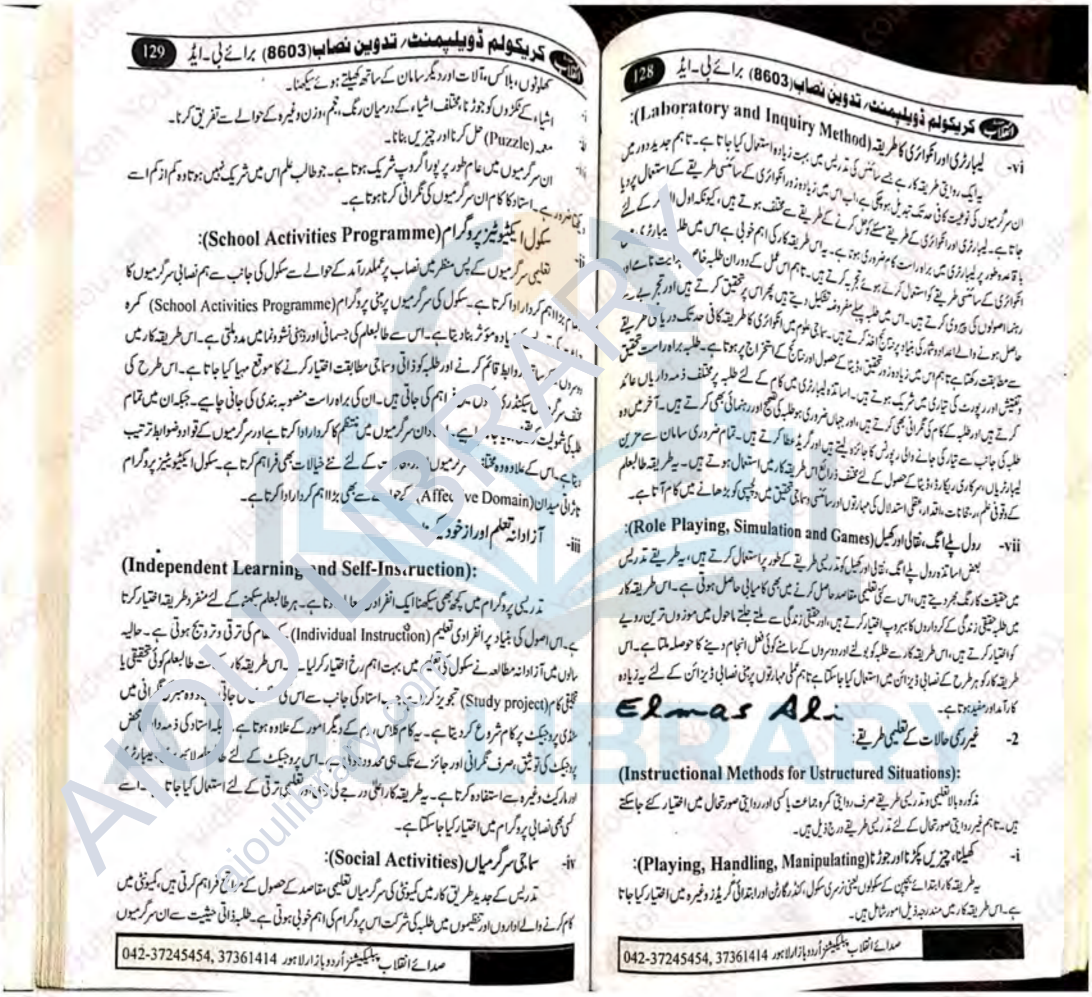

-vi لیبارٹری اور انکوائری کا طریقہ (Laboratory and Inquiry Method):

یہ ایک روایتی طریقہ کار ہے جسے سائنس کی تدریس میں بہت زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ تاہم جدید دور میں ان سرگرمیوں کی نوعیت کافی حد تک تبدیل ہو چکی ہے، اب اس میں زیادہ زور انکوائری کے سائنسی طریقے کے استعمال پر دیا جاتا ہے۔ لیبارٹری اور انکوائری کے طریقے مسئلے کو حل کرنے کے طریقے سے مختلف ہوتے ہیں، کیونکہ اول الذکر کے لئے باقاعدہ طور پر لیبارٹری میں براہ راست کام ضروری ہوتا ہے۔ یہ اس طریقہ کار کی اہم خوبی ہے اس میں طلبہ لیبارٹری و انکوائری کے سائنسی طریقے کو استعمال کرتے ہوئے تجربہ کرتے ہیں۔ تاہم اس عمل کے دوران طلبہ خاص ہدایت نامے اور رہنما اصولوں کی پیروی کرتے ہیں۔ اس میں طلبہ پہلے مفروضہ تشکیل دیتے ہیں پھر اس پر تحقیق کرتے ہیں اور تجربے سے حاصل ہونے والے اعداد و شمار کی بنیاد پر نتائج اخذ کرتے ہیں۔ سماجی علوم میں انکوائری کا طریقہ کافی حد تک دریافتی طریقے سے مطابقت رکھتا ہے تاہم اس میں زیادہ زور تحقیق، ڈیٹا کے حصول اور نتائج کے استخراج پر ہوتا ہے۔ طلبہ براہ راست تحقیق و تفتیش اور رپورٹ کی تیاری میں شریک ہوتے ہیں۔ اساتذہ لیبارٹری میں کام کے لئے طلبہ پر مختلف ذمہ داریاں عائد کرتے ہیں اور طلبہ کے کام کی نگرانی بھی کرتے ہیں، اور جہاں ضروری ہو طلبہ کی تصحیح اور رہنمائی بھی کرتے ہیں۔ آخر میں وہ طلبہ کی جانب سے تیار کی جانے والی رپورٹس کا جائزہ لیتے ہیں اور گریڈ عطا کرتے ہیں۔ تمام ضروری سامان سے مزین لیبارٹریاں، سرکاری ریکارڈ، ڈیٹا کے حصول کے لئے مختلف ذرائع اس طریقہ کار میں استعمال ہوتے ہیں۔ یہ طریقہ طالبعلم کے وقوفی علم، رجحانات، اقدار، عقلی استدلال کی مہارتوں اور سائنسی و سماجی تحقیق میں دلچسپی کو بڑھانے میں کام آتا ہے۔

-vii رول پلے انگ، نقالی اور کھیل (Role Playing, Simulation and Games):

بعض اساتذہ رول پلے انگ، نقالی اور کھیل کو تدریسی طریقے کے طور پر استعمال کرتے ہیں، یہ طریقے تدریس میں حقیقت کا رنگ بھر دیتے ہیں، اس سے کئی تعلیمی مقاصد حاصل کرنے میں بھی کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ اس طریقہ کار میں طلبہ حقیقی زندگی کے کرداروں کا بہروپ اختیار کرتے ہیں، اور حقیقی زندگی سے ملتے جلتے ماحول میں موزوں ترین رویے کو اختیار کرتے ہیں، اس طریقہ کار سے طلبہ کو بولنے اور دوسروں کے سامنے کوئی فعل انجام دینے کا حوصلہ ملتا ہے۔ اس طریقہ کار کو ہر طرح کے نصابی ڈیزائن میں استعمال کیا جا سکتا ہے تاہم عملی مہارتوں پر مبنی نصابی ڈیزائن کے لئے یہ زیادہ کارآمد اور مفید ہوتا ہے۔

Elmas Ali

-2 غیر رسمی حالات کے تعلیمی طریقے:

(Instructional Methods for Ustructured Situations):

مذکورہ بالا تعلیمی و تدریسی طریقے صرف روایتی کمرہ جماعت یا کسی اور روایتی صورتحال میں اختیار کئے جا سکتے ہیں۔ تاہم غیر روایتی صورتحال کے لئے تدریسی طریقے درج ذیل ہیں۔

-i کھیلنا، چیزیں پکڑنا اور جوڑنا (Playing, Handling, Manipulating):

یہ طریقہ کار ابتدائے بچپن کے سکولوں یعنی نرسری سکول، کنڈرگارٹن اور ابتدائی گریڈز وغیرہ میں اختیار کیا جاتا ہے۔ اس طریقہ کار میں مندرجہ ذیل امور شامل ہیں۔

کھلونوں، بلاکس، آلات اور دیگر سامان کے ساتھ کھیلتے ہوئے سیکھنا۔

اشیاء کے ٹکڑوں کو جوڑنا، مختلف اشیاء کے درمیان رنگ، حجم، وزن وغیرہ کے حوالے سے تفریق کرنا۔

معمہ (Puzzle) حل کرنا اور چیزیں بنانا۔

ان سرگرمیوں میں عام طور پر پورا گروپ شریک ہوتا ہے۔ جو طالب علم اس میں شریک نہیں ہوتا وہ کم از کم اسے دیکھتا ضرور ہے۔ استاد کا کام ان سرگرمیوں کی نگرانی کرنا ہوتا ہے۔

-ii سکول ایکٹیوٹیز پروگرام (School Activities Programme):

تعلیمی سرگرمیوں کے پس منظر میں نصاب پر عملدرآمد کے حوالے سے سکول کی جانب سے ہم نصابی سرگرمیوں کا انتظام بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ سکول کی سرگرمیوں پر مبنی پروگرام (School Activities Programme) کمرہ [illegible] زیادہ مؤثر بنا دیتا ہے۔ اس سے طالبعلم کی جسمانی اور ذہنی نشوونما میں مدد ملتی ہے۔ اس طریقہ کار میں [illegible] روابط قائم کرنے اور طلبہ کو ذاتی و سماجی مطابقت اختیار کرنے کا موقع مہیا کیا جاتا ہے۔ اس طرح کی مختلف سرگرمیاں سیکنڈری [illegible] فراہم کی جاتی ہیں۔ ان کی براہ راست منصوبہ بندی کی جانی چاہیے۔ جبکہ ان میں تمام طلبہ کی شمولیت [illegible] استاد ان سرگرمیوں میں منتظم کا کردار ادا کرتا ہے اور سرگرمیوں کے قواعد و ضوابط ترتیب دیتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ مختلف سرگرمیوں [illegible] کے لئے نئے خیالات بھی فراہم کرتا ہے۔ سکول ایکٹیویٹیز پروگرام تاثراتی میدان (Affective Domain) کے حوالے سے بھی بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔

-iii آزادانہ تعلم اور ازخود [illegible]

(Independent Learning and Self-Instruction):

تدریسی پروگرام میں کچھ بھی سیکھنا ایک انفرادی عمل ہوتا ہے۔ ہر طالبعلم سیکھنے کے لئے منفرد طریقہ اختیار کرتا ہے۔ اس اصول کی بنیاد پر انفرادی تعلیم (Individual Instruction) کے نظام کی ترقی و ترویج ہوتی ہے۔ حالیہ سالوں میں آزادانہ مطالعہ نے سکول کی تعلیم میں بہت اہم رخ اختیار کر لیا ہے۔ اس طریقہ کار کے تحت طالبعلم کوئی تحقیقی یا تخلیقی کام (Study project) تجویز کرتا ہے جب استاد کی جانب سے اس کی [illegible] جاتی ہے تو وہ ممبر [illegible] نگرانی میں سٹڈی پروجیکٹ پر کام شروع کر دیتا ہے۔ یہ کام کلاس روم کے دیگر امور کے علاوہ ہوتا ہے۔ بلکہ استاد کی ذمہ داری محض پروجیکٹ کی توثیق، صرف نگرانی اور جائزے تک ہی محدود ہوتی ہے۔ اس پروجیکٹ کے لئے طالبعلم لائبریری، لیبارٹری اور مارکیٹ وغیرہ سے استفادہ کرتا ہے۔ یہ طریقہ کار اعلیٰ درجے کی ذہنی اور تعلیمی ترقی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اسے کسی بھی نصابی پروگرام میں اختیار کیا جا سکتا ہے۔

-iv سماجی سرگرمیاں (Social Activities):

تدریس کے جدید طریق کار میں کمیونٹی کی سرگرمیاں تعلیمی مقاصد کے حصول کے مواقع فراہم کرتی ہیں، کمیونٹی میں کام کرنے والے اداروں اور تنظیموں میں طلبہ کی شرکت اس پروگرام کی اہم خوبی ہوتی ہے۔ طلبہ ذاتی حیثیت سے ان سرگرمیوں

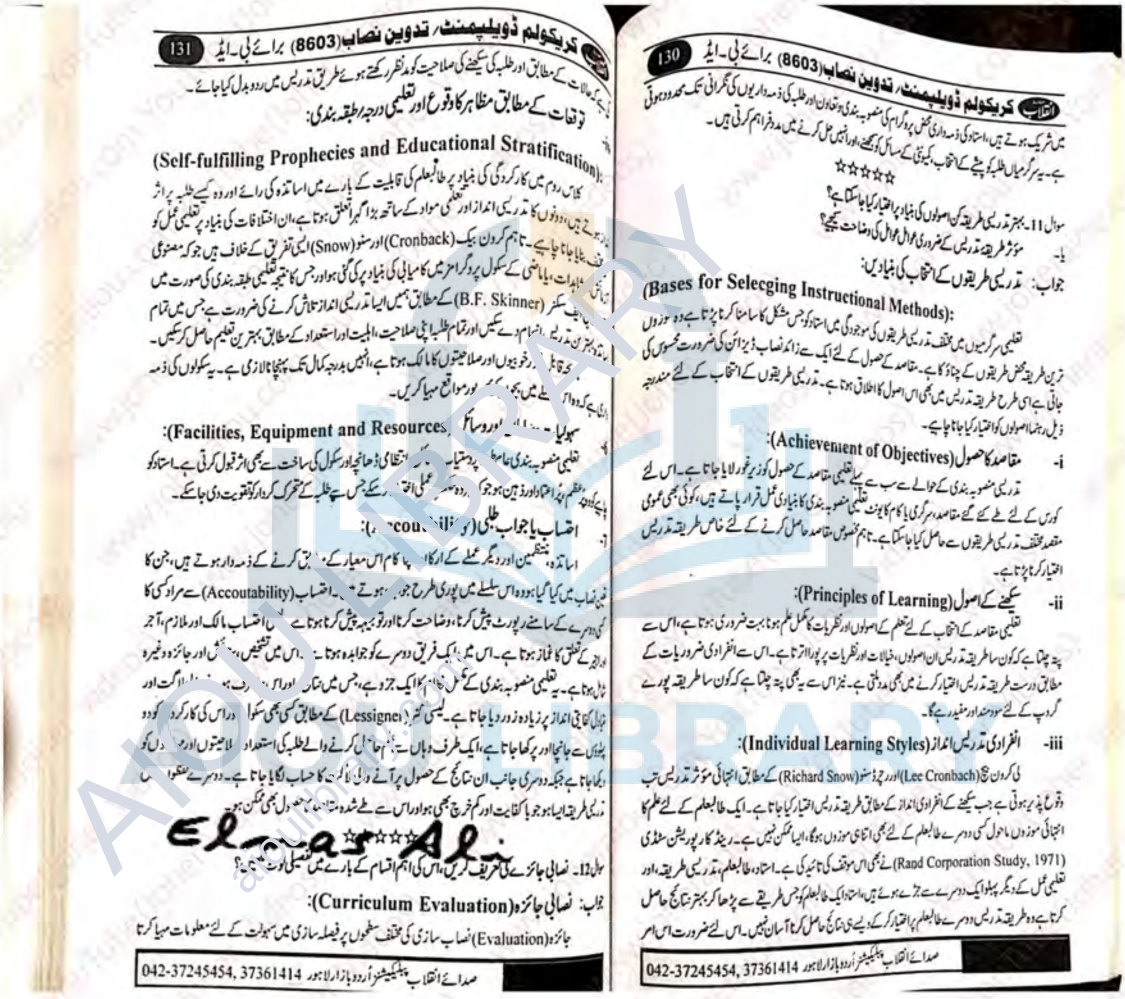

میں شریک ہوتے ہیں، استاد کی ذمہ داری محض پروگرام کی منصوبہ بندی ہو تعاون اور طلبہ کی ذمہ داریوں کی نگرانی تک محدود ہوتی ہے۔ یہ سرگرمیاں طلبہ کو پیشے کے انتخاب، کیمونٹی کے مسائل کو سمجھنے، اور انہیں حل کرنے میں مدد فراہم کرتی ہیں۔

☆☆☆☆☆

سوال 11۔ بہتر تدریسی طریقہ کن اصولوں کی بنیاد پر اختیار کیا جاسکتا ہے؟

یا۔ مؤثر طریقہ تدریس کے ضروری عوامل کی وضاحت کیجیے؟

جواب: تدریسی طریقوں کے انتخاب کی بنیادیں:

(Bases for Selecging Instructional Methods):

تعلیمی سرگرمیوں میں مختلف تدریسی طریقوں کی موجودگی میں استاد کو جس مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ موزوں ترین طریقہ محض طریقوں کے چناؤ کا ہے۔ مقاصد کے حصول کے لئے ایک سے زائد نصاب ڈیزائن کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے اسی طرح طریقہ تدریس میں بھی اس اصول کا اطلاق ہوتا ہے۔ تدریسی طریقوں کے انتخاب کے لئے مندرجہ ذیل رہنما اصولوں کو اختیار کیا جانا چاہیے۔

i- مقاصد کا حصول(Achievement of Objectives):

تدریسی منصوبہ بندی کے حوالے سے سب سے پہلے تعلیمی مقاصد کے حصول کو زیر غور لایا جاتا ہے۔ اس لئے کورس کے لئے طے کئے گئے مقاصد، سرگرمی یا کام کا یونٹ تعلیمی منصوبہ بندی کا بنیادی عمل قرار پاتے ہیں، کوئی بھی عمومی مقصد مختلف تدریسی طریقوں سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ تاہم مخصوص مقاصد حاصل کرنے کے لئے خاص طریقہ تدریس اختیار کرنا پڑتا ہے۔

ii- سیکھنے کے اصول(Principles of Learning):

تعلیمی مقاصد کے انتخاب کے لئے تعلم کے اصولوں اور نظریات کا مکمل علم ہونا بہت ضروری ہوتا ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ کون سا طریقہ تدریس ان اصولوں، خیالات اور نظریات پر پورا اترتا ہے۔ اس سے انفرادی ضروریات کے مطابق درست طریقہ تدریس اختیار کرنے میں بھی مدد ملتی ہے۔ نیز اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ کون سا طریقہ پورے گروپ کے لئے سودمند اور مفید رہے گا۔

iii- انفرادی تدریس انداز(Individual Learning Styles):

لی کرون بیچ(Lee Cronbach) اور رچرڈ سنو(Richard Snow) کے مطابق انتہائی مؤثر تدریس تب وقوع پذیر ہوتی ہے جب سیکھنے کے انفرادی انداز کے مطابق طریقہ تدریس اختیار کیا جاتا ہے۔ ایک طالبعلم کے لئے علم کا انتہائی موزوں ماحول کسی دوسرے طالبعلم کے لئے بھی اتنا ہی موزوں ہوگا، ایسا ممکن نہیں ہے۔ رینڈ کارپوریشن سٹڈی (Rand Corporation Study, 1971) نے بھی اس موقف کی تائید کی ہے۔ استاد، طالبعلم، تدریسی طریقہ، اور تعلیمی عمل کے دیگر پہلو ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں، استاد ایک طالبعلم کو جس طریقے سے پڑھا کر بہتر نتائج حاصل کرتا ہے وہ طریقہ تدریس دوسرے طالبعلم پر اختیار کر کے ویسے ہی نتائج حاصل کرنا آسان نہیں۔ اس لئے ضرورت اس امر

کی ہے کہ حالات کے مطابق اور طلبہ کی سیکھنے کی صلاحیت کو مدنظر رکھتے ہوئے طریق تدریس میں ردوبدل کیا جائے۔

توقعات کے مطابق مظاہر کا وقوع اور تعلیمی درجہ/طبقہ بندی:

(Self-fulfilling Prophecies and Educational Stratification):

کلاس روم میں کارکردگی کی بنیاد پر طالبعلم کی قابلیت کے بارے میں اساتذہ کی رائے اور وہ کیسے طلبہ پر اثر انداز ہوتے ہیں، دونوں کا تدریسی انداز اور تعلیمی مواد کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہوتا ہے، ان اختلافات کی بنیاد پر تعلیمی عمل کو مختلف بنایا جانا چاہیے۔ تاہم کرون بیک(Cronback) اور سنو(Snow) ایسی تفریق کے خلاف ہیں جو کہ مصنوعی [illegible] مشاہدات، یا ماضی کے سکول پروگرامز میں کامیابی کی بنیاد پر کی گئی ہو اور جس کا نتیجہ تعلیمی طبقہ بندی کی صورت میں [illegible] بی ایف سکنر (B.F. Skinner) کے مطابق ہمیں ایسا تدریسی انداز تلاش کرنے کی ضرورت ہے جس میں تمام اساتذہ بہترین تدریس انجام دے سکیں اور تمام طلبہ اپنی صلاحیت، اہلیت اور استعداد کے مطابق بہترین تعلیم حاصل کر سکیں۔ [illegible] بچہ قابل [illegible] خوبیوں اور صلاحیتوں کا مالک ہوتا ہے، انہیں بدرجہ کمال تک پہنچانا لازمی ہے۔ یہ سکولوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سلسلے میں بچوں کو [illegible] ور مواقع مہیا کریں۔

سہولیات، [illegible] اور وسائل(Facilities, Equipment and Resources):

تعلیمی منصوبہ بندی عام [illegible] دستیاب [illegible] انتظامی ڈھانچہ اور سکول کی ساخت سے بھی اثر قبول کرتی ہے۔ استاد کو [illegible] پر اعتماد اور ذہین ہو جو کہ وہ [illegible] عملی اق[illegible] کر سکے جس سے طلبہ کے متحرک کردار کو تقویت دی جاسکے۔

احتساب یا جواب طلبی(Accountability):

اساتذہ، منتظمین اور دیگر عملے کے ارکان اپنا کام اس معیار کے مطابق کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں، جن کا تعین نصاب میں کیا گیا ہو وہ اس سلسلے میں پوری طرح جوابدہ ہوتے ہیں۔ احتساب(Accoutability) سے مراد کسی کا کسی دوسرے کے سامنے رپورٹ پیش کرنا، وضاحت کرنا اور توجیہہ پیش کرنا ہوتا ہے [illegible] احتساب مالک اور ملازم، آجر اور اجیر کے تعلق کا غماز ہوتا ہے۔ اس میں ایک فریق دوسرے کو جوابدہ ہوتا ہے۔ اس میں تشخیص، [illegible] اور جائزہ وغیرہ شامل ہوتا ہے۔ یہ تعلیمی منصوبہ بندی کے مکمل نظام کا ایک جزو ہے، جس میں نتائج اور اس [illegible] لاگت اور تقابل کفایتی انداز پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ لیسی گنر (Lessigner) کے مطابق کسی بھی سکول اور اس کی کارکردگی کو دو پہلوؤں سے جانچا اور پرکھا جاتا ہے، ایک طرف وہاں سے تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی استعداد، صلاحیتوں اور [illegible] کو دیکھا جاتا ہے جبکہ دوسری جانب ان نتائج کے حصول پر آنے والی لاگت کا حساب لگایا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں [illegible] تدریسی طریقہ ایسا ہو جو با کفایت اور کم خرچ بھی ہو اور اس سے طے شدہ مقاصد کا حصول بھی ممکن ہو۔

☆☆☆☆

Elyas Ali

سوال 12۔ نصابی جائزے کی تعریف کریں، اس کی اہم اقسام کے بارے میں تفصیلی نوٹ [illegible]؟

جواب: نصابی جائزہ(Curriculum Evaluation):

جائزہ(Evaluation) نصاب سازی کی مختلف سطحوں پر فیصلہ سازی میں سہولت کے لئے معلومات مہیا کرتا

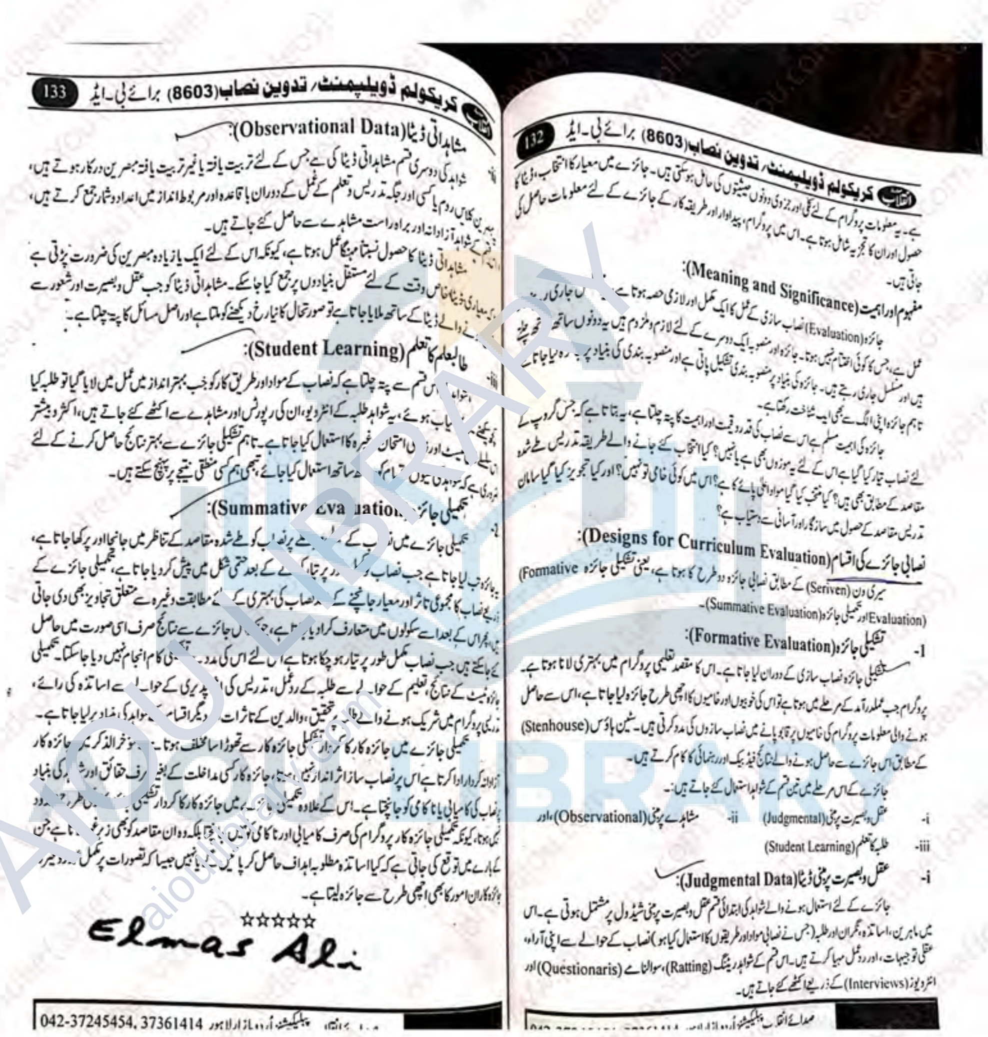

ہے۔ یہ معلومات پروگرام کے لئے کلی اور جزوی دونوں حیثیتوں کی حامل ہو سکتی ہیں۔ جائزے میں معیار کا انتخاب، ڈیٹا کا حصول اور ان کا تجزیہ شامل ہوتا ہے۔ اس میں پروگرام، پیداوار اور طریقہ کار کے جائزے کے لئے معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔

مفہوم اور اہمیت (Meaning and Significance):

جائزہ (Evaluation) نصاب سازی کے عمل کا ایک مکمل اور لازمی حصہ ہوتا ہے [illegible] جاری رہنے والا عمل ہے، جس کا کوئی اختتام نہیں ہوتا۔ جائزہ اور منصوبہ ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں یہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور مسلسل جاری رہتے ہیں۔ جائزہ کی بنیاد پر منصوبہ بندی تشکیل پاتی ہے اور منصوبہ بندی کی بنیاد پر جائزہ لیا جاتا ہے تاہم جائزہ اپنی الگ سے بھی ایک شناخت رکھتا ہے۔

جائزہ کی اہمیت مسلم ہے اس سے نصاب کی قدر و قیمت اور اہمیت کا پتہ چلتا ہے، یہ بتاتا ہے کہ جس گروپ کے لئے نصاب تیار کیا گیا ہے اس کے لئے یہ موزوں بھی ہے یا نہیں؟ کیا انتخاب کئے جانے والے طریقہ تدریس طے شدہ مقاصد کے مطابق بھی ہیں؟ کیا منتخب کیا گیا مواد اعلیٰ پائے کا ہے؟ اس میں کوئی خامی تو نہیں؟ اور کیا تجویز کیا گیا سامان تدریس مقاصد کے حصول میں سازگار اور آسانی سے دستیاب ہے؟

نصابی جائزے کی اقسام (Designs for Curriculum Evaluation):

سیری وِن (Seriven) کے مطابق نصابی جائزہ دو طرح کا ہوتا ہے، یعنی تشکیلی جائزہ (Formative Evaluation) اور تکمیلی جائزہ (Summative Evaluation)۔

1- تشکیلی جائزہ (Formative Evaluation):

تشکیلی جائزہ نصاب سازی کے دوران لیا جاتا ہے۔ اس کا مقصد تعلیمی پروگرام میں بہتری لانا ہوتا ہے۔ پروگرام جب عملدرآمد کے مرحلے میں ہوتا ہے تو اس کی خوبیوں اور خامیوں کا اچھی طرح جائزہ لیا جاتا ہے، اس سے حاصل ہونے والی معلومات پروگرام کی خامیوں پر قابو پانے میں نصاب سازوں کی مدد کرتی ہیں۔ سٹین ہاؤس (Stenhouse) کے مطابق اس جائزے سے حاصل ہونے والے نتائج فیڈ بیک اور رہنمائی کا کام کرتے ہیں۔

جائزے کے اس مرحلے میں تین قسم کے شواہد استعمال کئے جاتے ہیں:۔

i- عقل و بصیرت پر مبنی (Judgmental) ii- مشاہدے پر مبنی (Observational)، اور

iii- طلبہ کا تعلم (Student Learning)

i- عقل و بصیرت پر مبنی ڈیٹا (Judgmental Data):

جائزے کے لئے استعمال ہونے والے شواہد کی ابتدائی قسم عقل و بصیرت پر مبنی شیڈول پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس میں ماہرین، اساتذہ، نگران اور طلبہ (جس نے نصابی مواد اور طریقوں کا استعمال کیا ہو) نصاب کے حوالے سے اپنی آراء، عقلی توجیہات، اور ردعمل مہیا کرتے ہیں۔ اس قسم کے شواہد ریٹنگ (Ratting)، سوالنامے (Questionaris) اور انٹرویوز (Interviews) کے ذریعے اکٹھے کئے جاتے ہیں۔

ii- مشاہداتی ڈیٹا (Observational Data):

شواہد کی دوسری قسم مشاہداتی ڈیٹا کی ہے جس کے لئے تربیت یافتہ یا غیر تربیت یافتہ مبصرین درکار ہوتے ہیں، مبصرین کلاس روم یا کسی اور جگہ تدریس و تعلم کے عمل کے دوران باقاعدہ اور مربوط انداز میں اعداد و شمار جمع کرتے ہیں، اس قسم کے شواہد آزادانہ اور براہ راست مشاہدے سے حاصل کئے جاتے ہیں۔

مشاہداتی ڈیٹا کا حصول نسبتاً مہنگا عمل ہوتا ہے، کیونکہ اس کے لئے ایک یا زیادہ مبصرین کی ضرورت پڑتی ہے [illegible] خاص وقت کے لئے مستقل بنیادوں پر جمع کیا جا سکے۔ مشاہداتی ڈیٹا کو جب عقل و بصیرت اور شعور سے [illegible] والے ڈیٹا کے ساتھ ملایا جاتا ہے تو صورتحال کا نیا رخ دیکھنے کو ملتا ہے اور اصل مسائل کا پتہ چلتا ہے۔

iii- طالبعلم کا تعلم (Student Learning):

شواہد کی اس قسم سے پتہ چلتا ہے کہ نصاب کے مواد اور طریق کار کو جب بہتر انداز میں عمل میں لایا گیا تو طلبہ کیا [illegible] یاب ہوئے، یہ شواہد طلبہ کے انٹرویو، ان کی رپورٹس اور مشاہدے سے اکٹھے کئے جاتے ہیں، اکثر و بیشتر [illegible] ٹیسٹ اور [illegible] امتحان وغیرہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ تاہم تشکیلی جائزے سے بہتر نتائج حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ شواہد کی تینوں [illegible] ساتھ استعمال کیا جائے، تبھی ہم کسی منطقی نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں۔

2- تکمیلی جائزہ (Summative Evaluation):

تکمیلی جائزے میں نصاب کے [illegible] پر نصاب کو طے شدہ مقاصد کے تناظر میں جانچا اور پرکھا جاتا ہے، یہ جائزہ تب لیا جاتا ہے جب نصاب [illegible] تیار [illegible] کے بعد حتمی شکل میں پیش کر دیا جاتا ہے، تکمیلی جائزے کے ذریعے نصاب کا مجموعی تاثر اور معیار جانچنے کے [illegible] نصاب کی بہتری کے لئے مطابقت وغیرہ سے متعلق تجاویز بھی دی جاتی ہیں پھر اس کے بعد اسے سکولوں میں متعارف کرا دیا جاتا ہے، [illegible] جائزے سے نتائج صرف اسی صورت میں حاصل کئے جا سکتے ہیں جب نصاب مکمل طور پر تیار ہو چکا ہوتا ہے اس لئے اس کی مدد [illegible] کام انجام نہیں دیا جا سکتا۔ تکمیلی جائزہ ٹیسٹ کے نتائج، تعلیم کے حوالے سے طلبہ کے ردعمل، تدریس کی [illegible] کے حوالے سے اساتذہ کی رائے، تدریسی پروگرام میں شریک ہونے والے طلبہ پر تحقیق، والدین کے تاثرات [illegible] دیگر اقسام کے شواہد کی بنیاد پر لیا جاتا ہے۔

تکمیلی جائزے میں جائزہ کار کا کردار تشکیلی جائزہ کار سے تھوڑا سا مختلف ہوتا ہے۔ مؤخر الذکر میں جائزہ کار آزادانہ کردار ادا کرتا ہے اس پر نصاب ساز اثر انداز نہیں ہوتا، جائزہ کار کسی مداخلت کے بغیر صرف حقائق اور شواہد کی بنیاد پر نصاب کی کامیابی یا ناکامی کو جانچتا ہے۔ اس کے علاوہ تکمیلی جائزے میں جائزہ کار کا کردار تشکیلی [illegible] محدود نہیں ہوتا، کیونکہ تکمیلی جائزہ کار پروگرام کی صرف کامیابی اور ناکامی کو ہی [illegible] بلکہ وہ ان مقاصد کو بھی زیر غور [illegible] ہے جن کے بارے میں توقع کی جاتی ہے کہ کیا اساتذہ مطلوبہ اہداف حاصل کر پائیں گے یا نہیں جیسا کہ تصورات پر مکمل [illegible] جائزہ کار ان امور کا بھی اچھی طرح سے جائزہ لیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Elmas Ali

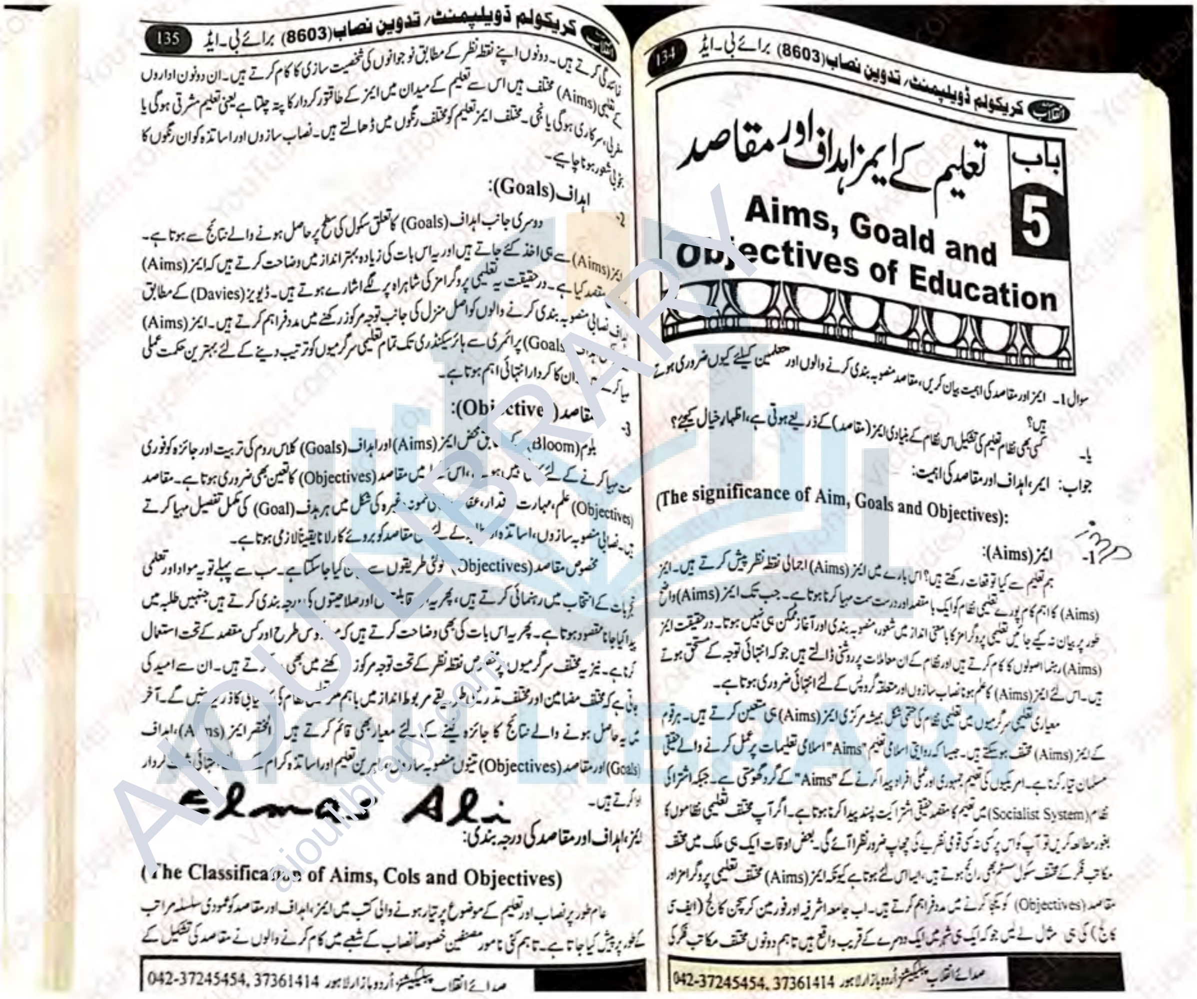

باب 5

تعلیم کے ایمز اہداف اور مقاصد

Aims, Goald and Objectives of Education

سوال 1۔ ایمز اور مقاصد کی اہمیت بیان کریں، مقاصد منصوبہ بندی کرنے والوں اور معلمین کیلئے کیوں ضروری ہوتے ہیں؟

یا۔ کسی بھی نظام تعلیم کی تشکیل اس نظام کے بنیادی ایمز (مقاصد) کے ذریعے ہوتی ہے، اظہار خیال کیجئے؟

جواب: ایمز، اہداف اور مقاصد کی اہمیت:

(The significance of Aim, Goals and Objectives):

-1 ایمز (Aims):

ہم تعلیم سے کیا توقعات رکھتے ہیں؟ اس بارے میں ایمز (Aims) اجمالی نقطہ نظر پیش کرتے ہیں۔ ایمز (Aims) کا اہم کام پورے تعلیمی نظام کو ایک بامقصد اور درست سمت مہیا کرنا ہوتا ہے۔ جب تک ایمز (Aims) واضح طور پر بیان نہ کیے جائیں تعلیمی پروگرامز کا بامعنی انداز میں شعور، منصوبہ بندی اور آغاز ممکن ہی نہیں ہوتا۔ درحقیقت ایمز (Aims) رہنما اصولوں کا کام کرتے ہیں اور نظام کے ان معاملات پر روشنی ڈالتے ہیں جو کہ انتہائی توجہ کے مستحق ہوتے ہیں۔ اس لئے ایمز (Aims) کا علم ہونا نصاب سازوں اور متعلقہ گروپس کے لئے انتہائی ضروری ہوتا ہے۔

معیاری تعلیمی سرگرمیوں میں تعلیمی نظام کی حتمی شکل ہمیشہ مرکزی ایمز (Aims) ہی متعین کرتے ہیں۔ ہر قوم کے ایمز (Aims) مختلف ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ روایتی اسلامی تعلیم "Aims" اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے والے حقیقی مسلمان تیار کرنا ہے۔ امریکیوں کی تعلیم جمہوری اور عملی افراد پیدا کرنے کے "Aims" کے گرد گھومتی ہے۔ جبکہ اشتراکی نظام (Socialist System) میں تعلیم کا مقصد حقیقی اشتراکیت پسند پیدا کرنا ہوتا ہے۔ اگر آپ مختلف تعلیمی نظاموں کا بغور مطالعہ کریں تو آپ کو اس پر کسی نہ کسی قومی نظریے کی چھاپ ضرور نظر آئے گی۔ بعض اوقات ایک ہی ملک میں مختلف مکاتب فکر کے مختلف سکول سسٹم بھی رائج ہوتے ہیں۔ ایسا اس لئے ہوتا ہے کیونکہ ایمز (Aims) مختلف تعلیمی پروگرامز اور مقاصد (Objectives) کو یکجا کرنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ اب جامعہ اشرفیہ اور فورمین کرسچن کالج (ایف سی کالج) کی ہی مثال لے لیں جو کہ ایک ہی شہر میں ایک دوسرے کے قریب واقع ہیں تاہم دونوں مختلف مکاتب فکر کی

نمائندگی کرتے ہیں۔ دونوں اپنے نقطہ نظر کے مطابق نوجوانوں کی شخصیت سازی کا کام کرتے ہیں۔ ان دونوں اداروں کے تعلیمی (Aims) مختلف ہیں اس سے تعلیم کے میدان میں ایمز کے طاقتور کردار کا پتہ چلتا ہے یعنی تعلیم مشرقی ہوگی یا مغربی، سرکاری ہوگی یا نجی۔ مختلف ایمز تعلیم کو مختلف رنگوں میں ڈھالتے ہیں۔ نصاب سازوں اور اساتذہ کو ان رنگوں کا بخوبی شعور ہونا چاہیے۔

-2 اہداف (Goals):

دوسری جانب اہداف (Goals) کا تعلق سکول کی سطح پر حاصل ہونے والے نتائج سے ہوتا ہے۔ اہداف ایمز (Aims) سے ہی اخذ کئے جاتے ہیں اور یہ اس بات کی زیادہ بہتر انداز میں وضاحت کرتے ہیں کہ ایمز (Aims) کا مقصد کیا ہے۔ درحقیقت یہ تعلیمی پروگرامز کی شاہراہ پر لگے اشارے ہوتے ہیں۔ ڈیویز (Davies) کے مطابق اہداف نصابی منصوبہ بندی کرنے والوں کو اصل منزل کی جانب توجہ مرکوز رکھنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ ایمز (Aims) اور اہداف (Goals) پرائمری سے ہائر سیکنڈری تک تمام تعلیمی سرگرمیوں کو ترتیب دینے کے لئے بہترین حکمت عملی مہیا کرتے [illegible] ان کا کردار انتہائی اہم ہوتا ہے۔

-3 مقاصد (Objective):

بلوم (Bloom) کے مطابق محض ایمز (Aims) اور اہداف (Goals) کلاس روم کی تربیت اور جائزہ کو فوری سمت مہیا کرنے کے لئے کافی نہیں ہوتے، اس لئے ان میں مقاصد (Objectives) کا تعین بھی ضروری ہوتا ہے۔ مقاصد (Objectives) علم، مہارت، اقدار، عقائد، عملی نمونہ وغیرہ کی شکل میں ہر ہدف (Goal) کی مکمل تفصیل مہیا کرتے ہیں۔ نصابی منصوبہ سازوں، اساتذہ اور طلباء کے لئے ان مقاصد کو بروئے کار لانا یقیناً لازمی ہوتا ہے۔

مخصوص مقاصد (Objectives) کو کئی طریقوں سے بیان کیا جاسکتا ہے۔ سب سے پہلے تو یہ مواد اور تعلیمی تجربات کے انتخاب میں رہنمائی کرتے ہیں، پھر یہ ان قابلیتوں اور صلاحیتوں کی درجہ بندی کرتے ہیں جنہیں طلبہ میں پیدا کیا جانا مقصود ہوتا ہے۔ پھر یہ اس بات کی بھی وضاحت کرتے ہیں کہ مواد کس طرح اور کس مقصد کے تحت استعمال کرنا ہے۔ نیز یہ مختلف سرگرمیوں پر مخصوص نقطہ نظر کے تحت توجہ مرکوز رکھنے میں بھی مدد کرتے ہیں۔ ان سے امید کی جاتی ہے کہ مختلف مضامین اور مختلف تدریسی طریقے مربوط انداز میں باہم مل کر تعلیمی نظام کی کامیابی کا ذریعہ بنیں گے۔ آخر میں یہ حاصل ہونے والے نتائج کا جائزہ لینے کے لئے معیار بھی قائم کرتے ہیں۔ المختصر ایمز (Aims)، اہداف (Goals) اور مقاصد (Objectives) تینوں منصوبہ سازوں، ماہرین تعلیم اور اساتذہ کرام کے لئے انتہائی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

Elmas Ali

ایمز، اہداف اور مقاصد کی درجہ بندی:

(The Classification of Aims, Cols and Objectives)

عام طور پر نصاب اور تعلیم کے موضوع پر تیار ہونے والی کتب میں ایمز، اہداف اور مقاصد کو عمودی سلسلہ مراتب کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ تاہم کئی نامور مصنفین خصوصاً نصاب کے شعبے میں کام کرنے والوں نے مقاصد کی تشکیل کے

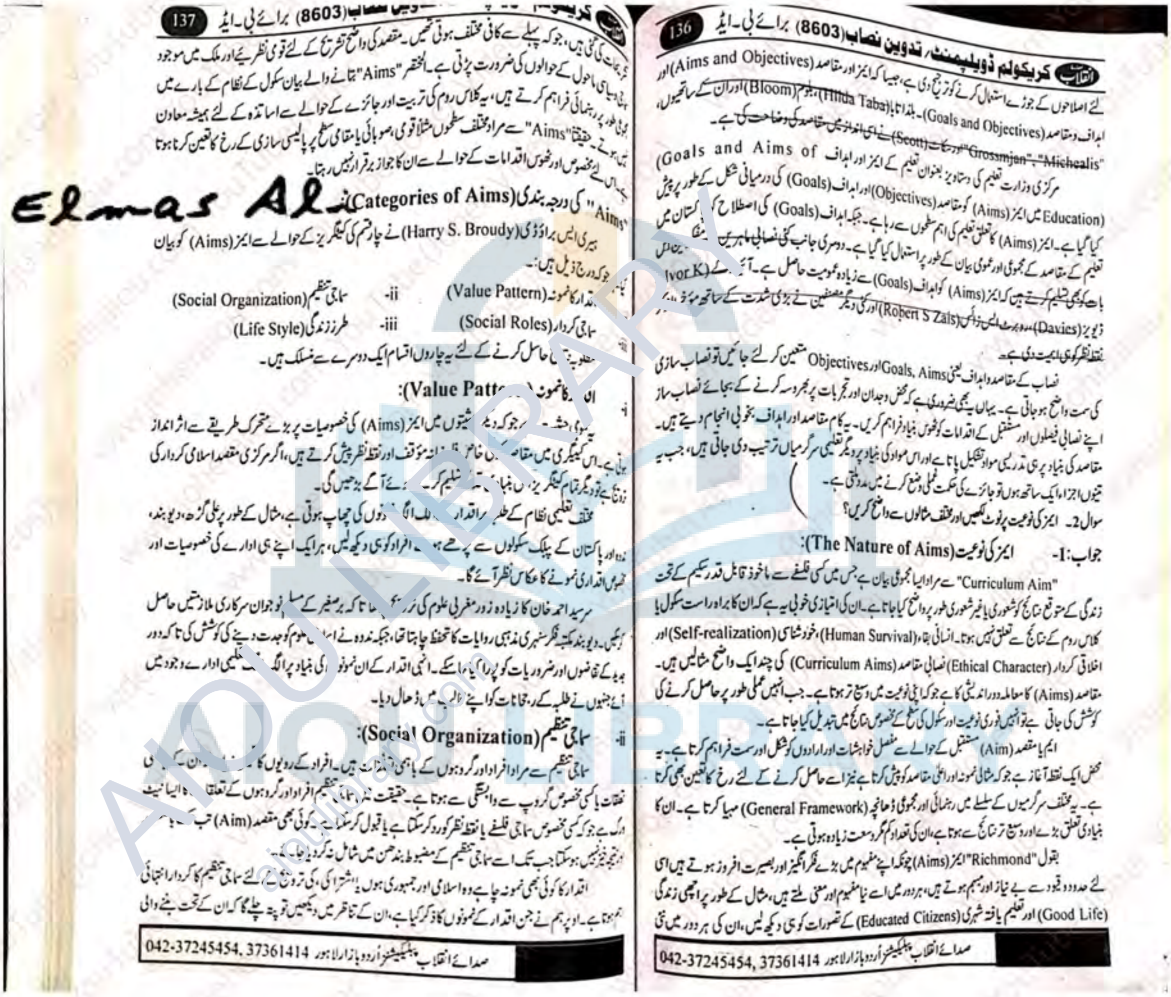

لئے اصلاحوں کے جوڑے استعمال کرنے کو ترجیح دی ہے، جیسا کہ ایمز اور مقاصد(Aims and Objectives)اور اہداف ومقاصد(Goals and Objectives)۔ ہلڈا تابا(Hilda Taba)، بلوم(Bloom)اوران کے ساتھیوں، ~~"Micheális"، "Grossmjen" اور سکاٹ(Scott) نے اسی انداز میں مقاصد کی وضاحت کی ہے۔~~

مرکزی وزارت تعلیم کی دستاویز بعنوان تعلیم کے ایمز اور اہداف (Goals and Aims of Education) میں ایمز(Aims) کو مقاصد(Objectives) اور اہداف(Goals) کی درمیانی شکل کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ ایمز(Aims) کا تعلق تعلیم کی اہم سطحوں سے رہا ہے۔ جبکہ اہداف(Goals) کی اصطلاح کو پاکستان میں تعلیم کے مقاصد کے مجموعی اور عمومی بیان کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ دوسری جانب ~~کئی نصابی ماہرین~~ مثلاً آئیور کے(Ivor K) ~~اس بات کو بھی تسلیم کرتے ہیں~~ کہ ایمز(Aims) کو اہداف(Goals) سے زیادہ عمومیت حاصل ہے۔ ڈیویز(Davies)، ~~رابرٹ ایس زائس~~(Robert S Zais) اور کئی دیگر ~~مصنفین نے بڑی شدت کے ساتھ موٴخر الذکر نقطہ نظر کو ہی اہمیت دی ہے۔~~

نصاب کے مقاصد واہداف یعنی Aims, Goals اور Objectives متعین کر لئے جائیں تو نصاب سازی کی سمت واضح ہو جاتی ہے۔ یہاں یہ بھی ضروری ہے کہ محض وجدان اور تجربات پر بھروسہ کرنے کے بجائے نصاب ساز اپنے نصابی فیصلوں اور مستقبل کے اقدامات کو ٹھوس بنیاد فراہم کریں۔ یہ کام مقاصد اور اہداف بخوبی انجام دیتے ہیں۔ مقاصد کی بنیاد پر ہی تدریسی مواد تشکیل پاتا ہے اور اس مواد کی بنیاد پر دیگر تعلیمی سرگرمیاں ترتیب دی جاتی ہیں، جب یہ تینوں اجزاء ایک ساتھ ہوں تو جائزے کی حکمت عملی وضع کرنے میں مدد ملتی ہے۔

سوال 2۔ ایمز کی نوعیت پر نوٹ لکھیں اور مختلف مثالوں سے واضح کریں؟

جواب: 1- ایمز کی نوعیت(The Nature of Aims):

"Curriculum Aim" سے مراد ایسا مجموعی بیان ہے جس میں کسی فلسفے سے ماخوذ قابل قدر سکیم کے تحت زندگی کے متوقع نتائج کو شعوری یا غیر شعوری طور پر واضح کیا جاتا ہے۔ ان کی امتیازی خوبی یہ ہے کہ ان کا براہ راست سکول یا کلاس روم کے نتائج سے تعلق نہیں ہوتا۔ انسانی بقاء(Human Survival)، خود شناسی(Self-realization)اور اخلاقی کردار (Ethical Character) نصابی مقاصد(Curriculum Aims) کی چند ایک واضح مثالیں ہیں۔ مقاصد(Aims) کا معاملہ دوراندیشی کا ہے جو کہ اپنی نوعیت میں وسیع تر ہوتا ہے۔ جب انہیں عملی طور پر حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو انہیں فوری نوعیت اور سکول کی سطح کے مخصوص نتائج میں تبدیل کیا جاتا ہے۔

ایم یا مقصد(Aim) مستقبل کے حوالے سے مفصل خواہشات اور ارادوں کو شکل اور سمت فراہم کرتا ہے۔ یہ محض ایک نقطہ آغاز ہے جو کہ مثالی نمونہ اور اعلیٰ مقاصد کو پیش کرتا ہے نیز اسے حاصل کرنے کے لئے رخ کا تعین بھی کرتا ہے۔ یہ مختلف سرگرمیوں کے سلسلے میں رہنمائی اور مجموعی ڈھانچہ (General Framework) مہیا کرتا ہے۔ ان کا بنیادی تعلق بڑے اور وسیع تر نتائج سے ہوتا ہے، ان کی تعداد کم مگر وسعت زیادہ ہوتی ہے۔

بقول "Richmond" ایمز(Aims) چونکہ اپنے مفہوم میں بڑے فکر انگیز اور بصیرت افروز ہوتے ہیں اسی لئے حدود و قیود سے بے نیاز اور مبہم ہوتے ہیں، ہر دور میں اسے نیا مفہوم اور معنی ملتے ہیں، مثال کے طور پر اچھی زندگی (Good Life) اور تعلیم یافتہ شہری (Educated Citizens) کے تصورات کو ہی دیکھ لیں، ان کی ہر دور میں نئی

تشریحات کی گئی ہیں، جو کہ پہلے سے کافی مختلف ہوتی تھیں۔ مقصد کی واضح تشریح کے لئے قومی نظریے اور ملک میں موجود سماجی ماحول کے حوالوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ المختصر "Aims" بتانے والے بیان سکول کے نظام کے بارے میں عمومی طور پر رہنمائی فراہم کرتے ہیں، یہ کلاس روم کی تربیت اور جائزے کے حوالے سے اساتذہ کے لئے ہمیشہ معاون نہیں ہوتے۔ حقیقتاً "Aims" سے مراد مختلف سطحوں مثلاً قومی، صوبائی یا مقامی سطح پر پالیسی سازی کے رخ کا تعین کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے مخصوص اور ٹھوس اقدامات کے حوالے سے ان کا جواز برقرار نہیں رہتا۔

Elmas Ali

"Aims" کی درجہ بندی(Categories of Aims):

ہیری ایس براؤڈی(Harry S. Broudy) نے چار قسم کی کیٹگریز کے حوالے سے ایمز(Aims) کو بیان کیا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:۔

اقدار کا نمونہ(Value Pattern)   -ii سماجی تنظیم(Social Organization)
سماجی کردار(Social Roles)   -iii طرز زندگی(Life Style)

مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کے لئے یہ چاروں اقسام ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔

اقدار کا نمونہ(Value Pattern):

[illegible] جو کہ دیگر حیثیتوں میں ایمز(Aims) کی خصوصیات پر بڑے متحرک طریقے سے اثر انداز ہوتی ہے۔ اس کیٹگری میں مقاصد [illegible] خاص [illegible] موٴقف اور نقطہ نظر پیش کرتے ہیں، اگر مرکزی مقصد اسلامی کردار کی ترویج ہے تو دیگر تمام کیٹگریز اس بنیاد [illegible] تسلیم کرتے ہوئے آگے بڑھیں گی۔

مختلف تعلیمی نظام کے طلبہ پر اقدار [illegible] کی چھاپ ہوتی ہے، مثال کے طور پر علی گڑھ، دیوبند، ندوہ اور پاکستان کے پبلک سکولوں سے پڑھے ہوئے افراد کو ہی دیکھ لیں، ہر ایک اپنے ہی ادارے کی خصوصیات اور مخصوص اقداری نمونے کا عکاس نظر آئے گا۔

سر سید احمد خان کا زیادہ زور مغربی علوم کی ترویج پر تھا تاکہ برصغیر کے مسلم نوجوان سرکاری ملازمتیں حاصل کر سکیں۔ دیوبند مکتبہ فکر سنہری مذہبی روایات کا تحفظ چاہتا تھا، جبکہ ندوہ نے اسلامی علوم کو جدت دینے کی کوشش کی تاکہ دور جدید کے تقاضوں اور ضروریات کو پورا کیا جا سکے۔ انہی اقدار کے ان نمونوں کی بنیاد پر الگ الگ تعلیمی ادارے وجود میں آئے جنہوں نے طلبہ کے رجحانات کو اپنے قالب میں ڈھال دیا۔

-ii سماجی تنظیم(Social Organization):

سماجی تنظیم سے مراد افراد اور گروہوں کے باہمی تعلقات ہیں۔ افراد کے رویوں کا [illegible] تعلقات یا کسی مخصوص گروپ سے وابستگی سے ہوتا ہے۔ حقیقت میں سماجی تنظیم افراد اور گروہوں کے تعلقات کا ایسا نیٹ ورک ہے جو کہ کسی مخصوص سماجی فلسفے یا نقطہ نظر کو رد کر سکتا ہے یا قبول کر سکتا ہے۔ کوئی بھی مقصد(Aim) تب تک [illegible] نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا جب تک اسے سماجی تنظیم کے مضبوط بندھن میں شامل نہ کر دیا جائے۔

اقدار کا کوئی بھی نمونہ چاہے وہ اسلامی اور جمہوری ہوں یا اشتراکی، کی ترویج کے لئے سماجی تنظیم کا کردار انتہائی اہم ہوتا ہے۔ اوپر ہم نے جن اقدار کے نمونوں کا ذکر کیا ہے، ان کے تناظر میں دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ ان کے تحت بننے والی

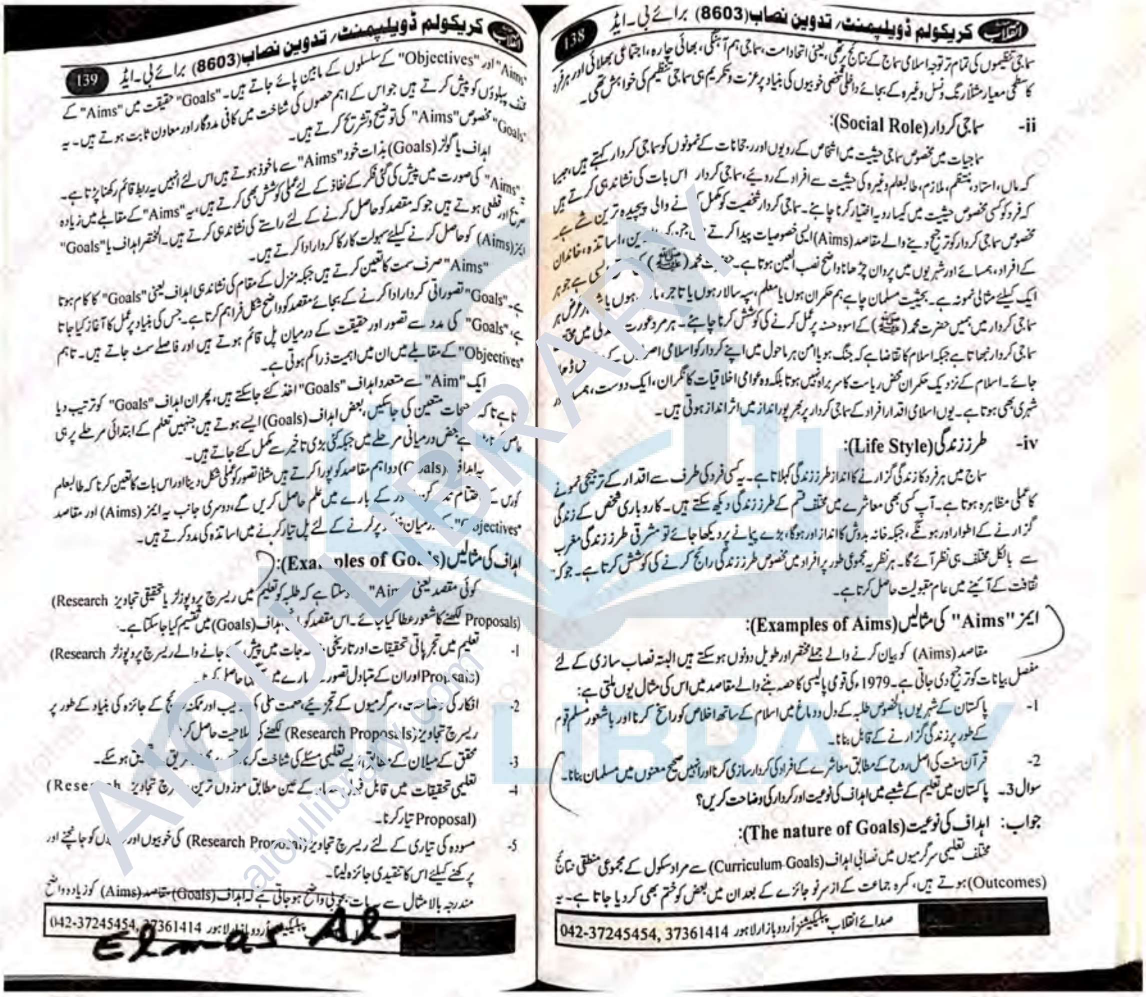

سماجی تنظیموں کی تمام تر توجہ اسلامی سماج کے نتائج پر تھی، یعنی اتحاد امت، سماجی ہم آہنگی، بھائی چارہ، اجتماعی بھلائی اور ہر فرد کا سطحی معیار مثلاً رنگ ونسل وغیرہ کے بجائے داخلی شخصی خوبیوں کی بنیاد پر عزت وتکریم ہی سماجی تنظیم کی خواہش تھی۔

-ii سماجی کردار(Social Role):

سماجیات میں مخصوص سماجی حیثیت میں اشخاص کے رویوں اور رجحانات کے نمونوں کو سماجی کردار کہتے ہیں، جیسا کہ ماں، استاد، منتظم، ملازم، طالبعلم وغیرہ کی حیثیت سے افراد کے رویے، سماجی کردار اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ فرد کو کسی مخصوص حیثیت میں کیسا رویہ اختیار کرنا چاہئے۔ سماجی کردار شخصیت کو مکمل [illegible] نے والی پیچیدہ ترین شے ہے۔ مخصوص سماجی کردار کو ترجیح دینے والے مقاصد (Aims) ایسی خصوصیات پیدا کرتے [illegible] جن کو [illegible] ین، اساتذہ، خاندان کے افراد، ہمسائے اور شہریوں میں پروان چڑھانا واضح نصب العین ہوتا ہے۔ حضرت محمد (ﷺ) کی [illegible] ایسی ہے جو ہر ایک کیلئے مثالی نمونہ ہے۔ بحیثیت مسلمان چاہے ہم حکمران ہوں یا معلم، سپہ سالار ہوں یا تاجر، ما[illegible] ہوں یا [illegible] ہر فرض ہر سماجی کردار میں ہمیں حضرت محمد (ﷺ) کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔ ہر مرد وعورت [illegible] عملی میں [illegible] سماجی کردار نبھاتا ہے جبکہ اسلام کا تقاضا ہے کہ جنگ ہو یا امن ہر ماحول میں اپنے کردار کو اسلامی اصو[illegible] جائے۔ اسلام کے نزدیک حکمران محض ریاست کا سربراہ نہیں ہوتا بلکہ وہ عوامی اخلاقیات کا نگران، ایک دوست، ہمسا[illegible] شہری بھی ہوتا ہے۔ یوں اسلامی اقدار افراد کے سماجی کردار پر بھرپور انداز میں اثر انداز ہوتی ہیں۔

-iv طرز زندگی(Life Style):

سماج میں ہر فرد کا زندگی گزارنے کا انداز طرز زندگی کہلاتا ہے۔ یہ کسی فرد کی طرف سے اقدار کے ترجیحی نمونے کا عملی مظاہرہ ہوتا ہے۔ آپ کسی بھی معاشرے میں مختلف قسم کے طرز زندگی دیکھ سکتے ہیں۔ کاروباری شخص کے زندگی گزارنے کے اطوار اور ہونگے، جبکہ خانہ بدوش کا انداز اور ہوگا، بڑے پیمانے پر دیکھا جائے تو مشرقی طرز زندگی مغرب سے بالکل مختلف ہی نظر آئے گا۔ ہر نظریہ مجموعی طور پر افراد میں مخصوص طرز زندگی رائج کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جو کہ ثقافت کے آئینے میں عام مقبولیت حاصل کرتا ہے۔

ایمز "Aims" کی مثالیں(Examples of Aims):

مقاصد (Aims) کو بیان کرنے والے جملے مختصر اور طویل دونوں ہو سکتے ہیں البتہ نصاب سازی کے لئے مفصل بیانات کو ترجیح دی جاتی ہے۔ 1979ء کی قومی پالیسی کا حصہ بننے والے مقاصد میں اس کی مثال یوں ملتی ہے:

-1 پاکستان کے شہریوں بالخصوص طلبہ کے دل ودماغ میں اسلام کے ساتھ اخلاص کو راسخ کرنا اور باشعور مسلم قوم کے طور پر زندگی گزارنے کے قابل بنانا۔

-2 قرآن سنت کی اصل روح کے مطابق معاشرے کے افراد کی کردار سازی کرنا اور انہیں صحیح معنوں میں مسلمان بنانا۔

سوال 3۔ پاکستان میں تعلیم کے شعبے میں اہداف کی نوعیت اور کردار کی وضاحت کریں؟

جواب: اہداف کی نوعیت(The nature of Goals):

مختلف تعلیمی سرگرمیوں میں نصابی اہداف (Curriculum Goals) سے مراد سکول کے مجموعی منطقی نتائج (Outcomes) ہوتے ہیں، کمرہ جماعت کے از سر نو جائزے کے بعد ان میں بعض کو ختم بھی کر دیا جاتا ہے۔ یہ

"Aims" اور "Objectives" کے سلسلوں کے مابین پائے جاتے ہیں۔ "Goals" حقیقت میں "Aims" کے [illegible]ف پہلوؤں کو پیش کرتے ہیں جو اس کے اہم حصوں کی شناخت میں کافی مددگار اور معاون ثابت ہوتے ہیں۔ یہ "Goals"، مخصوص "Aims" کی توضیح وتشریح کرتے ہیں۔

اہداف یا گولز (Goals) بذات خود "Aims" سے ماخوذ ہوتے ہیں اس لئے انہیں یہ ربط قائم رکھنا پڑتا ہے۔ یہ "Aims" کی صورت میں پیش کی گئی فکر کے نفاذ کے لئے عملی کوشش بھی کرتے ہیں، یہ "Aims" کے مقابلے میں زیادہ صریح اور قطعی ہوتے ہیں جو کہ مقصد کو حاصل کرنے کے لئے راستے کی نشاندہی کرتے ہیں۔ الختصر اہداف یا "Goals" ایمز (Aims) کو حاصل کرنے کیلئے سہولت کار کا کردار ادا کرتے ہیں۔

"Aims" صرف سمت کا تعین کرتے ہیں جبکہ منزل کے مقام کی نشاندہی اہداف یعنی "Goals" کا کام ہوتا ہے۔ "Goals" تصوراتی کردار ادا کرنے کے بجائے مقصد کو واضح شکل فراہم کرتا ہے۔ "Goals" کی مدد سے تصور اور حقیقت کے درمیان پل قائم ہوتے ہیں اور فاصلے سمٹ جاتے ہیں۔ تاہم "Objectives" کے مقابلے میں ان میں اہمیت ذرا کم ہوتی ہے۔

ایک "Aim" سے متعدد اہداف "Goals" اخذ کئے جا سکتے ہیں، پھر ان اہداف "Goals" کو ترتیب دیا جاتا ہے تاکہ [illegible]جیحات متعین کی جا سکیں، بعض اہداف (Goals) ایسے ہوتے ہیں جنہیں تعلم کے ابتدائی مرحلے پر ہی حاصل [illegible] ہے بعض درمیانی مرحلے میں جبکہ کئی بڑی تاخیر سے مکمل کئے جاتے ہیں۔

یہ اہداف (Goals) دو اہم مقاصد کو پورا کرتے ہیں مثلاً تصور کو عملی شکل دینا اور اس بات کا تعین کرنا کہ طالبعلم کورس کے اختتام پر [illegible] کے بارے میں علم حاصل کریں گے، دوسری جانب یہ ایمز (Aims) اور مقاصد "Objectives" کے درمیان خلا پر کرنے کے لئے پل تیار کرنے میں اساتذہ کی مدد کرتے ہیں۔

اہداف کی مثالیں(Examples of Goals):

کوئی مقصد یعنی "Aim" [illegible] سکتا ہے کہ طلبہ کو تعلیم میں ریسرچ پروپوزلز یا تحقیقی تجاویز (Research Proposals) لکھنے کا شعور عطا کیا جائے۔ اس مقصد کو [illegible] اہداف (Goals) میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

-1 تعلیم میں تجرباتی تحقیقات اور تاریخی [illegible] جات میں پیش [illegible] جانے والے ریسرچ پروپوزلز (Research Proposals) اور ان کے متبادل تصور[illegible] بارے میں [illegible] حاصل کرنا۔

-2 افکار کی وضاحت، سرگرمیوں کے تجزیے، حکمت عملی [illegible] اور ممکنہ [illegible] کے جائزہ کی بنیاد کے طور پر ریسرچ تجاویز (Research Proposals) لکھنے کی صلاحیت حاصل کرنا۔

-3 محقق کے میلان کے مطابق ایسے تعلیمی مسئلے کی شناخت کرنا [illegible] طریق[illegible] ہو سکے۔

-4 تعلیمی تحقیقات میں قابل قبول [illegible] کے عین مطابق موزوں ترین [illegible]رچ تجاویز (Research Proposal) تیار کرنا۔

-5 مسودہ کی تیاری کے لئے ریسرچ تجاویز (Research Proposal) کی خوبیوں اور [illegible] کو جانچنے اور پرکھنے کیلئے اس کا تنقیدی جائزہ لینا۔

مندرجہ بالا مثال سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ اہداف (Goals) مقاصد (Aims) کو زیادہ واضح

Elmas Al

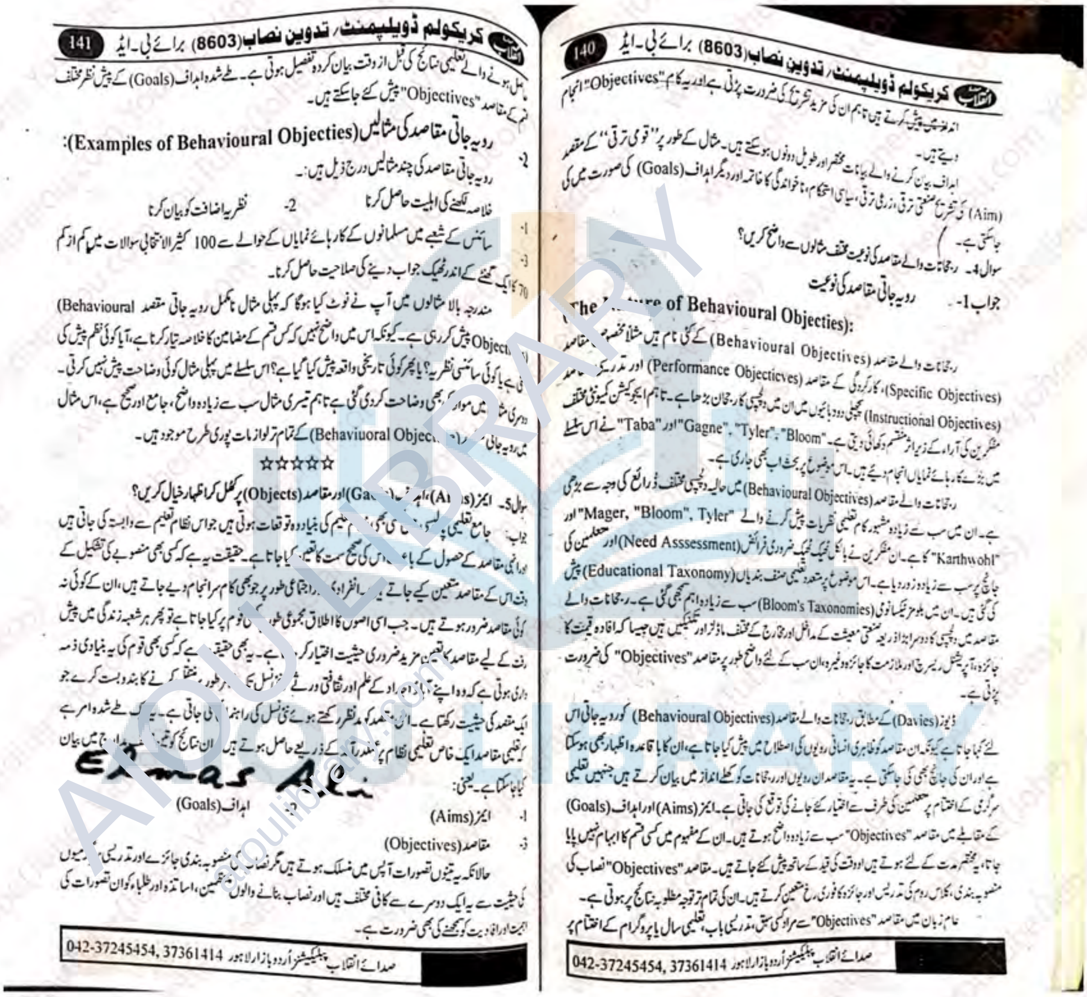

اندر پیش کرتے ہیں تاہم ان کی مزید تشریح کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ کام "Objectives" انجام دیتے ہیں۔

اہداف بیان کرنے والے بیانات مختصر اور طویل دونوں ہوسکتے ہیں۔ مثال کے طور پر "قومی ترقی" کے مقصد (Aim) کی تشریح صنعتی ترقی، زرعی ترقی، سیاسی استحکام، ناخواندگی کا خاتمہ اور دیگر اہداف (Goals) کی صورت میں کی جاسکتی ہے۔

سوال 4۔ رجحانات والے مقاصد کی نوعیت مختلف مثالوں سے واضح کریں؟

جواب 1۔ رویہ جاتی مقاصد کی نوعیت (The Nature of Behavioural Objecties):

رجحانات والے مقاصد (Behavioural Objectives) کے کئی نام ہیں مثلاً مخصوص مقاصد (Specific Objectives)، کارکردگی کے مقاصد (Performance Objectieves) اور تدریسی مقاصد (Instructional Objectives) پچھلی دو دہائیوں میں ان میں دلچسپی کا رجحان بڑھا ہے۔ تاہم ایجوکیشن کمیونٹی مختلف مفکرین کی آراء کے زیر اثر منقسم دکھائی دیتی ہے۔ "Bloom"، "Tyler"، "Gagne" اور "Taba" نے اس سلسلے میں بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔ اس موضوع پر بحث اب بھی جاری ہے۔

رجحانات والے مقاصد (Behavioural Objectives) میں حالیہ دلچسپی مختلف ذرائع کی وجہ سے بڑھی ہے۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور کام تعلیمی نظریات پیش کرنے والے "Mager, "Bloom", Tyler" اور "Karthwohl" کا ہے۔ ان مفکرین نے بالکل ٹھیک ٹھیک ضروری فرائض (Need Asssessment) اور متعلمین کی جانچ پر سب سے زیادہ زور دیا ہے۔ اس موضوع پر متعدد تعلیمی صنف بندیاں (Educational Taxonomy) پیش کی گئی ہیں۔ ان میں بلومز ٹیکسانومی (Bloom's Taxonomies) سب سے زیادہ اہم سمجھی گئی ہے۔ رجحانات والے مقاصد میں دلچسپی کا دوسرا ابذریعہ صنعتی معیشت کے داخل اور خارج کے مختلف ماڈلز اور تکنیکیں ہیں جیسا کہ افادہ قیمت کا جائزہ، آپریشنل ریسرچ اور ملازمت کا جائزہ وغیرہ، ان سب کے لئے واضح طور پر مقاصد "Objectives" کی ضرورت پڑتی ہے۔

ڈیویز (Davies) کے مطابق رجحانات والے مقاصد (Behavioural Objectives) کو رویہ جاتی اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ ان مقاصد کو ظاہری انسانی رویوں کی اصطلاح میں پیش کیا جاتا ہے، ان کا باقاعدہ اظہار بھی ہوسکتا ہے اور ان کی جانچ بھی کی جاسکتی ہے۔ یہ مقاصد ان رویوں اور رجحانات کو کھلے انداز میں بیان کرتے ہیں جنہیں تعلیمی سرگرمی کے اختتام پر متعلمین کی طرف سے اختیار کئے جانے کی توقع کی جاتی ہے۔ ایمز (Aims) اور اہداف (Goals) کے مقابلے میں مقاصد "Objectives" سب سے زیادہ واضح ہوتے ہیں۔ ان کے مفہوم میں کسی قسم کا ابہام نہیں پایا جاتا، یہ مختصر مدت کے لئے ہوتے ہیں او وقت کی قید کے ساتھ پیش کئے جاتے ہیں۔ مقاصد "Objectives" نصاب کی منصوبہ بندی، کلاس روم کی تدریس اور جائزہ کا فوری رخ متعین کرتے ہیں۔ ان کی تمام تر توجہ مطلوبہ نتائج پر ہوتی ہے۔

عام زبان میں مقاصد "Objectives" سے مراد کسی سبق، تدریسی باب، تعلیمی سال یا پروگرام کے اختتام پر

حاصل ہونے والے تعلیمی نتائج کی قبل از وقت بیان کردہ تفصیل ہوتی ہے۔ طے شدہ اہداف (Goals) کے پیش نظر مختلف قسم کے مقاصد "Objectives" پیش کیے جاسکتے ہیں۔

2۔ رویہ جاتی مقاصد کی مثالیں (Examples of Behavioural Objecties):

رویہ جاتی مقاصد کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:۔

1۔ خلاصہ لکھنے کی اہلیت حاصل کرنا

2۔ نظریہ اضافت کو بیان کرنا

3۔ سائنس کے شعبے میں مسلمانوں کے کارہائے نمایاں کے حوالے سے 100 کثیر الانتخابی سوالات میں کم از کم 70 کا ایک گھنٹے کے اندر ٹھیک جواب دینے کی صلاحیت حاصل کرنا۔

مندرجہ بالا مثالوں میں آپ نے نوٹ کیا ہوگا کہ پہلی مثال نامکمل رویہ جاتی مقصد (Behavioural Objective) پیش کر رہی ہے۔ کیونکہ اس میں واضح نہیں کہ کس قسم کے مضامین کا خلاصہ تیار کرنا ہے، آیا کوئی نظم پیش کی گئی ہے یا کوئی سائنسی نظریہ؟ یا پھر کوئی تاریخی واقعہ پیش کیا گیا ہے؟ اس سلسلے میں پہلی مثال کوئی وضاحت پیش نہیں کرتی۔ دوسری مثال میں مواد کی بھی وضاحت کردی گئی ہے تاہم تیسری مثال سب سے زیادہ واضح، جامع اور صحیح ہے، اس مثال میں رویہ جاتی مقاصد (Behaviuoral Objectives) کے تمام تر لوازمات پوری طرح موجود ہیں۔

☆☆☆☆☆

سوال 5۔ ایمز (Aims)، اہداف (Goals) اور مقاصد (Objects) پر مکمل کر اظہار خیال کریں؟

جواب: جامع تعلیمی پالیسی کسی بھی نظام تعلیم کی بنیاد وہ توقعات ہوتی ہیں جو اس نظام تعلیم سے وابستہ کی جاتی ہیں اور انہی مقاصد کے حصول کے باعث اس کی صحیح سمت کا تعین کیا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی منصوبے کی تشکیل کے وقت اس کے مقاصد متعین کیے جاتے ہیں۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر جو بھی کام سرانجام دیے جاتے ہیں، ان کے کوئی نہ کوئی مقاصد ضرور ہوتے ہیں۔ جب اسی اصول کا اطلاق مجموعی طور پر کسی قوم پر کیا جاتا ہے تو پھر ہر شعبہ زندگی میں پیش رفت کے لیے مقاصد کا تعین مزید ضروری حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ کسی بھی قوم کی یہ بنیادی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کے علم اور ثقافتی ورثے کو نئی نسل تک بہتر طور پر منتقل کرنے کا بندوبست کرے جو ایک مقصد کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے نئی نسل کی راہنمائی کی جاتی ہے۔ یہ ایک طے شدہ امر ہے کہ تعلیمی مقاصد ایک خاص تعلیمی نظام پر عملدرآمد کے ذریعے حاصل ہوتے ہیں۔ ان نتائج کو تین مدارج میں بیان کیا جاسکتا ہے۔ یعنی:

Elmas Ali

1۔ ایمز (Aims)

2۔ اہداف (Goals)

3۔ مقاصد (Objectives)

حالانکہ یہ تینوں تصورات آپس میں منسلک ہوتے ہیں مگر نصاب کی منصوبہ بندی جائزے اور تدریسی سرگرمیوں کی حیثیت سے یہ ایک دوسرے سے کافی مختلف ہیں اور نصاب بنانے والوں، معلمین، اساتذہ اور طلباء کو ان تصورات کی اہمیت اور افادیت کو سمجھنے کی بھی ضرورت ہے۔

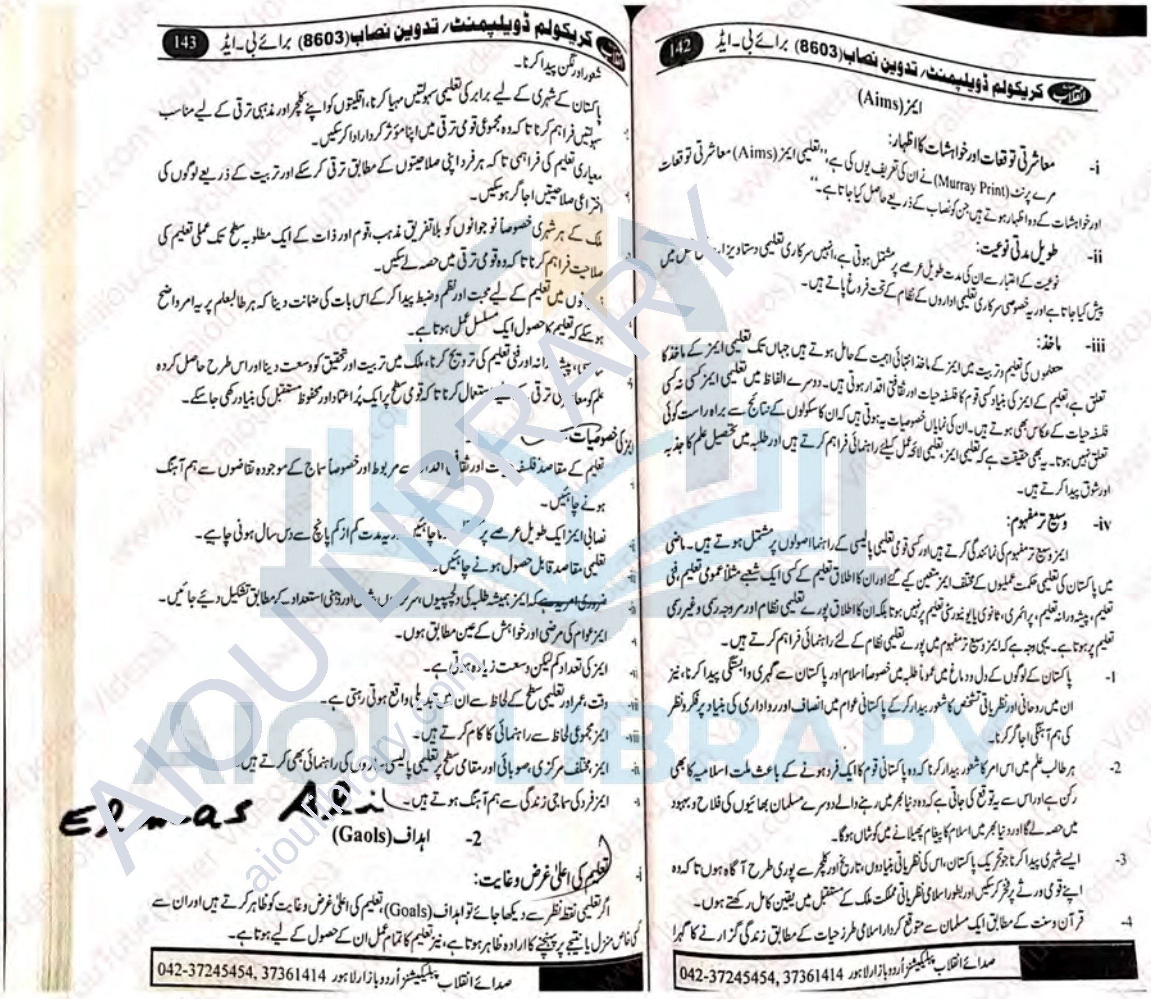

ایمز (Aims)

i- **معاشرتی توقعات اور خواہشات کا اظہار:**
مرے پرنٹ (Murray Print) نے ان کی تعریف یوں کی ہے، "تعلیمی ایمز (Aims) معاشرتی توقعات اور خواہشات کے وہ اظہار ہوتے ہیں جن کو نصاب کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے۔"

ii- **طویل مدتی نوعیت:**
نوعیت کے اعتبار سے ان کی مدت طویل عرصے پر مشتمل ہوتی ہے، انہیں سرکاری تعلیمی دستاویزات میں پیش کیا جاتا ہے اور یہ خصوصی سرکاری تعلیمی اداروں کے نظام کے تحت فروغ پاتے ہیں۔

iii- **ماخذ:**
حلقوں کی تعلیم وتربیت میں ایمز کے ماخذ انتہائی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں جہاں تک تعلیمی ایمز کے ماخذ کا تعلق ہے، تعلیم کے ایمز کی بنیاد کسی قوم کا فلسفہ حیات اور ثقافتی اقدار ہوتی ہیں۔ دوسرے الفاظ میں تعلیمی ایمز کسی نہ کسی فلسفہ حیات کے عکاس بھی ہوتے ہیں۔ ان کی نمایاں خصوصیات یہ ہوتی ہیں کہ ان کا سکولوں کے نتائج سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ تعلیمی ایمز، تعلیمی لائحہ عمل کیلئے راہنمائی فراہم کرتے ہیں اور طلبہ میں تحصیل علم کا جذبہ اور شوق پیدا کرتے ہیں۔

iv- **وسیع تر مفہوم:**
ایمز وسیع تر مفہوم کی نمائندگی کرتے ہیں اور کسی قومی تعلیمی پالیسی کے راہنما اصولوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ماضی میں پاکستان کی تعلیمی حکمت عملیوں کے مختلف ایمز متعین کیے گئے اور ان کا اطلاق تعلیم کے کسی ایک شعبے مثلاً عمومی تعلیم، فنی تعلیم، پیشہ ورانہ تعلیم، پرائمری، ثانوی یا یونیورسٹی تعلیم پر نہیں ہوتا بلکہ ان کا اطلاق پورے تعلیمی نظام اور مروجہ رسمی و غیر رسمی تعلیم پر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایمز وسیع تر مفہوم میں پورے تعلیمی نظام کے لئے راہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

1- پاکستان کے لوگوں کے دل و دماغ میں عموماً طلبہ میں خصوصاً اسلام اور پاکستان سے گہری وابستگی پیدا کرنا، نیز ان میں روحانی اور نظریاتی تشخص کا شعور بیدار کر کے پاکستانی عوام میں انصاف اور رواداری کی بنیاد پر فکر و نظر کی ہم آہنگی اجاگر کرنا۔

2- ہر طالب علم میں اس امر کا شعور بیدار کرنا کہ وہ پاکستانی قوم کا ایک فرد ہونے کے باعث ملت اسلامیہ کا بھی رکن ہے اور اس سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ دنیا بھر میں رہنے والے دوسرے مسلمان بھائیوں کی فلاح و بہبود میں حصہ لے گا اور دنیا بھر میں اسلام کا پیغام پھیلانے میں کوشاں ہوگا۔

3- ایسے شہری پیدا کرنا جو تحریک پاکستان، اس کی نظریاتی بنیادوں، تاریخ اور کلچر سے پوری طرح آگاہ ہوں تاکہ وہ اپنے قومی ورثے پر فخر کر سکیں اور بطور اسلامی نظریاتی مملکت ملک کے مستقبل میں یقین کامل رکھتے ہوں۔

4- قرآن وسنت کے مطابق ایک مسلمان سے متوقع کردار اسلامی طرز حیات کے مطابق زندگی گزارنے کا گہرا

شعور اور لگن پیدا کرنا۔

پاکستان کے شہری کے لیے برابر کی تعلیمی سہولتیں مہیا کرنا، اقلیتوں کو اپنے کلچر اور مذہبی ترقی کے لیے مناسب سہولتیں فراہم کرنا تاکہ وہ مجموعی قومی ترقی میں اپنا موثر کردار ادا کر سکیں۔

معیاری تعلیم کی فراہمی تاکہ ہر فرد اپنی صلاحیتوں کے مطابق ترقی کر سکے اور تربیت کے ذریعے لوگوں کی اختراعی صلاحیتیں اجاگر ہو سکیں۔

ملک کے ہر شہری خصوصاً نوجوانوں کو بلاتفریق مذہب، قوم اور ذات کے ایک مطلوبہ سطح تک عملی تعلیم کی صلاحیت فراہم کرنا تاکہ وہ قومی ترقی میں حصہ لے سکیں۔

ذہنوں میں تعلیم کے لیے محبت اور نظم و ضبط پیدا کر کے اس بات کی ضمانت دینا کہ ہر طالب علم پر یہ امر واضح ہو سکے کہ تعلیم کا حصول ایک مسلسل عمل ہوتا ہے۔

سائنسی، پیشہ ورانہ اور فنی تعلیم کی ترویج کرنا، ملک میں تربیت اور تحقیق کو وسعت دینا اور اس طرح حاصل کردہ علم کو معاشی ترقی کے لیے استعمال کرنا تاکہ قومی سطح پر ایک پُر اعتماد اور محفوظ مستقبل کی بنیاد رکھی جا سکے۔

ایمز کی خصوصیات:

تعلیم کے مقاصد فلسفہ حیات اور ثقافتی اقدار سے مربوط اور خصوصاً سماج کے موجودہ تقاضوں سے ہم آہنگ ہونے چاہئیں۔

نصابی ایمز ایک طویل عرصے پر محیط ہونا چاہئیں اور یہ مدت کم از کم پانچ سے دس سال ہونی چاہیے۔

تعلیمی مقاصد قابل حصول ہونے چاہئیں۔

ضروری امر یہ ہے کہ ایمز ہمیشہ طلبہ کی دلچسپیوں، سرگرمیوں، خواہشات اور ذہنی استعداد کے مطابق تشکیل دیے جائیں۔

ایمز عوام کی مرضی اور خواہش کے عین مطابق ہوں۔

ایمز کی تعداد کم لیکن وسعت زیادہ ہوتی ہے۔

وقت، عمر اور تعلیمی سطح کے لحاظ سے ان میں تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے۔

ایمز مجموعی لحاظ سے راہنمائی کا کام کرتے ہیں۔

ایمز، مختلف مرکزی، صوبائی اور مقامی سطح پر تعلیمی پالیسی سازوں کی راہنمائی بھی کرتے ہیں۔

ایمز فرد کی سماجی زندگی سے ہم آہنگ ہوتے ہیں۔

Elmas Ali

2- اہداف (Gaols)

i- **تعلیم کی اعلیٰ غرض و غایت:**
اگر تعلیمی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو اہداف (Goals)، تعلیم کی اعلیٰ غرض و غایت کو ظاہر کرتے ہیں اور ان سے کسی خاص منزل یا نتیجے پر پہنچنے کا ارادہ ظاہر ہوتا ہے، نیز تعلیم کا تمام عمل ان کے حصول کے لیے ہوتا ہے۔

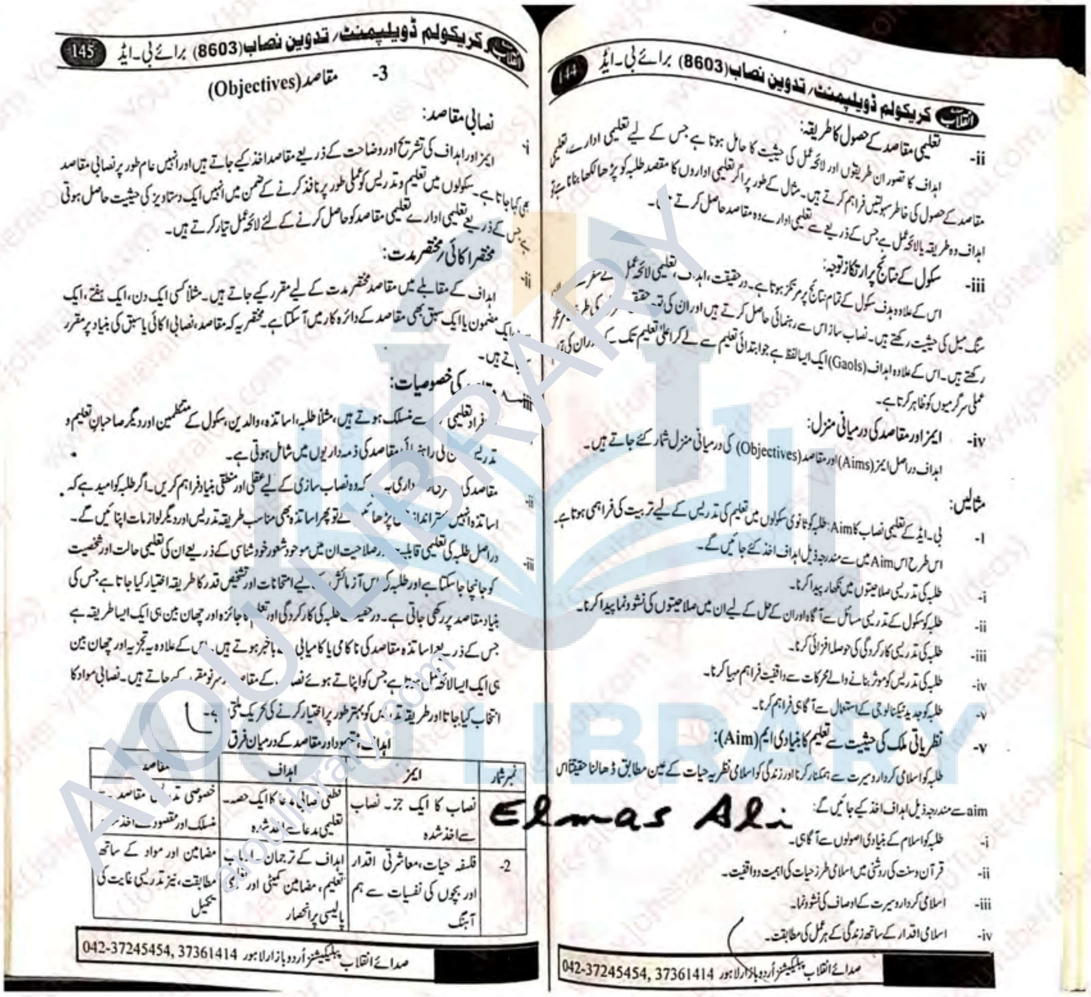

-ii **تعلیمی مقاصد کے حصول کا طریقہ:**
اہداف کا تصور ان طریقوں اور لائحہ عمل کی حیثیت کا حامل ہوتا ہے جس کے لیے تعلیمی ادارے، تعلیمی مقاصد کے حصول کی خاطر سہولتیں فراہم کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر تعلیمی اداروں کا مقصد طلبہ کو پڑھا لکھا بنانا ہے تو اہداف وہ طریقہ یا لائحہ عمل ہے جس کے ذریعے سے تعلیمی ادارے وہ مقاصد حاصل کرتے ہیں۔

-iii **سکول کے نتائج پر ارتکاز توجہ:**
اس کے علاوہ ہدف سکول کے تمام نتائج پر مرتکز ہوتا ہے۔ درحقیقت، اہداف، تعلیمی لائحہ عمل کے سفر [illegible] سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ نصاب ساز اس سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں اور ان کی [illegible] حقیقت [illegible] کی طرح [illegible] رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ اہداف (Gaols) ایک ایسا لفظ ہے جو ابتدائی تعلیم سے لے کر اعلیٰ تعلیم تک [illegible] دوران کی [illegible] عملی سرگرمیوں کو ظاہر کرتا ہے۔

-iv **ایمز اور مقاصد کی درمیانی منزل:**
اہداف دراصل ایمز (Aims) اور مقاصد (Objectives) کی درمیانی منزل شمار کیے جاتے ہیں۔

مثالیں:

-1 بی۔ایڈ کے تعلیمی نصاب کا Aim: طلبہ کو ثانوی سکولوں میں تعلیم کی تدریس کے لیے تربیت کی فراہمی ہوتا ہے۔
اس طرح اس Aim میں سے مندرجہ ذیل اہداف اخذ کیے جائیں گے۔

-i طلبہ کی تدریسی صلاحیتوں میں نکھار پیدا کرنا۔
-ii طلبہ کو سکول کے تدریسی مسائل سے آگاہ اور ان کے حل کے لیے ان میں صلاحیتوں کی نشوونما پیدا کرنا۔
-iii طلبہ کی تدریسی کارکردگی کی حوصلہ افزائی کرنا۔
-iv طلبہ کی تدریس کو موثر بنانے والے محرکات سے واقفیت فراہم مہیا کرنا۔
-v طلبہ کو جدید ٹیکنالوجی کے استعمال سے آگاہی فراہم کرنا۔

-v **نظریاتی ملک کی حیثیت سے تعلیم کا بنیادی ایم (Aim):**
طلبہ کو اسلامی کردار و سیرت سے ہمکنار کرنا اور زندگی کو اسلامی نظریہ حیات کے عین مطابق ڈھالنا حقیقتاً اس aim سے مندرجہ ذیل اہداف اخذ کیے جائیں گے:

Elmas Ali

-i طلبہ کو اسلام کے بنیادی اصولوں سے آگاہی۔
-ii قرآن وسنت کی روشنی میں اسلامی طرز حیات کی اہمیت و واقفیت۔
-iii اسلامی کردار و سیرت کے اوصاف کی نشوونما۔
-iv اسلامی اقدار کے ساتھ زندگی کے ہر عمل کی مطابقت۔

-3 مقاصد (Objectives)

نصابی مقاصد:

-i ایمز اور اہداف کی تشریح اور وضاحت کے ذریعے مقاصد اخذ کیے جاتے ہیں اور انہیں عام طور پر نصابی مقاصد بھی کہا جاتا ہے۔ سکولوں میں تعلیم و تدریس کو عملی طور پر نافذ کرنے کے ضمن میں انہیں ایک دستاویز کی حیثیت حاصل ہوتی ہے جس کے ذریعے تعلیمی ادارے تعلیمی مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے لائحہ عمل تیار کرتے ہیں۔

-ii **مختصر اکائی/ مختصر مدت:**
اہداف کے مقابلے میں مقاصد مختصر مدت کے لیے مقرر کیے جاتے ہیں۔ مثلاً کسی ایک دن، ایک ہفتے، ایک [illegible] ایک مضمون یا ایک سبق بھی مقاصد کے دائرہ کار میں آسکتا ہے۔ مختصر یہ کہ مقاصد، نصابی اکائی یا سبق کی بنیاد پر مقرر [illegible] جاتے ہیں۔

-iii **[illegible] کی خصوصیات:**

[illegible] افراد تعلیمی [illegible] سے منسلک ہوتے ہیں، مثلاً طلبہ، اساتذہ، والدین، سکول کے منتظمین اور دیگر صاحبان تعلیم و تدریس [illegible] کی راہنمائی [illegible] مقاصد کی ذمہ داریوں میں شامل ہوتی ہے۔

-ii مقاصد کی [illegible] داری یہ [illegible] کہ وہ نصاب سازی کے لیے عقلی اور منطقی بنیاد فراہم کریں۔ اگر طلبہ کو امید ہے کہ اساتذہ انہیں بہتر انداز [illegible] پڑھائیں [illegible] تو پھر اساتذہ بھی مناسب طریقہ تدریس اور دیگر لوازمات اپنائیں گے۔

-iii دراصل طلبہ کی تعلیمی قابلیت [illegible] صلاحیت ان میں موجود شعور خود شناسی کے ذریعے ان کی تعلیمی حالت اور شخصیت کو جانچا جا سکتا ہے اور طلبہ کی اس آزمائش [illegible] لیے امتحانات اور تشخیص قدر کا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ جس کی بنیاد مقاصد پر رکھی جاتی ہے۔ درحقیقت [illegible] طلبہ کی کارکردگی اور تعلیم [illegible] جائزہ اور چھان بین ہی ایک ایسا طریقہ ہے جس کے ذریعے اساتذہ مقاصد کی ناکامی یا کامیابی [illegible] باخبر ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ تجزیہ اور چھان بین ہی ایک ایسا لائحہ عمل [illegible] ہے۔ جس کو اپناتے ہوئے نصاب [illegible] کے مقاصد [illegible] از سر نو مقرر کیے جاتے ہیں۔ نصابی مواد کا انتخاب کیا جاتا اور طریقہ تدریس کو بہتر طور پر اختیار کرنے کی تحریک ملتی ہے۔

اہداف، مقصود اور مقاصد کے درمیان فرق

نمبر شمار	ایمز	اہداف	مقاصد
[illegible]	نصاب کا ایک جز۔ نصاب سے اخذ شدہ	قطعی نصابی مدعا کا ایک حصہ۔ تعلیمی مدعا سے اخذ شدہ	خصوصی تدریسی مقاصد [illegible] منسلک اور مقصود سے اخذ شدہ
-2	فلسفہ حیات، معاشرتی اقدار اور بچوں کی نفسیات سے ہم آہنگ	اہداف کے ترجمان۔ ارباب تعلیم، مضامین کمیٹی اور [illegible] پالیسی پر انحصار	مضامین اور مواد کے ساتھ مطابقت، نیز تدریسی غایت کی تکمیل

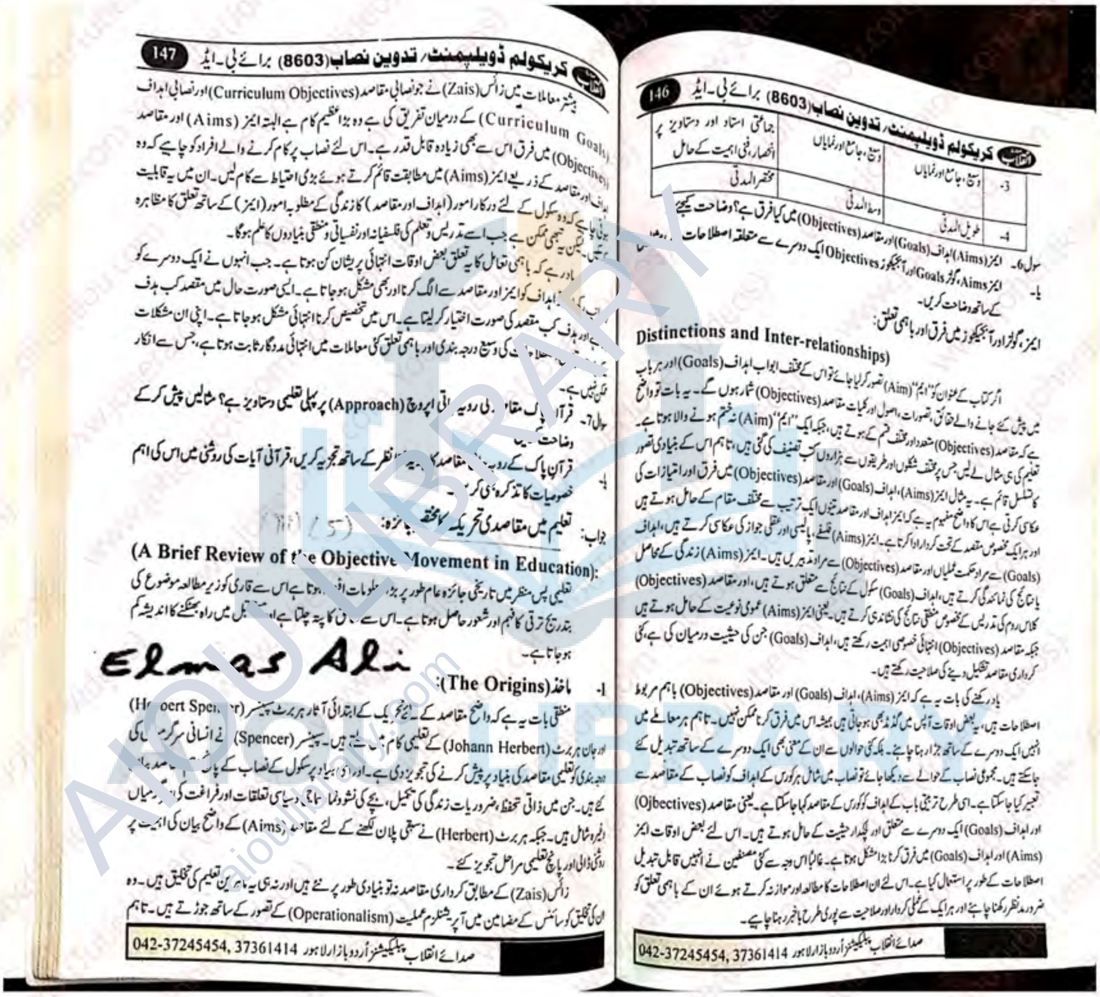

-3	وسیع، جامع اور نمایاں	وسیع، جامع اور نمایاں	جماعتی استاد اور دستاویز پر انحصار، فنی اہمیت کے حامل
-4	طویل المدتی	وسط المدتی	مختصر المدتی

سوال 6۔ ایمز (Aims) اہداف (Goals) اور مقاصد (Objectives) میں کیا فرق ہے؟ وضاحت کیجئے۔

یا۔ ایمز Aims، گولز Goals اور آبجیکٹوز Objectives ایک دوسرے سے متعلقہ اصطلاحات [illegible] کے ساتھ وضاحت کریں۔

ایمز، گولز اور آبجیکٹوز میں فرق اور باہمی تعلق: (Distinctions and Inter-relationships)

اگر کتاب کے عنوان کو "ایم" (Aim) تصور کر لیا جائے تو اس کے مختلف ابواب اہداف (Goals) اور ہر باب میں پیش کیے جانے والے حقائق، تصورات، اصول اور کلیات مقاصد (Objectives) شمار ہوں گے۔ یہ بات تو واضح ہے کہ مقاصد (Objectives) متعدد اور مختلف قسم کے ہوتے ہیں، جبکہ ایک "ایم" (Aim) نہ ختم ہونے والا ہوتا ہے۔ تعلیم کی ہی مثال لے لیں جس پر مختلف شکلوں اور طریقوں سے ہزاروں کتب تصنیف کی گئی ہیں، تاہم اس کے بنیادی تصور کا تسلسل قائم ہے۔ یہ مثال ایمز (Aims)، اہداف (Goals) اور مقاصد (Objectives) میں فرق اور امتیازات کی عکاسی کرتی ہے اس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ ایمز اہداف اور مقاصد تینوں ایک ترتیب سے مختلف مقام کے حامل ہوتے ہیں اور ہر ایک مخصوص مقصد کے تحت کردار ادا کرتا ہے۔ ایمز (Aims) فلسفے، پالیسی اور عقلی جواز کی عکاسی کرتے ہیں، اہداف (Goals) سے مراد حکمت عملیاں اور مقاصد (Objectives) سے مراد تدبیریں ہیں۔ ایمز (Aims) زندگی کے محاصل یا نتائج کی نمائندگی کرتے ہیں، اہداف (Goals) سکول کے نتائج سے متعلق ہوتے ہیں، اور مقاصد (Objectives) کلاس روم کی تدریس کے مخصوص منطقی نتائج کی نشاندہی کرتے ہیں۔ یعنی ایمز (Aims) عمومی نوعیت کے حامل ہوتے ہیں جبکہ مقاصد (Objectives) انتہائی خصوصی اہمیت رکھتے ہیں، اہداف (Goals) جن کی حیثیت درمیان کی ہے، کئی کرداری مقاصد تشکیل دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ ایمز (Aims)، اہداف (Goals) اور مقاصد (Objectives) باہم مربوط اصطلاحات ہیں، یہ بعض اوقات آپس میں گڈمڈ بھی ہو جاتی ہیں ہمیشہ اس میں فرق کرنا ممکن نہیں۔ تاہم ہر معاملے میں انہیں ایک دوسرے کے ساتھ جڑا رہنا چاہئے۔ بلکہ کئی حوالوں سے ان کے معنی بھی ایک دوسرے کے ساتھ تبدیل کیے جا سکتے ہیں۔ مجموعی نصاب کے حوالے سے دیکھا جائے تو نصاب میں شامل ہر کورس کے اہداف کو نصاب کے مقاصد سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح ترتیبی باب کے اہداف کو کورس کے مقاصد کہا جا سکتا ہے۔ یعنی مقاصد (Ojbectives) اور اہداف (Goals) ایک دوسرے سے متعلق اور لچکدار حیثیت کے حامل ہوتے ہیں۔ اس لئے بعض اوقات ایمز (Aims) اور اہداف (Goals) میں فرق کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ غالباً اس وجہ سے کئی مصنفین نے انہیں قابل تبدیل اصطلاحات کے طور پر استعمال کیا ہے۔ اس لئے ان اصطلاحات کا مطالعہ اور موازنہ کرتے ہوئے ان کے باہمی تعلق کو ضرور مدنظر رکھنا چاہئے اور ہر ایک کے عملی کردار اور صلاحیت سے پوری طرح باخبر رہنا چاہیے۔

بیشتر معاملات میں زائس (Zais) نے جو نصابی مقاصد (Curriculum Objectives) اور نصابی اہداف (Curriculum Goals) کے درمیان تفریق کی ہے وہ بڑا عظیم کام ہے البتہ ایمز (Aims) اور مقاصد (Objectives) میں فرق اس سے بھی زیادہ قابل قدر ہے۔ اس لئے نصاب پر کام کرنے والے افراد کو چاہیے کہ وہ اہداف اور مقاصد کے ذریعے ایمز (Aims) میں مطابقت قائم کرتے ہوئے بڑی احتیاط سے کام لیں۔ ان میں یہ قابلیت ہونی چاہیے کہ وہ سکول کے لئے درکار امور (اہداف اور مقاصد) کا زندگی کے مطلوبہ امور (ایمز) کے ساتھ تعلق کا مظاہرہ کر سکیں۔ لیکن یہ تبھی ممکن ہے جب اسے تدریس و تعلم کی فلسفیانہ اور نفسیاتی و منطقی بنیادوں کا علم ہوگا۔

یاد رہے کہ باہمی تعامل کا یہ تعلق بعض اوقات انتہائی پریشان کن ہوتا ہے۔ جب انہوں نے ایک دوسرے کو [illegible] اہداف کو ایمز اور مقاصد سے الگ کرنا اور بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت حال میں مقصد کب ہدف ہے اور ہدف کب مقصد کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اس میں تخصیص کرنا انتہائی مشکل ہو جاتا ہے۔ اپنی ان مشکلات [illegible] اصطلاحات کی وسیع درجہ بندی اور باہمی تعلق کئی معاملات میں انتہائی مددگار ثابت ہوتا ہے، جس سے انکار ممکن نہیں ہے۔

سوال 7۔ قرآن پاک مقاصدی رویہ [illegible] اپروچ (Approach) پر پہلی تعلیمی دستاویز ہے؟ مثالیں پیش کر کے وضاحت کریں۔

یا۔ قرآن پاک کے رویہ [illegible] مقاصد کا [illegible] نظر کے ساتھ تجزیہ کریں، قرآنی آیات کی روشنی میں اس کی اہم خصوصیات کا تذکرہ بھی کریں۔

جواب: **تعلیم میں مقاصدی تحریک کا مختصر جائزہ:**

(A Brief Review of the Objective Movement in Education):

تعلیمی پس منظر میں تاریخی جائزہ عام طور پر بڑا معلومات افزا ہوتا ہے اس سے قاری کو زیر مطالعہ موضوع کی بتدریج ترقی کا فہم اور شعور حاصل ہوتا ہے۔ اس سے [illegible] کا پتہ چلتا ہے اور مستقبل میں راہ بھٹکنے کا اندیشہ کم ہو جاتا ہے۔

Elmas Ali

1۔ **ماخذ (The Origins):**

منطقی بات یہ ہے کہ واضح مقاصد کے لئے تحریک کے ابتدائی آثار ہربرٹ سپینسر (Herbert Spencer) اور جان ہربرٹ (Johann Herbert) کے تعلیمی کام میں ملتے ہیں۔ سپینسر (Spencer) نے انسانی سرگرمیوں کی درجہ بندی کو تعلیمی مقاصد کی بنیاد پر پیش کرنے کی تجویز دی ہے۔ اور اسی بنیاد پر سکول کے نصاب کے پانچ [illegible] مقاصد بیان کیے ہیں۔ جن میں ذاتی تحفظ، ضروریات زندگی کی تکمیل، بچے کی نشوونما، سماجی و سیاسی تعلقات اور فراغت کی [illegible] درمیان وغیرہ شامل ہیں۔ جبکہ ہربرٹ (Herbert) نے سبقی پلان لکھنے کے لئے مقاصد (Aims) کے واضح بیان کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور پانچ تعلیمی مراحل تجویز کیے۔

زائس (Zais) کے مطابق کرداری مقاصد نہ تو بنیادی طور پر نئے ہیں اور نہ ہی یہ ماہرین تعلیم کی تخلیق ہیں۔ وہ ان کی تخلیق کو سائنس کے مضامین میں آپریشنلزم عملیت (Operationalism) کے تصور کے ساتھ جوڑتے ہیں۔ تاہم

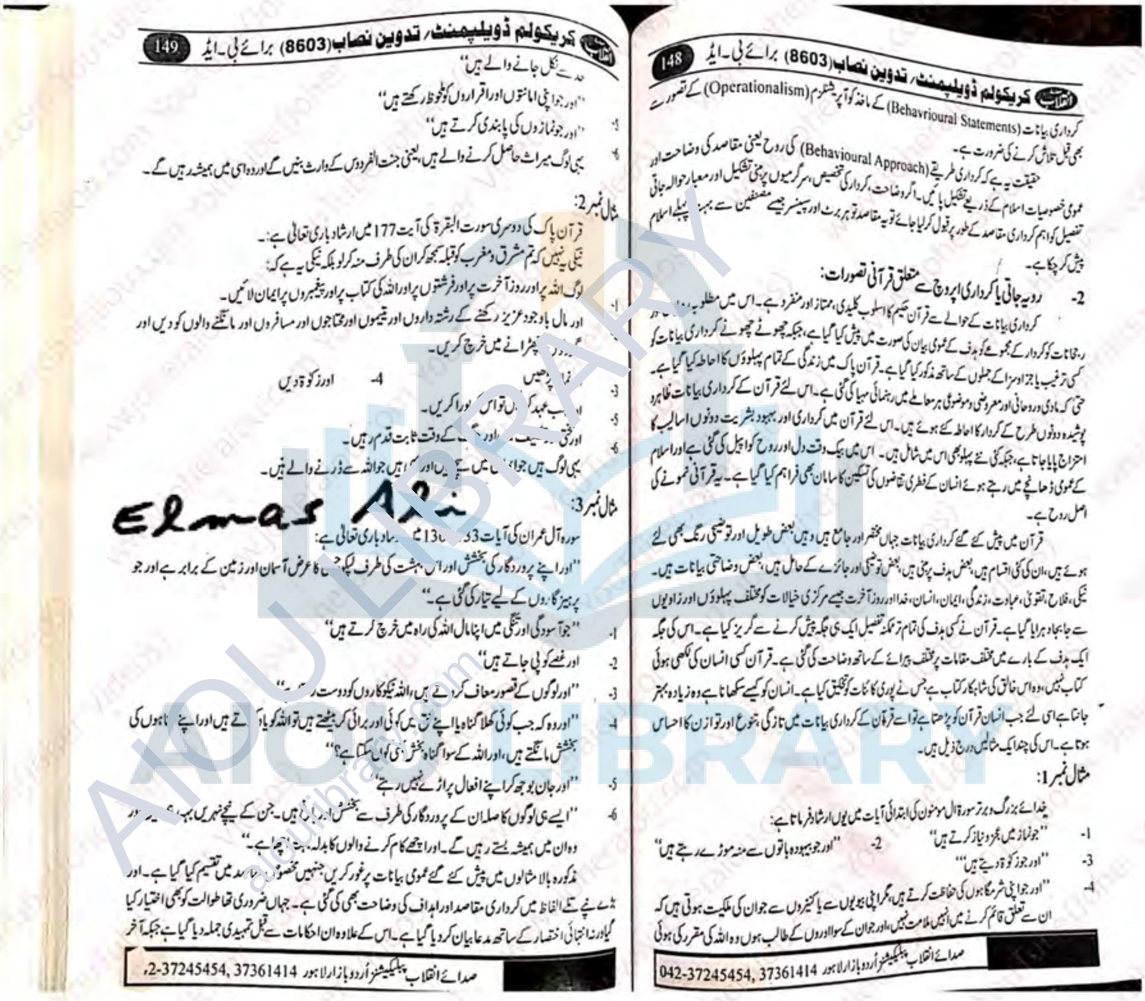

کرداری بیانات (Behavrioural Statements) کے ماخذ کو آپریشنلزم(Operationalism) کے تصور سے بھی قبل تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کرداری طریقے (Behavioural Approach) کی روح یعنی مقاصد کی وضاحت اور عمومی خصوصیات اسلام کے ذریعے تشکیل پائیں۔ اگر وضاحت، کرداری تخصیص، سرگرمیوں پر مبنی تشکیل اور معیار حوالہ جاتی تفصیل کو اہم کرداری مقاصد کے طور پر قبول کرلیا جائے تو یہ مقاصد تو ہربرٹ اور سپنسر جیسے مصنفین سے بہت پہلے اسلام پیش کر چکا ہے۔

-2 رویہ جاتی یا کرداری اپروچ سے متعلق قرآنی تصورات:

کرداری بیانات کے حوالے سے قرآن حکیم کا اسلوب کلیدی، ممتاز اور منفرد ہے۔ اس میں مطلوبہ [illegible] رجحانات کو کردار کے مجموعے کو ہدف کے عمومی بیان کی صورت میں پیش کیا گیا ہے، جبکہ چھوٹے چھوٹے کرداری بیانات کو کسی ترغیب یا جزا و سزا کے جملوں کے ساتھ مذکور کیا گیا ہے۔ قرآن پاک میں زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ مادی و روحانی اور معروضی و موضوعی ہر معاملے میں رہنمائی مہیا کی گئی ہے۔ اس لئے قرآن کے کرداری بیانات ظاہرو پوشیدہ دونوں طرح کے کردار کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ اس لئے قرآن میں کرداری اور بہبود بشریت دونوں اسالیب کا امتزاج پایا جاتا ہے، جبکہ کئی نئے پہلو بھی اس میں شامل ہیں۔ اس میں بیک وقت دل اور روح کو اپیل کی گئی ہے اور اسلام کے عمومی ڈھانچے میں رچے ہوئے انسان کے فطری تقاضوں کی تسکین کا سامان بھی فراہم کیا گیا ہے۔ یہ قرآنی نمونے کی اصل روح ہے۔

قرآن میں پیش کئے گئے کرداری بیانات جہاں مختصر اور جامع ہیں وہیں بعض طویل اور توضیحی رنگ بھی لئے ہوئے ہیں، ان کی کئی اقسام ہیں، بعض ہدف پر مبنی ہیں، بعض توضیحی اور جائزے کے حامل ہیں، بعض وضاحتی بیانات ہیں۔ نیکی، فلاح، تقویٰ، عبادت، زندگی، ایمان، انسان، خدا اور روز آخرت جیسے مرکزی خیالات کو مختلف پہلوؤں اور زاویوں سے جا بجا دہرایا گیا ہے۔ قرآن نے کسی ہدف کی تمام تر ممکنہ تفصیل ایک ہی جگہ پیش کرنے سے گریز کیا ہے۔ اس کی جگہ ایک ہدف کے بارے میں مختلف مقامات پر مختلف پیرائے کے ساتھ وضاحت کی گئی ہے۔ قرآن کسی انسان کی لکھی ہوئی کتاب نہیں، وہ اس خالق کی شاہکار کتاب ہے جس نے پوری کائنات کو تخلیق کیا ہے۔ انسان کو کیسے سکھانا ہے وہ زیادہ بہتر جانتا ہے اسی لئے جب انسان قرآن کو پڑھتا ہے تو اسے قرآن کے کرداری بیانات میں تازگی، تنوع اور توازن کا احساس ہوتا ہے۔ اس کی چند ایک مثالیں درج ذیل ہیں۔

مثال نمبر 1:

خدائے بزرگ و برتر سورۃ المومنون کی ابتدائی آیات میں یوں ارشاد فرماتا ہے:

-1 "جو نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں" -2 "اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑے رہتے ہیں"
-3 "اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں"
-4 "اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، مگر اپنی بیویوں سے یا کنیزوں سے جو ان کی ملکیت ہوتی ہیں کہ ان سے تعلق قائم کرنے میں انہیں ملامت نہیں، اور جو ان کے سوا اوروں کے طالب ہوں وہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حد سے نکل جانے والے ہیں"

"اور جو اپنی امانتوں اور اقراروں کو ملحوظ رکھتے ہیں"
-5 "اور جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں"
-6 یہی لوگ میراث حاصل کرنے والے ہیں، یعنی جنت الفردوس کے وارث بنیں گے اور وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔

مثال نمبر 2:

قرآن پاک کی دوسری سورت البقرۃ کی آیت 177 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔
نیکی یہ نہیں کہ تم مشرق و مغرب کو قبلہ سمجھ کر ان کی طرف منہ کرلو بلکہ نیکی یہ ہے کہ:

-1 لوگ اللہ پر اور روز آخرت پر اور فرشتوں پر اور اللہ کی کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں۔
-2 اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں کے چھڑانے میں خرچ کریں۔
-3 نماز پڑھیں -4 اور زکوٰۃ دیں
-5 اور جب عہد کرلیں تو اس کو پورا کریں۔
-6 اور سختی اور تکلیف میں اور معرکہ کارزار کے وقت ثابت قدم رہیں۔
یہی لوگ ہیں جو ایمان میں سچے ہیں اور یہی ہیں جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔

Elmas Ali

مثال نمبر 3:

سورہ آل عمران کی آیات 133 تا 136 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:
"اور اپنے پروردگار کی بخشش اور اس بہشت کی طرف لپکو جس کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے اور جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔"

-1 "جو آسودگی اور تنگی میں اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں"
-2 اور غصے کو پی جاتے ہیں"
-3 "اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں، اللہ نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے"
-4 "اور وہ کہ جب کوئی کھلا گناہ یا اپنے حق میں کوئی اور برائی کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں، اور اللہ کے سوا گناہ بخش بھی کون سکتا ہے؟"
-5 "اور جان بوجھ کر اپنے افعال پر اڑے نہیں رہتے"
-6 "ایسے ہی لوگوں کا صلہ ان کے پروردگار کی طرف سے بخشش اور باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ بستے رہیں گے۔ اور اچھے کام کرنے والوں کا بدلہ بہت اچھا ہے۔"

مذکورہ بالا مثالوں میں پیش کئے گئے عمومی بیانات پر غور کریں جنہیں مخصوص مقاصد میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اور نپے تلے الفاظ میں کرداری مقاصد اور اہداف کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔ جہاں ضروری تھا طوالت کو بھی اختیار کیا گیا ورنہ انتہائی اختصار کے ساتھ مدعا بیان کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ان احکامات سے قبل تمہیدی جملہ دیا گیا ہے جبکہ آخر

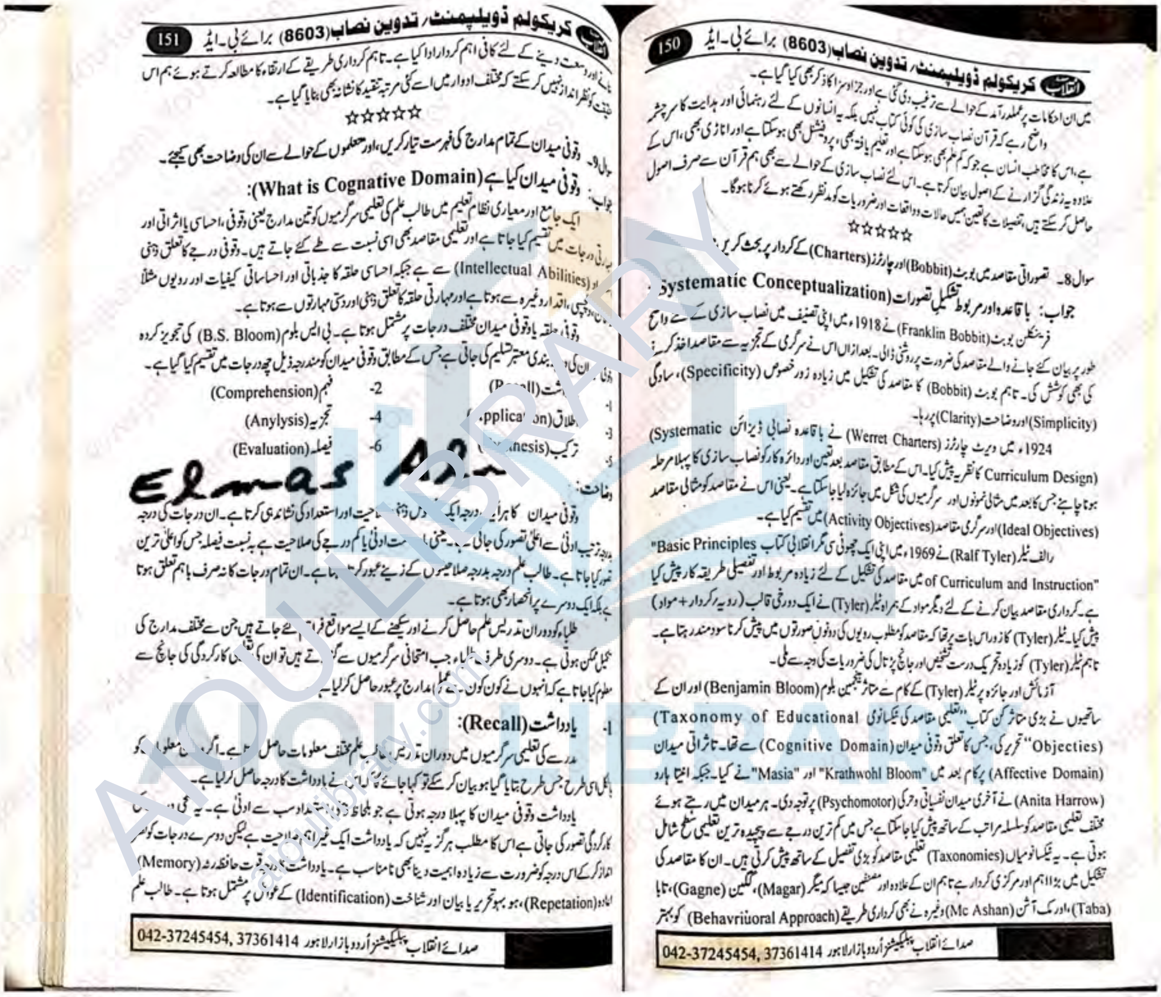

میں ان احکامات پر عملدرآمد کے حوالے سے ترغیب دی گئی ہے اور جزا وسزا کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔

واضح رہے کہ قرآن نصاب سازی کی کوئی کتاب نہیں بلکہ یہ انسانوں کے لئے رہنمائی اور ہدایت کا سرچشمہ ہے، اس کا مخاطب انسان ہے جو کم علم بھی ہو سکتا ہے اور تعلیم یافتہ بھی، پروفیشنل بھی ہو سکتا ہے اور اناڑی بھی، اس کے علاوہ یہ زندگی گزارنے کے اصول بیان کرتا ہے۔ اس لئے نصاب سازی کے حوالے سے بھی ہم قرآن سے صرف اصول حاصل کر سکتے ہیں، تفصیلات کا تعین ہمیں حالات و واقعات اور ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے کرنا ہوگا۔

☆☆☆☆☆

سوال 8۔ تصوراتی مقاصد میں بوبٹ (Bobbit) اور چارٹرز (Charters) کے کردار پر بحث کریں۔

جواب: باقاعدہ اور مربوط تشکیل تصورات (Systematic Conceptualization)

فرینکلن بوبٹ (Franklin Bobbit) نے 1918ء میں اپنی تصنیف میں نصاب سازی کے لئے واضح طور پر بیان کئے جانے والے مقاصد کی ضرورت پر روشنی ڈالی۔ بعدازاں اس نے سرگرمی کے تجزیہ سے مقاصد اخذ کرنے کی بھی کوشش کی۔ تاہم بوبٹ (Bobbit) کا مقاصد کی تشکیل میں زیادہ زور خصوص (Specificity)، سادگی (Simplicity) اور وضاحت (Clarity) پر رہا۔

1924ء میں ویرٹ چارٹرز (Werret Charters) نے باقاعدہ نصابی ڈیزائن (Systematic Curriculum Design) کا نظریہ پیش کیا۔ اس کے مطابق مقاصد بعد تعین اور دائرہ کار کو نصاب سازی کا پہلا مرحلہ ہونا چاہئے جس کا بعد میں مثالی نمونوں اور سرگرمیوں کی شکل میں جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ یعنی اس نے مقاصد کو مثالی مقاصد (Ideal Objectives) اور سرگرمی مقاصد (Activity Objectives) میں تقسیم کیا ہے۔

رالف ٹیلر (Ralf Tyler) نے 1969ء میں اپنی ایک چھوٹی سی مگر انقلابی کتاب "Basic Principles of Curriculum and Instruction" میں مقاصد کی تشکیل کے لئے زیادہ مربوط اور تفصیلی طریقہ کار پیش کیا ہے۔ کرداری مقاصد بیان کرنے کے لئے دیگر مواد کے ہمراہ ٹیلر (Tyler) نے ایک دورخی قالب (رویہ رکردار + مواد) پیش کیا۔ ٹیلر (Tyler) کا زور اس بات پر تھا کہ مقاصد کو مطلوب رویوں کی دونوں صورتوں میں پیش کرنا سودمند رہتا ہے۔ تاہم ٹیلر (Tyler) کو زیادہ تحریک درست تشخیص اور جانچ پڑتال کی ضروریات کی وجہ سے ملی۔

آزمائش اور جائزہ پر ٹیلر (Tyler) کے کام سے متاثر بینجمن بلوم (Benjamin Bloom) اور ان کے ساتھیوں نے بڑی متاثر کن کتاب ''تعلیمی مقاصد کی ٹیکسانومی (Taxonomy of Educational Objecties)'' تحریر کی، جس کا تعلق وقوفی میدان (Cognitive Domain) سے تھا۔ تاثراتی میدان (Affective Domain) پر کام بعد میں "Krathwohl Bloom" اور "Masia" نے کیا۔ جبکہ انیتا ہارو (Anita Harrow) نے آخری میدان نفسیاتی و حرکی (Psychomotor) پر توجہ دی۔ ہر میدان میں رہتے ہوئے مختلف تعلیمی مقاصد کو سلسلہ مراتب کے ساتھ پیش کیا جا سکتا ہے جس میں کم ترین درجے سے پیچیدہ ترین تعلیمی سطح شامل ہوتی ہے۔ یہ ٹیکسانومیاں (Taxonomies) تعلیمی مقاصد کو بڑی تفصیل کے ساتھ پیش کرتی ہیں۔ ان کا مقاصد کی تشکیل میں بڑا اہم اور مرکزی کردار ہے تاہم ان کے علاوہ اور مصنفین جیسا کہ میگر (Magar)، گگنین (Gagne)، تابا (Taba)، اور مک آشن (Mc Ashan) وغیرہ نے بھی کرداری طریقے (Behavriuoral Approach) کو بہتر

بنانے اور وسعت دینے کے لئے کافی اہم کردار ادا کیا ہے۔ تاہم کرداری طریقے کے ارتقاء کا مطالعہ کرتے ہوئے ہم اس حقیقت کو نظرانداز نہیں کر سکتے کہ مختلف ادوار میں اسے کئی مرتبہ تنقید کا نشانہ بھی بنایا گیا ہے۔

☆☆☆☆☆

سوال 9۔ وقوفی میدان کے تمام مدارج کی فہرست تیار کریں، اور حلقوں کے حوالے سے ان کی وضاحت بھی کیجئے۔

جواب: وقوفی میدان کیا ہے (What is Cognative Domain):

ایک جامع اور معیاری نظام تعلیم میں طالب علم کی تعلیمی سرگرمیوں کو تین مدارج یعنی وقوفی، احساسی یا اثراتی اور مہارتی درجات میں تقسیم کیا جاتا ہے اور تعلیمی مقاصد بھی اسی نسبت سے طے کئے جاتے ہیں۔ وقوفی درجے کا تعلق ذہنی اور (Intellectual Abilities) سے ہے جبکہ احساسی حلقہ کا جذباتی اور احساساتی کیفیات اور رویوں مثلاً [illegible] دلچسپی، اقدار وغیرہ سے ہوتا ہے اور مہارتی حلقہ کا تعلق ذہنی اور دستی مہارتوں سے ہوتا ہے۔

وقوفی حلقہ یا وقوفی میدان مختلف درجات پر مشتمل ہوتا ہے۔ بی ایس بلوم (B.S. Bloom) کی تجویز کردہ ان کی درجہ بندی معتبر تسلیم کی جاتی ہے جس کے مطابق وقوفی میدان کو مندرجہ ذیل چھ درجات میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1- یادداشت (Recall)
2- فہم (Comprehension)
3- اطلاق (Application)
4- تجزیہ (Anylysis)
5- ترکیب (Synthesis)
6- فیصلہ (Evaluation)

Elmas Ali

وضاحت:

وقوفی میدان کا ہر ایک درجہ ایک [illegible] ذہنی صلاحیت اور استعداد کی نشاندہی کرتا ہے۔ ان درجات کی درجہ بدرجہ ترتیب ادنیٰ سے اعلیٰ تصور کی جاتی ہے۔ یعنی [illegible] ادنیٰ یا کم درجے کی صلاحیت ہے بہ نسبت فیصلہ جس کو اعلیٰ ترین تصور کیا جاتا ہے۔ طالب علم درجہ بدرجہ صلاحیتوں کے زینے عبور کرتا [illegible] ہے۔ ان تمام درجات کا نہ صرف باہم تعلق ہوتا ہے بلکہ ایک دوسرے پر انحصار بھی ہوتا ہے۔

طلباء کو دوران تدریس علم حاصل کرنے اور سیکھنے کے ایسے مواقع فراہم کئے جاتے ہیں جن سے مختلف مدارج کی تکمیل ممکن ہوتی ہے۔ دوسری طرف طلباء جب امتحانی سرگرمیوں سے گزرتے ہیں تو ان کی تعلیمی کارکردگی کی جانچ سے معلوم کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کون کون سے علمی مدارج پر عبور حاصل کر لیا ہے۔

1- یادداشت (Recall):

مدرسے کی تعلیمی سرگرمیوں میں دوران تدریس طالب علم مختلف معلومات حاصل کرتا ہے۔ اگر [illegible] معلومات کو بالکل اسی طرح جس طرح بتایا گیا ہو بیان کر سکے تو کہا جائے گا کہ اس نے یادداشت کا درجہ حاصل کر لیا ہے۔

یادداشت وقوفی میدان کا پہلا درجہ ہوتی ہے جو بلحاظ [illegible] سب سے ادنیٰ ہے۔ یہ [illegible] کارکردگی تصور کی جاتی ہے اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ یادداشت ایک غیر اہم صلاحیت ہے لیکن دوسرے درجات کو نظرانداز کر کے اس درجہ کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دینا بھی نامناسب ہے۔ یادداشت کا درجہ قوت حافظہ، رٹہ (Memory) اعادہ (Repetation)، ہو بہو تحریر یا بیان اور شناخت (Identification) کے عوامل پر مشتمل ہوتا ہے۔ طالب علم

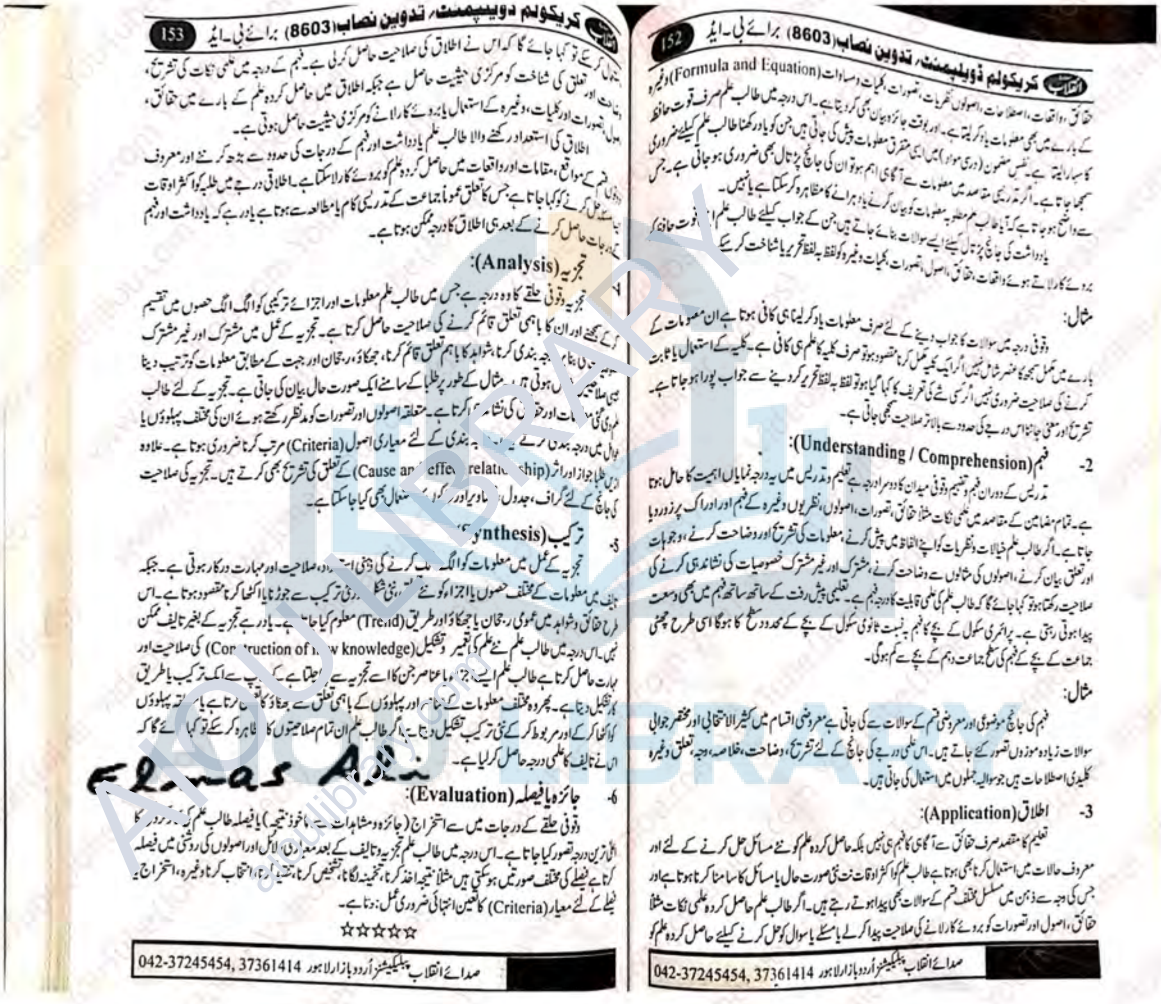

حقائق، واقعات، اصطلاحات، اصولوں نظریات، تصورات، کلیات و مساوات(Formula and Equation) وغیرہ کے بارے میں بھی معلومات یاد کرلیتا ہے۔ اور بوقت جائزہ و بیان بھی کردیتا ہے۔ اس درجہ میں طالب علم صرف قوت حافظہ کا سہارا لیتا ہے۔ نفس مضمون (درسی مواد) میں ایسی متفرق معلومات پیش کی جاتی ہیں جن کو یاد رکھنا طالب علم کیلئے ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اگر تدریسی مقاصد میں معلومات سے آگاہی اہم ہو تو ان کی جانچ پڑتال بھی ضروری ہو جاتی ہے۔ جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ آیا طالب علم مطلوبہ معلومات کو بیان کرنے یا دہرانے کا مظاہرہ کرسکتا ہے یا نہیں۔ یادداشت کی جانچ پڑتال کیلئے ایسے سوالات بنائے جاتے ہیں جن کے جواب کیلئے طالب علم اپنی قوت حافظہ بروئے کار لاتے ہوئے واقعات، حقائق، اصول، تصورات، کلیات وغیرہ کو لفظ بہ لفظ تحریر یا شناخت کر سکے۔

مثال:

وقوفی درجہ میں سوالات کا جواب دینے کے لئے صرف معلومات یاد کرلینا ہی کافی ہوتا ہے ان معلومات کے بارے میں مکمل سمجھ کا عنصر شامل نہیں اگر ایک کلیہ مکمل کرنا مقصود ہو تو صرف کلیہ کا علم ہی کافی ہے۔ کلیہ کے استعمال یا ثابت کرنے کی صلاحیت ضروری نہیں اگر کسی شے کی تعریف کا کہا گیا ہو تو لفظ بہ لفظ تحریر کر دینے سے جواب پورا ہو جاتا ہے۔ تشریح اور معنی جاننا اس درجے کی حدود سے بالاتر صلاحیت سمجھی جاتی ہے۔

-2 فہم(Understanding / Comprehension):

تدریس کے دوران فہم و تفہیم وقوفی میدان کا دوسرا درجہ ہے تعلیم و تدریس میں یہ درجہ نمایاں اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ تمام مضامین کے مقاصد میں علمی نکات مثلاً حقائق، تصورات، اصولوں، نظریوں وغیرہ کے فہم اور ادراک پر زور دیا جاتا ہے۔ اگر طالب علم خیالات و نظریات کو اپنے الفاظ میں پیش کرنے، معلومات کی تشریح اور وضاحت کرنے، وجوہات اور تعلق بیان کرنے، اصولوں کی مثالوں سے وضاحت کرنے، مشترک اور غیر مشترک خصوصیات کی نشاندہی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو تو کہا جائے گا کہ طالب علم کی علمی قابلیت کا درجہ فہم ہے۔ تعلیمی پیش رفت کے ساتھ ساتھ فہم میں بھی وسعت پیدا ہوتی رہتی ہے۔ پرائمری سکول کے بچے کا فہم بہ نسبت ثانوی سکول کے بچے کے محدود سطح کا ہوگا اسی طرح چھٹی جماعت کے بچے کے فہم کی سطح جماعت دہم کے بچے سے کم ہوگی۔

مثال:

فہم کی جانچ موضوعی اور معروضی قسم کے سوالات سے کی جاتی ہے معروضی اقسام میں کثیر الانتخابی اور مختصر جوابی سوالات زیادہ موزوں تصور کئے جاتے ہیں۔ اس علمی درجے کی جانچ کے لئے تشریح، وضاحت، خلاصہ، وجہ، تعلق وغیرہ کلیدی اصطلاحات ہیں جو سوالیہ جملوں میں استعمال کی جاتی ہیں۔

-3 اطلاق(Application):

تعلیم کا مقصد صرف حقائق سے آگاہی کا فہم ہی نہیں بلکہ حاصل کردہ علم کو نئے مسائل حل کرنے کے لئے اور معروف حالات میں استعمال کرنا بھی ہوتا ہے طالب علم کو اکثر اوقات نت نئی صورت حال یا مسائل کا سامنا کرنا ہوتا ہے اور جس کی وجہ سے ذہن میں مسلسل مختلف قسم کے سوالات بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اگر طالب علم حاصل کردہ علمی نکات مثلاً حقائق، اصول اور تصورات کو بروئے کار لانے کی صلاحیت پیدا کرلے یا مسئلے یا سوال کو حل کرنے کیلئے حاصل کردہ علم کو

ستعمال کرے تو کہا جائے گا کہ اس نے اطلاق کی صلاحیت حاصل کرلی ہے۔ فہم کے درجہ میں علمی نکات کی تشریح، وضاحت اور تعلق کی شناخت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے جبکہ اطلاق میں حاصل کردہ علم کے بارے میں حقائق، اصول، تصورات اور کلیات، وغیرہ کے استعمال یا بروئے کار لانے کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔

اطلاق کی استعداد رکھنے والا طالب علم یادداشت اور فہم کے درجات کی حدود سے بڑھ کر نئے اور معروف دونوں قسم کے مواقع، مقامات اور واقعات میں حاصل کردہ علم کو بروئے کار لاسکتا ہے۔ اطلاقی درجے میں طلبہ کو اکثر اوقات مسئلے حل کرنے کو کہا جاتا ہے جس کا تعلق عموماً جماعت کے تدریسی کام یا مطالعہ سے ہوتا ہے یاد رہے کہ یادداشت اور فہم کے درجات حاصل کرنے کے بعد ہی اطلاق کا درجہ ممکن ہوتا ہے۔

-4 تجزیہ(Analysis):

تجزیہ وقوفی حلقے کا وہ درجہ ہے جس میں طالب علم معلومات اور اجزائے ترکیبی کو الگ الگ حصوں میں تقسیم کر کے سمجھنے اور ان کا باہمی تعلق قائم کرنے کی صلاحیت حاصل کرتا ہے۔ تجزیہ کے عمل میں مشترک اور غیر مشترک [illegible] کی بنا پر درجہ بندی کرنا، شواہد کا باہم تعلق قائم کرنا، جھکاؤ، رجحان اور جہت کے مطابق معلومات کو ترتیب دینا جیسی صلاحیتیں شامل ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر طلبا کے سامنے ایک صورت حال بیان کی جاتی ہے۔ تجزیہ کے لئے طالب علم [illegible] معلومات اور حقائق کی نشاندہی کرتا ہے۔ متعلقہ اصولوں اور تصورات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی مختلف پہلوؤں یا حوالوں میں درجہ بندی کرتے [illegible] درجہ بندی کے لئے معیاری اصول (Criteria) مرتب کرنا ضروری ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں طلبا جواز اور اثر (Cause and effect relationship) کے تعلق کی تشریح بھی کرتے ہیں۔ تجزیہ کی صلاحیت کی جانچ کے لئے گراف، جدول، [illegible] اور [illegible] کا استعمال بھی کیا جاسکتا ہے۔

-5 ترکیب(Synthesis)

تجزیہ کے عمل میں معلومات کو الگ الگ کرنے کی ذہنی استعداد، صلاحیت اور مہارت درکار ہوتی ہے۔ جبکہ تالیف میں معلومات کے مختلف حصوں یا اجزاء کو نئے [illegible] نئی شکل [illegible] ترکیب سے جوڑنا یا اکٹھا کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اس طرح حقائق و شواہد میں عمومی رجحان یا جھکاؤ اور طریق (Trend) معلوم کیا جاتا ہے۔ یاد رہے تجزیہ کے بغیر تالیف ممکن نہیں۔ اس درجہ میں طالب علم نئے علم کی تعمیر و تشکیل (Construction of new knowledge) کی صلاحیت اور مہارت حاصل کرتا ہے طالب علم ایسے اجزاء یا عناصر جن کا اسے تجزیہ سے [illegible] چلتا ہے [illegible] سے ایک ترکیب یا طریق کار تشکیل دیتا ہے۔ پھر وہ مختلف معلومات کے [illegible] اور پہلوؤں کے باہمی تعلق سے جھکاؤ کا تعین کرتا ہے یا [illegible] پہلوؤں کو اکٹھا کر کے اور مربوط کر کے نئی ترکیب تشکیل دیتا ہے۔ اگر طالب علم ان تمام صلاحیتوں کا مظاہرہ کر سکے تو کہا جائے گا کہ اس نے تالیف کا علمی درجہ حاصل کرلیا ہے۔

Elmas Ali

-6 جائزہ یا فیصلہ(Evaluation):

وقوفی حلقے کے درجات میں سے استخراج (جائزہ و مشاہدات سے ماخوذ نتیجہ) یا فیصلہ طالب علم کی [illegible] کا اعلیٰ ترین درجہ تصور کیا جاتا ہے۔ اس درجہ میں طالب علم تجزیہ و تالیف کے بعد معیاری دلائل اور اصولوں کی روشنی میں فیصلہ کرتا ہے فیصلے کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں مثلاً نتیجہ اخذ کرنا، تخمینہ لگانا، تشخیص کرنا، تنقید کرنا، انتخاب کرنا وغیرہ، استخراج یا فیصلے کے لئے معیار (Criteria) کا تعین انتہائی ضروری عمل ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

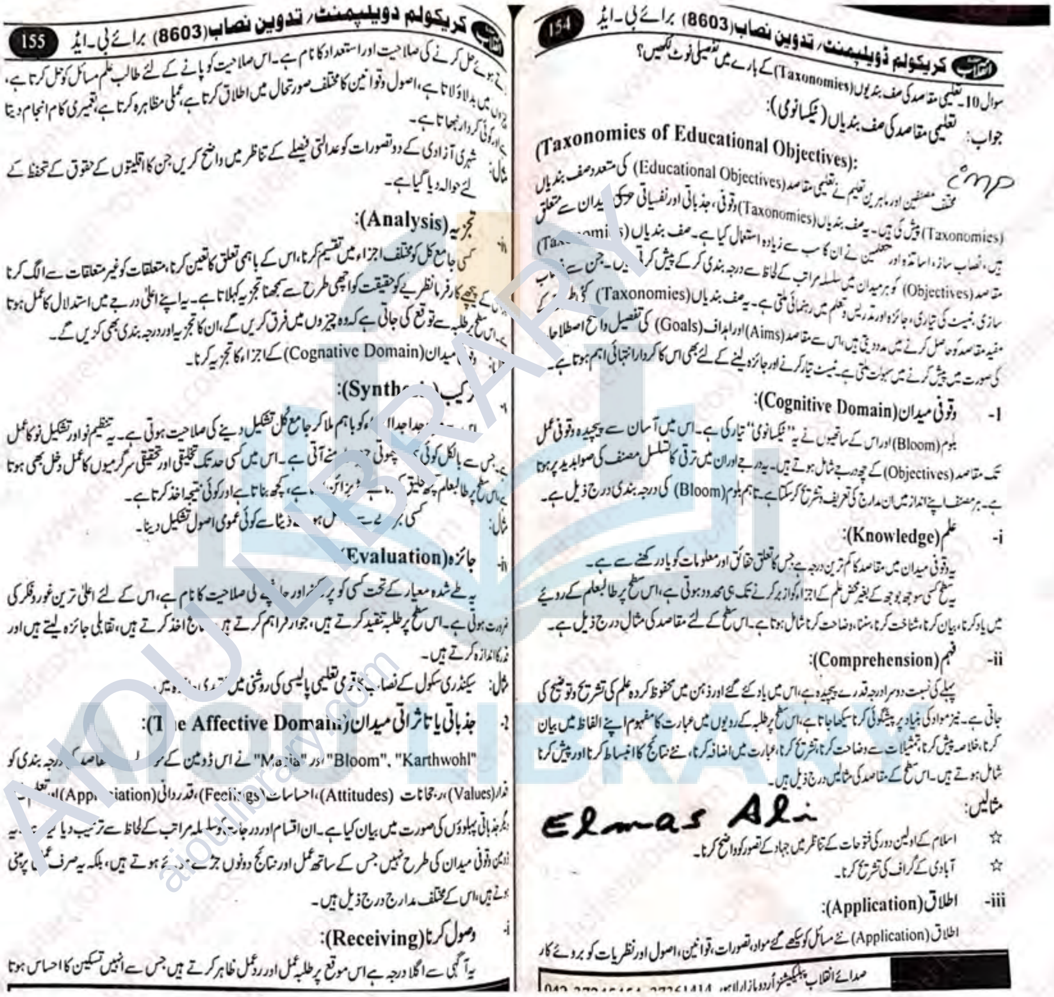

سوال 10۔ تعلیمی مقاصد کی صف بندیوں (Taxonomies) کے بارے میں تفصیلی نوٹ لکھیں؟

جواب: تعلیمی مقاصد کی صف بندیاں (ٹیکسانومی):

(Taxonomies of Educational Objectives):

مختلف مصنفین اور ماہرین تعلیم نے تعلیمی مقاصد (Educational Objectives) کی متعدد صف بندیاں (Taxonomies) پیش کی ہیں۔ یہ صف بندیاں (Taxonomies) وقوفی، جذباتی اور نفسیاتی حرکی میدان سے متعلق ہیں، نصاب ساز، اساتذہ اور محققین نے ان کا سب سے زیادہ استعمال کیا ہے۔ صف بندیاں (Taxonomies) مقاصد (Objectives) کو ہر میدان میں سلسلہ مراتب کے لحاظ سے درجہ بندی کر کے پیش کرتی ہیں۔ جن سے نصاب سازی، ٹیسٹ کی تیاری، جائزہ اور تدریس و تعلم میں رہنمائی ملتی ہے۔ یہ صف بندیاں (Taxonomies) کئی طرح کے مفید مقاصد کو حاصل کرنے میں مدد دیتی ہیں، اس سے مقاصد (Aims) اور اہداف (Goals) کی تفصیل واضح اصطلاحات کی صورت میں پیش کرنے میں سہولت ملتی ہے۔ ٹیسٹ تیار کرنے اور جائزہ لینے کے لئے بھی اس کا کردار انتہائی اہم ہوتا ہے۔

1- وقوفی میدان (Cognitive Domain):

بلوم (Bloom) اور اس کے ساتھیوں نے یہ "ٹیکسانومی" تیار کی ہے۔ اس میں آسان سے پیچیدہ وقوفی عمل تک مقاصد (Objectives) کے چھ درجے شامل ہوتے ہیں۔ یہ درجے اور ان میں ترقی کا تسلسل مصنف کی صوابدید پر ہوتا ہے۔ ہر مصنف اپنے انداز میں ان مدارج کی تعریف و تشریح کر سکتا ہے۔ تاہم بلوم (Bloom) کی درجہ بندی درج ذیل ہے۔

i- علم (Knowledge):

یہ وقوفی میدان میں مقاصد کا کم ترین درجہ ہے۔ جس کا تعلق حقائق اور معلومات کو یاد رکھنے سے ہے۔ یہ سطح کسی سوجھ بوجھ کے بغیر محض علم کے اجزاء کو ازبر کرنے تک ہی محدود ہوتی ہے، اس سطح پر طالبعلم کے رویے میں یاد کرنا، بیان کرنا، شناخت کرنا، سننا، وضاحت کرنا شامل ہوتا ہے۔ اس سطح کے لئے مقاصد کی مثال درج ذیل ہے۔

ii- فہم (Comprehension):

پہلے کی نسبت دوسرا درجہ قدرے پیچیدہ ہے، اس میں یاد کئے گئے اور ذہن میں محفوظ کردہ علم کی تشریح و توضیح کی جاتی ہے۔ نیز مواد کی بنیاد پر پیشگوئی کرنا سکھایا جاتا ہے، اس سطح پر طلبہ کے رویوں میں عبارت کا مفہوم اپنے الفاظ میں بیان کرنا، خلاصہ پیش کرنا، تمثیلات سے وضاحت کرنا، تشریح کرنا، عبارت میں اضافہ کرنا، نئے نتائج کا انبساط کرنا اور پیش کرنا شامل ہوتے ہیں۔ اس سطح کے مقاصد کی مثالیں درج ذیل ہیں۔

مثالیں:

Elmas Ali

☆ اسلام کے اولین دور کی فتوحات کے تناظر میں جہاد کے تصور کو واضح کرنا۔
☆ آبادی کے گراف کی تشریح کرنا۔

iii- اطلاق (Application):

اطلاق (Application) نئے مسائل کو سیکھے گئے مواد، تصورات، قوانین، اصول اور نظریات کو بروئے کار

تے ہوئے حل کرنے کی صلاحیت اور استعداد کا نام ہے۔ اس صلاحیت کو پانے کے لئے طالب علم مسائل کو حل کرتا ہے، چزوں میں بدلاؤ لاتا ہے، اصول و قوانین کا مختلف صورتحال میں اطلاق کرتا ہے، عملی مظاہرہ کرتا ہے، تعمیری کام انجام دیتا ہے اور کوئی کردار نبھاتا ہے۔

مثال: شہری آزادی کے دو تصورات کو عدالتی فیصلے کے تناظر میں واضح کریں جن کا اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے حوالہ دیا گیا ہے۔

تجزیہ (Analysis):

کسی جامع کل کو مختلف اجزاء میں تقسیم کرنا، اس کے باہمی تعلق کا تعین کرنا، متعلقات کو غیر متعلقات سے الگ کرنا اس کے پیچھے کارفرما نظریے کو حقیقت کو اچھی طرح سے سمجھنا تجزیہ کہلاتا ہے۔ یہ اپنے اعلیٰ درجے میں استدلال کا عمل ہوتا ہے۔ اس سطح پر طلبہ سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ چیزوں میں فرق کریں گے، ان کا تجزیہ اور درجہ بندی بھی کریں گے۔

مثال: وقوفی میدان (Cognative Domain) کے اجزاء کا تجزیہ کرنا۔

ترکیب (Synthesis):

[illegible] جدا جدا [illegible] کو باہم ملا کر جامع کل تشکیل دینے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ یہ تنظیم نو اور تشکیل نو کا عمل ہے جس سے بالکل کوئی [illegible] چھوتی [illegible] سامنے آتی ہے۔ اس میں کسی حد تک تخلیقی اور تحقیقی سرگرمیوں کا عمل دخل بھی ہوتا ہے۔ اس سطح پر طالبعلم کچھ تخلیق [illegible] ڈیزائن [illegible] ہے، کچھ بناتا ہے اور کوئی نتیجہ اخذ کرتا ہے۔

مثال: کسی بڑے [illegible] ڈیٹا سے کوئی عمومی اصول تشکیل دینا۔

جائزہ (Evaluation):

یہ طے شدہ معیار کے تحت کسی کو پرکھنے اور جانچنے کی صلاحیت کا نام ہے، اس کے لئے اعلیٰ ترین غور و فکر کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سطح پر طلبہ تنقید کرتے ہیں، جواز فراہم کرتے ہیں، [illegible] اخذ کرتے ہیں، تقابلی جائزہ لیتے ہیں اور ذر کا اندازہ کرتے ہیں۔

مثال: سیکنڈری سکول کے نصاب کا قومی تعلیمی پالیسی کی روشنی میں [illegible]

2- جذباتی یا تاثراتی میدان (The Affective Domain):

"Karthwohl", "Bloom" اور "Maria" نے اس ڈومین کے [illegible] مقاصد کی درجہ بندی کو اقدار (Values)، رجحانات (Attitudes)، احساسات (Feelings)، قدردانی (Appreciation) اور [illegible] جذباتی پہلوؤں کی صورت میں بیان کیا ہے۔ ان اقسام اور درجات کو سلسلہ مراتب کے لحاظ سے ترتیب دیا [illegible] ڈومین وقوفی میدان کی طرح نہیں جس کے ساتھ عمل اور نتائج دونوں جڑے ہوئے ہوتے ہیں، بلکہ یہ صرف عمل [illegible] پہنچتے ہوتے ہیں، اس کے مختلف مدارج درج ذیل ہیں۔

i- وصول کرنا (Receiving):

یہ آگہی سے اگلا درجہ ہے اس موقع پر طلبہ عمل اور رد عمل ظاہر کرتے ہیں جس سے انہیں تسکین کا احساس ہوتا

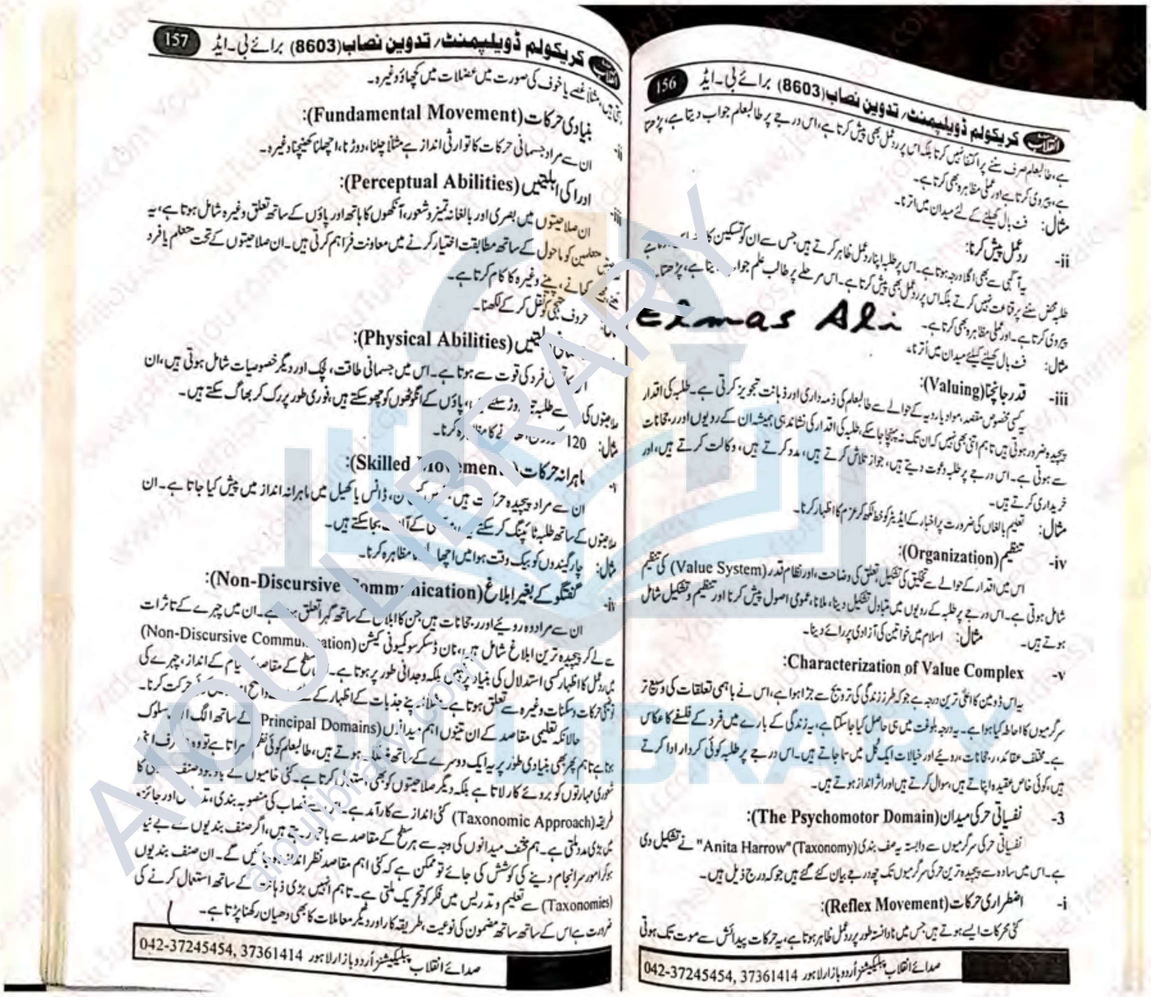

ہے، طالبعلم صرف سننے پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ اس پر ردعمل بھی پیش کرتا ہے، اس درجے پر طالبعلم جواب دیتا ہے، پڑھتا ہے، پیروی کرتا ہے اور عملی مظاہرہ بھی کرتا ہے۔

مثال: فٹ بال کھیلنے کے لئے میدان میں اترنا۔

ii- **ردعمل پیش کرنا:**

یہ آگہی سے بھی اگلا درجہ ہوتا ہے۔ اس پر طلبہ اپنا ردعمل ظاہر کرتے ہیں جس سے ان کو تسکین کا [illegible] ہوتا ہے طلبہ محض سننے پر قناعت نہیں کرتے بلکہ اس پر ردعمل بھی پیش کرتا ہے۔ اس مرحلے پر طالب علم جواب دیتا ہے، پڑھتا ہے، پیروی کرتا ہے۔ اور عملی مظاہرہ بھی کرتا ہے۔

Elmas Ali

مثال: فٹ بال کھیلنے کیلئے میدان میں اُترنا۔

iii- **قدر جانچنا(Valuing):**

یہ کسی مخصوص مقصد، مواد یا رویہ کے حوالے سے طالبعلم کی ذمہ داری اور ذہانت تجویز کرتی ہے۔ طلبہ کی اقدار پیچیدہ ضرور ہوتی ہیں تاہم اتنی بھی نہیں کہ ان تک نہ پہنچا جا سکے، طلبہ کی اقدار کی نشاندہی ہمیشہ ان کے رویوں اور رجحانات سے ہوتی ہے۔ اس درجے پر طلبہ دعوت دیتے ہیں، جواز تلاش کرتے ہیں، مدد کرتے ہیں، وکالت کرتے ہیں، اور خریداری کرتے ہیں۔

مثال: تعلیم بالغاں کی ضرورت پر اخبار کے ایڈیٹر کو خط لکھ کر عزم کا اظہار کرنا۔

iv- **تنظیم(Organization):**

اس میں اقدار کے حوالے سے تخلیق کی تشکیل، تعلق کی وضاحت، اور نظام قدر (Value System) کی تنظیم شامل ہوتی ہے۔ اس درجے پر طلبہ کے رویوں میں متبادل تشکیل دینا، ملانا، عمومی اصول پیش کرنا اور تنظیم و تشکیل شامل ہوتے ہیں۔

مثال: اسلام میں خواتین کی آزادی پر رائے دینا۔

v- **Characterization of Value Complex:**

یہ اس ڈومین کا اعلیٰ ترین درجہ ہے جو کہ طرز زندگی کی ترویج سے جڑا ہوا ہے، اس نے باہمی تعلقات کی وسیع تر سرگرمیوں کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ یہ درجہ بلوغت میں ہی حاصل کیا جا سکتا ہے، یہ زندگی کے بارے میں فرد کے فلسفے کا عکاس ہے۔ مختلف عقائد، رجحانات، رویے اور خیالات ایک کُل میں سما جاتے ہیں۔ اس درجے پر طلبہ کوئی کردار ادا کرتے ہیں، کوئی خاص عقیدہ اپناتے ہیں، سوال کرتے ہیں اور اثر انداز ہوتے ہیں۔

3- نفسیاتی حرکی میدان(The Psychomotor Domain):

نفسیاتی حرکی سرگرمیوں سے وابستہ یہ صف بندی (Taxonomy) "Anita Harrow" نے تشکیل دی ہے۔ اس میں سادہ سے پیچیدہ ترین حرکی سرگرمیوں تک چھ درجے بیان کئے گئے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

i- **اضطراری حرکات(Reflex Movement):**

کئی محرکات ایسے ہوتے ہیں جس میں نادانستہ طور پر ردعمل ظاہر ہوتا ہے، یہ حرکات پیدائش سے موت تک ہوتی

ہیں، مثلاً غصے یا خوف کی صورت میں عضلات میں کھچاؤ وغیرہ۔

ii- **بنیادی حرکات(Fundamental Movement):**

ان سے مراد جسمانی حرکات کا توارثی انداز ہے مثلاً چلنا، دوڑنا، اچھلنا کھینچنا وغیرہ۔

iii- **ادراکی اہلیتیں(Perceptual Abilities):**

ان صلاحیتوں میں بصری اور بالغانہ تمیز و شعور، آنکھوں کا ہاتھ اور پاؤں کے ساتھ تعلق وغیرہ شامل ہوتا ہے، یہ متعلمین کو ماحول کے ساتھ مطابقت اختیار کرنے میں معاونت فراہم کرتی ہیں۔ ان صلاحیتوں کے تحت متعلم یا فرد کھانے، پینے وغیرہ کا کام کرتا ہے۔

مثال: حروف تہجی کو نقل کر کے لکھنا۔

iv- **[illegible] اہلیتیں(Physical Abilities):**

[illegible] فرد کی قوت سے ہوتا ہے۔ اس میں جسمانی طاقت، لچک اور دیگر خصوصیات شامل ہوتی ہیں، ان صلاحیتوں کی [illegible] سے طلبہ تیز [illegible] سکتے [illegible]، پاؤں کے انگوٹھوں کو چھو سکتے ہیں، فوری طور پر رک کر بھاگ سکتے ہیں۔

مثال: 120 [illegible] کا مظاہرہ کرنا۔

v- **ماہرانہ حرکات(Skilled Movement):**

ان سے مراد پیچیدہ حرکات ہیں [illegible]، ڈانس یا کھیل میں ماہرانہ انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ ان صلاحیتوں کے ساتھ طلبہ ٹائپنگ کر سکتے [illegible] کے آلات بجا سکتے ہیں۔

مثال: چار گیندوں کو بیک وقت ہوا میں اچھا[illegible] مظاہرہ کرنا۔

vi- **گفتگو کے بغیر ابلاغ(Non-Discursive Communication):**

ان سے مراد وہ رویے اور رجحانات ہیں جن کا ابلاغ کے ساتھ گہرا تعلق [illegible] ہے۔ ان میں چہرے کے تاثرات سے لے کر پیچیدہ ترین ابلاغ شامل ہیں، نان ڈسکرسو کمیونی کیشن (Non-Discursive Communication) میں ردعمل کا اظہار کسی استدلال کی بنیاد پر نہیں بلکہ وجدانی طور پر ہوتا ہے۔ [illegible] سطح کے مقاصد [illegible] کے انداز، چہرے کی ذہنی حرکات و سکنات وغیرہ سے تعلق ہوتا ہے۔ مثلاً اپنے جذبات کے اظہار کے [illegible] حرکت کرنا۔

حالانکہ تعلیمی مقاصد کے ان تینوں اہم میدانوں (Principal Domains) کے ساتھ الگ الگ [illegible] سلوک ہوتا ہے تاہم پھر بھی بنیادی طور پر یہ ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں، طالبعلم کوئی نظم [illegible] دہراتا ہے تو وہ [illegible] شعوری مہارتوں کو بروئے کار لاتا ہے بلکہ دیگر صلاحیتوں کو بھی استعمال کرتا ہے۔ کئی خامیوں کے باوجود صنف [illegible] کا طریقہ (Taxonomic Approach) کئی انداز سے کارآمد ہے۔ [illegible] نصاب کی منصوبہ بندی، تد[illegible] اور جائزہ میں بڑی مدد ملتی ہے۔ ہم مختلف میدانوں کی وجہ سے ہر سطح کے مقاصد سے باخبر رہتے ہیں، اگر صنف بندیوں سے بے نیاز ہو کر امور سرانجام دینے کی کوشش کی جائے تو ممکن ہے کہ کئی اہم مقاصد نظر انداز ہو جائیں گے۔ ان صنف بندیوں (Taxonomies) سے تعلیم و تدریس میں فکر کو تحریک ملتی ہے۔ تاہم انہیں بڑی ذہانت کے ساتھ استعمال کرنے کی ضرورت ہے اس کے ساتھ ساتھ مضمون کی نوعیت، طریقہ کار اور دیگر معاملات کا بھی دھیان رکھنا پڑتا ہے۔

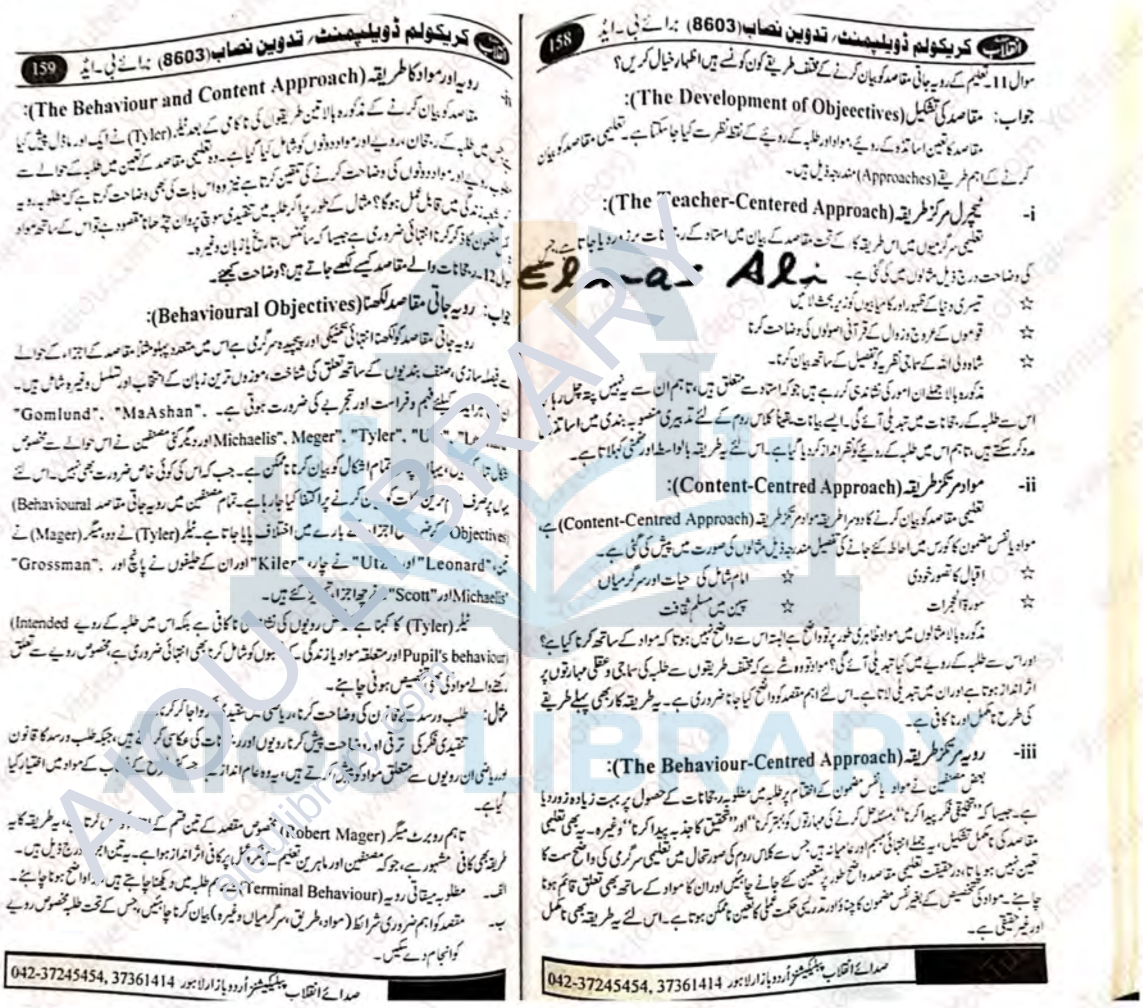

سوال 11۔ تعلیم کے رویہ جاتی مقاصد کو بیان کرنے کے مختلف طریقے کون کونسے ہیں اظہار خیال کریں؟

جواب: مقاصد کی تشکیل (The Development of Objeectives):

مقاصد کا تعین اساتذہ کے رویے، مواد اور طلبہ کے رویئے کے نقطہ نظر سے کیا جا سکتا ہے۔ تعلیمی مقاصد کو بیان کرنے کے اہم طریقے (Approaches) مندرجہ ذیل ہیں۔

i- ٹیچر مرکز طریقہ (The Teacher-Centered Approach):

تعلیمی سرگرمیوں میں اس طریقہ کار کے تحت مقاصد کے بیان میں استاد کے رجحانات پر زور دیا جاتا ہے جس کی وضاحت درج ذیل مثالوں میں کی گئی ہے۔

Elmaz Ali

☆ تیسری دنیا کے تصور اور کامیابیوں کو زیر بحث لانا میں
☆ قوموں کے عروج و زوال کے قرآنی اصولوں کی وضاحت کرنا
☆ شاہ ولی اللہ کے سماجی نظریہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنا۔

مذکورہ بالا جملے ان امور کی نشاندہی کر رہے ہیں جو کہ استاد سے متعلق ہیں، تاہم ان سے یہ نہیں پتہ چل رہا کہ اس سے طلبہ کے رجحانات میں تبدیلی آئے گی۔ ایسے بیانات یقیناً کلاس روم کے لئے تدبیری منصوبہ بندی میں اساتذہ کی مدد کر سکتے ہیں، تاہم اس میں طلبہ کے رویئے کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اس لئے یہ طریقہ بالواسطہ اور ضمنی کہلاتا ہے۔

ii- مواد مرکز طریقہ (Content-Centred Approach):

تعلیمی مقاصد کو بیان کرنے کا دوسرا طریقہ مواد مرکز طریقہ (Content-Centred Approach) ہے۔ مواد یا نفس مضمون کا کورس میں احاطہ کئے جانے کی تفصیل مندرجہ ذیل مثالوں کی صورت میں پیش کی گئی ہے۔

☆ اقبال کا تصور خودی ☆ امام شامل کی حیات اور سرگرمیاں
☆ سورۃ الحجرات ☆ چین میں مسلم ثقافت

مذکورہ بالا مثالوں میں مواد ظاہری طور پر تو واضح ہے البتہ اس سے واضح نہیں ہوتا کہ مواد کے ساتھ کرنا کیا ہے؟ اور اس سے طلبہ کے رویے میں کیا تبدیلی آئے گی؟ مواد تو وہ شے ہے کہ مختلف طریقوں سے طلبہ کی سماجی و عقلی مہارتوں پر اثر انداز ہوتا ہے اور ان میں تبدیلی لاتا ہے۔ اس لئے اہم مقصد کو واضح کیا جانا ضروری ہے۔ یہ طریقہ کار بھی پہلے طریقے کی طرح نامکمل اور ناکافی ہے۔

iii- رویہ مرکز طریقہ (The Behaviour-Centred Approach):

بعض مصنفین نے مواد یا نفس مضمون کے اختتام پر طلبہ میں مطلوبہ رجحانات کے حصول پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔ جیسا کہ "تحقیقی فکر پیدا کرنا"، "مسئلہ حل کرنے کی مہارتوں کو بہتر کرنا" اور "تحقیق کا جذبہ پیدا کرنا" وغیرہ۔ یہ بھی تعلیمی مقاصد کی نامکمل تشکیل، یہ جملے انتہائی مبہم اور عامیانہ ہیں جس سے کلاس روم کی صورتحال میں تعلیمی سرگرمی کی واضح سمت کا تعین نہیں ہو پاتا، در حقیقت تعلیمی مقاصد واضح طور پر متعین کئے جانے چاہئیں اور ان کا مواد کے ساتھ بھی تعلق قائم ہونا چاہئے۔ مواد کی تخصیص کے بغیر نفس مضمون کا چناؤ اور تدریسی حکمت عملی کا تعین ناممکن ہوتا ہے۔ اس لئے یہ طریقہ بھی نامکمل اور غیر حقیقی ہے۔

رویہ اور مواد کا طریقہ (The Behaviour and Content Approach):

مقاصد کو بیان کرنے کے مذکورہ بالا تین طریقوں کی ناکامی کے بعد ٹیلر (Tyler) نے ایک اور ماڈل پیش کیا جس میں طلبہ کے رجحان، رویے اور مواد دونوں کو شامل کیا گیا ہے۔ وہ تعلیمی مقاصد کے تعین میں طلبہ کے حوالے سے طلب رویے اور مواد دونوں کی وضاحت کرنے کی تلقین کرتا ہے نیز وہ اس بات کی بھی وضاحت کرتا ہے کہ مطلوبہ رویہ شعبہ زندگی میں قابل عمل ہوگا؟ مثال کے طور پر اگر طلبہ میں تنقیدی سوچ پروان چڑھانا مقصود ہے تو اس کے ساتھ مواد نفس مضمون کا ذکر کرنا انتہائی ضروری ہے جیسا کہ سائنس، تاریخ یا زبان وغیرہ۔

سوال 12۔ رجحانات والے مقاصد کیسے لکھے جاتے ہیں؟ وضاحت کیجئے۔

جواب: رویہ جاتی مقاصد لکھنا (Behavioural Objectives):

رویہ جاتی مقاصد کو لکھنا انتہائی تکنیکی اور پیچیدہ سرگرمی ہے اس میں متعدد پہلو مثلاً مقاصد کے اجزاء کے حوالے سے فیصلہ سازی، مختلف بندیوں کے ساتھ تعلق کی شناخت، موزوں ترین زبان کے انتخاب اور تسلسل وغیرہ شامل ہیں۔ ان [illegible] کیلئے فہم و فراست اور تجربے کی ضرورت ہوتی ہے۔ "Gomlund", "MaAshan", "Michaelis", Meger", "Tyler", "U اور دیگر کئی مصنفین نے اس حوالے سے مخصوص مثال [illegible] یہاں [illegible] تمام اشکال کو بیان کرنا ناممکن ہے۔ جب کہ اس کی کوئی خاص ضرورت بھی نہیں۔ اس لئے یہاں پر صرف اہم ترین [illegible] کو بیان کرنے پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔ تمام مصنفین میں رویہ جاتی مقاصد (Behavioural Objectives) کے [illegible] اجزاء کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ٹیلر (Tyler) نے دو، میگر (Mager) نے تین، "Leonard" اور "Utz" نے چار، "Kiler" اور ان کے حلیفوں نے پانچ اور "Grossman", "Michaelis" اور "Scott" نے چھ اجزاء تجویز کئے ہیں۔

ٹیلر (Tyler) کا کہنا ہے کہ [illegible] رویوں کی نشاندہی ناکافی ہے بلکہ اس میں طلبہ کے رویے (Intended Pupil's behaviour) اور متعلقہ مواد یا زندگی کے [illegible] کو شامل کرنا بھی انتہائی ضروری ہے، مخصوص رویے سے تعلق رکھنے والے مواد کی [illegible] تخصیص ہونی چاہیے۔

مثال: طلب و رسد کے قانون کی وضاحت کرنا، ریاضی میں تنقیدی [illegible] رواج کر [illegible] تنقیدی فکر کی ترقی اور وضاحت پیش کرنا رویوں اور رجحانات کی عکاسی کرتے ہیں، جبکہ طلب و رسد کا قانون و ریاضی ان رویوں سے متعلق مواد کو پیش کرتے ہیں، یہ وہ عام انداز ہے جس کو [illegible] کے مواد میں اختیار کیا گیا ہے۔

تاہم رابرٹ میگر (Robert Mager) مخصوص مقصد کے تین قسم کے [illegible] کرتا ہے، یہ طریقہ کار یہ طریقہ بھی کافی مشہور ہے، جو کہ مصنفین اور ماہرین تعلیم کے طرز عمل پر کافی اثر انداز ہوا ہے۔ یہ تین اجزاء درج ذیل ہیں۔

الف۔ مطلوبہ میقاتی رویہ (Terminal Behaviour) جسے ہم طلبہ میں دیکھنا چاہتے ہیں [illegible] واضح ہونا چاہئے۔
ب۔ مقصد کو اہم ضروری شرائط (مواد، طریق، سرگرمیاں وغیرہ) بیان کرنا چاہئیں، جس کے تحت طلبہ مخصوص رویے کو انجام دے سکیں۔

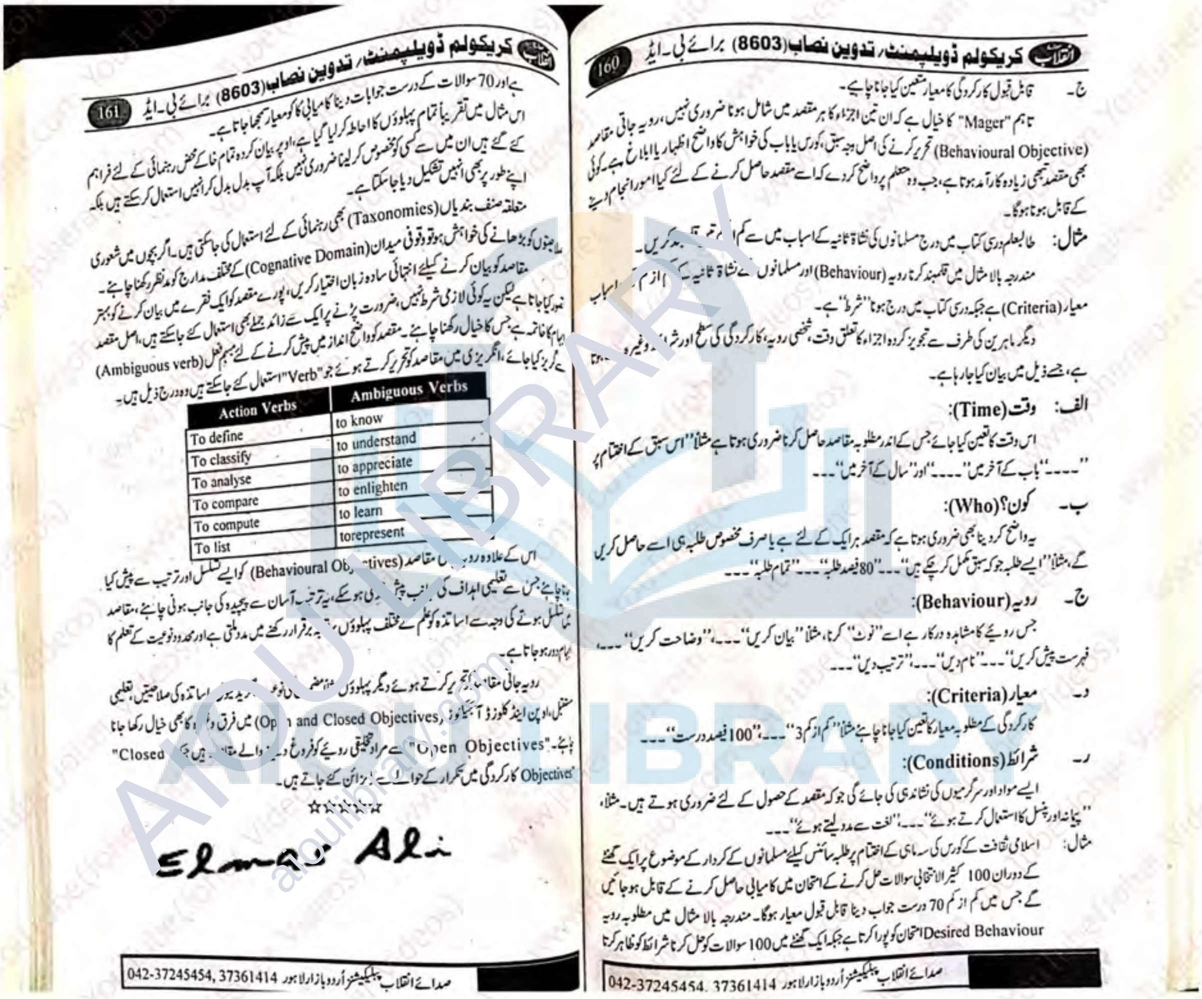

ج۔ قابل قبول کارکردگی کا معیار متعین کیا جانا چاہیے۔

تاہم "Mager" کا خیال ہے کہ ان تین اجزاء کا ہر مقصد میں شامل ہونا ضروری نہیں، رویہ جاتی مقاصد (Behavioural Objective) تحریر کرنے کی اصل وجہ سبق، کورس یا باب کی خواہش کا واضح اظہار یا ابلاغ ہے۔ کوئی بھی مقصد تبھی زیادہ کارآمد ہوتا ہے، جب وہ متعلم پر واضح کر دے کہ اسے مقصد حاصل کرنے کے لئے کیا امور انجام دینے کے قابل ہونا ہوگا۔

مثال: طالبعلم درسی کتاب میں درج مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے اسباب میں سے کم از کم تین قلمبند کریں۔

مندرجہ بالا مثال میں قلمبند کرنا رویہ (Behaviour) اور مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے کم از کم تین اسباب معیار (Criteria) ہے جبکہ درسی کتاب میں درج ہونا "شرط" ہے۔

دیگر ماہرین کی طرف سے تجویز کردہ اجزاء کا تعلق وقت، شخصی رویہ، کارکردگی کی سطح اور شرائط وغیرہ سے ہوتا ہے، جسے ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے۔

الف: وقت(Time):

اس وقت کا تعین کیا جائے جس کے اندر مطلوبہ مقاصد حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے مثلاً "اس سبق کے اختتام پر "---"باب کے آخر میں"---"اور" سال کے آخر میں"---

ب۔ کون؟(Who):

یہ واضح کر دینا بھی ضروری ہوتا ہے کہ مقصد ہر ایک کے لئے ہے یا صرف مخصوص طلبہ ہی اسے حاصل کریں گے، مثلاً "ایسے طلبہ جو کہ سبق مکمل کر چکے ہیں"---"80 فیصد طلبہ"---"تمام طلبہ"---

ج۔ رویہ(Behaviour):

جس رویے کا مشاہدہ درکار ہے اسے "نوٹ" کرنا، مثلاً "بیان کریں"---، "وضاحت کریں"---، فہرست پیش کریں"---"نام دیں"---، "ترتیب دیں"---

د۔ معیار(Criteria):

کارکردگی کے مطلوبہ معیار کا تعین کیا جانا چاہیے مثلاً "کم از کم 3"---، "100 فیصد درست"---

ر۔ شرائط(Conditions):

ایسے مواد اور سرگرمیوں کی نشاندہی کی جائے گی جو کہ مقصد کے حصول کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ مثلاً، "پیمانہ اور پنسل کا استعمال کرتے ہوئے"---، "لغت سے مدد لیتے ہوئے"---

مثال: اسلامی ثقافت کے کورس کی سہ ماہی کے اختتام پر طلبہ سائنس کیلئے مسلمانوں کے کردار کے موضوع پر ایک گھنٹے کے دوران 100 کثیر الانتخابی سوالات حل کرنے کے امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے قابل ہو جائیں گے جس میں کم از کم 70 درست جواب دینا قابل قبول معیار ہوگا۔ مندرجہ بالا مثال میں مطلوبہ رویہ Desired Behaviour امتحان کو پورا کرتا ہے جبکہ ایک گھنٹے میں 100 سوالات کو حل کرنا شرائط کو ظاہر کرتا

ہے اور 70 سوالات کے درست جوابات دینا کامیابی کا کو معیار سمجھا جاتا ہے۔

اس مثال میں تقریباً تمام پہلوؤں کا احاطہ کر لیا گیا ہے، اوپر بیان کردہ تمام خاکے محض رہنمائی کے لئے فراہم کئے گئے ہیں ان میں سے کسی کو مخصوص کر لینا ضروری نہیں بلکہ آپ بدل بدل کر انہیں استعمال کر سکتے ہیں بلکہ اپنے طور پر بھی انہیں تشکیل دیا جا سکتا ہے۔

متعلقہ صنف بندیاں (Taxonomies) بھی رہنمائی کے لئے استعمال کی جا سکتی ہیں۔ اگر بچوں میں شعوری لاحیتوں کو بڑھانے کی خواہش ہو تو وقوفی میدان (Cognative Domain) کے مختلف مدارج کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ مقاصد کو بیان کرنے کیلئے انتہائی سادہ زبان اختیار کریں، پورے مقصد کو ایک فقرے میں بیان کرنے کو بہتر نور کیا جاتا ہے لیکن یہ کوئی لازمی شرط نہیں، ضرورت پڑنے پر ایک سے زائد جملے بھی استعمال کئے جا سکتے ہیں، اصل مقصد ابہام کا خاتمہ ہے جس کا خیال رکھنا چاہیے۔ مقصد کو واضح انداز میں پیش کرنے کے لئے مبہم فعل (Ambiguous verb) سے گریز کیا جائے، انگریزی میں مقاصد کو تحریر کرتے ہوئے جو "Verb" استعمال کئے جا سکتے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

Ambiguous Verbs	Action Verbs
to know	To define
to understand	To classify
to appreciate	To analyse
to enlighten	To compare
to learn	To compute
torepresent	To list

اس کے علاوہ رویہ جاتی مقاصد (Behavioural Objectives) کو ایسے تسلسل اور ترتیب سے پیش کیا جانا چاہیے جس سے تعلیمی اہداف کی جانب پیش قدمی ہو سکے، یہ ترتیب آسان سے پیچیدہ کی جانب ہونی چاہیے، مقاصد کے مسلسل ہونے کی وجہ سے اساتذہ کو علم کے مختلف پہلوؤں میں ربط برقرار رکھنے میں مدد ملتی ہے اور محدود نوعیت کے تعلم کا ابہام دور ہو جاتا ہے۔

رویہ جاتی مقاصد تحریر کرتے ہوئے دیگر پہلوؤں مثلاً مضمون کی نوعیت، [illegible] اساتذہ کی صلاحیتیں، تعلیمی مستقبل، اوپن اینڈ کلوزڈ آبجیکٹوز (Open and Closed Objectives) میں فرق وغیرہ کا بھی خیال رکھا جانا چاہیے۔ "Open Objectives" سے مراد تخلیقی رویے کو فروغ دینے والے مقاصد ہیں جبکہ "Closed Objectives" کارکردگی میں تکرار کے حوالے سے ڈیزائن کئے جاتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

Elmas Ali

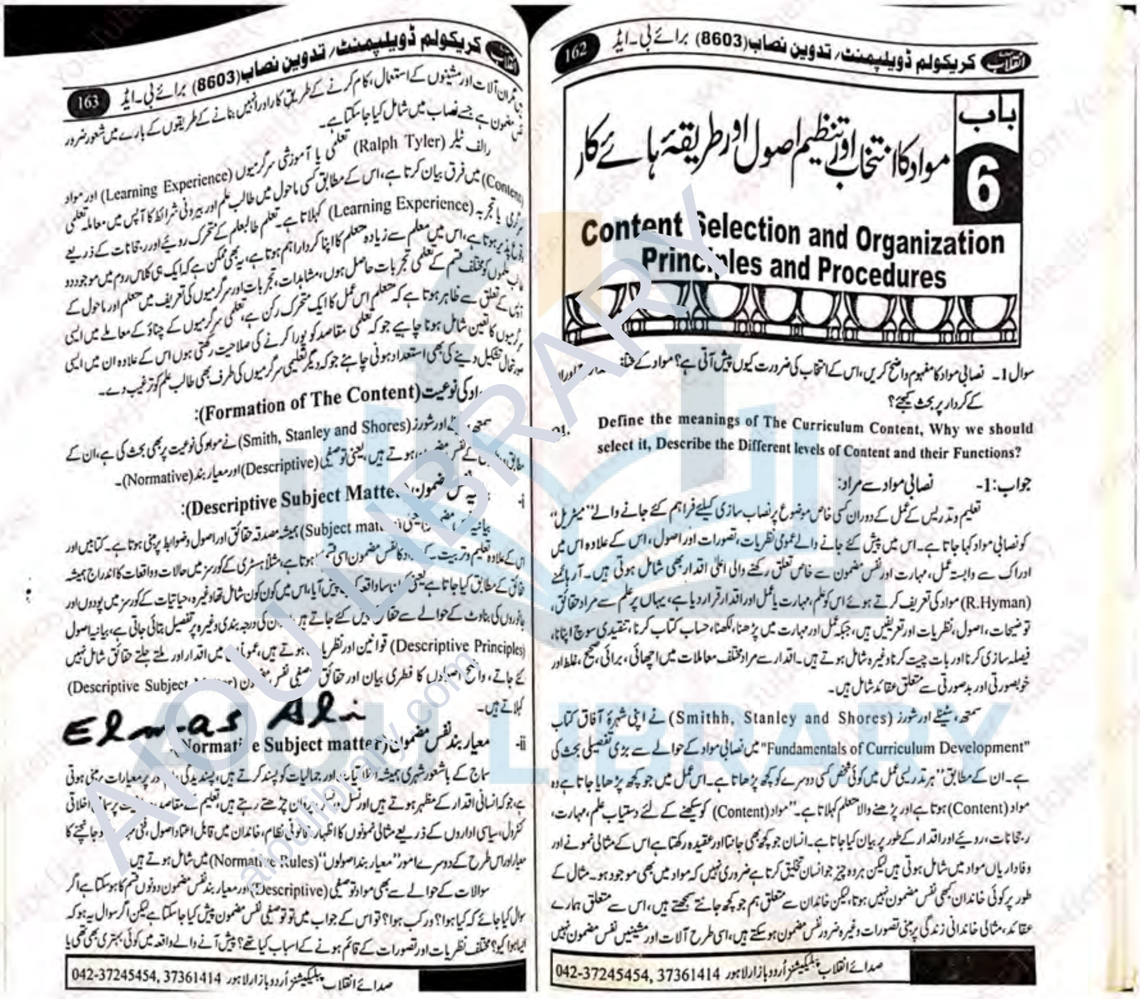

باب 6

مواد کا انتخاب اور تنظیم اصول اور طریقہ ہائے کار

Content Selection and Organization Principles and Procedures

سوال 1۔ نصابی مواد کا مفہوم واضح کریں، اس کے انتخاب کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟ مواد کے مختلف معیار اور ان کے کردار پر بحث کیجئے؟

Q1. Define the meanings of The Curriculum Content, Why we should select it, Describe the Different levels of Content and their Functions?

جواب:1- نصابی مواد سے مراد:

تعلیم و تدریس کے عمل کے دوران کسی خاص موضوع پر نصاب سازی کیلئے فراہم کئے جانے والے "میٹریل" کو نصابی مواد کہا جاتا ہے۔ اس میں پیش کئے جانے والے عمومی نظریات، تصورات اور اصول، اس کے علاوہ اس میں ادراک سے وابستہ عمل، مہارت اور نفس مضمون سے خاص تعلق رکھنے والی اعلیٰ اقدار بھی شامل ہوتی ہیں۔ آر ہائمن (R.Hyman) مواد کی تعریف کرتے ہوئے اس کو علم، مہارت یا عمل اور اقدار قرار دیا ہے، یہاں پر علم سے مراد حقائق، توضیحات، اصول، نظریات اور تعریفیں ہیں، جبکہ عمل اور مہارت میں پڑھنا، لکھنا، حساب کتاب کرنا، تنقیدی سوچ اپنانا، فیصلہ سازی کرنا اور بات چیت کرنا وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ اقدار سے مراد مختلف معاملات میں اچھائی، برائی، صحیح، غلط اور خوبصورتی اور بدصورتی سے متعلق عقائد شامل ہیں۔

سمتھ، سٹینلے اور شورز (Smithh, Stanley and Shores) نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "Fundamentals of Curriculum Development" میں نصابی مواد کے حوالے سے بڑی تفصیلی بحث کی ہے۔ ان کے مطابق "ہر تدریسی عمل میں کوئی شخص کسی دوسرے کو کچھ پڑھاتا ہے۔ اس عمل میں جو کچھ پڑھایا جاتا ہے وہ مواد (Content) ہوتا ہے اور پڑھنے والا متعلم کہلاتا ہے۔" مواد (Content) کو سیکھنے کے لئے دستیاب علم، مہارت، رجحانات، رویے اور اقدار کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ انسان جو کچھ بھی جانتا اور عقیدہ رکھتا ہے اس کے مثالی نمونے اور وفاداریاں مواد میں شامل ہوتی ہیں لیکن ہر وہ چیز جو انسان تخلیق کرتا ہے ضروری نہیں کہ مواد میں بھی موجود ہو۔ مثال کے طور پر کوئی خاندان کبھی نفس مضمون نہیں ہوتا، لیکن خاندان سے متعلق ہم جو کچھ جانتے سمجھتے ہیں، اس سے متعلق ہمارے عقائد، مثالی خاندانی زندگی پر مبنی تصورات وغیرہ ضرور نفس مضمون ہو سکتے ہیں، اسی طرح آلات اور مشینیں نفس مضمون نہیں

بلکہ ان آلات اور مشینوں کے استعمال، کام کرنے کے طریق کار اور انہیں بنانے کے طریقوں کے بارے میں شعور ضرور نفس مضمون ہے جسے نصاب میں شامل کیا جا سکتا ہے۔

رالف ٹیلر (Ralph Tyler) تعلمی یا آموزشی سرگرمیوں (Learning Experience) اور مواد (Content) میں فرق بیان کرتا ہے، اس کے مطابق کسی ماحول میں طالب علم اور بیرونی شرائط کا آپس میں معاملہ تعلمی سرگرمی یا تجربہ (Learning Experience) کہلاتا ہے۔ تعلم طالبعلم کے متحرک رویے اور رجحانات کے ذریعے وقوع پذیر ہوتا ہے، اس میں معلم سے زیادہ متعلم کا اپنا کردار اہم ہوتا ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ ایک ہی کلاس روم میں موجود دو طالب علموں کو مختلف قسم کے تعلمی تجربات حاصل ہوں، مشاہدات، تجربات اور سرگرمیوں کی تعریف میں متعلم اور ماحول کے باہمی تعلق سے ظاہر ہوتا ہے کہ متعلم اس عمل کا ایک متحرک رکن ہے، تعلمی سرگرمیوں کے چناؤ کے معاملے میں ایسی سرگرمیوں کا تعین شامل ہونا چاہیے جو کہ تعلمی مقاصد کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہوں اس کے علاوہ ان میں ایسی ... تشکیل دینے کی بھی استعداد ہونی چاہئے جو کہ دیگر تعلیمی سرگرمیوں کی طرف بھی طالب علم کو ترغیب دے۔

مواد کی نوعیت (Formation of The Content):

سمتھ، سٹینلے اور شورز (Smith, Stanley and Shores) نے مواد کی نوعیت پر بھی بحث کی ہے، ان کے مطابق نفس مضمون دو طرح کے ہوتے ہیں، یعنی توصیفی (Descriptive) اور معیار بند (Normative)۔

i- بیانیہ نفس مضمون (Descriptive Subject Matter):

بیانیہ نفس مضمون یعنی (Subject matter) ہمیشہ مصدقہ حقائق اور اصول و ضوابط پر مبنی ہوتا ہے۔ کتابیں اور اس کے علاوہ تعلیم و تربیت کے مواد کا نفس مضمون اسی قسم کا ہوتا ہے، مثلاً ہسٹری کے کورسز میں حالات و واقعات کا اندراج ہمیشہ حقائق کے مطابق کیا جاتا ہے یعنی کون سا واقعہ کب پیش آیا، اس میں کون کون شامل تھا وغیرہ، حیاتیات کے کورسز میں پودوں اور جانوروں کی بناوٹ کے حوالے سے حقائق بیان کئے جاتے ہیں، ان کی درجہ بندی وغیرہ پر تفصیل بتائی جاتی ہے، بیانیہ اصول (Descriptive Principles) قوانین اور نظریات پر مبنی ہوتے ہیں، عموماً ان میں اقدار اور ملتے جلتے حقائق شامل نہیں کئے جاتے، واضح اصولوں کا فطری بیان اور حقائق توصیفی نفس مضمون (Descriptive Subject Matter) کہلاتے ہیں۔

Elmas Ali

ii- معیار بند نفس مضمون (Normative Subject matter):

سماج کے باشعور شہری ہمیشہ اخلاقیات اور جمالیات کو پسند کرتے ہیں، پسندیدگی کا معیار پر معیارات پر مبنی ہوتی ہے، جو کہ انسانی اقدار کے مظہر ہوتے ہیں اور نسل در نسل پروان چڑھتے رہتے ہیں، تعلیم کے مقاصد ... پر سماجی اخلاقی کنٹرول، سیاسی اداروں کے ذریعے مثالی نمونوں کا اظہار، قانونی نظام، خاندان میں قابل اعتماد اصول، فنی ... جانچنے کا معیار اور اس طرح کے دوسرے امور "معیار بند اصولوں" (Normative Rules) میں شامل ہوتے ہیں۔

سوالات کے حوالے سے بھی مواد توصیفی (Descriptive) اور معیار بند نفس مضمون دونوں قسم کا ہو سکتا ہے اگر سوال کیا جائے کہ کیا ہوا؟ اور کب ہوا؟ تو اس کے جواب میں تو توصیفی نفس مضمون پیش کیا جا سکتا ہے لیکن اگر سوال یہ ہو کہ ایسا ہوا کیوں؟ مختلف نظریات اور تصورات کے قائم ہونے کے اسباب کیا تھے؟ پیش آنے والے واقعہ میں کوئی بہتری بھی تھی یا

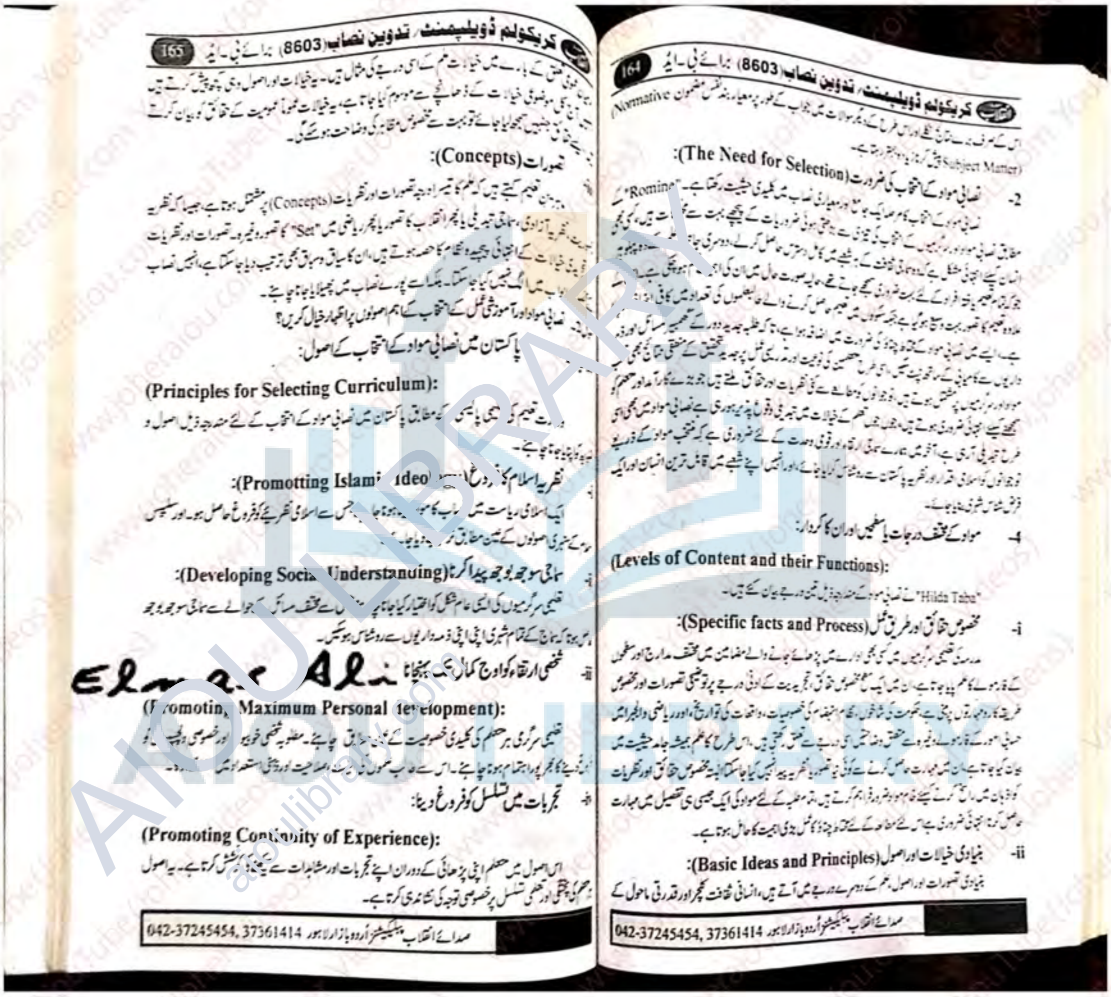

(Normative مضمون نفسِ بند، معیار کے طور پر

(Subject Matter)

2- نصابی مواد کے انتخاب کی ضرورت (The Need for Selection):

4- مواد کے مختلف درجات یا سطحیں اور ان کا کردار:

(Levels of Content and their Functions):

"Hilda Taba" نے نصابی مواد کے مندرجہ ذیل تین درجے بیان کیے ہیں۔

i- مخصوص حقائق اور طریق عمل (Specific facts and Process):

ii- بنیادی خیالات اور اصول (Basic Ideas and Principles):

بنیادی تصورات اور اصول علم کے دوسرے درجے میں آتے ہیں، انسانی ثقافت کلچر اور قدرتی ماحول کے

تصورات (Concepts):

ماہرین تعلیم کہتے ہیں کہ علم کا تیسرا درجہ تصورات اور نظریات (Concepts) پر مشتمل ہوتا ہے جیسا کہ نظریہ جمہوریت، نظریہ آزادی، سماجی تبدیلی یا پھر انقلاب کا تصور یا پھر ریاضی میں "Set" کا تصور وغیرہ۔ تصورات اور نظریات بنیادی خیالات کے انتہائی پیچیدہ نظام کا حصہ ہوتے ہیں، ان کا سیاق و سباق بھی ترتیب دیا جا سکتا ہے، انھیں نصاب کے کسی باب میں الگ نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ انھیں پورے نصاب میں پھیلایا جانا چاہیے۔

سوال نمبر۔ نصابی مواد اور آموزشی عمل کے انتخاب کے اہم اصولوں پر اظہار خیال کریں؟

جواب۔ پاکستان میں نصابی مواد کے انتخاب کے اصول:

(Principles for Selecting Curriculum):

وزارت تعلیم کی تعلیمی پالیسی کے مطابق پاکستان میں نصابی مواد کے انتخاب کے لیے مندرجہ ذیل اصول و ضوابط کو پیش نظر رکھا جانا چاہیے۔

i- نظریہ اسلام کا فروغ (Promotting Islamic Ideology):

ایک اسلامی ریاست میں نصاب کا مواد ایسا ہونا چاہیے جس سے اسلامی نظریے کو فروغ حاصل ہو۔ اور جس میں نصاب کے شہری اصولوں کے عین مطابق ترتیب دیا جائے۔

ii- سماجی سوجھ بوجھ پیدا کرنا (Developing Social Understanding):

تعلیمی سرگرمیوں کی ایسی عام شکل کو اختیار کیا جانا چاہیے جس سے مختلف مسائل کے حوالے سے سماجی سوجھ بوجھ پیدا ہو کہ سماج کے تمام شہری اپنی اپنی ذمہ داریوں سے روشناس ہو سکیں۔

Elmas Ali

iii- شخصی ارتقاء کو اوج کمال تک پہنچانا (Promoting Maximum Personal development):

تعلیمی سرگرمی ہر متعلم کی کلیدی خصوصیت کے عین مطابق ہونی چاہیے۔ مطلوبہ شخصی خوبیوں اور خصوصی دلچسپی کو اجاگر کرنے کا بھرپور اہتمام ہونا چاہیے۔

iv- تجربات میں تسلسل کو فروغ دینا:

(Promoting Continuity of Experience):

اس اصول میں متعلم اپنی پڑھائی کے دوران اپنے تجربات اور مشاہدات سے سیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ اصول تجربات کی جانچ اور علمی تسلسل پر خصوصی توجہ کی نشاندہی کرتا ہے۔

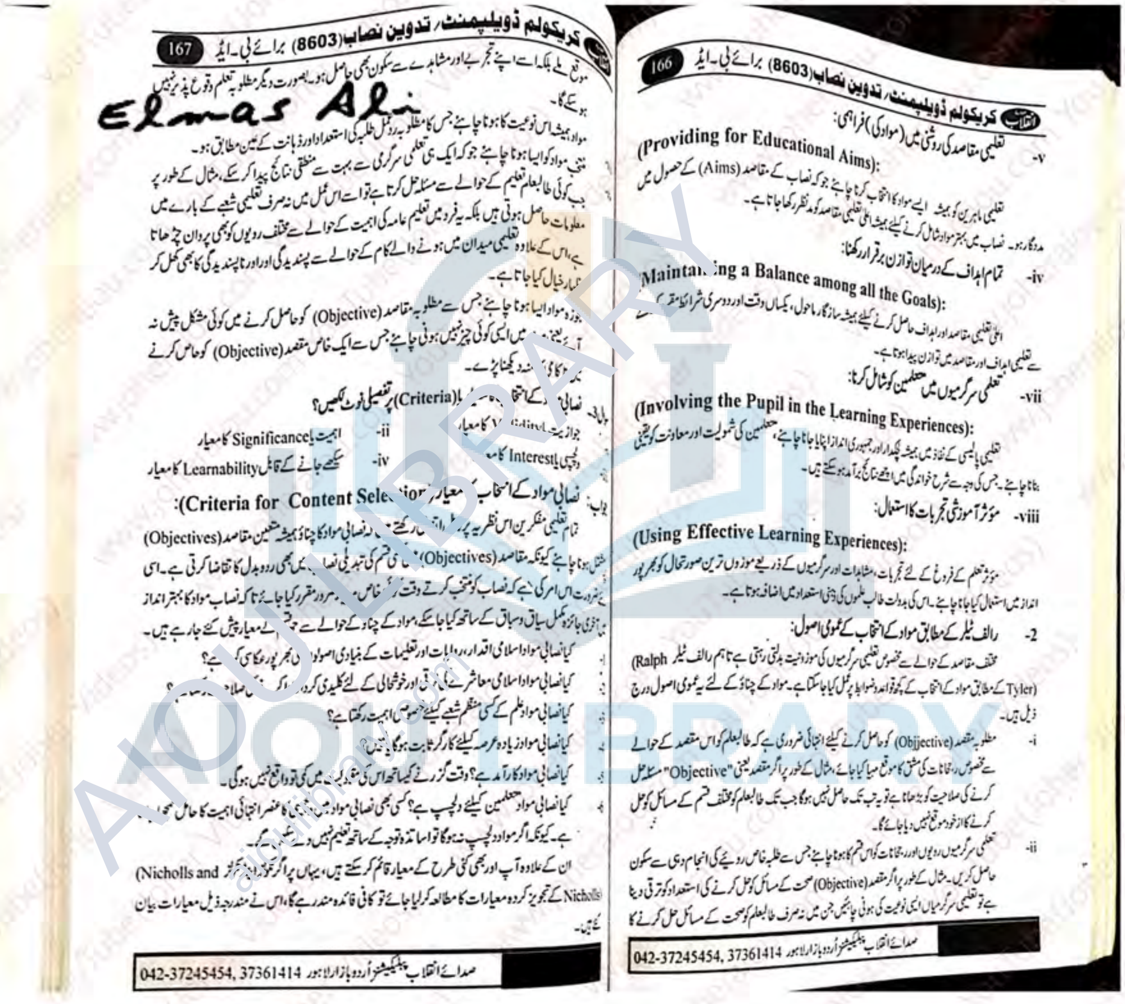

-v تعلیمی مقاصد کی روشنی میں (مواد کی) فراہمی:

(Providing for Educational Aims):

تعلیمی ماہرین کو ہمیشہ ایسے مواد کا انتخاب کرنا چاہئے جو کہ نصاب کے مقاصد (Aims) کے حصول میں مددگار ہو۔ نصاب میں بہتر مواد شامل کرنے کیلئے ہمیشہ اعلیٰ تعلیمی مقاصد کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

-iv تمام اہداف کے درمیان توازن برقرار رکھنا:

(Maintaining a Balance among all the Goals):

اعلیٰ تعلیمی مقاصد اور اہداف حاصل کرنے کیلئے ہمیشہ سازگار ماحول، یکساں وقت اور دوسری شرائط مقرر کرنے سے تعلیمی اہداف اور مقاصد میں توازن پیدا ہوتا ہے۔

-vii تعلیمی سرگرمیوں میں متعلمین کو شامل کرنا:

(Involving the Pupil in the Learning Experiences):

تعلیمی پالیسی کے نفاذ میں ہمیشہ لچکدار اور جمہوری انداز اپنایا جانا چاہئے، متعلمین کی شمولیت اور معاونت کو یقینی بنانا چاہئے۔ جس کی وجہ سے شرح خواندگی میں اچھے نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔

-viii مؤثر آموزشی تجربات کا استعمال:

(Using Effective Learning Experiences):

مؤثر تعلم کے فروغ کے لئے تجربات، مشاہدات اور سرگرمیوں کے ذریعے موزوں ترین صورتحال کو بھرپور انداز میں استعمال کیا جانا چاہئے۔ اس کی بدولت طالب علموں کی ذہنی استعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔

-2 رالف ٹیلر کے مطابق مواد کے انتخاب کے عمومی اصول:

مختلف مقاصد کے حوالے سے مخصوص تعلیمی سرگرمیوں کی موزونیت بدلتی رہتی ہے تاہم رالف ٹیلر (Ralph Tyler) کے مطابق مواد کے انتخاب کے کچھ قواعد وضوابط پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ مواد کے چناؤ کے لئے یہ عمومی اصول درج ذیل ہیں۔

-i مطلوبہ مقصد (Objjective) کو حاصل کرنے کیلئے انتہائی ضروری ہے کہ طالبعلم کو اس مقصد کے حوالے سے مخصوص رجحانات کی مشق کا موقع مہیا کیا جائے، مثال کے طور پر اگر مقصد یعنی "Objective" مسئلہ حل کرنے کی صلاحیت کو بڑھانا ہے تو یہ تب تک حاصل نہیں ہوگا جب تک طالبعلم کو مختلف قسم کے مسائل کو حل کرنے کا از خود موقع نہیں دیا جائے گا۔

-ii تعلیمی سرگرمیوں رویوں اور رجحانات کو اس قسم کا ہونا چاہئے جس سے طلبہ خاص رویے کی انجام دہی سے سکون حاصل کریں۔ مثال کے طور پر اگر مقصد (Objective) صحت کے مسائل کو حل کرنے کی استعداد کو ترقی دینا ہے تو تعلیمی سرگرمیاں ایسی نوعیت کی ہونی چاہئیں جن میں نہ صرف طالبعلم کو صحت کے مسائل حل کرنے کا

موقع ملے بلکہ اسے اپنے تجربے اور مشاہدے سے سکون بھی حاصل ہو۔ بصورت دیگر مطلوبہ تعلم وقوع پذیر نہیں ہو سکے گا۔

Elmas Ali

مواد ہمیشہ اس نوعیت کا ہونا چاہئے جس کا مطلوبہ ردعمل طلبہ کی استعداد اور ذہانت کے عین مطابق ہو۔

منتخب مواد کو ایسا ہونا چاہئے جو کہ ایک ہی تعلیمی سرگرمی سے بہت سے منطقی نتائج پیدا کر سکے، مثال کے طور پر جب کوئی طالبعلم تعلیم کے حوالے سے مسئلہ حل کرتا ہے تو اسے اس عمل میں نہ صرف تعلیمی شعبے کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی ہیں بلکہ یہ فرد میں تعلیم عامہ کی اہمیت کے حوالے سے مختلف رویوں کو بھی پروان چڑھاتا ہے، اس کے علاوہ تعلیمی میدان میں ہونے والے کام کے حوالے سے پسندیدگی اور ناپسندیدگی کا بھی کھل کر اظہار خیال کیا جاتا ہے۔

مجوزہ مواد ایسا ہونا چاہئے جس سے مطلوبہ مقاصد (Objective) کو حاصل کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے یعنی [illegible] میں ایسی کوئی چیز نہیں ہونی چاہئے جس سے ایک خاص مقصد (Objective) کو حاصل کرنے [illegible] دیکھنا پڑے۔

سوال3- نصابی مواد کے انتخاب کے معیار یا (Criteria) پر تفصیلی نوٹ لکھیں؟

i- جوازیت یا Validity کا معیار
ii- اہمیت یا Significance کا معیار
iii- دلچسپی یا Interest کا معیار
iv- سیکھے جانے کے قابل Learnability کا معیار

جواب: نصابی مواد کے انتخاب کے معیار **(Criteria for Content Selection):**

تمام تعلیمی مفکرین اس نظریہ پر [illegible] رکھتے ہیں کہ نصابی مواد کا چناؤ ہمیشہ متعین مقاصد (Objectives) پر مشتمل ہونا چاہئے کیونکہ مقاصد (Objectives) میں کسی قسم کی تبدیلی نصاب میں بھی ردوبدل کا تقاضا کرتی ہے۔ اسی بنا پر ضرورت اس امر کی ہے کہ نصاب کو منتخب کرتے وقت کوئی خاص معیار ضرور مقرر کیا جائے تاکہ نصاب مواد کا بہتر انداز میں جائزہ مکمل سیاق وسباق کے ساتھ کیا جا سکے، مواد کے چناؤ کے حوالے سے چند معیار پیش کئے جا رہے ہیں۔

-1 کیا نصابی مواد اسلامی اقدار، روایات اور تعلیمات کے بنیادی اصولوں کی بھرپور عکاسی کرتا ہے؟
-2 کیا نصابی مواد اسلامی معاشرے کی ترقی اور خوشحالی کے لئے کلیدی کردار ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے؟
-3 کیا نصابی مواد علم کے کسی منظم شعبے کیلئے خصوصی اہمیت رکھتا ہے؟
-4 کیا نصابی مواد زیادہ عرصہ کیلئے کارگر ثابت ہوگا یا نہیں؟
-5 کیا نصابی مواد کارآمد ہے؟ وقت گزرنے کیساتھ اس کی مقبولیت میں کمی تو واقع نہیں ہوگی۔
-6 کیا نصابی مواد متعلمین کیلئے دلچسپ ہے؟ کسی بھی نصابی مواد میں دلچسپی کا عنصر انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر مواد دلچسپ نہ ہوگا تو اساتذہ توجہ کے ساتھ تعلیم نہیں دے سکیں گے۔

ان کے علاوہ آپ اور بھی کئی طرح کے معیار قائم کر سکتے ہیں، یہاں پر اگر نکولز اینڈ نکولز (Nicholls and Nicholls) کے تجویز کردہ معیارات کا مطالعہ کر لیا جائے تو کافی فائدہ مند رہے گا، اس نے مندرجہ ذیل معیارات بیان کئے ہیں۔

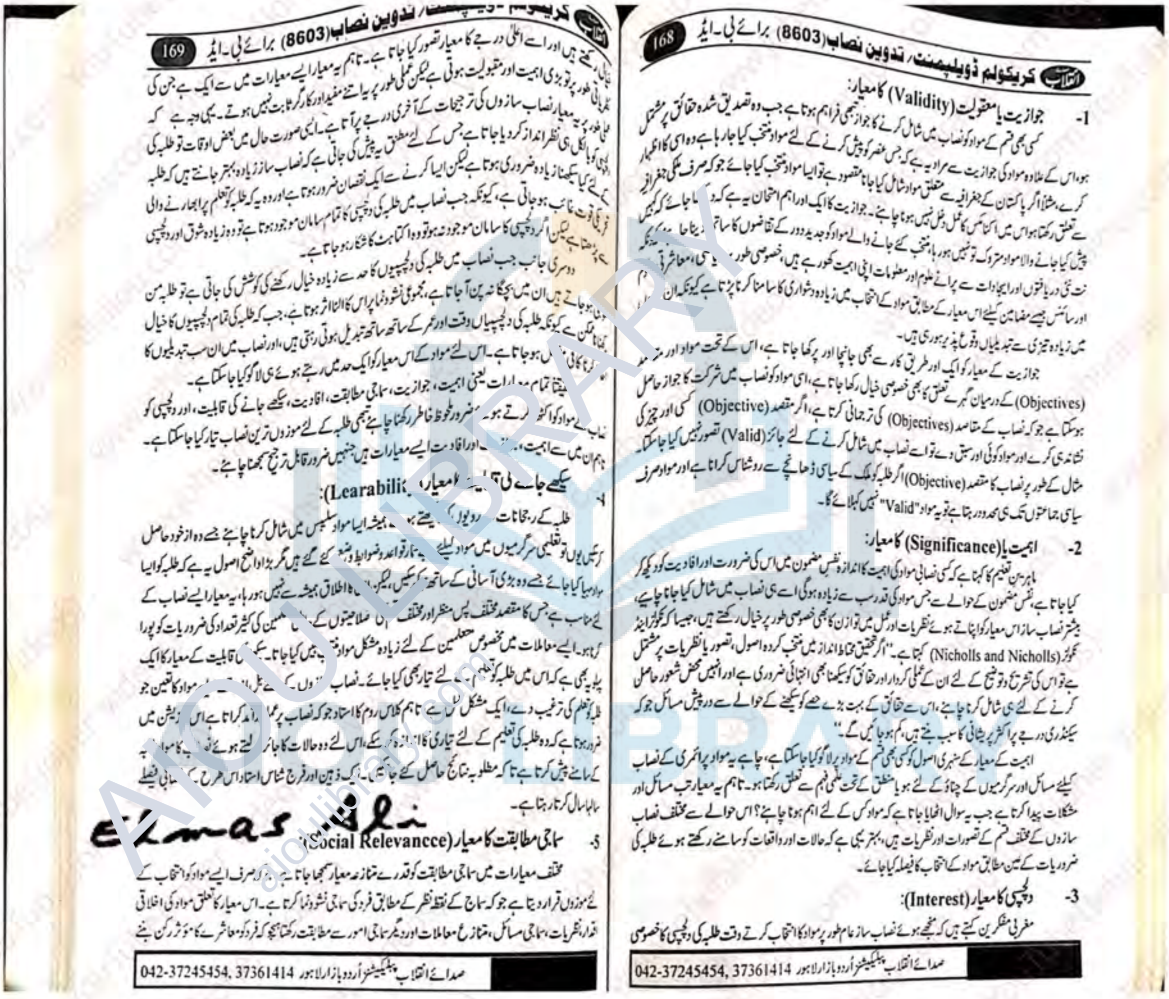

1- جوازیت یا معقولیت(Validity) کا معیار:

کسی بھی قسم کے مواد کو نصاب میں شامل کرنے کا جواز تبھی فراہم ہوتا ہے جب وہ تصدیق شدہ حقائق پر مشتمل ہو، اس کے علاوہ مواد کی جوازیت سے مراد یہ ہے کہ جس عنصر کو پیش کرنے کے لئے مواد منتخب کیا جارہا ہے وہ اسی کا اظہار کرے، مثلاً اگر پاکستان کے جغرافیہ سے متعلق مواد شامل کیا جانا مقصود ہے تو ایسا مواد منتخب کیا جائے جو کہ صرف ملکی جغرافیہ سے تعلق رکھتا ہو اس میں اکناس کا عمل دخل نہیں ہونا چاہئے۔ جوازیت کا ایک اور اہم امتحان یہ ہے کہ دیکھا جائے کہ کہیں پیش کیا جانے والا مواد متروک تو نہیں ہو رہا، منتخب کئے جانے والے مواد کو جدید دور کے تقاضوں کا ساتھ دینا چاہئے کیونکہ نت نئی دریافتوں اور ایجادات سے پرانے علوم اور معلومات اپنی اہمیت کھو رہے ہیں، خصوصی طور پر سیاسی، معاشرتی اور سائنس جیسے مضامین کیلئے اس معیار کے مطابق مواد کے انتخاب میں زیادہ دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ ان میں زیادہ تیزی سے تبدیلیاں وقوع پذیر ہو رہی ہیں۔

جوازیت کے معیار کو ایک اور طریق کار سے بھی جانچا اور پرکھا جاتا ہے، اس کے تحت مواد اور مقاصد (Objectives) کے درمیان گہرے تعلق کا بھی خصوصی خیال رکھا جاتا ہے، اسی مواد کو نصاب میں شرکت کا جواز حاصل ہوسکتا ہے جو کہ نصاب کے مقاصد (Objectives) کی ترجمانی کرتا ہے، اگر مقصد (Objective) کسی اور چیز کی نشاندہی کرے اور مواد کوئی اور سبق دے تو اسے نصاب میں شامل کرنے کے لئے جائز (Valid) تصور نہیں کیا جاسکتا۔ مثال کے طور پر نصاب کا مقصد (Objective) اگر طلبہ کو ملک کے سیاسی ڈھانچے سے روشناس کراتا ہے اور مواد صرف سیاسی جماعتوں تک ہی محدود رہتا ہے تو یہ مواد "Valid" نہیں کہلائے گا۔

2- اہمیت یا(Significance) کا معیار:

ماہرین تعلیم کا کہنا ہے کہ کسی نصابی مواد کی اہمیت کا اندازہ نفسِ مضمون میں اس کی ضرورت اور افادیت کو دیکھ کر کیا جاتا ہے، نفس مضمون کے حوالے سے جس مواد کی قدر سب سے زیادہ ہوگی اسے ہی نصاب میں شامل کیا جانا چاہیے، بیشتر نصاب ساز اس معیار کو اپناتے ہوئے نظریات اور عمل میں توازن کا بھی خصوصی طور پر خیال رکھتے ہیں، جیسا کہ نکولز اینڈ نکولز (Nicholls and Nicholls) کہتا ہے۔ "اگر تحقیق محتاط انداز میں منتخب کردہ اصول، تصور یا نظریات پر مشتمل ہے تو اس کی تشریح و توضیح کے لئے ان کے عملی کردار اور حقائق کو سیکھنا بھی انتہائی ضروری ہے اور انہیں محض شعور حاصل کرنے کے لئے ہی شامل کرنا چاہئے، اس سے حقائق کے بہت بڑے حصے کو سیکھنے کے حوالے سے درپیش مسائل جو کہ سیکنڈری درجے پر اکثر پریشانی کا سبب بنتے ہیں، کم ہو جائیں گے۔"

اہمیت کے معیار کے سنہری اصول کو کسی بھی قسم کے مواد پر لاگو کیا جاسکتا ہے، چاہے یہ مواد پرائمری کے نصاب کیلئے مسائل اور سرگرمیوں کے چناؤ کے لئے ہو یا منطق کے تحت علمی فہم سے تعلق رکھتا ہو۔ تاہم یہ معیار تب مسائل اور مشکلات پیدا کرتا ہے جب یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ مواد کس کے لئے اہم ہونا چاہئے؟ اس حوالے سے مختلف نصاب سازوں کے مختلف قسم کے تصورات اور نظریات ہیں، بہتر یہی ہے کہ حالات اور واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے طلبہ کی ضروریات کے عین مطابق مواد کے انتخاب کا فیصلہ کیا جائے۔

3- دلچسپی کا معیار(Interest):

مغربی مفکرین کہتے ہیں کہ منجھے ہوئے نصاب ساز عام طور پر مواد کا انتخاب کرتے وقت طلبہ کی دلچسپی کا خصوصی

خیال رکھتے ہیں اور اسے اعلیٰ درجے کا معیار تصور کیا جاتا ہے۔ تاہم یہ معیار ایسے معیارات میں سے ایک ہے جن کی نظریاتی طور پر تو بڑی اہمیت اور مقبولیت ہوتی ہے لیکن عملی طور پر یہ اتنے مفید اور کارگر ثابت نہیں ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ عملی طور پر یہ معیار نصاب سازوں کی ترجیحات کے آخری درجے پر آتا ہے۔ ایسی صورت حال میں بعض اوقات تو طلبہ کی دلچسپی کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا جاتا ہے، جس کے لئے منطق یہ پیش کی جاتی ہے کہ نصاب ساز زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ طلبہ کے لئے کیا سیکھنا زیادہ ضروری ہوتا ہے لیکن ایسا کرنے سے ایک نقصان ضرور ہوتا ہے اور وہ یہ کہ طلبہ کو تعلم پر ابھارنے والی تحریکی قوت غائب ہو جاتی ہے، کیونکہ جب نصاب میں طلبہ کی دلچسپی کا تمام سامان موجود ہوتا ہے تو وہ زیادہ شوق اور دلچسپی سے پڑھتا ہے لیکن اگر دلچسپی کا سامان موجود نہ ہو تو وہ اکتاہٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔

دوسری جانب جب نصاب میں طلبہ کی دلچسپیوں کا حد سے زیادہ خیال رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے تو طلبہ من موجی ہو جاتے ہیں، ان میں بچگانہ پن آ جاتا ہے، مجموعی نشوونما پر اس کا الٹا اثر ہوتا ہے، جب کہ طلبہ کی تمام دلچسپیوں کا خیال رکھنا ممکن ہے کیونکہ طلبہ کی دلچسپیاں وقت اور عمر کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتی رہتی ہیں، اور نصاب میں ان سب تبدیلیوں کا [illegible] کافی [illegible] ہو جاتا ہے۔ اس لئے مواد کے اس معیار کو ایک حد میں رہتے ہوئے ہی لاگو کیا جاسکتا ہے۔

[illegible] یقیناً تمام معیارات یعنی اہمیت، جوازیت، سماجی مطابقت، افادیت، سیکھے جانے کی قابلیت، اور دلچسپی کو نصاب کے لئے مواد کو اکٹھا کرتے ہوئے ضرور ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے تبھی طلبہ کے لئے موزوں ترین نصاب تیار کیا جاسکتا ہے۔ تاہم ان میں سے اہمیت، [illegible] اور افادیت ایسے معیارات ہیں جنہیں ضرور قابل ترجیح سمجھنا چاہئے۔

4- سیکھے جانے کی [illegible] کا معیار(Learability):

طلبہ کے رجحانات اور رویوں کو دیکھتے ہوئے ہمیشہ ایسا مواد سلیبس میں شامل کرنا چاہئے جسے وہ از خود حاصل کر سکیں یوں تو تعلیمی سرگرمیوں میں مواد کیلئے بے شمار قواعد و ضوابط وضع کئے گئے ہیں مگر بڑا واضح اصول یہ ہے کہ طلبہ کو ایسا مواد مہیا کیا جائے جسے وہ بڑی آسانی کے ساتھ سیکھ سکیں، لیکن اس کا اطلاق ہمیشہ سے نہیں ہو رہا، یہ معیار ایسے نصاب کے لئے مناسب ہے جس کا مقصد مختلف پس منظر اور مختلف ذہنی صلاحیتوں کے حامل متعلمین کی کثیر تعداد کی ضروریات کو پورا کرتا ہو۔ ایسے معاملات میں مخصوص متعلمین کے لئے زیادہ مشکل مواد منتخب نہیں کیا جاتا۔ سیکھنے کی قابلیت کے معیار کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس میں طلبہ کو تعلم کے لئے تیار بھی کیا جائے۔ نصاب سازوں کے لئے ایسے مواد کا تعین جو طلبہ کو تعلم کی ترغیب دے، ایک مشکل کام ہے تاہم کلاس روم کا استاد جو کہ نصاب پر عملدرآمد کراتا ہے اس پوزیشن میں ضرور ہوتا ہے کہ وہ طلبہ کی تعلیم کے لئے تیاری کا اندازہ کر سکے، اس لئے وہ حالات کا جائزہ لیتے ہوئے نصاب کا مواد ان کے سامنے پیش کرتا ہے تاکہ مطلوبہ نتائج حاصل کئے جاسکیں۔ ایک ذہین اور فرض شناس استاد اس طرح کے نصابی فیصلے سالہا سال کرتا رہتا ہے۔

Elmas Ali

5- سماجی مطابقت کا معیار(Social Relevancce):

مختلف معیارات میں سماجی مطابقت کو قدرے متنازعہ معیار سمجھا جاتا ہے جو کہ صرف ایسے مواد کو انتخاب کے لئے موزوں قرار دیتا ہے جو کہ سماج کے نقطہ نظر کے مطابق فرد کی سماجی نشوونما کرتا ہے۔ اس معیار کا تعلق مواد کی اخلاقی اقدار، نظریات، سماجی مسائل، متنازع معاملات اور دیگر سماجی امور سے مطابقت رکھتا ہے کہ فرد کو معاشرے کا مؤثر رکن بننے

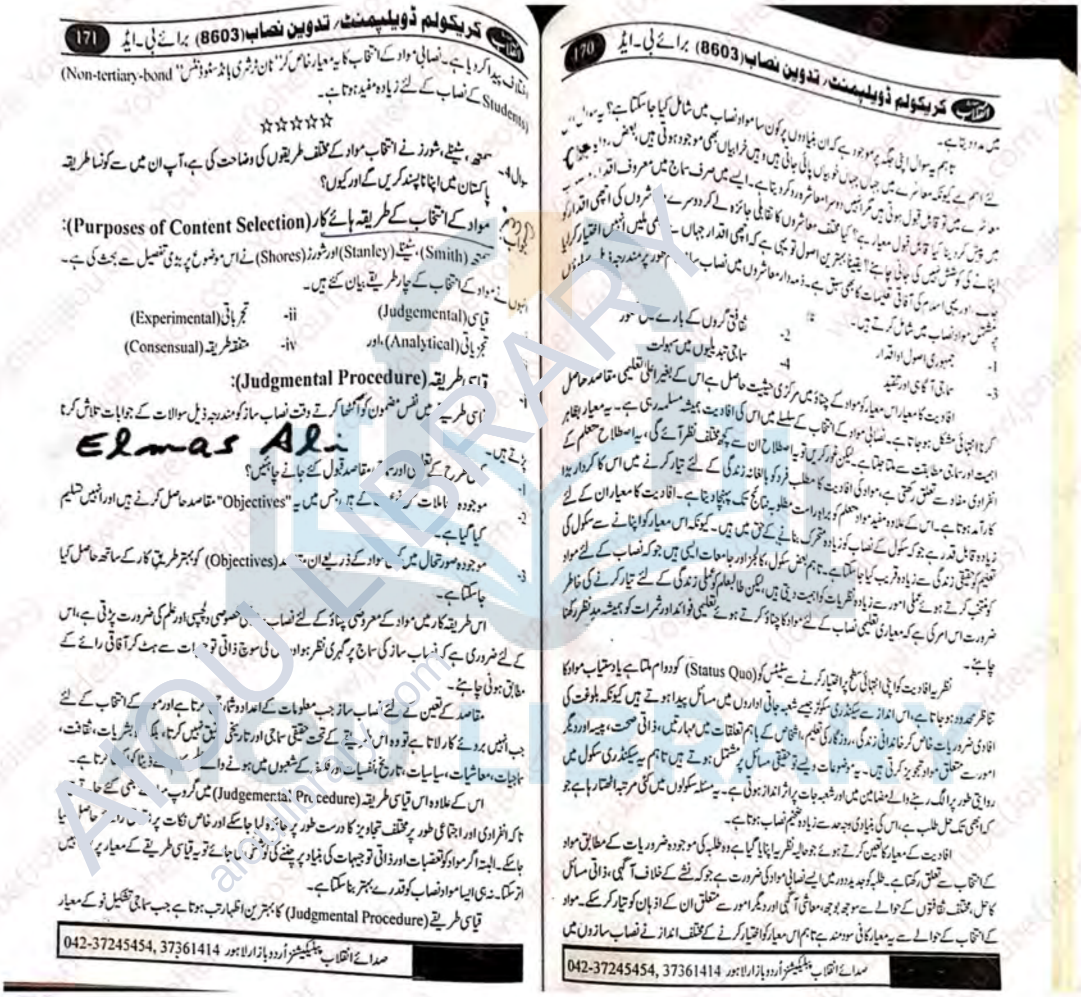

تاہم یہ سوال اپنی جگہ پر موجود ہے کہ ان بنیادوں پر کون سا مواد نصاب میں شامل کیا جا سکتا ہے؟ یہ سوال اس لئے اہم ہے کیونکہ معاشرے میں جہاں جہاں خوبیاں پائی جاتی ہیں وہیں خرابیاں بھی موجود ہوتی ہیں۔ بعض اقدار ایک معاشرے میں تو قابل قبول ہوتی ہیں مگر انہیں دوسرا معاشرہ رد کر دیتا ہے۔ ایسے میں صرف سماج میں معروف اقدار کو نصاب میں پیش کر دینا کیا قابل قبول معیار ہے؟ کیا مختلف معاشروں کا تقابلی جائزہ لے کر دوسرے معاشروں کی اچھی اقدار کو اپنانے کی کوشش نہیں کی جانی چاہئے؟ یقیناً بہترین اصول تو یہی ہے کہ اچھی اقدار جہاں سے بھی ملیں انہیں اختیار کر لیا جائے۔ اور یہی اسلام کی آفاقی تعلیمات کا بھی سبق ہے۔ ذمہ دار معاشروں میں نصاب ساز عام طور پر مندرجہ ذیل پہلوؤں پر مشتمل مواد نصاب میں شامل کرتے ہیں۔

1-	جمہوری اصول و اقدار	2-	ثقافتی گروں کے بارے میں شعور
3-	سماجی آگاہی اور تنقید	4-	سماجی تبدیلیوں میں سہولت

افادیت کا معیار اس معیار کو مواد کے چناؤ میں مرکزی حیثیت حاصل ہے اس کے بغیر اعلیٰ تعلیمی مقاصد حاصل کرنا انتہائی مشکل ہو جاتا ہے۔ نصابی مواد کے انتخاب کے سلسلے میں اس کی افادیت ہمیشہ مسلمہ رہی ہے۔ یہ معیار بظاہر اہمیت اور سماجی مطابقت سے ملتا جلتا ہے۔ لیکن غور کریں تو یہ اصطلاح ان سے کچھ مختلف نظر آئے گی، یہ اصطلاح متعلم کے انفرادی مفاد سے تعلق رکھتی ہے، مواد کی افادیت کا مطلب فرد کو بالغانہ زندگی کے لئے تیار کرنے میں اس کا کردار بڑا کارآمد ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مفید مواد متعلم کو براہ راست مطلوبہ نتائج تک پہنچا دیتا ہے۔ افادیت کا معیار ان کے لئے زیادہ قابل قدر ہے جو کہ سکول کے نصاب کو زیادہ متحرک بنانے کے حق میں ہیں۔ کیونکہ اس معیار کو اپنانے سے سکول کی تعلیم کو حقیقی زندگی سے زیادہ قریب کیا جا سکتا ہے۔ تاہم بعض سکول، کالجز اور جامعات ایسی ہیں جو کہ نصاب کے لئے مواد کو منتخب کرتے ہوئے عملی امور سے زیادہ نظریات کو اہمیت دیتی ہیں، لیکن طالبعلم کو عملی زندگی کے لئے تیار کرنے کی خاطر ضرورت اس امر کی ہے کہ معیاری تعلیمی نصاب کے لئے مواد کا چناؤ کرتے ہوئے تعلیمی فوائد اور ثمرات کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہئے۔

نظریہ افادیت کو اپنی انتہائی سطح پر اختیار کرنے سے سٹیٹس کو (Status Quo) کو دوام ملتا ہے یا دستیاب مواد کا تناظر محدود ہو جاتا ہے، اس انداز سے سیکنڈری سکولز جیسے شعبہ جاتی اداروں میں مسائل پیدا ہوتے ہیں کیونکہ بلوغت کی انفرادی ضروریات خاص کر خاندانی زندگی، روزگار کی تعلیم، اشخاص کے باہم تعلقات میں مہارتیں، ذاتی صحت، پیسہ اور دیگر امور سے متعلق مواد تجویز کرتی ہیں۔ یہ موضوعات ویسے تو حقیقی مسائل پر مشتمل ہوتے ہیں تاہم یہ سیکنڈری سکول میں روایتی طور پر الگ رہنے والے مضامین میں اور شعبہ جات پر اثر انداز ہوتی ہے۔ یہ مسئلہ سکولوں میں کئی مرتبہ اختیار رہا ہے جو کہ ابھی تک حل طلب ہے، اس کی بنیادی وجہ حد سے زیادہ ضخیم نصاب ہوتا ہے۔

افادیت کے معیار کا تعین کرتے ہوئے جو حالیہ نظریہ اپنایا گیا ہے وہ طلبہ کی موجودہ ضروریات کے مطابق مواد کے انتخاب سے تعلق رکھتا ہے۔ طلبہ کو جدید دور میں ایسے نصابی مواد کی ضرورت ہے جو کہ نشے کے خلاف آگہی، ذاتی مسائل کا حل، مختلف ثقافتوں کے حوالے سے سوجھ بوجھ، معاشی آگہی اور دیگر امور سے متعلق ان کے اذہان کو تیار کر سکے۔ مواد کے انتخاب کے حوالے سے یہ معیار کافی سودمند ہے تاہم اس معیار کو اختیار کرنے کے مختلف انداز نے نصاب سازوں میں

اختلاف پیدا کر دیا ہے۔ نصابی مواد کے انتخاب کا یہ معیار خاص کر "نان ٹرشری بانڈ سٹوڈنٹس" (Non-tertiary-bond Students) کے نصاب کے لئے زیادہ مفید ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

سوال 4۔ سمتھ، سٹینلے، شورز نے انتخاب مواد کے مختلف طریقوں کی وضاحت کی ہے، آپ ان میں سے کونسا طریقہ پاکستان میں اپنانا پسند کریں گے اور کیوں؟

جواب: **مواد کے انتخاب کے طریقہ ہائے کار (Purposes of Content Selection):**

سمتھ (Smith)، سٹینلے (Stanley) اور شورز (Shores) نے اس موضوع پر بڑی تفصیل سے بحث کی ہے۔ انہوں نے مواد کے انتخاب کے چار طریقے بیان کئے ہیں۔

i-	قیاسی (Judgemental)	ii-	تجرباتی (Experimental)
iii-	تجزیاتی (Analytical) اور	iv-	متفقہ طریقہ (Consensual)

قیاسی طریقہ (Judgmental Procedure):

اس طریقے میں نفس مضمون کو اکٹھا کرتے وقت نصاب ساز کو مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تلاش کرنا پڑتے ہیں۔

Elmas Ali

1- کس طرح کے [illegible] اور [illegible] مقاصد قبول کئے جانے چاہئیں؟

2- موجودہ حالات [illegible] کے ہیں جس میں یہ "Objectives" مقاصد حاصل کرنے ہیں اور انہیں تسلیم کیا گیا ہے۔

3- موجودہ صورتحال میں کن مواد کے ذریعے ان مقاصد (Objectives) کو بہتر طریق کار کے ساتھ حاصل کیا جا سکتا ہے۔

اس طریقہ کار میں مواد کے معروضی چناؤ کے لئے نصاب ساز کی خصوصی دلچسپی اور علم کی ضرورت پڑتی ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ نصاب ساز کی سماج پر گہری نظر ہو اور اس کی سوچ ذاتی توجیہات سے ہٹ کر آفاقی رائے کے مطابق ہونی چاہئے۔

مقاصد کے تعین کے لئے نصاب ساز جب معلومات کے اعداد و شمار جمع کرتا ہے اور مواد کے انتخاب کے لئے جب انہیں بروئے کار لاتا ہے تو وہ اس طریقے کے تحت حقیقی سماجی اور تاریخی تحقیق نہیں کرتا، بلکہ [illegible] بشریات، ثقافت، سماجیات، معاشیات، سیاسیات، تاریخ، نفسیات اور فلسفہ کے شعبوں میں ہونے والے [illegible] دنیا کو [illegible] کرتا ہے۔

اس کے علاوہ اس قیاسی طریقہ (Judgemental Procedure) میں گروپ [illegible] جمع کئے جاتے [illegible] تاکہ انفرادی اور اجتماعی طور پر مختلف تجاویز کا درست طور پر جائزہ لیا جا سکے اور خاص نکات پر [illegible] حاصل کیا جا سکے۔ البتہ اگر مواد کو تعصبات اور ذاتی توجیہات کی بنیاد پر چننے کی کوشش کی جائے تو یہ قیاسی طریقے کے معیار پر [illegible] نہیں اتر سکتا۔ نہ ہی ایسا مواد نصاب کو قدرے بہتر بنا سکتا ہے۔

قیاسی طریقے (Judgmental Procedure) کا بہترین اظہار تب ہوتا ہے جب سماجی تشکیل نو کے معیار

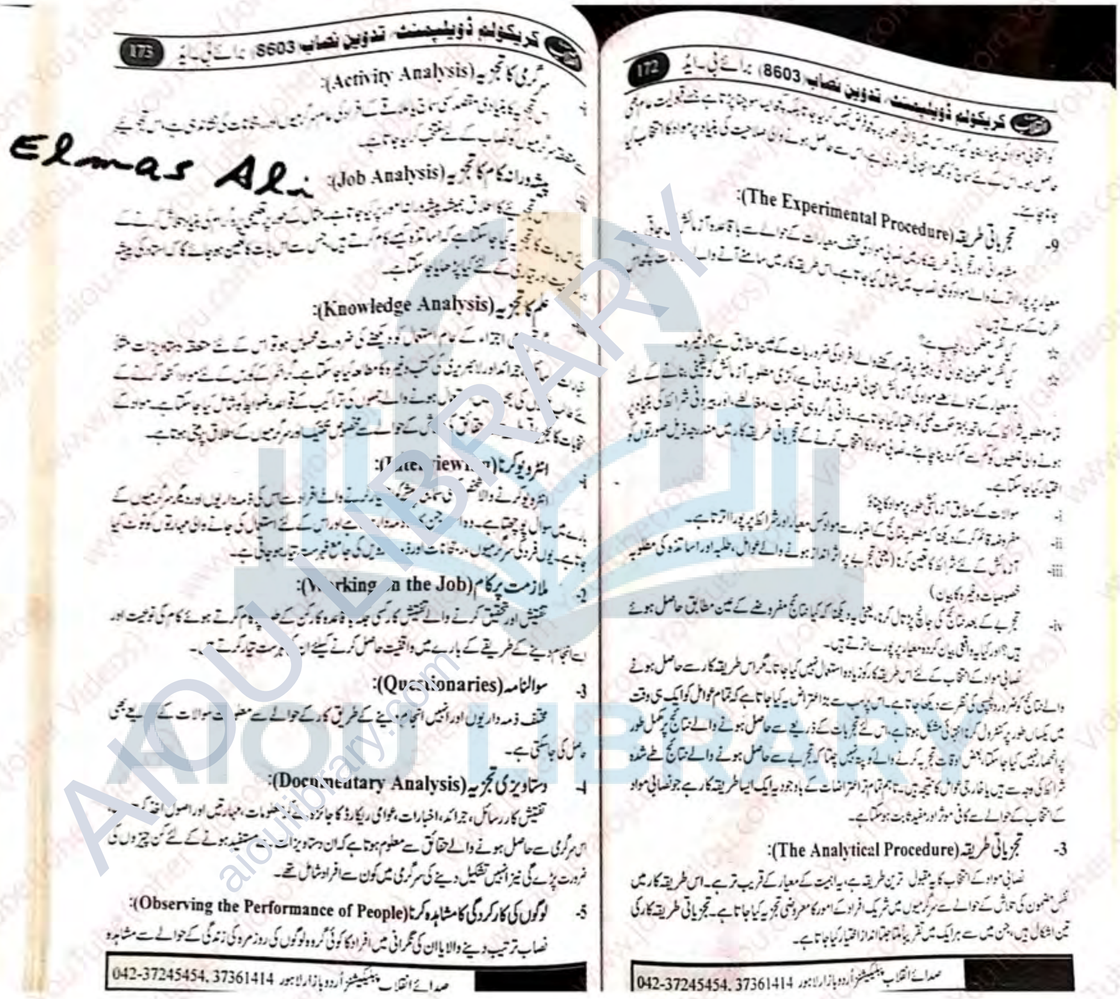

کریکولم ڈویلپمنٹ، تدوین نصاب (8603) برائے بی ایڈ 172

[illegible] صلاحیت کی بنیاد پر مواد کا انتخاب [illegible]

ہوتا ہے۔

2- تجرباتی طریقہ (The Experimental Procedure):

[illegible] تجرباتی طریقہ کار میں نصابی مواد کو مختلف معیارات کے حوالے سے باقاعدہ آزمائش [illegible] اس طریقہ کار میں سامنے آنے والے [illegible] معیار پر پورا اترنے والے مواد کو نصاب میں شامل کیا جاتا ہے۔ [illegible] طرح کے ہوتے ہیں۔

☆ کیا یہ مضمون دلچسپ ہے؟ [illegible]

☆ کیا یہ مضمون [illegible]

[illegible] تجرباتی طریقہ کار میں مندرجہ ذیل صورتوں کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔

- i- سوالات کے مطابق آزمائشی طور پر مواد کا چناؤ
- ii- مفروضہ قائم کرنے [illegible] کے اعتبار سے مواد کس معیار اور شرائط پر پورا اترتا ہے۔
- iii- آزمائش کے لیے شرائط کا تعین کرنا (یعنی تجربے پر اثر انداز ہونے والے عوامل، طلبہ اور اساتذہ کی مطلوبہ خصوصیات وغیرہ کا بیان)
- iv- تجربے کے بعد نتائج کی جانچ پڑتال کرنا۔ یعنی یہ دیکھنا کہ کیا نتائج مفروضے کے عین مطابق حاصل ہوئے ہیں؟ اور کیا یہ واقعی بیان کردہ معیار پر پورے اترتے ہیں۔

نصابی مواد کے انتخاب کے لئے اس طریقہ کار کو زیادہ استعمال نہیں کیا جاتا۔ مگر اس طریقہ کار سے حاصل ہونے والے نتائج کو شک و شبہ کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اس پر سب سے بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ تمام عوامل کو ایک ہی وقت میں یکساں طور پر کنٹرول کرنا انتہائی مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے تجربات کے ذریعے سے حاصل ہونے والے نتائج پر مکمل طور پر انحصار نہیں کیا جا سکتا۔ بعض اوقات تجربہ کرنے والے کو پتہ نہیں چلتا کہ تجربے سے حاصل ہونے والے نتائج طے شدہ شرائط کی وجہ سے ہیں یا خارجی عوامل کا نتیجہ ہیں۔ تاہم تمام تر اعتراضات کے باوجود یہ ایک ایسا طریقہ کار ہے جو نصابی مواد کے انتخاب کے حوالے سے کافی موثر اور مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

3- تجزیاتی طریقہ (The Analytical Procedure):

نصابی مواد کے انتخاب کا یہ مقبول ترین طریقہ ہے۔ یہ اہمیت کے معیار کے قریب تر ہے۔ اس طریقہ کار میں نفس مضمون کی تلاش کے حوالے سے سرگرمیوں میں شریک افراد کے امور کا معروضی تجزیہ کیا جاتا ہے۔ تجزیاتی طریقہ کار کی تین اشکال ہیں، جن میں سے ہر ایک میں تقریباً ملتا جلتا انداز اختیار کیا جاتا ہے۔

صدائے انقلاب پبلیکیشنز اردو بازار لاہور 042-37245454, 37361414

کریکولم ڈویلپمنٹ، تدوین نصاب (8603) برائے بی ایڈ 173

سرگرمی کا تجزیہ (Activity Analysis):

i- یہ تجزیہ بنیادی مقصد کی [illegible] نصاب کے لئے منتخب کیا جاتا ہے۔

Elmas Ali

پیشہ ورانہ کام کا تجزیہ (Job Analysis):

ii- [illegible]

علم کا تجزیہ (Knowledge Analysis):

iii- [illegible] کے عام استعمال کو سمجھنے کی ضرورت محسوس ہو تو اس کے لئے [illegible] جرائد اور لائبریری کی کتب وغیرہ کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ [illegible] تخصیص تحقیق اور سرگرمیوں کے اطلاق تک پہنچتا ہے۔

1- انٹرویو کرنا (Interviewing):

انٹرویو کرنے والا [illegible] کی ذمہ داریوں اور سرگرمیوں کے بارے میں سوال پوچھتا ہے۔ [illegible] ہوتا ہے۔ یوں فرد کی سرگرمیوں، [illegible] کی جامع فہرست تیار ہو جاتی ہے۔

2- ملازمت پر کام (Working on the Job):

تفتیش اور تحقیق کرنے والے تفتیش کار کسی جگہ باقاعدہ کارکن کے طور پر کام کرتے ہوئے کام کی نوعیت اور اسے انجام دینے کے طریقے کے بارے میں واقفیت حاصل کرنے کیلئے ان کی فہرست تیار کرتے ہیں۔

3- سوالنامہ (Questionaries):

مختلف ذمہ داریوں اور انہیں انجام دینے کے طریق کار کے حوالے سے معلومات سوالات کے ذریعے بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔

4- دستاویزی تجزیہ (Documentary Analysis):

تفتیش کار رسائل، جرائد، اخبارات، عوامی ریکارڈ کا جائزہ لے کر معلومات، مہارتیں اور اصول اخذ کرتا ہے۔ اس سرگرمی سے حاصل ہونے والے حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دستاویزات سے مستفید ہونے کے لئے کن چیزوں کی ضرورت پڑے گی نیز انہیں تشکیل دینے کی سرگرمی میں کون سے افراد شامل تھے۔

5- لوگوں کی کارکردگی کا مشاہدہ کرنا (Observing the Performance of People):

نصاب ترتیب دینے والا یا ان کی نگرانی میں افراد کا کوئی گروہ لوگوں کی روزمرہ کی زندگی کے حوالے سے مشاہدہ

صدائے انقلاب پبلیکیشنز اردو بازار لاہور 042-37245454, 37361414

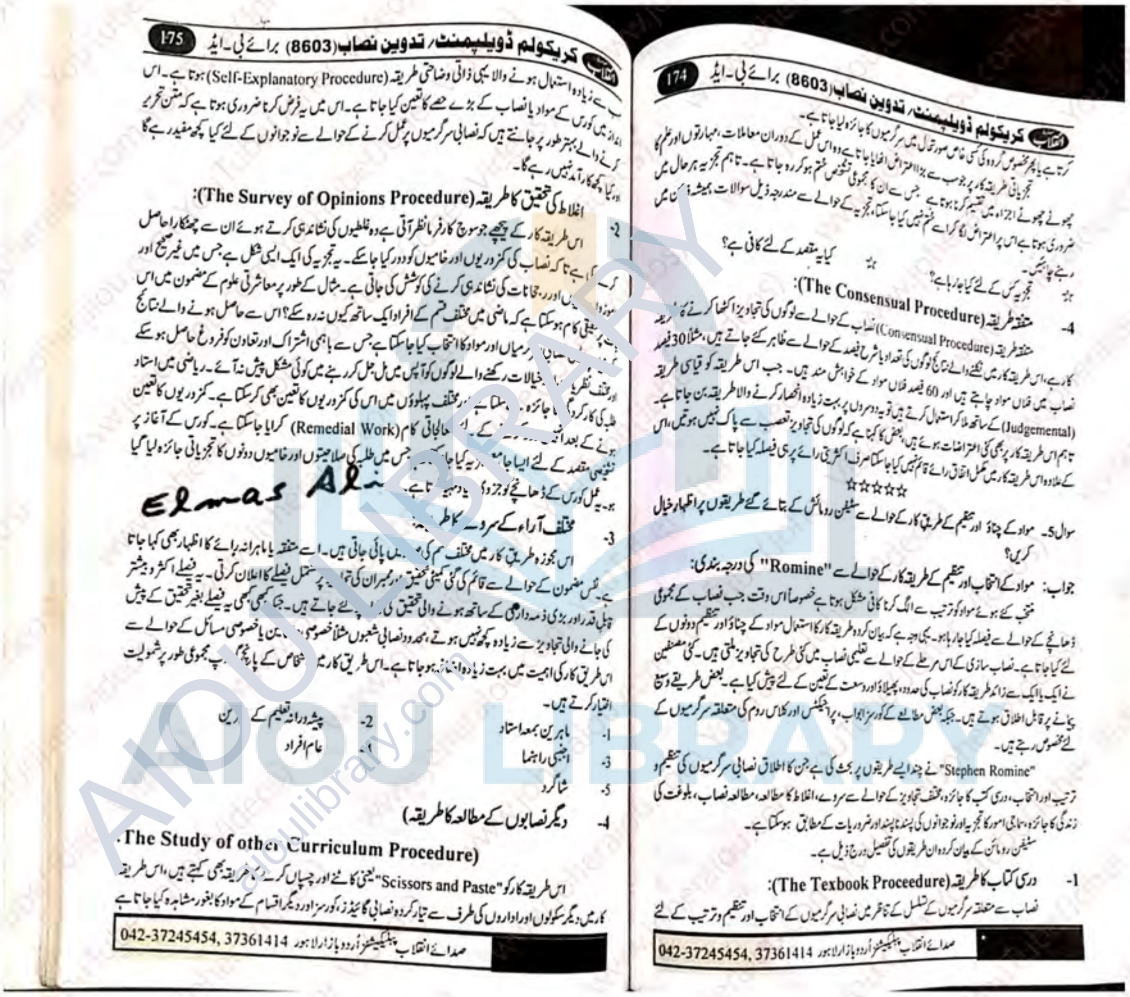

کریکولم ڈویلپمنٹ/ تدوین نصاب(8603) برائے بی۔ایڈ 174

کرتا ہے یا پھر مخصوص گروہ کی کسی خاص صورتحال میں سرگرمیوں کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

تجزیاتی طریقہ کار پر جو سب سے بڑا اعتراض اٹھایا جاتا ہے وہ اس عمل کے دوران معاملات، مہارتوں اور علم کو چھوٹے چھوٹے اجزاء میں تقسیم کرنا ہوتا ہے جس سے ان کا مجموعی تشخص ختم ہو کر رہ جاتا ہے۔ تاہم تجزیہ ہر حال میں ضروری ہوتا ہے اس پر اعتراض لگا کر اسے ختم نہیں کیا جا سکتا، تجزیہ کے حوالے سے مندرجہ ذیل سوالات ہمیشہ ذہن میں رہنے چاہئیں۔

☆ تجزیہ کس کے لئے کیا جا رہا ہے؟
☆ کیا یہ مقصد کے لئے کافی ہے؟

4- متفقہ طریقہ (The Consensual Procedure):

نصاب کے حوالے سے لوگوں کی تجاویز اکٹھا کرنے کا طریقہ متفقہ طریقہ (Consensual Procedure) کار ہے، اس طریقہ کار میں نکلنے والے نتائج لوگوں کی تعداد یا شرح فیصد کے حوالے سے ظاہر کئے جاتے ہیں، مثلاً 30 فیصد نصاب میں فلاں مواد چاہتے ہیں اور 60 فیصد فلاں مواد کے خواہش مند ہیں۔ جب اس طریقہ کو قیاسی طریقہ (Judgemental) کے ساتھ ملا کر استعمال کرتے ہیں تو یہ دوسروں پر بہت زیادہ انحصار کرنے والا طریقہ بن جاتا ہے۔ تاہم اس طریقہ کار پر بھی کئی اعتراضات ہوئے ہیں، بعض کا کہنا ہے کہ لوگوں کی تجاویز تعصب سے پاک نہیں ہوتیں، اس کے علاوہ اس طریقہ کار میں مکمل اتفاق رائے قائم نہیں کیا جا سکتا صرف اکثریتی رائے پر ہی فیصلہ کیا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

سوال5۔ مواد کے چناؤ اور تنظیم کے طریق کار کے حوالے سے سٹیفن رومائن کے بتائے گئے طریقوں پر اظہار خیال کریں؟

جواب: مواد کے انتخاب اور تنظیم کے طریقہ کار کے حوالے سے "Romine" کی درجہ بندی:

منتخب کئے ہوئے مواد کو ترتیب سے الگ کرنا کافی مشکل ہوتا ہے خصوصاً اس وقت جب نصاب کے مجموعی ڈھانچے کے حوالے سے فیصلہ کیا جا رہا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ بیان کردہ طریقہ کار کا استعمال مواد کے چناؤ اور تنظیم دونوں کے لئے کیا جاتا ہے۔ نصاب سازی کے اس مرحلے کے حوالے سے تعلیمی نصاب میں کئی طرح کی تجاویز ملتی ہیں۔ کئی مصنفین نے ایک یا ایک سے زائد طریقہ کار کو نصاب کی حدود، پھیلاؤ اور وسعت کے تعین کے لئے پیش کیا ہے۔ بعض طریقے وسیع پیمانے پر قابل اطلاق ہوتے ہیں۔ جبکہ بعض مطالعے کے کورسز ابواب، پراجیکٹس اور کلاس روم کی متعلقہ سرگرمیوں کے لئے مخصوص رہتے ہیں۔

"Stephen Romine" نے چند ایسے طریقوں پر بحث کی ہے جن کا اطلاق نصابی سرگرمیوں کی تنظیم و ترتیب اور انتخاب، درسی کتب کا جائزہ، مختلف تجاویز کے حوالے سے سروے، اغلاط کا مطالعہ، مطالعہ نصاب، بلوغت کی زندگی کا جائزہ، سماجی امور کا تجزیہ اور نوجوانوں کی پسند ناپسند اور ضروریات کے مطابق ہو سکتا ہے۔

سٹیفن رومائن کے بیان کردہ ان طریقوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1- درسی کتاب کا طریقہ (The Texbook Proceedure):

نصاب سے متعلقہ سرگرمیوں کے تسلسل کے تناظر میں نصابی سرگرمیوں کے انتخاب اور تنظیم و ترتیب کے لئے

صدائے انقلاب پبلیکیشنز اُردو بازار لاہور 042-37245454, 37361414

کریکولم ڈویلپمنٹ/ تدوین نصاب(8603) برائے بی۔ایڈ 175

ب سے زیادہ استعمال ہونے والا یہی ذاتی وضاحتی طریقہ (Self-Explanatory Procedure) ہوتا ہے۔ اس انداز میں کورس کے مواد یا نصاب کے بڑے حصے کا تعین کیا جاتا ہے۔ اس میں یہ فرض کرنا ضروری ہوتا ہے کہ متن تحریر کرنے والے بہتر طور پر جانتے ہیں کہ نصابی سرگرمیوں پر عمل کرنے کے حوالے سے نوجوانوں کے لئے کیا کچھ مفید رہے گا اور کیا کچھ کارآمد نہیں رہے گا۔

2- اغلاط کی تحقیق کا طریقہ (The Survey of Opinions Procedure):

اس طریقہ کار کے پیچھے جو سوچ کارفرما نظر آتی ہے وہ غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے ان سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے تاکہ نصاب کی کمزوریوں اور خامیوں کو دور کیا جا سکے۔ یہ تجزیہ کی ایک ایسی شکل ہے جس میں غیر صحیح اور موزوں [illegible] اور رجحانات کی نشاندہی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر معاشرتی علوم کے مضمون میں اس بات پر تحقیقی کام ہو سکتا ہے کہ ماضی میں مختلف قسم کے افراد ایک ساتھ کیوں نہ رہ سکے؟ اس سے حاصل ہونے والے نتائج کی روشنی میں نصابی سرگرمیاں اور مواد کا انتخاب کیا جا سکتا ہے جس سے باہمی اشتراک اور تعاون کو فروغ حاصل ہو سکے اور مختلف نظریات و خیالات رکھنے والے لوگوں کو آپس میں مل جل کر رہنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے۔ ریاضی میں استاد طلبہ کی کارکردگی کا جائزہ [illegible] مختلف پہلوؤں میں اس کی کمزوریوں کا تعین بھی کر سکتا ہے۔ کمزوریوں کا تعین ہونے کے بعد [illegible] اصلاحی کام (Remedial Work) کرایا جا سکتا ہے۔ کورس کے آغاز پر تشخیصی مقصد کے لئے ایسا جامع [illegible] کیا جا [illegible] جس میں طلبہ کی صلاحیتوں اور خامیوں دونوں کا تجزیاتی جائزہ لیا گیا ہو۔ یہ عمل کورس کے ڈھانچے کو جزوی [illegible] تا ہے۔

Elmas Ali

3- مختلف آراء کے سروے کا طر[illegible]

اس مجوزہ طریق کار میں مختلف قسم کی [illegible] پائی جاتی ہیں۔ اسے متفقہ یا ماہرانہ رائے کا اظہار بھی کہا جاتا ہے۔ کسی مضمون کے حوالے سے قائم کی گئی کمیٹی تحقیق اور ممبران کی تجاویز پر مشتمل فیصلے کا اعلان کرتی ہے۔ یہ فیصلے اکثر و بیشتر قابل قدر اور بڑی ذمہ داری کے ساتھ ہونے والی تحقیق کی [illegible] لئے جاتے ہیں۔ جبکہ کبھی یہ فیصلے بغیر تحقیق کے پیش کی جانے والی تجاویز سے زیادہ کچھ نہیں ہوتے، محدود نصابی شعبوں مثلاً خصوصی [illegible] یا خصوصی مسائل کے حوالے سے اس طریق کار کی اہمیت میں بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس طریق کار میں [illegible] اشخاص کے پانچ گروپ مجموعی طور پر شمولیت اختیار کرتے ہیں۔

1- ماہرین بمعہ استاد
2- پیشہ ورانہ تعلیم کے [illegible]ین
3- اجنبی راہنما
4- عام افراد
5- شاگرد

4- دیگر نصابوں کے مطالعہ کا طریقہ (The Study of other Curriculum Procedure)

اس طریقہ کار کو "Scissors and Paste" یعنی کاٹنے اور چسپاں کرنے کا طریقہ بھی کہتے ہیں، اس طریقہ کار میں دیگر سکولوں اور اداروں کی طرف سے تیار کردہ نصابی گائیڈز، کورسز اور دیگر اقسام کے مواد کا بغور مشاہدہ کیا جاتا ہے

صدائے انقلاب پبلیکیشنز اُردو بازار لاہور 042-37245454, 37361414

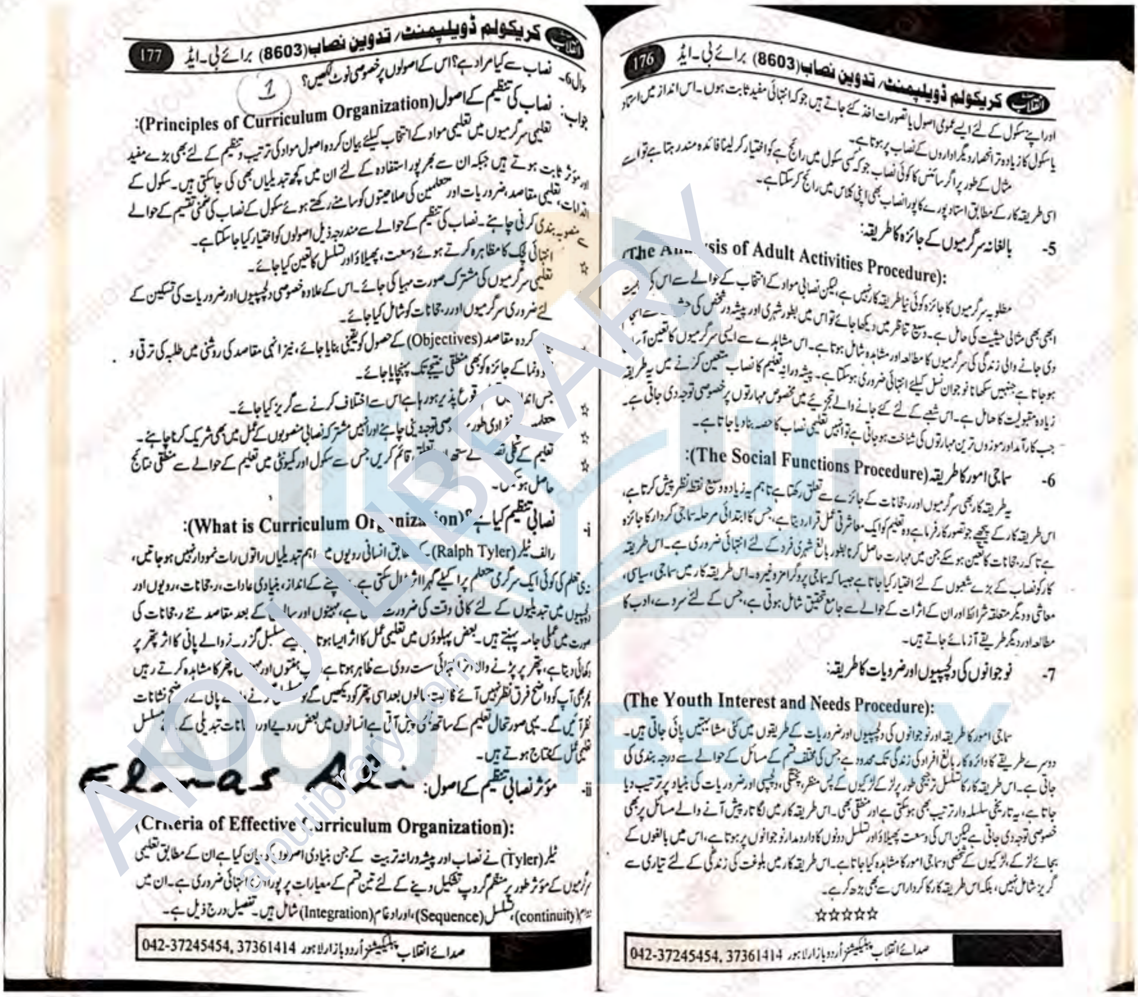

اور اپنے سکول کے لئے ایسے عمومی اصول یا تصورات اخذ کئے جاتے ہیں جو کہ انتہائی مفید ثابت ہوں۔ اس انداز میں استاد یا سکول کا زیادہ تر انحصار دیگر اداروں کے نصاب پر ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر سائنس کا کوئی نصاب جو کہ کسی سکول میں رائج ہے کو اختیار کر لینا فائدہ مند رہتا ہے تو اسے اسی طریقہ کار کے مطابق استاد پورے کا پورا نصاب بھی اپنی کلاس میں رائج کر سکتا ہے۔

5- بالغانہ سرگرمیوں کے جائزہ کا طریقہ:

(The Analysis of Adult Activities Procedure):

مطلوبہ سرگرمیوں کا جائزہ کوئی نیا طریقہ کار نہیں ہے، لیکن نصابی مواد کے انتخاب کے حوالے سے اس کی اہمیت ابھی بھی مثالی حیثیت کی حامل ہے۔ وسیع تناظر میں دیکھا جائے تو اس میں بطور شہری اور پیشہ ور شخص کی حیثیت سے [illegible] دی جانے والی زندگی کی سرگرمیوں کا مطالعہ اور مشاہدہ شامل ہوتا ہے۔ اس مشاہدے سے ایسی سرگرمیوں کا تعین آسان ہو جاتا ہے جنہیں سکھانا نوجوان نسل کیلئے انتہائی ضروری ہو سکتا ہے۔ پیشہ ورانہ تعلیم کا نصاب متعین کرنے میں یہ طریقہ زیادہ مقبولیت کا حامل ہے۔ اس شعبے کے لئے کئے جانے والے تجزیے میں مخصوص مہارتوں پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ جب کارآمد اور موزوں ترین مہارتوں کی شناخت ہو جاتی ہے تو انہیں تعلیمی نصاب کا حصہ بنا دیا جاتا ہے۔

6- سماجی امور کا طریقہ (The Social Functions Procedure):

یہ طریقہ کار بھی سرگرمیوں اور رجحانات کے جائزے سے تعلق رکھتا ہے تاہم یہ زیادہ وسیع نقطہ نظر پیش کرتا ہے، اس طریقہ کار کے پیچھے جو تصور کارفرما ہے وہ تعلیم کو ایک معاشرتی عمل قرار دیتا ہے، جس کا ابتدائی مرحلہ سماجی کردار کا جائزہ ہے تا کہ رجحانات کا تعین ہو سکے جن میں مہارت حاصل کرنا بطور بالغ شہری فرد کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ اس طریقہ کار کو نصاب کے بڑے شعبوں کے لئے اختیار کیا جاتا ہے جیسا کہ سماجی پروگرام وغیرہ۔ اس طریقہ کار میں سماجی، سیاسی، معاشی و دیگر متعلقہ شرائط اور ان کے اثرات کے حوالے سے جامع تحقیق شامل ہوتی ہے، جس کے لئے سروے، ادب کا مطالعہ اور دیگر طریقے آزمائے جاتے ہیں۔

7- نوجوانوں کی دلچسپیوں اور ضرویات کا طریقہ:

(The Youth Interest and Needs Procedure):

سماجی امور کا طریقہ اور نوجوانوں کی دلچسپیوں اور ضروریات کے طریقوں میں کئی مشابہتیں پائی جاتی ہیں۔ دوسرے طریقے کا دائرہ کار بالغ افراد کی زندگی تک محدود ہے جس کی مختلف قسم کے مسائل کے حوالے سے درجہ بندی کی جاتی ہے۔ اس طریقہ کار کا تسلسل ترجیحی طور پر لڑکے لڑکیوں کے پس منظر، پختگی، دلچسپی اور ضروریات کی بنیاد پر ترتیب دیا جاتا ہے، یہ تاریخی سلسلہ وار ترتیب بھی ہو سکتی ہے اور منطقی بھی۔ اس طریقہ کار میں لگاتار پیش آنے والے مسائل پر بھی خصوصی توجہ دی جاتی ہے لیکن اس کی وسعت پھیلاؤ اور تسلسل دونوں کا دارومدار نوجوانوں پر ہوتا ہے، اس میں بالغوں کے بجائے لڑکے لڑکیوں کے شخصی و سماجی امور کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ اس طریقہ کار میں بلوغت کی زندگی کے لئے تیاری سے گریز شامل نہیں، بلکہ اس طریقہ کار کا کردار اس سے بھی بڑھ کر ہے۔

☆☆☆☆☆

سوال6۔ نصاب سے کیا مراد ہے؟ اس کے اصولوں پر خصوصی نوٹ لکھیں؟ 1

جواب: نصاب کی تنظیم کے اصول (Principles of Curriculum Organization):

تعلیمی سرگرمیوں میں تعلیمی مواد کے انتخاب کیلئے بیان کردہ اصول مواد کی ترتیب و تنظیم کے لئے بھی بڑے مفید اور موثر ثابت ہوتے ہیں جبکہ ان سے بھرپور استفادہ کے لئے ان میں کچھ تبدیلیاں بھی کی جا سکتی ہیں۔ سکول کے اقدامات، تعلیمی مقاصد، ضروریات اور متعلمین کی صلاحیتوں کو سامنے رکھتے ہوئے سکول کے نصاب کی ضمنی تقسیم کے حوالے سے منصوبہ بندی کرنی چاہئے۔ نصاب کی تنظیم کے حوالے سے مندرجہ ذیل اصولوں کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔

☆ انتہائی لچک کا مظاہرہ کرتے ہوئے وسعت، پھیلاؤ اور تسلسل کا تعین کیا جائے۔

☆ تعلیمی سرگرمیوں کی مشترک صورت مہیا کی جائے۔ اس کے علاوہ خصوصی دلچسپیوں اور ضروریات کی تسکین کے لئے ضروری سرگرمیوں اور رجحانات کو شامل کیا جائے۔

☆ [illegible] کردہ مقاصد (Objectives) کے حصول کو یقینی بنایا جائے، نیز انہی مقاصد کی روشنی میں طلبہ کی ترقی و نشوونما کے جائزہ کو بھی منطقی نتیجے تک پہنچایا جائے۔

☆ جس انداز میں [illegible] وقوع پذیر ہو رہا ہے اس سے اختلاف کرنے سے گریز کیا جائے۔

☆ حلقہ [illegible] انفرادی طور پر خصوصی توجہ دینی چاہئے اور انہیں مشترکہ نصابی منصوبوں کے عمل میں بھی شریک کرنا چاہئے۔

☆ تعلیم کے کلی تصور کے ساتھ [illegible] تعلق قائم کریں جس سے سکول اور کمیونٹی میں تعلیم کے حوالے سے منطقی نتائج حاصل ہو سکیں۔

i- نصابی تنظیم کیا ہے؟ (What is Curriculum Organization):

رالف ٹیلر (Ralph Tyler) کے مطابق انسانی رویوں میں اہم تبدیلیاں راتوں رات نمودار نہیں ہو جاتیں، یعنی تعلم کی کوئی ایک سرگرمی متعلم پر اکیلے گہرا اثر ڈال سکتی ہے۔ [illegible] کے انداز، بنیادی عادات، رجحانات، رویوں اور دلچسپیوں میں تبدیلیوں کے لئے کافی وقت کی ضرورت ہوتی ہے، مہینوں اور سالوں کے بعد مقاصد نئے رجحانات کی صورت میں عملی جامہ پہنتے ہیں۔ بعض پہلوؤں میں تعلیمی عمل کا اثر ایسا ہوتا ہے جیسے مسلسل گزرنے والے پانی کا اثر پتھر پر دکھائی دیتا ہے، پتھر پر پڑنے والا اثر ابتدائی سست روی سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ ہفتوں اور مہینوں پتھر کا مشاہدہ کرتے رہیں پھر بھی آپ کو واضح فرق نظر نہیں آئے گا لیکن سالوں بعد اسی پتھر کو دیکھیں گے تو گزرنے والے پانی کے واضح نشانات نظر آئیں گے۔ یہی صورتحال تعلیم کے ساتھ پیش آتی ہے انسانوں میں بعض رویے اور رجحانات تبدیلی کے لئے مسلسل تعلیمی عمل کے محتاج ہوتے ہیں۔

Elmas Ali

ii- موثر نصابی تنظیم کے اصول:

(Criteria of Effective Curriculum Organization):

ٹیلر (Tyler) نے نصاب اور پیشہ ورانہ تربیت کے جن بنیادی اصولوں کو بیان کیا ہے ان کے مطابق تعلیمی سرگرمیوں کے موثر طور پر منظم گروپ تشکیل دینے کے لئے تین قسم کے معیارات پر پورا اترنا انتہائی ضروری ہے۔ ان میں تسلسل (continuity)، تسلسل (Sequence)، اور ادغام (Integration) شامل ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

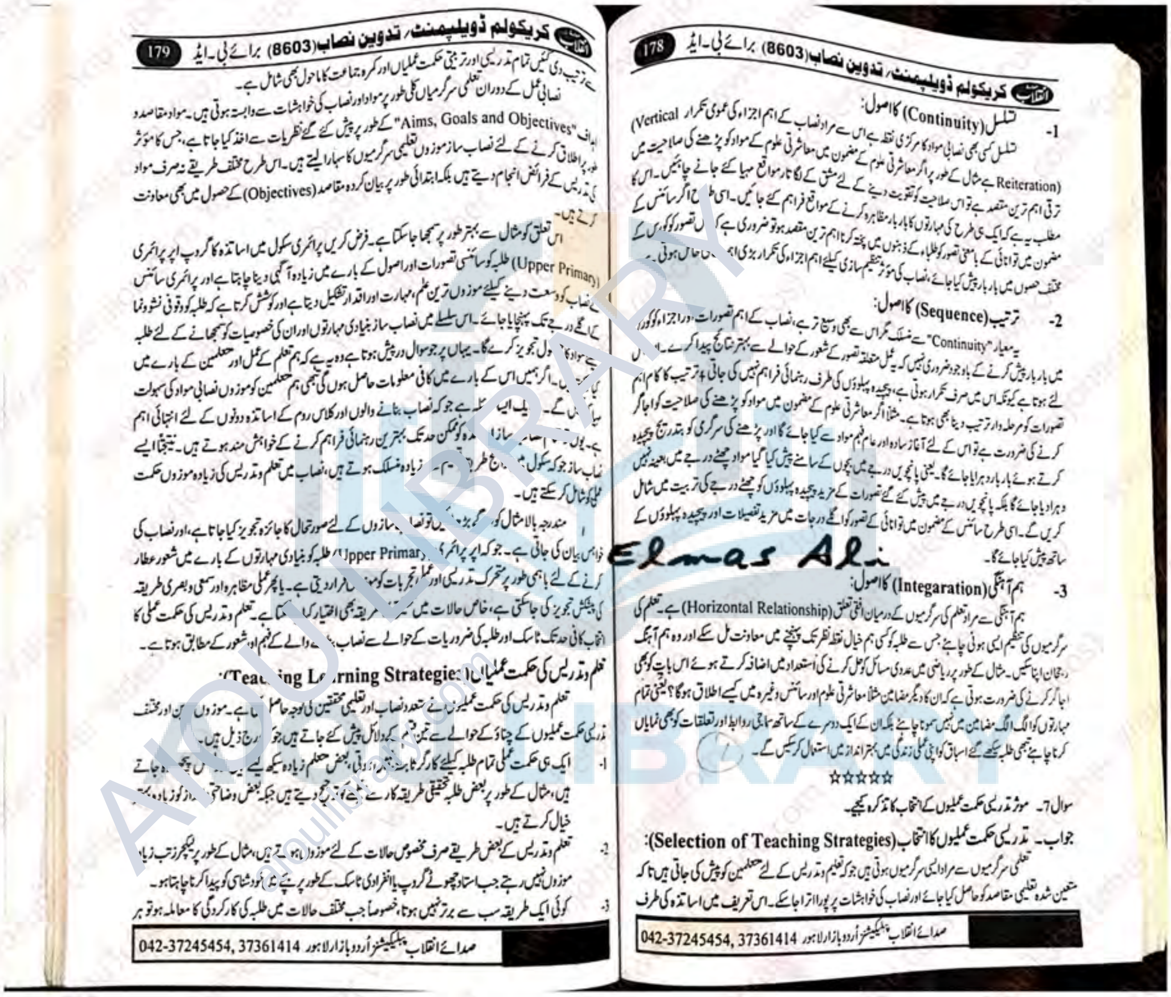

1- تسلسل (Continuity) کا اصول:

تسلسل کسی بھی نصابی مواد کا مرکزی نقطہ ہے اس سے مراد نصاب کے اہم اجزاء کی عمومی تکرار (Vertical Reiteration) ہے مثال کے طور پر اگر معاشرتی علوم کے مضمون میں معاشرتی علوم کے مواد کو پڑھنے کی صلاحیت میں ترقی اہم ترین مقصد ہے تو اس صلاحیت کو تقویت دینے کے لئے مشق کے لگاتار مواقع مہیا کئے جانے چاہئیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ہی طرح کی مہارتوں کا بار بار مظاہرہ کرنے کے مواقع فراہم کئے جائیں۔ اسی طرح اگر سائنس کے مضمون میں توانائی کے بامعنی تصور کو طلباء کے ذہنوں میں پختہ کرنا اہم ترین مقصد ہو تو ضروری ہے کہ اس تصور کو کورس کے مختلف حصوں میں بار بار پیش کیا جائے، نصاب کی مؤثر تنظیم سازی کیلئے اہم اجزاء کی تکرار بڑی اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔

2- ترتیب (Sequence) کا اصول:

یہ معیار "Continuity" سے منسلک مگر اس سے بھی وسیع تر ہے، نصاب کے اہم تصورات اور اجزاء کو کورس میں بار بار پیش کرنے کے باوجود ضروری نہیں کہ یہ عمل متعلقہ تصور کے شعور کے حوالے سے بہتر نتائج پیدا کرے۔ ایسا اس لئے ہوتا ہے کیونکہ اس میں صرف تکرار ہوتی ہے، پیچیدہ پہلوؤں کی طرف رہنمائی فراہم نہیں کی جاتی + ترتیب کا کام اہم تصورات کو مرحلہ وار ترتیب دینا بھی ہوتا ہے۔ مثلاً اگر معاشرتی علوم کے مضمون میں مواد کو پڑھنے کی صلاحیت کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے تو اس کے لئے آغاز سادہ اور عام فہم مواد سے کیا جائے گا اور پڑھنے کی سرگرمی کو بتدریج پیچیدہ کرتے ہوئے بار بار دہرایا جائے گا۔ یعنی پانچویں درجے میں بچوں کے سامنے پیش کیا گیا مواد چھٹے درجے میں بعینہ نہیں دہرا دیا جائے گا بلکہ پانچویں درجے میں پیش کئے گئے تصورات کے مزید پیچیدہ پہلوؤں کو چھٹے درجے کی تربیت میں شامل کریں گے۔ اسی طرح سائنس کے مضمون میں توانائی کے تصور کو اگلے درجات میں مزید تفصیلات اور پیچیدہ پہلوؤں کے ساتھ پیش کیا جائے گا۔

Elmas Ali

3- ہم آہنگی (Integaration) کا اصول:

ہم آہنگی سے مراد تعلم کی سرگرمیوں کے درمیان افقی تعلق (Horizontal Relationship) ہے۔ تعلم کی سرگرمیوں کی تنظیم ایسی ہونی چاہئے جس سے طلبہ کو کسی ہم خیال نقطہ نظر تک پہنچنے میں معاونت مل سکے اور وہ ہم آہنگ رجحان اپنا سکیں۔ مثال کے طور پر ریاضی میں عددی مسائل کو حل کرنے کی استعداد میں اضافہ کرتے ہوئے اس بات کو بھی اجاگر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ ان کا دیگر مضامین مثلاً معاشرتی علوم اور سائنس وغیرہ میں کیسے اطلاق ہوگا؟ یعنی تمام مہارتوں کو الگ الگ مضامین میں نہیں سمونا چاہئے بلکہ ان کے ایک دوسرے کے ساتھ سماجی روابط اور تعلقات کو بھی نمایاں کرنا چاہئے تبھی طلبہ سیکھے گئے اسباق کو اپنی عملی زندگی میں بہتر انداز میں استعمال کر سکیں گے۔

☆☆☆☆☆

سوال 7۔ مؤثر تدریسی حکمت عملیوں کے انتخاب کا تذکرہ کیجیے۔

جواب۔ تدریسی حکمت عملیوں کا انتخاب (Selection of Teaching Strategies):

تعلمی سرگرمیوں سے مراد ایسی سرگرمیاں ہوتی ہیں جو کہ تعلیم و تدریس کے لئے متعلمین کو پیش کی جاتی ہیں تاکہ متعین شدہ تعلیمی مقاصد کو حاصل کیا جائے اور نصاب کی خواہشات پر پورا اترا جا سکے۔ اس تعریف میں اساتذہ کی طرف

سے ترتیب دی گئیں تمام تدریسی اور تربیتی حکمت عملیاں اور کمرہ جماعت کا ماحول بھی شامل ہے۔

نصابی عمل کے دوران تعلمی سرگرمیاں کلی طور پر مواد اور نصاب کی خواہشات سے وابستہ ہوتی ہیں۔ مواد مقاصد و اہداف "Aims, Goals and Objectives" کے طور پر پیش کئے گئے نظریات سے اخذ کیا جاتا ہے، جس کا مؤثر طور پر اطلاق کرنے کے لئے نصاب ساز موزوں تعلیمی سرگرمیوں کا سہارا لیتے ہیں۔ اس طرح مختلف طریقے نہ صرف مواد کی تدریس کے فرائض انجام دیتے ہیں بلکہ ابتدائی طور پر بیان کردہ مقاصد (Objectives) کے حصول میں بھی معاونت کرتے ہیں۔

اس تعلق کو مثال سے بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔ فرض کریں پرائمری سکول میں اساتذہ کا گروپ اپر پرائمری (Upper Primary) طلبہ کو سائنسی تصورات اور اصول کے بارے میں زیادہ آگہی دینا چاہتا ہے اور پرائمری سائنس کے نصاب کو وسعت دینے کیلئے موزوں ترین علم، مہارت اور اقدار تشکیل دیتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ طلبہ کو وقوفی نشوونما کے اگلے درجے تک پہنچایا جائے۔ اس سلسلے میں نصاب ساز بنیادی مہارتوں اور ان کی خصوصیات کو سمجھانے کے لئے طلبہ کے مواد کا [illegible]ول تجویز کرے گا۔ یہاں پر جو سوال درپیش ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم تعلم کے عمل اور متعلمین کے بارے میں کیا [illegible]یں۔ اگر ہمیں اس کے بارے میں کافی معلومات حاصل ہوں گی تبھی ہم متعلمین کو موزوں نصابی مواد کی سہولت بیا[illegible] کر سکیں گے۔ [illegible] ایک ایسا مسئلہ ہے جو کہ نصاب بنانے والوں اور کلاس روم کے اساتذہ دونوں کے لئے انتہائی اہم ہے۔ یوں [illegible] نصاب ساز اساتذہ کو ممکن حد تک بہترین رہنمائی فراہم کرنے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ نتیجتاً ایسے نصاب ساز جو کہ سکول میں رائج طریقہ [illegible] سے زیادہ منسلک ہوتے ہیں، نصاب میں تعلم و تدریس کی زیادہ موزوں حکمت عملی کو شامل کر سکتے ہیں۔

مندرجہ بالا مثال کو اگر بڑے [illegible] میں تو نصاب سازوں کے لئے صورتحال کا جائزہ تجویز کیا جاتا ہے، اور نصاب کی خواہس بیان کی جاتی ہے۔ جو کہ اپر پرائمری (Upper Primary) طلبہ کو بنیادی مہارتوں کے بارے میں شعور عطا کرنے کے لئے باہمی طور پر متحرک تدریسی اور عملی تجربات کو [illegible] قرار دیتی ہے۔ یا پھر عملی مظاہرہ اور سمعی و بصری طریقہ کی پیشکش تجویز کی جا سکتی ہے، خاص حالات میں [illegible] طریقہ بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔ تعلم و تدریس کی حکمت عملی کا انتخاب کافی حد تک ٹاسک اور طلبہ کی ضروریات کے حوالے سے نصاب بنانے والے کے فہم اور شعور کے مطابق ہوتا ہے۔

تعلم و تدریس کی حکمت عملیاں (Teaching Learning Strategies):

تعلم و تدریس کی حکمت عملیوں نے متعدد نصاب اور تعلیمی محققین کی توجہ حاصل کی ہے۔ موزوں ترین اور مختلف تدریسی حکمت عملیوں کے چناؤ کے حوالے سے تین قسم کے دلائل پیش کئے جاتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

1- ایک ہی حکمت عملی تمام طلبہ کیلئے کارگر ثابت نہیں ہوتی، بعض متعلم زیادہ سیکھ لیتے ہیں [illegible] جاتے ہیں، مثال کے طور پر بعض طلبہ تحقیقی طریقہ کار سیکھنے کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ بعض وضاحتی انداز کو زیادہ بہتر خیال کرتے ہیں۔

2- تعلم و تدریس کے بعض طریقے صرف مخصوص حالات کے لئے موزوں ہوتے ہیں، مثال کے طور پر لیکچرز تب زیادہ موزوں نہیں رہتے جب استاد چھوٹے گروپ یا انفرادی ٹاسک کے طور پر بچے میں خودشناسی کو پیدا کرنا چاہتا ہو۔

3- کوئی ایک طریقہ سب سے برتر نہیں ہوتا، خصوصاً جب مختلف حالات میں طلبہ کی کارکردگی کا معاملہ ہو تو ہر

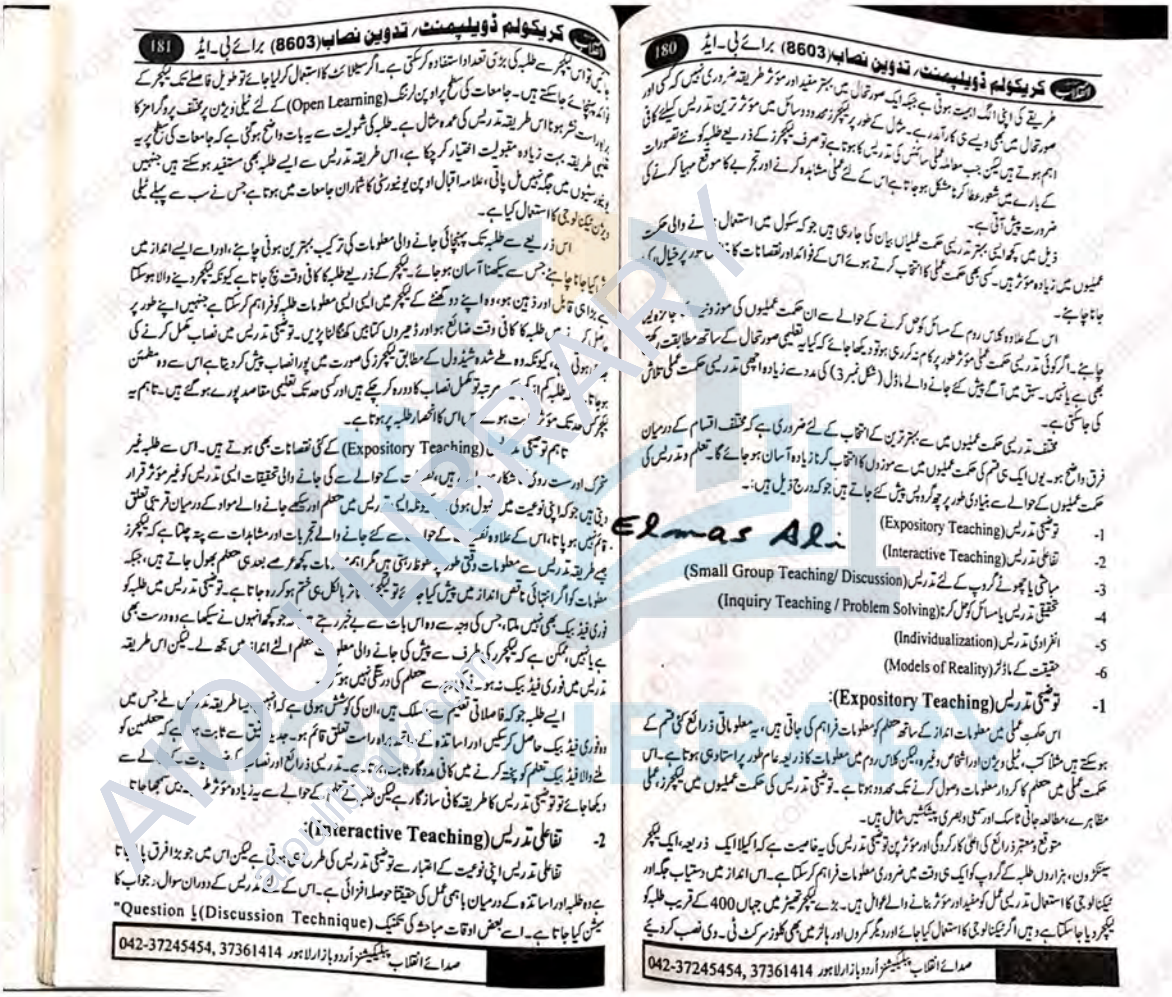

طریقے کی اپنی الگ اہمیت ہوتی ہے جبکہ ایک صورتحال میں بہتر مفید اور موثر طریقہ ضروری نہیں کہ کسی اور صورتحال میں بھی ویسے ہی کارآمد ہے۔ مثال کے طور پر لیکچرز محدود وسائل میں موثر ترین تدریس کیلئے کافی اہم ہوتے ہیں لیکن جب معاملہ عملی سائنس کی تدریس کا ہوتا ہے تو صرف لیکچرز کے ذریعے طلبہ کو نئے تصورات کے بارے میں شعور عطا کرنا مشکل ہو جاتا ہے اس کے لئے عملی مشاہدہ کرنے اور تجربے کا موقع مہیا کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

ذیل میں کچھ ایسی بہتر تدریسی حکمت عملیاں بیان کی جا رہی ہیں جو کہ سکول میں استعمال [illegible] نے والی حکمت عملیوں میں زیادہ موثر ہیں۔ کسی بھی حکمت عملی کا انتخاب کرتے ہوئے اس کے فوائد اور نقصانات کا [illegible] طور پر خیال رکھا جانا چاہیے۔

اس کے علاوہ کلاس روم کے مسائل کو حل کرنے کے حوالے سے ان حکمت عملیوں کی موزونیت [illegible] جائزہ لیا جانا چاہیے۔ اگر کوئی تدریسی حکمت عملی موثر طور پر کام نہ کر رہی ہو تو دیکھا جائے کہ کیا یہ تعلیمی صورتحال کے ساتھ مطابقت رکھتی بھی ہے یا نہیں۔ سبق میں آگے پیش کیے جانے والے ماڈل (شکل نمبر 3) کی مدد سے زیادہ اچھی تدریسی حکمت عملی تلاش کی جا سکتی ہے۔

مختلف تدریسی حکمت عملیوں میں سے بہترین کے انتخاب کے لئے ضروری ہے کہ مختلف اقسام کے درمیان فرق واضح ہو۔ یوں ایک ہی قسم کی حکمت عملیوں میں سے موزوں کا انتخاب کرنا زیادہ آسان ہو جائے گا۔ تعلم و تدریس کی حکمت عملیوں کے حوالے سے بنیادی طور پر چھ گروپس پیش کیے جاتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:۔

-1 توضیحی تدریس(Expository Teaching)
-2 تفاعلی تدریس(Interactive Teaching)
-3 مباحثی یا چھوٹے گروپ کے لئے تدریس(Small Group Teaching/ Discussion)
-4 تحقیقی تدریس یا مسائل کو حل کرنا(Inquiry Teaching / Problem Solving)
-5 انفرادی تدریس(Individualization)
-6 حقیقت کے ماڈلز(Models of Reality)

-1 توضیحی تدریس(Expository Teaching):

اس حکمت عملی میں معلومات انداز کے ساتھ متعلم کو معلومات فراہم کی جاتی ہیں، یہ معلوماتی ذرائع کئی قسم کے ہو سکتے ہیں مثلاً کتب، ٹیلی ویژن اور اشخاص وغیرہ، لیکن کلاس روم میں معلومات کا ذریعہ عام طور پر استاد ہی ہوتا ہے۔ اس حکمت عملی میں متعلم کا کردار معلومات وصول کرنے تک محدود ہوتا ہے۔ توضیحی تدریس کی حکمت عملیوں میں لیکچرز، عملی مظاہرے، مطالعہ جاتی ٹاسک اور سمعی و بصری پیشکشیں شامل ہیں۔

متوقع و معتبر ذرائع کی اعلیٰ کارکردگی اور موثر پن توضیحی تدریس کی یہ خاصیت ہے کہ اکیلا ایک ذریعہ، ایک لیکچر سینکڑوں، ہزاروں طلبہ کے گروپ کو ایک ہی وقت میں ضروری معلومات فراہم کر سکتا ہے۔ اس انداز میں دستیاب جگہ اور ٹیکنالوجی کا استعمال تدریسی عمل کو مفید اور موثر بنانے والے عوامل ہیں۔ بڑے لیکچر تھیٹرز میں جہاں 400 کے قریب طلبہ کو لیکچر دیا جا سکتا ہے وہیں اگر ٹیکنالوجی کا استعمال کیا جائے اور دیگر کمروں اور باہر میں بھی کلوز سرکٹ ٹی۔وی نصب کر دیے

یں تو اس لیکچر سے طلبہ کی بڑی تعداد استفادہ کر سکتی ہے۔ اگر سیٹلائٹ کا استعمال کر لیا جائے تو طویل فاصلے تک لیکچر کے [illegible] پہنچائے جا سکتے ہیں۔ جامعات کی سطح پر اوپن لرننگ (Open Learning) کے لئے ٹیلی ویژن پر مختلف پروگرامز کا براہ راست نشر ہونا اس طریقہ تدریس کی عمدہ مثال ہے۔ طلبہ کی شمولیت سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ جامعات کی سطح پر یہ تدریسی طریقہ بہت زیادہ مقبولیت اختیار کر چکا ہے، اس طریقہ تدریس سے ایسے طلبہ بھی مستفید ہو سکتے ہیں جنہیں یونیورسٹیوں میں جگہ نہیں مل پاتی، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا شمار ان جامعات میں ہوتا ہے جس نے سب سے پہلے ٹیلی ویژن ٹیکنالوجی کا استعمال کیا ہے۔

اس ذریعے سے طلبہ تک پہنچائی جانے والی معلومات کی ترکیب بہترین ہونی چاہیے، اور اسے ایسے انداز میں [illegible] کیا جانا چاہیے جس سے سیکھنا آسان ہو جائے۔ لیکچر کے ذریعے طلبہ کا کافی وقت بچ جاتا ہے کیونکہ لیکچر دینے والا ہو سکتا ہے بڑا ہی قابل اور ذہین ہو، وہ اپنے دو گھنٹے کے لیکچر میں ایسی ایسی معلومات طلبہ کو فراہم کر سکتا ہے جنہیں اپنے طور پر حاصل کر [illegible] طلبہ کا کافی وقت ضائع ہو اور ڈھیروں کتابیں کھنگالنا پڑیں۔ توضیحی تدریس میں نصاب مکمل کرنے کی [illegible] ہوتی ہے، کیونکہ وہ طے شدہ شیڈول کے مطابق لیکچرز کی صورت میں پورا نصاب پیش کر دیتا ہے اس سے وہ مطمئن ہو جاتا [illegible] طلبہ کم از کم [illegible] مرتبہ تو مکمل نصاب کا دورہ کر چکے ہیں اور کسی حد تک تعلیمی مقاصد پورے ہو گئے ہیں۔ تاہم یہ لیکچر کس حد تک موثر [illegible] ہوتے ہیں اس کا انحصار طلبہ پر ہوتا ہے۔

تاہم توضیحی [illegible] (Expository Teaching) کے کئی نقصانات بھی ہوتے ہیں۔ اس سے طلبہ غیر متحرک اور سست روی کا شکار [illegible] ہیں، [illegible] کے حوالے سے کی جانے والی تحقیقات ایسی تدریس کو غیر موثر قرار دیتی ہیں جو کہ اپنی نوعیت میں [illegible] ہوتی [illegible] ایسی تدریس میں متعلم اور سیکھے جانے والے مواد کے درمیان قریبی تعلق قائم نہیں ہو پاتا، اس کے علاوہ نفسیات کے حوالے سے کیے جانے والے تجربات اور مشاہدات سے پتہ چلتا ہے کہ لیکچرز جیسے طریقہ تدریس سے معلومات وقتی طور پر محفوظ رہتی ہیں مگر اہم [illegible] کچھ عرصے بعد ہی متعلم بھول جاتے ہیں، جبکہ معلومات کو اگر انتہائی ناقص انداز میں پیش کیا جائے تو لیکچر [illegible] بالکل ہی ختم ہو کر رہ جاتا ہے۔ توضیحی تدریس میں طلبہ کو فوری فیڈ بیک بھی نہیں ملتا، جس کی وجہ سے وہ اس بات سے بے خبر رہتے [illegible] جو کچھ انہوں نے سیکھا ہے وہ درست بھی ہے یا نہیں، ممکن ہے کہ لیکچرر کی طرف سے پیش کی جانے والی [illegible] متعلم الٹے انداز میں سمجھ لے۔ لیکن اس طریقہ تدریس میں فوری فیڈ بیک نہ ہو [illegible] سے متعلم کی درستگی نہیں ہو [illegible]

ایسے طلبہ جو کہ فاصلاتی تعلیم سے منسلک ہیں، ان کی کوشش ہوتی ہے کہ انہیں [illegible] طریقہ تدریس ملے جس میں وہ فوری فیڈ بیک حاصل کر سکیں اور اساتذہ کے ساتھ براہ راست تعلق قائم ہو۔ جدید [illegible] سے ثابت ہوا ہے کہ متعلمین کو ملنے والا فیڈ بیک تعلم کو پختہ کرنے میں کافی مددگار ثابت ہوتا ہے۔ تدریسی ذرائع اور نصاب [illegible] کے حوالے سے دیکھا جائے تو توضیحی تدریس کا طریقہ کافی سازگار ہے لیکن طلبہ [illegible] کے حوالے سے یہ زیادہ موثر [illegible] نہیں سمجھا جاتا۔

-2 تفاعلی تدریس(Interactive Teaching):

تفاعلی تدریس اپنی نوعیت کے اعتبار سے توضیحی تدریس کی طرح [illegible] ہوتی ہے لیکن اس میں جو بڑا فرق پایا جاتا ہے وہ طلبہ اور اساتذہ کے درمیان باہمی عمل کی حقیقتاً حوصلہ افزائی ہے۔ اس کے لئے تدریس کے دوران سوال و جواب کا سیشن کیا جاتا ہے۔ اسے بعض اوقات مباحثہ کی تکنیک (Discussion Technique) یا "Question

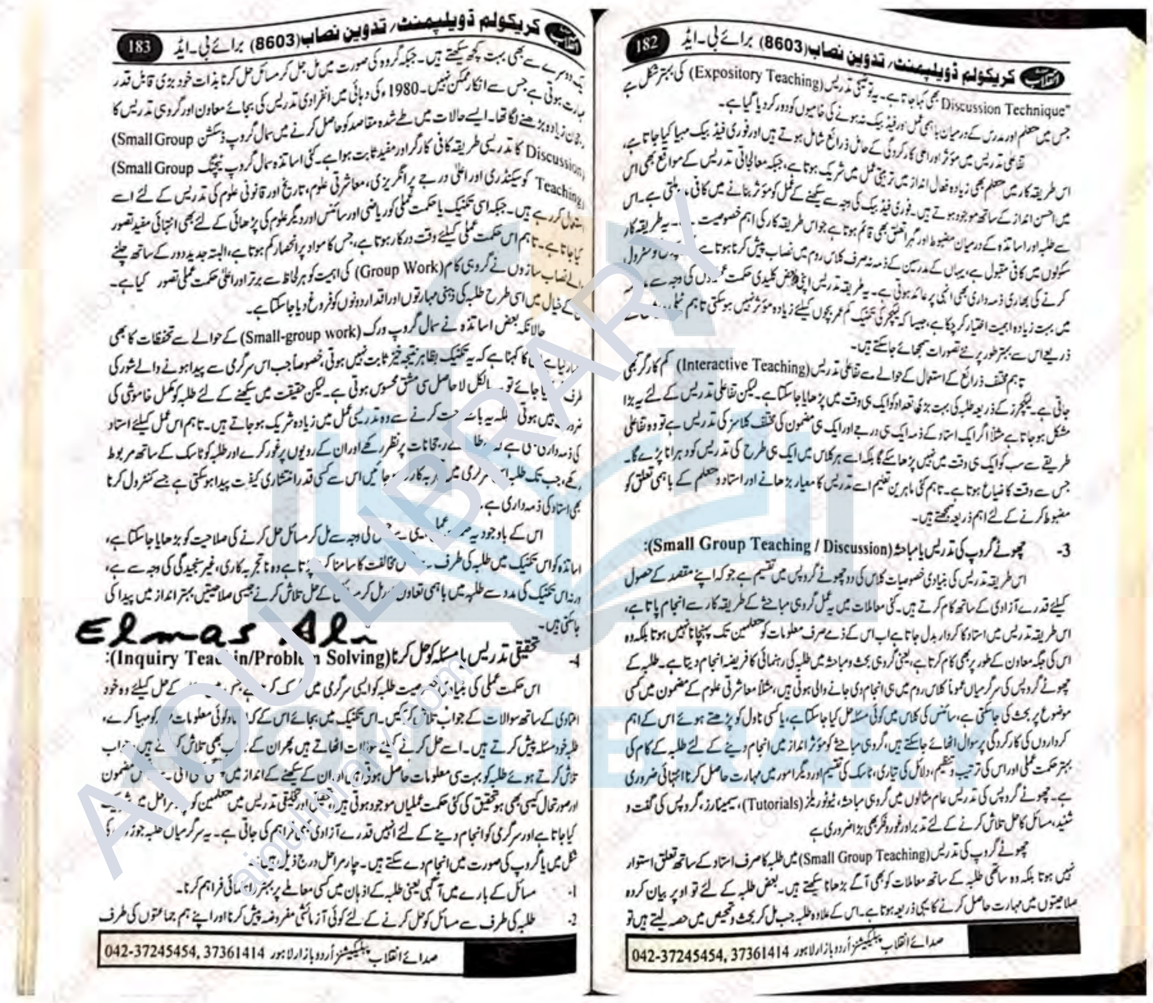

"Discussion Technique" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ توضیحی تدریس(Expository Teaching) کی بہتر شکل ہے جس میں متعلم اور مدرس کے درمیان باہمی عمل اور فیڈ بیک نہ ہونے کی خامیوں کو دور کر دیا گیا ہے۔

تقاعلی تدریس میں موثر اور اعلیٰ کارکردگی کے حامل ذرائع شامل ہوتے ہیں اور فوری فیڈ بیک مہیا کیا جاتا ہے، اس طریقہ کار میں متعلم بھی زیادہ فعال انداز میں تریجی عمل میں شریک ہوتا ہے، جبکہ معالجاتی تدریس کے مواقع بھی اس میں احسن انداز کے ساتھ موجود ہوتے ہیں۔ فوری فیڈ بیک کی وجہ سے سیکھنے کے عمل کو موثر بنانے میں کافی مدد ملتی ہے۔ اس سے طلبہ اور اساتذہ کے درمیان مضبوط اور گہرا تعلق بھی قائم ہوتا ہے جو اس طریقہ کار کی اہم خصوصیت ہے۔ یہ طریقہ کار سکولوں میں کافی مقبول ہے، یہاں کے مدرسین کے ذمہ نہ صرف کلاس روم میں نصاب پیش کرنا ہوتا ہے [illegible] کنٹرول کرنے کی بھاری ذمہ داری بھی انہی پر عائد ہوتی ہے۔ یہ طریقہ تدریس اپنی بعض کلیدی حکمت عملیوں کی وجہ سے [illegible] میں بہت زیادہ اہمیت اختیار کر چکا ہے، جیسا کہ لیکچرنگ تکنیک کم عمر بچوں کیلئے زیادہ موثر نہیں ہو سکتی تاہم تمثیل [illegible] ذریعے اس سے بہتر طور پر نئے تصورات سمجھائے جا سکتے ہیں۔

تاہم مختلف ذرائع کے استعمال کے حوالے سے تقاعلی تدریس(Interactive Teaching) کم کارگر بھی جاتی ہے۔ لیکچرز کے ذریعہ طلبہ کی بہت بڑی تعداد کو ایک ہی وقت میں پڑھایا جا سکتا ہے۔ لیکن تقاعلی تدریس کے لئے یہ بڑا مشکل ہو جاتا ہے مثلاً اگر ایک استاد کے ذمہ ایک ہی درجے اور ایک ہی مضمون کی مختلف کلاسز کی تدریس ہے تو وہ تقاعلی طریقے سے سب کو ایک ہی وقت میں نہیں پڑھا سکے گا بلکہ اسے ہر کلاس میں ایک ہی طرح کی تدریس کو دہرانا پڑے گا۔ جس سے وقت کا ضیاع ہوتا ہے۔ تاہم کئی ماہرین تعلیم اسے تدریس کا معیار بڑھانے اور استاد و متعلم کے باہمی تعلق کو مضبوط کرنے کے لئے اہم ذریعہ سمجھتے ہیں۔

-3 چھوٹے گروپ کی تدریس یا مباحثہ(Small Group Teaching / Discussion):

اس طریقہ تدریس کی بنیادی خصوصیات کلاس کی دو چھوٹے گروپس میں تقسیم ہے جو کہ اپنے مقصد کے حصول کیلئے قدرے آزادی کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ کئی معاملات میں یہ عمل گروہی مباحثے کے طریقہ کار سے انجام پاتا ہے، اس طریقہ تدریس میں استاد کا کردار بدل جاتا ہے اب اس کے ذمے صرف معلومات کو متعلمین تک پہنچانا نہیں ہوتا بلکہ وہ اس کی جگہ معاون کے طور پر بھی کام کرتا ہے، یعنی گروہی بحث و مباحثہ میں طلبہ کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتا ہے۔ طلبہ کے چھوٹے گروپس کی سرگرمیاں عموماً کلاس روم میں ہی انجام دی جانے والی ہوتی ہیں، مثلاً معاشرتی علوم کے مضمون میں کسی موضوع پر بحث کی جا سکتی ہے، سائنس کی کلاس میں کوئی مسئلہ حل کیا جا سکتا ہے، یا کسی ناول کو پڑھتے ہوئے اس کے اہم کرداروں کی کارکردگی پر سوال اٹھائے جا سکتے ہیں، گروہی مباحثے کو موثر انداز میں انجام دینے کے لئے طلبہ کے کام کی بہتر حکمت عملی اور اس کی ترتیب و تنظیم، دلائل کی تیاری، ٹاسک کی تقسیم اور دیگر امور میں مہارت حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے۔ چھوٹے گروپس کی تدریس عام مثالوں میں گروہی مباحثہ، ٹیوٹوریلز (Tutorials)، سیمینارز، گروپس کی گفت و شنید، مسائل کا حل تلاش کرنے کے لئے تدبر اور غور و فکر بھی بڑا ضروری ہے

چھوٹے گروپ کی تدریس(Small Group Teaching) میں طلبہ کا صرف استاد کے ساتھ تعلق استوار نہیں ہوتا بلکہ وہ ساتھی طلبہ کے ساتھ معاملات کو بھی آگے بڑھانا سیکھتے ہیں۔ بعض طلبہ کے لئے تو اوپر بیان کردہ صلاحیتوں میں مہارت حاصل کرنے کا یہی ذریعہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ طلبہ جب مل کر بحث و تمحیص میں حصہ لیتے ہیں تو

ایک دوسرے سے بھی بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ جبکہ گروہ کی صورت میں مل جل کر مسائل حل کرنا بذات خود بڑی قابل قدر بات ہوتی ہے جس سے انکار ممکن نہیں۔ 1980ء کی دہائی میں انفرادی تدریس کی بجائے معاون اور گروہی تدریس کا رجحان زیادہ بڑھنے لگا تھا۔ ایسے حالات میں طے شدہ مقاصد کو حاصل کرنے میں سمال گروپ ڈسکشن (Small Group Discussion) کا تدریسی طریقہ کافی کارگر اور مفید ثابت ہوا ہے۔ کئی اساتذہ سمال گروپ ٹیچنگ (Small Group Teaching) کو سیکنڈری اور اعلیٰ درجے پر انگریزی، معاشرتی علوم، تاریخ اور قانونی علوم کی تدریس کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ جبکہ اسی تکنیک یا حکمت عملی کو ریاضی اور سائنس اور دیگر علوم کی پڑھائی کے لئے بھی انتہائی مفید تصور کیا جاتا ہے۔ تاہم اس حکمت عملی کیلئے وقت درکار ہوتا ہے، جس کا مواد پر انحصار کم ہوتا ہے، البتہ جدید دور کے ساتھ چلنے والے نصاب سازوں نے گروہی کام(Group Work) کی اہمیت کو ہر لحاظ سے برتر اور اعلیٰ حکمت عملی تصور کیا ہے۔ ان کے خیال میں اسی طرح طلبہ کی ذہنی مہارتوں اور اقدار دونوں کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔

حالانکہ بعض اساتذہ نے سمال گروپ ورک (Small-group work) کے حوالے سے تحفظات کا بھی اظہار کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ تکنیک بظاہر نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوتی، خصوصاً جب اس سرگرمی سے پیدا ہونے والے شور کی طرف [illegible] دیا جائے تو بالکل لاحاصل سی مشق محسوس ہوتی ہے۔ لیکن حقیقت میں سیکھنے کے لئے طلبہ کو مکمل خاموشی کی ضرورت نہیں ہوتی [illegible] طلبہ بات چیت کرنے سے وہ تدریسی عمل میں زیادہ شریک ہو جاتے ہیں۔ تاہم اس عمل کیلئے استاد کی ذمہ داری ہے [illegible] طلبہ کے رجحانات پر نظر رکھے اور ان کے رویوں پر غور کرے اور طلبہ کو ٹاسک کے ساتھ مربوط رکھے، جب تک طلبہ [illegible] سرگرمی میں [illegible] تجربہ کار [illegible] جائیں اس سے کسی قدر انتشاری کیفیت پیدا ہو سکتی ہے جسے کنٹرول کرنا بھی استاد کی ذمہ داری ہے۔

اس کے باوجود یہ [illegible] عملی [illegible] کی وجہ سے مل کر مسائل حل کرنے کی صلاحیت کو بڑھایا جا سکتا ہے، اساتذہ کو اس تکنیک میں طلبہ کی طرف [illegible] مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ ناتجربہ کاری، غیر سنجیدگی کی وجہ سے ہے، ورنہ اس تکنیک کی مدد سے طلبہ میں باہمی تعاون [illegible] مل کر [illegible] کے حل تلاش کرنے جیسی صلاحیتیں بہتر انداز میں پیدا کی جا سکتی ہیں۔

Elmas Ali

-4 تحقیقی تدریس یا مسئلہ کو حل کرنا(Inquiry Teachin/Problem Solving):

اس حکمت عملی کی بنیادی خصوصیت طلبہ کو ایسی سرگرمی میں شریک کرنا ہے جس [illegible] کے حل کیلئے وہ خود اعتمادی کے ساتھ سوالات کے جواب تلاش کر سکیں۔ اس تکنیک میں بجائے اس کے کہ استاد کوئی معلومات [illegible] کو مہیا کرے، طلبہ خود مسئلہ پیش کرتے ہیں۔ اسے حل کرنے کیلئے سوالات اٹھاتے ہیں پھر ان کے جواب بھی تلاش کرتے ہیں جواب تلاش کرتے ہوئے طلبہ کو بہت سی معلومات حاصل ہوتی ہیں اور ان کے سیکھنے کے انداز میں [illegible] مضمون اور صورتحال کیسی بھی ہو تحقیق کی کئی حکمت عملیاں موجود ہوتی ہیں [illegible] اور تخلیقی تدریس میں متعلمین کو [illegible] مراحل میں شریک کیا جاتا ہے اور سرگرمی کو انجام دینے کے لئے انہیں قدرے آزادی بھی فراہم کی جاتی ہے۔ یہ سرگرمیاں طلبہ جوڑی کی شکل میں یا گروپ کی صورت میں انجام دے سکتے ہیں۔ چار مراحل درج ذیل ہیں:

1. مسائل کے بارے میں آگہی یعنی طلبہ کے اذہان میں کسی معاملے پر بہتر رسائی فراہم کرنا۔
2. طلبہ کی طرف سے مسائل کو حل کرنے کے لئے کوئی آزمائشی مفروضہ پیش کرنا اور اپنے ہم جماعتوں کی طرف

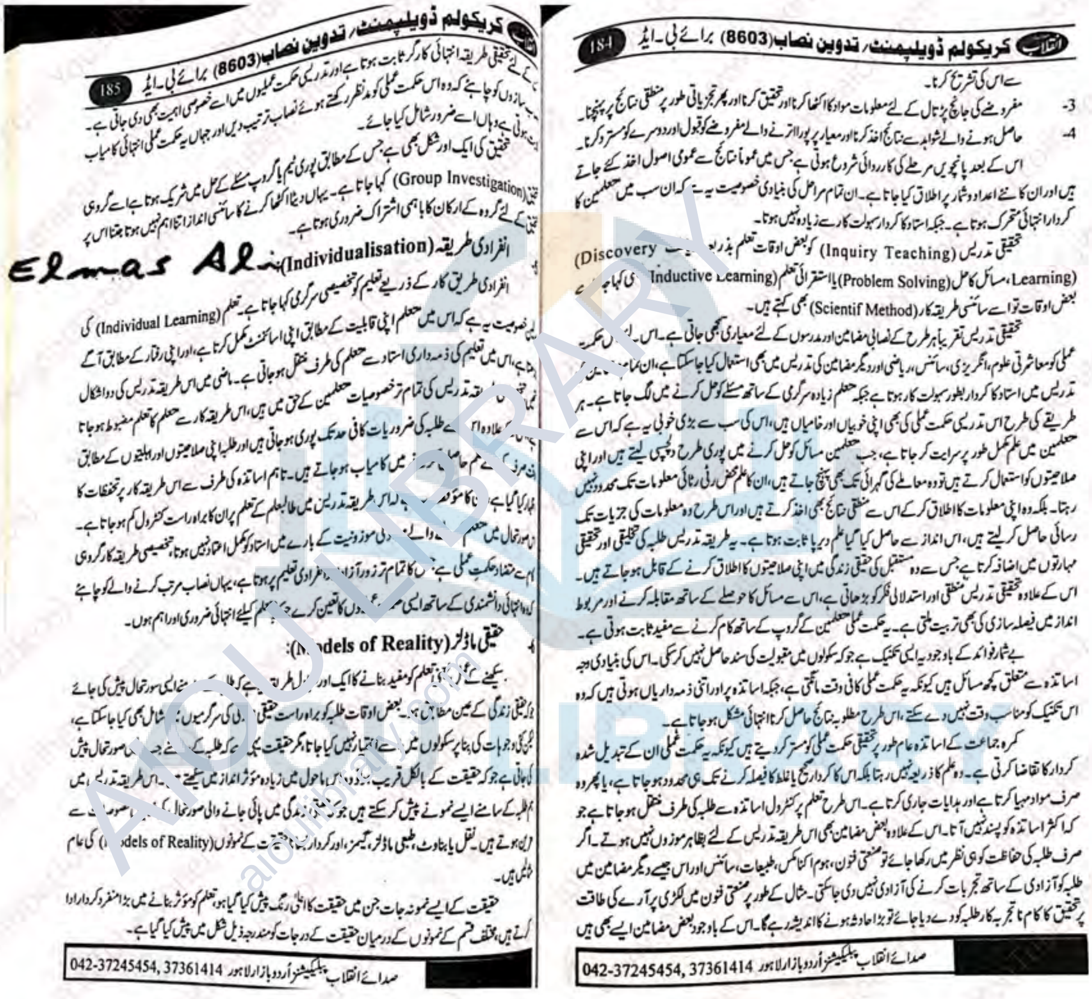

سے اس کی تشریح کرنا۔

-3 مفروضے کی جانچ پڑتال کے لئے معلومات مواد کا اکٹھا کرنا اور تحقیق کرنا اور پھر تجزیاتی طور پر منطقی نتائج پر پہنچنا۔

-4 حاصل ہونے والے شواہد سے نتائج اخذ کرنا اور معیار پر پورا اترنے والے مفروضے کو قبول اور دوسرے کو مسترد کرنا۔

اس کے بعد پانچویں مرحلے کی کارروائی شروع ہوتی ہے جس میں عموماً نتائج سے عمومی اصول اخذ کیے جاتے ہیں اور ان کا نئے اعداد و شمار پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ ان تمام مراحل کی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ ان سب میں متعلمین کا کردار انتہائی متحرک ہوتا ہے۔ جبکہ استاد کا کردار سہولت کار سے زیادہ نہیں ہوتا۔

تحقیقی تدریس (Inquiry Teaching) کو بعض اوقات تعلم بذریعہ [illegible] (Discovery Learning)، مسائل کا حل (Problem Solving) یا استقرائی تعلم (Inductive Learning) [illegible] کہا جاتا ہے بعض اوقات تو اسے سائنسی طریقہ کار (Scientif Method) بھی کہتے ہیں۔

تحقیقی تدریس تقریباً ہر طرح کے نصابی مضامین اور مدرسوں کے لئے معیاری سمجھی جاتی ہے۔ اس [illegible] حکمت عملی کو معاشرتی علوم، انگریزی، سائنس، ریاضی اور دیگر مضامین کی تدریس میں بھی استعمال کیا جاسکتا ہے، ان تمام [illegible] تدریس میں استاد کا کردار بطور سہولت کار ہوتا ہے جبکہ متعلم زیادہ سرگرمی کے ساتھ مسئلے کو حل کرنے میں لگ جاتا ہے۔ ہر طریقے کی طرح اس تدریسی حکمت عملی کی بھی اپنی خوبیاں اور خامیاں ہیں، اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس سے متعلمین میں علم مکمل طور پر سرایت کر جاتا ہے، جب متعلمین مسائل کو حل کرنے میں پوری طرح دلچسپی لیتے ہیں اور اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہیں تو وہ معاملے کی گہرائی تک بھی پہنچ جاتے ہیں، ان کا علم محض رٹی رٹائی معلومات تک محدود نہیں رہتا۔ بلکہ وہ اپنی معلومات کا اطلاق کر کے اس سے منطقی نتائج بھی اخذ کرتے ہیں اور اس طرح وہ معلومات کی جزیات تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں، اس انداز سے حاصل کیا گیا علم دیرپا ثابت ہوتا ہے۔ یہ طریقہ تدریس طلبہ کی تخلیقی اور تحقیقی مہارتوں میں اضافہ کرتا ہے جس سے وہ مستقبل کی حقیقی زندگی میں اپنی صلاحیتوں کا اطلاق کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ تحقیقی تدریس منطقی اور استدلالی فکر کو بڑھاتی ہے، اس سے مسائل کا حوصلے کے ساتھ مقابلہ کرنے اور مربوط انداز میں فیصلہ سازی کی بھی تربیت ملتی ہے۔ یہ حکمت عملی متعلمین کے گروپ کے ساتھ کام کرنے سے مفید ثابت ہوتی ہے۔

بے شمار فوائد کے باوجود یہ ایسی تکنیک ہے جو کہ سکولوں میں مقبولیت کی سند حاصل نہیں کر سکی۔ اس کی بنیادی وجہ اساتذہ سے متعلق کچھ مسائل ہیں کیونکہ یہ حکمت عملی کافی وقت مانگتی ہے، جبکہ اساتذہ پر اور اتنی ذمہ داریاں ہوتی ہیں کہ وہ اس تکنیک کو مناسب وقت نہیں دے سکتے، اس طرح مطلوبہ نتائج حاصل کرنا انتہائی مشکل ہو جاتا ہے۔

کمرہ جماعت کے اساتذہ عام طور پر تحقیقی حکمت عملی کو مسترد کر دیتے ہیں کیونکہ یہ حکمت عملی ان کے تبدیل شدہ کردار کا تقاضا کرتی ہے۔ وہ علم کا ذریعہ نہیں رہتا بلکہ اس کا کردار صحیح یا غلط کا فیصلہ کرنے تک ہی محدود ہو جاتا ہے، یا پھر وہ صرف مواد مہیا کرتا ہے اور ہدایات جاری کرتا ہے۔ اس طرح تعلم پر کنٹرول اساتذہ سے طلبہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جو کہ اکثر اساتذہ کو پسند نہیں آتا۔ اس کے علاوہ بعض مضامین بھی اس طریقہ تدریس کے لئے بظاہر موزوں نہیں ہوتے۔ اگر صرف طلبہ کی حفاظت کو ہی نظر میں رکھا جائے تو صنعتی فنون، ہوم اکنامکس، طبیعات، سائنس اور اس جیسے دیگر مضامین میں طلبہ کو آزادی کے ساتھ تجربات کرنے کی آزادی نہیں دی جا سکتی۔ مثال کے طور پر صنعتی فنون میں لکڑی پر آرے کی طاقت پر تحقیق کا کام ناتجربہ کار طلبہ کو دے دیا جائے تو بڑا حادثہ ہونے کا اندیشہ رہے گا۔ اس کے باوجود بعض مضامین ایسے بھی ہیں

کے لئے تحقیقی طریقہ انتہائی کارگر ثابت ہوتا ہے اور تدریسی حکمت عملیوں میں اسے خصوصی اہمیت بھی دی جاتی ہے۔ ب سازوں کو چاہئے کہ وہ اس حکمت عملی کو مدنظر رکھتے ہوئے نصاب ترتیب دیں اور جہاں یہ حکمت عملی انتہائی کامیاب ت ہوتی ہے وہاں اسے ضرور شامل کیا جائے۔

تحقیق کی ایک اور شکل بھی ہے جس کے مطابق پوری ٹیم یا گروپ مسئلے کے حل میں شریک ہوتا ہے اسے گروہی تحقی (Group Investigation) کہا جاتا ہے۔ یہاں ڈیٹا اکٹھا کرنے کا سائنسی انداز اتنا اہم نہیں ہوتا جتنا اس پر تحقی کے لئے گروہ کے ارکان کا باہمی اشتراک ضروری ہوتا ہے۔

انفرادی طریقہ (Individualisation)

Elmas Ali

انفرادی طریق کار کے ذریعے تعلیم کو تخصیصی سرگرمی کہا جاتا ہے۔ تعلم (Individual Learning) کی ین خصوصیت یہ ہے کہ اس میں متعلم اپنی قابلیت کے مطابق اپنی اسائنمنٹ مکمل کرتا ہے، اور اپنی رفتار کے مطابق آگے ہتا ہے، اس میں تعلیم کی ذمہ داری استاد سے متعلم کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ ماضی میں اس طریقہ تدریس کی دو اشکال [illegible] طریقہ تدریس کی تمام تر خصوصیات متعلمین کے حق میں ہیں، اس طریقہ کار سے متعلم کا تعلم مضبوط ہو جاتا [illegible] علاوہ [illegible] طلبہ کی ضروریات کافی حد تک پوری ہو جاتی ہیں اور طلبہ اپنی صلاحیتوں اور اہلیتوں کے مطابق [illegible] میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ تاہم اساتذہ کی طرف سے اس طریقہ کار پر تحفظات کا اظہار کیا گیا ہے، [illegible] کا موقف [illegible] کہ اس طریقہ تدریس میں طالب علم کے تعلم پر ان کا براہ راست کنٹرول کم ہو جاتا ہے۔ صورتحال میں متعلم [illegible] والے [illegible] کی موزونیت کے بارے میں استاد کو مکمل اعتماد نہیں ہوتا، تخصیصی طریقہ کار گروہی م سے متضاد حکمت عملی ہے [illegible] کا تمام تر زور آزاد [illegible] انفرادی تعلیم پر ہوتا ہے، یہاں نصاب مرتب کرنے والے کو چاہئے ہ وہ انتہائی دانشمندی کے ساتھ ایسی [illegible] کا تعین کرے [illegible] تعلم کیلئے انتہائی ضروری اور اہم ہوں۔

حقیقی ماڈلز (Models of Reality):

سیکھنے کے [illegible] تعلم کو مفید بنانے کا ایک اور [illegible] طریقہ [illegible] ہے کہ طلبہ کے [illegible] منے ایسی صورتحال پیش کی جائے و حقیقی زندگی کے عین مطابق ہو۔ بعض اوقات طلبہ کو براہ راست حقیقی [illegible] کی سرگرمیوں [illegible] شامل بھی کیا جاسکتا ہے، ن کئی وجوہات کی بنا پر سکولوں میں [illegible] سے اختیار نہیں کیا جاتا مگر حقیقت یہ [illegible] کہ طلبہ کے [illegible] صورتحال پیش کی جاتی ہے جو کہ حقیقت کے بالکل قریب [illegible] ماحول میں زیادہ موثر انداز میں سیکھتے [illegible] اس طریقہ تدریس میں م طلبہ کے سامنے ایسے نمونے پیش کر سکتے ہیں جو [illegible] زندگی میں پائی جانے والی صورتحال [illegible] سے ن ہوتے ہیں۔ نقل یا بناوٹ، طبعی ماڈلز، گیمز، اور کردار [illegible] حقیقت کے نمونوں (Models of Reality) کی عام الیں ہیں۔

حقیقت کے ایسے نمونہ جات جن میں حقیقت کا اعلیٰ رنگ پیش کیا گیا ہو، تعلم کو موثر بنانے میں بڑا منفرد کردار ادا کرتے ہیں، مختلف قسم کے نمونوں کے درمیان حقیقت کے درجات کو مندرجہ ذیل شکل میں پیش کیا گیا ہے۔

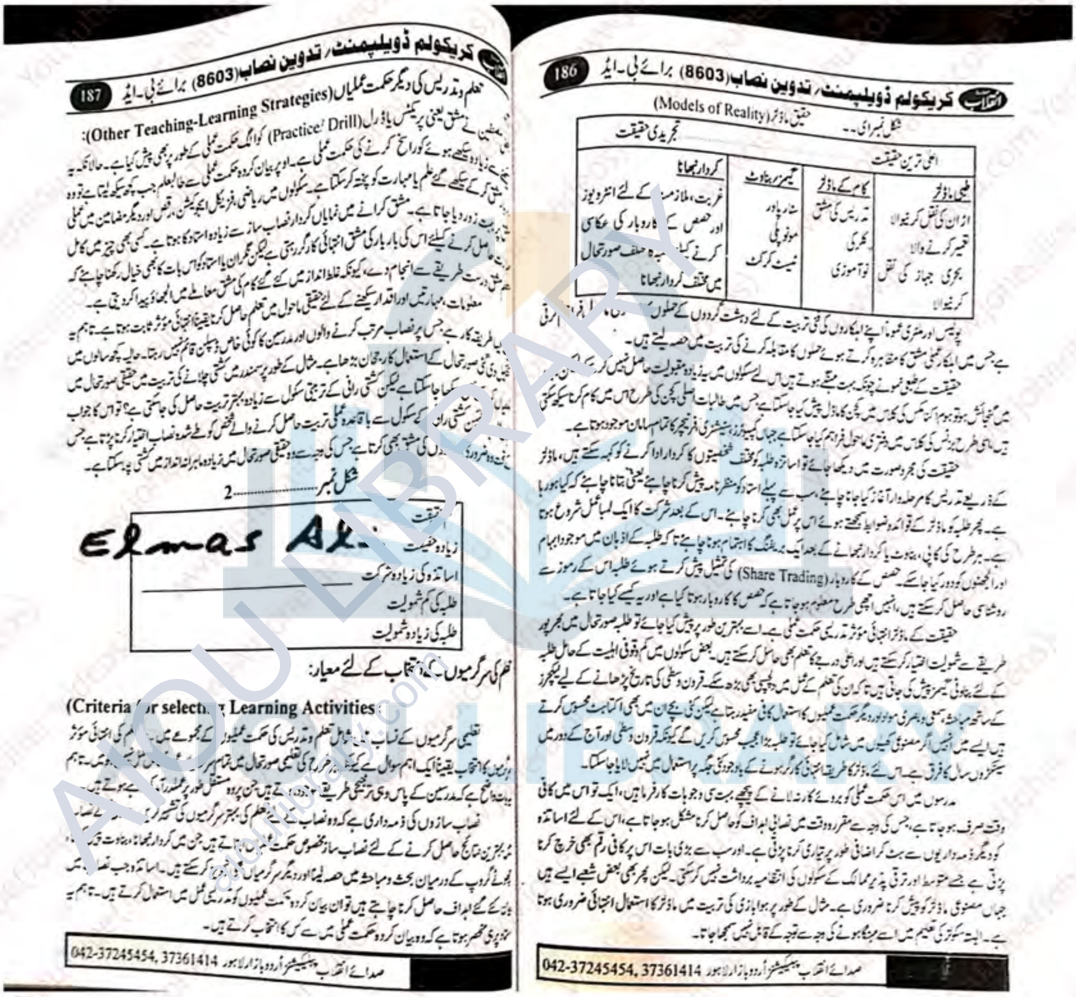

حقیقی ماڈلز (Models of Reality)

شکل نمبر ا۔۔

تجریدی حقیقت

اعلیٰ ترین حقیقت			
طبعی ماڈلز	کام کے ماڈلز	گیمز / بناوٹ	کردار نبھانا
اڑان کی نقل کرنیوالا تعمیر کرنے والا بحری جہاز کی نقل کرنیوالا	تدریس کی مشق ٹکری نوآموزی	شارٹ اور مونوپلی نیٹ کرکٹ	غربت، ملازمت کے لئے انٹرویوز اور حصص کے کاروبار کی عکاسی کرنے کیلئے مختلف صورتحال میں مختلف کردار نبھانا

تعلم و تدریس کی دیگر حکمت عملیاں (Other Teaching-Learning Strategies):

شکل نمبر 2

حقیقت
زیادہ حقیقت
اساتذہ کی زیادہ شرکت
طلبہ کی کم شمولیت
طلبہ کی زیادہ شمولیت

Elmas Ali

تعلم کی سرگرمیوں کے انتخاب کے لئے معیار:

(Criteria for selecting Learning Activities):

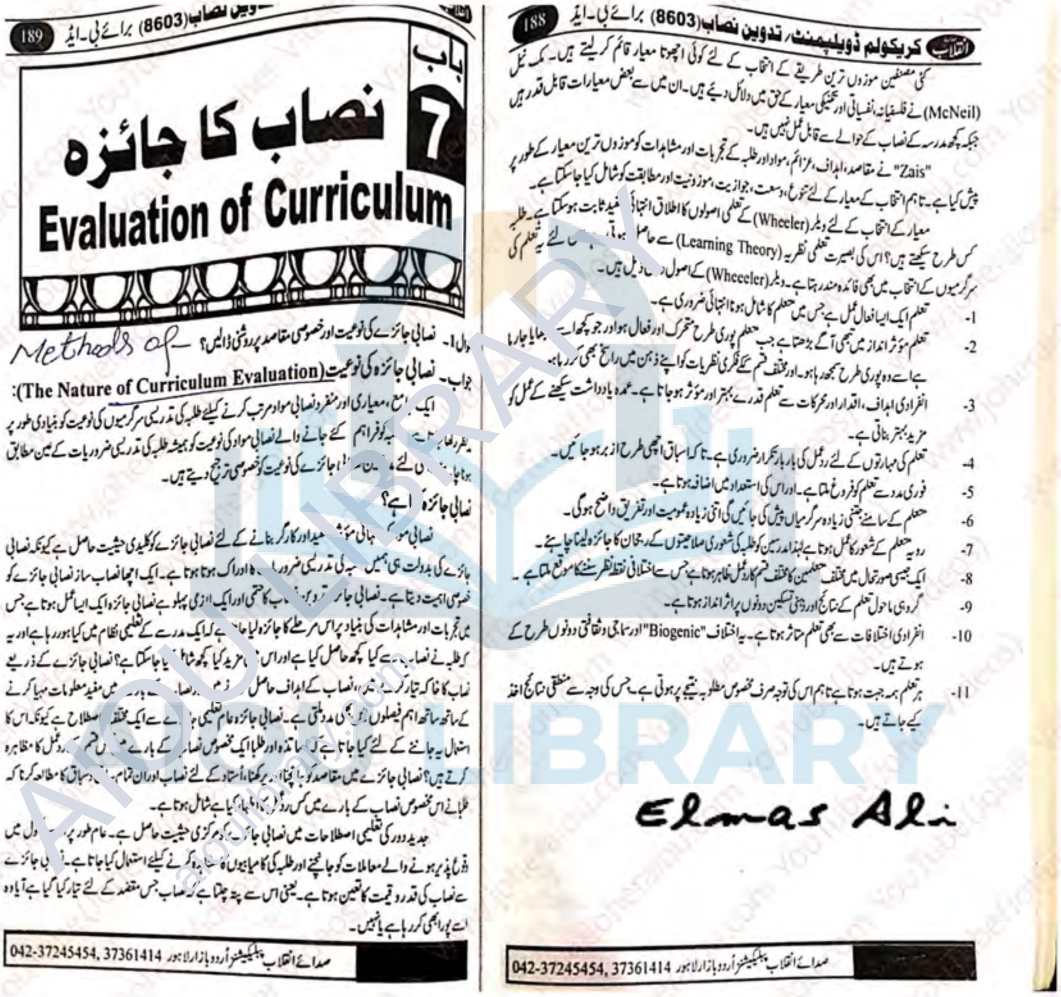

کئی مصنفین موزوں ترین طریقے کے انتخاب کے لئے کوئی اچھوتا معیار قائم کر لیتے ہیں۔ مک نیل (McNeil) نے فلسفیانہ، نفسیاتی اور تکنیکی معیار کے حق میں دلائل دیے ہیں۔ ان میں سے بعض معیارات قابل قدر ہیں جبکہ کچھ مدرسہ کے نصاب کے حوالے سے قابل عمل نہیں ہیں۔

"Zais" نے مقاصد، اہداف، عزائم، مواد اور طلبہ کے تجربات اور مشاہدات کو موزوں ترین معیار کے طور پر پیش کیا ہے۔ تاہم انتخاب کے معیار کے لئے تنوع، وسعت، جوازیت، موزونیت اور مطابقت کو شامل کیا جا سکتا ہے۔

معیار کے انتخاب کے لئے ویلر (Wheeler) کے تعلمی اصولوں کا اطلاق انتہائی مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ طلبہ کس طرح سیکھتے ہیں؟ اس کی بصیرت تعلمی نظریہ (Learning Theory) سے حاصل ہوتی ہے اس لئے یہ تعلم کی سرگرمیوں کے انتخاب میں بھی فائدہ مند رہتا ہے۔ ویلر (Wheeeler) کے اصول درج ذیل ہیں۔

1- تعلم ایک ایسا فعال عمل ہے جس میں متعلم کا شامل ہونا انتہائی ضروری ہے۔
2- تعلم مؤثر انداز میں تبھی آگے بڑھتا ہے جب متعلم پوری طرح متحرک اور فعال ہو اور جو کچھ اسے بتایا جا رہا ہے اسے وہ پوری طرح سمجھ رہا ہو۔ اور مختلف قسم کے فکری نظریات کو اپنے ذہن میں راسخ بھی کر رہا ہو۔
3- انفرادی اہداف، اقدار اور محرکات سے تعلم قدرے بہتر اور مؤثر ہو جاتا ہے۔ عمدہ یادداشت سیکھنے کے عمل کو مزید بہتر بناتی ہے۔
4- تعلم کی مہارتوں کے لئے ردعمل کی بار بار تکرار ضروری ہے۔ تاکہ اسباق اچھی طرح ازبر ہو جائیں۔
5- فوری مدد سے تعلم کو فروغ ملتا ہے۔ اور اس کی استعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔
6- متعلم کے سامنے جتنی زیادہ سرگرمیاں پیش کی جائیں گی اتنی زیادہ عمومیت اور تفریق واضح ہوگی۔
7- رویہ متعلم کے شعور کا عمل ہوتا ہے لہٰذا مدرسین کو طلبہ کی شعوری صلاحیتوں کے رجحان کا جائزہ لینا چاہیے۔
8- ایک جیسی صورتحال میں مختلف متعلمین کا مختلف قسم کا ردعمل ظاہر ہوتا ہے جس سے اختلافی نقطہ نظر سننے کا موقع ملتا ہے۔
9- گروہی ماحول تعلم کے نتائج اور ذہنی تسکین دونوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔
10- انفرادی اختلافات سے بھی تعلم متاثر ہوتا ہے۔ یہ اختلاف "Biogenic" اور سماجی و ثقافتی دونوں طرح کے ہوتے ہیں۔
11- ہر تعلم ہمہ جہت ہوتا ہے تاہم اس کی توجہ صرف مخصوص مطلوبہ نتیجے پر ہوتی ہے، جس کی وجہ سے منطقی نتائج اخذ کیے جاتے ہیں۔

Elmas Ali

باب 7 نصاب کا جائزہ
Evaluation of Curriculum

سوال 1۔ نصابی جائزے کی نوعیت اور خصوصی مقاصد پر روشنی ڈالیں؟ Methods of

جواب۔ نصابی جائزہ کی نوعیت (The Nature of Curriculum Evaluation):

ایک جامع، معیاری اور منفرد نصابی مواد مرتب کرنے کیلئے طلبہ کی تدریسی سرگرمیوں کی نوعیت کو بنیادی طور پر مد نظر رکھا جاتا ہے۔ طلبہ کو فراہم کئے جانے والے نصابی مواد کی نوعیت کو ہمیشہ طلبہ کی تدریسی ضروریات کے عین مطابق ہونا چاہئے اس لئے ماہرین نصابی جائزے کی نوعیت کو خصوصی ترجیح دیتے ہیں۔

نصابی جائزہ کیا ہے؟

نصابی مواد کو نہایت مؤثر، مفید اور کارگر بنانے کے لئے نصابی جائزے کو کلیدی حیثیت حاصل ہے کیونکہ نصابی جائزے کی بدولت ہی ہمیں طلبہ کی تدریسی ضروریات کا ادراک ہوتا ہوتا ہے۔ ایک اچھا نصاب ساز نصابی جائزے کو خصوصی اہمیت دیتا ہے۔ نصابی جائزہ تدوین نصاب کا حتمی اور ایک لازمی پہلو ہے نصابی جائزہ ایک ایسا عمل ہوتا ہے جس میں تجربات اور مشاہدات کی بنیاد پر اس مرحلے کا جائزہ لیا جاتا ہے کہ ایک مدرسے کے تعلیمی نظام میں کیا ہو رہا ہے اور یہ کہ طلبہ نے نصاب سے کیا کچھ حاصل کیا ہے اور اس میں مزید کیا کچھ شامل کیا جا سکتا ہے؟ نصابی جائزے کے ذریعے نصاب کا خاکہ تیار کرنے، نصاب کے اہداف حاصل کرنے، [illegible] نصاب کے بارے میں مفید معلومات مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ اہم فیصلوں میں بھی مدد ملتی ہے۔ نصابی جائزہ عام تعلیمی جائزے سے ایک مختلف اصطلاح ہے کیونکہ اس کا استعمال یہ جاننے کے لئے کیا جاتا ہے کہ اساتذہ اور طلبا ایک مخصوص نصاب کے بارے میں کس قسم کے ردعمل کا مظاہرہ کرتے ہیں؟ نصابی جائزے میں مقاصد کو جانچنا، پرکھنا، استاد کے لئے نصاب اور ان تمام سیاق و سباق کا مطالعہ کرنا کہ طلبا نے اس مخصوص نصاب کے بارے میں کس ردعمل کا اظہار کیا ہے شامل ہوتا ہے۔

جدید دور کی تعلیمی اصطلاحات میں نصابی جائزے کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ عام طور پر سکول میں وقوع پذیر ہونے والے معاملات کو جانچنے اور طلبہ کی کامیابیوں کا مشاہدہ کرنے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ نصابی جائزے سے نصاب کی قدر و قیمت کا تعین ہوتا ہے۔ یعنی اس سے پتہ چلتا ہے کہ نصاب جس مقصد کے لئے تیار کیا گیا ہے آیا وہ اسے پورا بھی کر رہا ہے یا نہیں۔

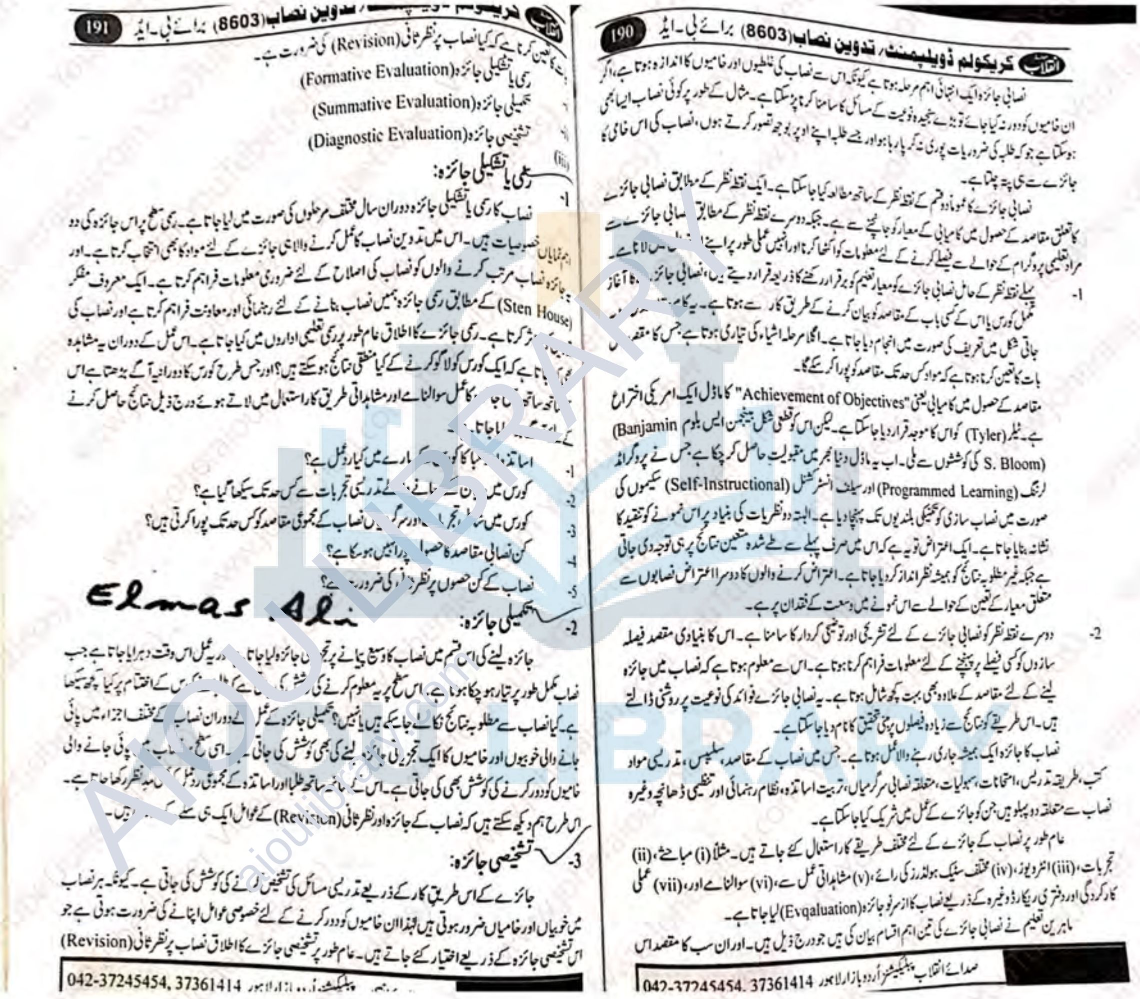

نصابی جائزہ ایک انتہائی اہم مرحلہ ہوتا ہے کیونکہ اس سے نصاب کی غلطیوں اور خامیوں کا اندازہ ہوتا ہے، اگر ان خامیوں کو دور نہ کیا جائے تو بڑے پیچیدہ نوعیت کے مسائل کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ مثال کے طور پر کوئی نصاب ایسا بھی ہو سکتا ہے جو کہ طلبہ کی ضروریات پوری نہ کر پا رہا ہو اور جسے طلبا اپنے اوپر بوجھ تصور کرتے ہوں، نصاب کی اس خامی کا جائزے سے ہی پتہ چلتا ہے۔

نصابی جائزے کا عموماً دو قسم کے نقطہ نظر کے ساتھ مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ ایک نقطہ نظر کے مطابق نصابی جائزے کا تعلق مقاصد کے حصول میں کامیابی کے معیار کو جانچنے سے ہے۔ جبکہ دوسرے نقطہ نظر کے مطابق نصابی جائزے سے مراد تعلیمی پروگرام کے حوالے سے فیصلے کرنے کے لئے معلومات کو اکٹھا کرنا اور انہیں عملی طور پر اپنے [illegible] لاتا ہے۔

1- پہلے نقطہ نظر کے حامل نصابی جائزے کو معیار تعلیم کو برقرار رکھنے کا ذریعہ قرار دیتے ہیں، نصابی جائزہ [illegible] آغاز مکمل کورس یا اس کے کسی باب کے مقاصد کو بیان کرنے کے طریق کار سے ہوتا ہے۔ یہ کام [illegible] جاتی شکل میں تعریف کی صورت میں انجام دیا جاتا ہے۔ اگلا مرحلہ اشیاء کی تیاری ہوتا ہے جس کا مقصد [illegible] بات کا تعین کرنا ہوتا ہے کہ مواد کس حد تک مقاصد کو پورا کر سکے گا۔

مقاصد کے حصول میں کامیابی یعنی "Achievement of Objectives" کا ماڈل ایک امریکی اختراع ہے۔ ٹیلر (Tyler) کو اس کا موجد قرار دیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کو قطعی شکل بینجمن ایس بلوم (Banjamin S. Bloom) کی کوششوں سے ملی۔ اب یہ ماڈل دنیا بھر میں مقبولیت حاصل کر چکا ہے جس نے پروگرامڈ لرننگ (Programmed Learning) اور سیلف انسٹرکشنل (Self-Instructional) سکیموں کی صورت میں نصاب سازی کو تکنیکی بلندیوں تک پہنچا دیا ہے۔ البتہ دو نظریات کی بنیاد پر اس نمونے کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ایک اعتراض تو یہ ہے کہ اس میں صرف پہلے سے طے شدہ متعین نتائج پر ہی توجہ دی جاتی ہے جبکہ غیر مطلوبہ نتائج کو ہمیشہ نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اعتراض کرنے والوں کا دوسرا اعتراض نصابوں سے متعلق معیار کے تعین کے حوالے سے اس نمونے میں وسعت کے فقدان پر ہے۔

2- دوسرے نقطہ نظر کو نصابی جائزے کے لئے تشریحی اور توضیحی کردار کا سامنا ہے۔ اس کا بنیادی مقصد فیصلہ سازوں کو کسی فیصلے پر پہنچنے کے لئے معلومات فراہم کرنا ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نصاب میں جائزہ لینے کے لئے مقاصد کے علاوہ بھی بہت کچھ شامل ہوتا ہے۔ یہ نصابی جائزے فوائد کی نوعیت پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اس طریقے کو نتائج سے زیادہ فیصلوں پر مبنی تحقیق کا نام دیا جا سکتا ہے۔

نصاب کا جائزہ ایک ہمیشہ جاری رہنے والا عمل ہوتا ہے۔ جس میں نصاب کے مقاصد، سلیبس، تدریسی مواد کتب، طریقہ تدریس، امتحانات، سہولیات، متعلقہ نصابی سرگرمیاں، تربیت اساتذہ، نظام رہنمائی اور تنظیمی ڈھانچہ وغیرہ نصاب سے متعلقہ وہ پہلو ہیں جن کو جائزے کے عمل میں شریک کیا جا سکتا ہے۔

عام طور پر نصاب کے جائزے کے لئے مختلف طریقے کار استعمال کئے جاتے ہیں۔ مثلاً (i) مباحثے، (ii) تجربات، (iii) انٹرویوز، (iv) مختلف سٹیک ہولڈرز کی رائے، (v) مشاہداتی عمل سے، (vi) سوالنامے اور، (vii) عملی کارکردگی اور دفتری ریکارڈ وغیرہ کے ذریعے نصاب کا از سر نو جائزہ (Evqaluation) لیا جاتا ہے۔

ماہرین تعلیم نے نصابی جائزے کی تین اہم اقسام بیان کی ہیں جو درج ذیل ہیں۔ اور ان سب کا مقصد اس بات کا تعین کرنا ہے کہ کیا نصاب پر نظر ثانی (Revision) کی ضرورت ہے۔

رسمی یا تشکیلی جائزہ (Formative Evaluation)
تکمیلی جائزہ (Summative Evaluation)
تشخیصی جائزہ (Diagnostic Evaluation)
(iii)

1- رسمی یا تشکیلی جائزہ:

نصاب کا رسمی یا تشکیلی جائزہ دوران سال مختلف مرحلوں کی صورت میں لیا جاتا ہے۔ رسمی سطح پر اس جائزہ کی دو اہم نمایاں خصوصیات ہیں۔ اس میں تدوین نصاب کا عمل کرنے والا ہی جائزے کے لئے مواد کا بھی انتخاب کرتا ہے۔ اور جائزہ نصاب مرتب کرنے والوں کو نصاب کی اصلاح کے لئے ضروری معلومات فراہم کرتا ہے۔ ایک معروف مفکر (Sten House) کے مطابق رسمی جائزہ ہمیں نصاب بنانے کے لئے رہنمائی اور معاونت فراہم کرتا ہے اور نصاب کی [illegible] کرتا ہے۔ رسمی جائزے کا اطلاق عام طور پر رسمی تعلیمی اداروں میں کیا جاتا ہے۔ اس عمل کے دوران یہ مشاہدہ [illegible] جاتا ہے کہ ایک کورس کو لاگو کرنے کے کیا منطقی نتائج ہو سکتے ہیں؟ اور جس طرح کورس کا دورانیہ آگے بڑھتا ہے اس کے ساتھ ساتھ [illegible] کا عمل سوالنامے اور مشاہداتی طریق کار استعمال میں لاتے ہوئے درج ذیل نتائج حاصل کرنے کے [illegible] جاتا ہے۔

1- اساتذہ و طلبا کا کورس کے بارے میں کیا ردعمل ہے؟
2- کورس میں [illegible] جانے والے تدریسی تجربات سے کس حد تک سیکھا گیا ہے؟
3- کورس میں شامل تجربات اور سرگرمیاں نصاب کے مجموعی مقاصد کو کس حد تک پورا کرتی ہیں؟
4- کن نصابی مقاصد کا حصول پورا نہیں ہو سکا ہے؟
5- نصاب کے کن حصوں پر نظر ثانی کی ضرورت ہے؟

Elmas Ali

2- تکمیلی جائزہ:

جائزہ لینے کی اس قسم میں نصاب کا وسیع پیمانے پر تجزیاتی جائزہ لیا جاتا ہے اور یہ عمل اس وقت دہرایا جاتا ہے جب نصاب مکمل طور پر تیار ہو چکا ہوتا ہے۔ اس سطح پر یہ معلوم کرنے کی کوشش [illegible] کہ طلبا نے کورس کے اختتام پر کیا کچھ سیکھا ہے۔ کیا نصاب سے مطلوبہ نتائج نکالے جا سکے ہیں یا نہیں؟ تکمیلی جائزہ کے عمل کے دوران نصاب کے مختلف اجزاء میں پائی جانے والی خوبیوں اور خامیوں کا ایک تجزیاتی جائزہ لینے کی بھی کوشش کی جاتی ہے۔ اسی سطح پر نصاب میں پائی جانے والی خامیوں کو دور کرنے کی کوشش بھی کی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ طلبا اور اساتذہ کے مجموعی ردعمل کو بھی مد نظر رکھا جاتا ہے۔

اس طرح ہم دیکھ سکتے ہیں کہ نصاب کے جائزہ اور نظر ثانی (Revision) کے عوامل ایک ہی سکے کے [illegible] ہیں۔

3- تشخیصی جائزہ:

جائزے کے اس طریق کار کے ذریعے تدریسی مسائل کی تشخیص کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کیونکہ ہر نصاب میں خوبیاں اور خامیاں ضرور ہوتی ہیں لہٰذا ان خامیوں کو دور کرنے کے لئے خصوصی عوامل اپنانے کی ضرورت ہوتی ہے جو اس تشخیصی جائزہ کے ذریعے اختیار کئے جاتے ہیں۔ عام طور پر تشخیصی جائزے کا اطلاق نصاب پر نظر ثانی (Revision)

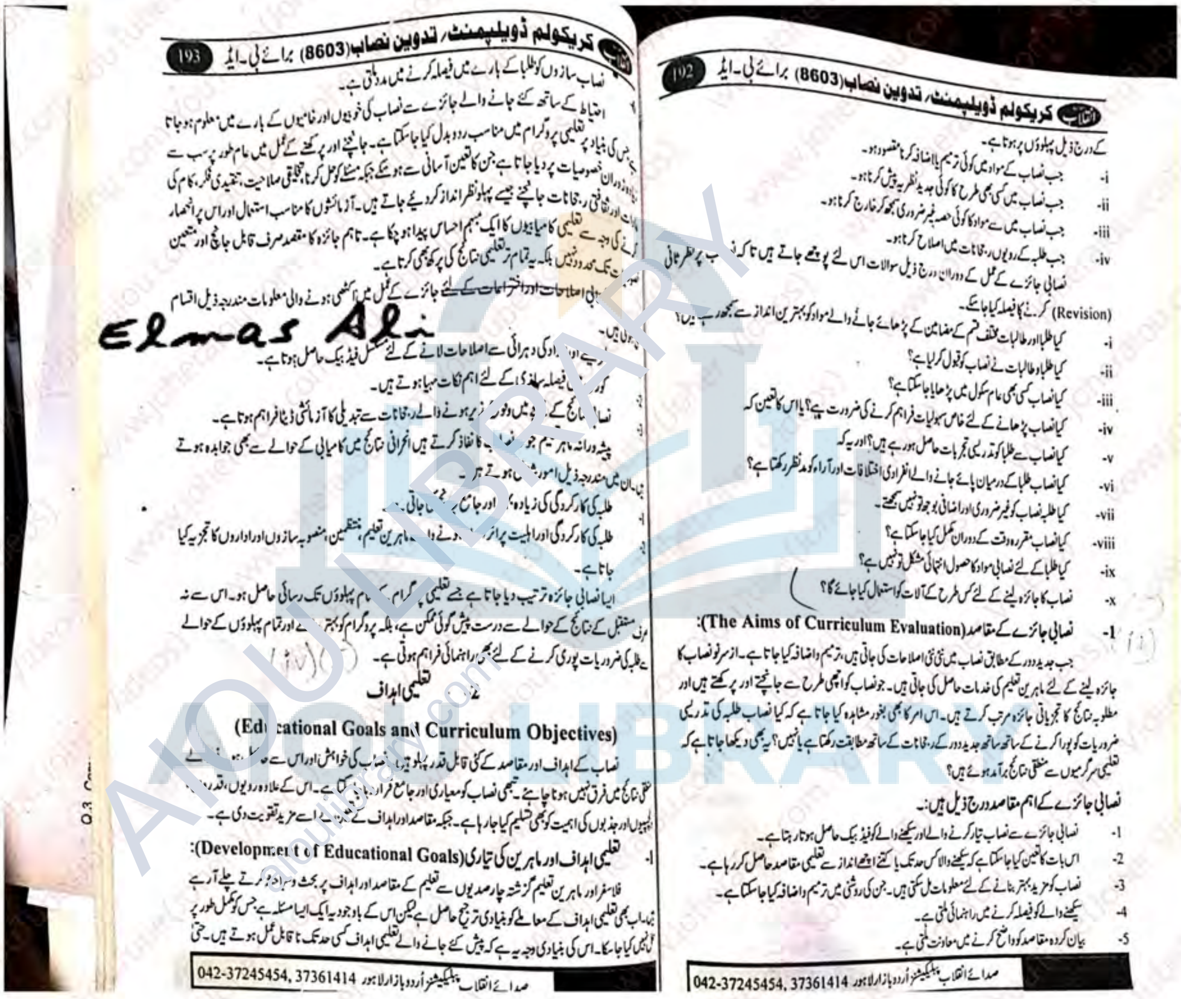

کریکولم ڈویلپمنٹ، تدوین نصاب (8603) برائے بی۔ایڈ 192

کے درج ذیل پہلوؤں پر ہوتا ہے۔

i- جب نصاب کے مواد میں کوئی ترمیم یا اضافہ کرنا مقصود ہو۔
ii- جب نصاب میں کسی بھی طرح کا کوئی جدید نظریہ پیش کرنا ہو۔
iii- جب نصاب میں سے مواد کا کوئی حصہ غیر ضروری سمجھ کر خارج کرنا ہو۔
iv- جب طلبہ کے رویوں، رجحانات میں اصلاح کرنا ہو۔

نصابی جائزے کے عمل کے دوران درج ذیل سوالات اس لئے پوچھے جاتے ہیں تاکہ نصاب پر نظر ثانی (Revision) کرنے کا فیصلہ کیا جا سکے۔

i- کیا طلبا اور طالبات مختلف قسم کے مضامین کے پڑھائے جانے والے مواد کو بہترین انداز سے سمجھ رہے ہیں؟
ii- کیا طلبا و طالبات نے نصاب کو قبول کر لیا ہے؟
iii- کیا نصاب کسی بھی عام سکول میں پڑھایا جا سکتا ہے؟
iv- کیا نصاب پڑھانے کے لئے خاص سہولیات فراہم کرنے کی ضرورت ہے؟ یا اس کا تعین کہ
v- کیا نصاب سے طلبا کو تدریسی تجربات حاصل ہو رہے ہیں؟ اور یہ کہ
vi- کیا نصاب طلبا کے درمیان پائے جانے والے انفرادی اختلافات اور آراء کو مدنظر رکھتا ہے؟
vii- کیا طلبہ نصاب کو غیر ضروری اور اضافی بوجھ تو نہیں سمجھتے۔
viii- کیا نصاب مقررہ وقت کے دوران مکمل کیا جا سکتا ہے؟
ix- کیا طلبا کے لئے نصابی مواد کا حصول انتہائی مشکل تو نہیں ہے؟
x- نصاب کا جائزہ لینے کے لئے کس طرح کے آلات کو استعمال کیا جائے گا؟

1- نصابی جائزے کے مقاصد (The Aims of Curriculum Evaluation):

جب جدید دور کے مطابق نصاب میں نئی نئی اصلاحات کی جاتی ہیں، ترمیم و اضافہ کیا جاتا ہے۔ از سر نو نصاب کا جائزہ لینے کے لئے ماہرین تعلیم کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ جو نصاب کو اچھی طرح سے جانچتے اور پرکھتے ہیں اور مطلوبہ نتائج کا تجزیاتی جائزہ مرتب کرتے ہیں۔ اس امر کا بھی بغور مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ کیا نصاب طلبہ کی تدریسی ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ جدید دور کے رجحانات کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے یا نہیں؟ یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ تعلیمی سرگرمیوں سے منسلق نتائج برآمد ہوئے ہیں؟

نصابی جائزے کے اہم مقاصد درج ذیل ہیں:۔

1- نصابی جائزے سے نصاب تیار کرنے والے اور سیکھنے والے کو فیڈ بیک حاصل ہوتا رہتا ہے۔
2- اس بات کا تعین کیا جا سکتا ہے کہ سیکھنے والا کس حد تک یا کتنے اچھے انداز سے تعلیمی مقاصد حاصل کر رہا ہے۔
3- نصاب کو مزید بہتر بنانے کے لئے معلومات مل سکتی ہیں۔ جن کی روشنی میں ترمیم و اضافہ کیا جا سکتا ہے۔
4- سیکھنے والے کو فیصلہ کرنے میں راہنمائی ملتی ہے۔
5- بیان کردہ مقاصد کو واضح کرنے میں معاونت ملتی ہے۔

صدائے انقلاب پبلیکیشنز اُردو بازار لاہور 042-37245454, 37361414

کریکولم ڈویلپمنٹ، تدوین نصاب (8603) برائے بی۔ایڈ 193

نصاب سازوں کو طلبا کے بارے میں فیصلہ کرنے میں مدد ملتی ہے۔

احتیاط کے ساتھ کئے جانے والے جائزے سے نصاب کی خوبیوں اور خامیوں کے بارے میں معلوم ہو جاتا جس کی بنیاد پر تعلیمی پروگرام میں مناسب رد و بدل کیا جا سکتا ہے۔ جانچنے اور پرکھنے کے عمل میں عام طور پر سب سے دوران خصوصیات پر دیا جاتا ہے جن کا تعین آسانی سے ہو سکے جبکہ مسئلے کو حل کرنا، تخلیقی صلاحیت، تنقیدی فکر، کام کی ات اور ثقافتی رجحانات جانچنے جیسے پہلو نظر انداز کر دیے جاتے ہیں۔ آزمائشوں کا مناسب استعمال اور اس پر انحصار رنے کی وجہ سے تعلیمی کامیابیوں کا ایک مبہم احساس پیدا ہو چکا ہے۔ تاہم جائزہ کا مقصد صرف قابل جانچ اور متعین ت تک محدود نہیں بلکہ یہ تمام تر تعلیمی نتائج کی پرکھ بھی کرتا ہے۔

ابی ~~اصلاحات اور اخراجات کے لئے~~ جائزے کے عمل میں اکٹھی ہونے والی معلومات مندرجہ ذیل اقسام

Elmas Ali

وتی ہیں۔

ریے اور اد کی دہرائی سے اصلاحات لانے کے لئے مسلسل فیڈ بیک حاصل ہوتا ہے۔

کورس فیصلہ سازی کے لئے اہم نکات مہیا ہوتے ہیں۔

نصاب نتائج کے میں وقوع پذیر ہونے والے رجحانات سے تبدیلی کا آزمائشی ڈیٹا فراہم ہوتا ہے۔

پیشہ ورانہ ماہر ٹیم جو نصاب کا نفاذ کرتے ہیں اخراجی نتائج میں کامیابی کے حوالے سے بھی جوابدہ ہوتے ہیں۔ ان میں مندرجہ ذیل امور شامل ہوتے ہیں۔

طلبہ کی کارکردگی کی زیادہ اور جامع جاتی ہے۔

طلبہ کی کارکردگی اور اہلیت پر اثر انداز ہونے والے ماہرین تعلیم، منتظمین، منصوبہ سازوں اور اداروں کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔

ایسا نصابی جائزہ ترتیب دیا جاتا ہے جسے تعلیمی پروگرام کے تمام پہلوؤں تک رسائی حاصل ہو۔ اس سے نہ رف مستقبل کے نتائج کے حوالے سے درست پیش گوئی ممکن ہے، بلکہ پروگرام کو بہتر اور تمام پہلوؤں کے حوالے سے طلبہ کی ضروریات پوری کرنے کے لئے بھی راہنمائی فراہم ہوتی ہے۔ (iv)

2- تعلیمی اہداف
(Educational Goals and Curriculum Objectives)

نصاب کے اہداف اور مقاصد کے کئی قابل قدر پہلو ہیں۔ نصاب کی خواہش اور اس سے حاصل ہونے والے متعلق نتائج میں فرق نہیں ہونا چاہئے۔ تبھی نصاب کو معیاری اور جامع قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ رویوں، قدروں، دلچسپیوں اور جذبوں کی اہمیت کو بھی تسلیم کیا جا رہا ہے۔ جبکہ مقاصد اور اہداف کے تعین نے اسے مزید تقویت دی ہے۔

1- تعلیمی اہداف اور ماہرین کی تیاری (Development of Educational Goals):

فلاسفر اور ماہرین تعلیم گزشتہ چار صدیوں سے تعلیم کے مقاصد اور اہداف پر بحث و مباحثہ کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اب بھی تعلیمی اہداف کے معاملے کو بنیادی ترجیح حاصل ہے لیکن اس کے باوجود یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کو مکمل طور پر حل نہیں کیا جا سکا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ پیش کئے جانے والے تعلیمی اہداف کسی حد تک ناقابل عمل ہوتے ہیں۔ حتیٰ

صدائے انقلاب پبلیکیشنز اُردو بازار لاہور 042-37245454, 37361414

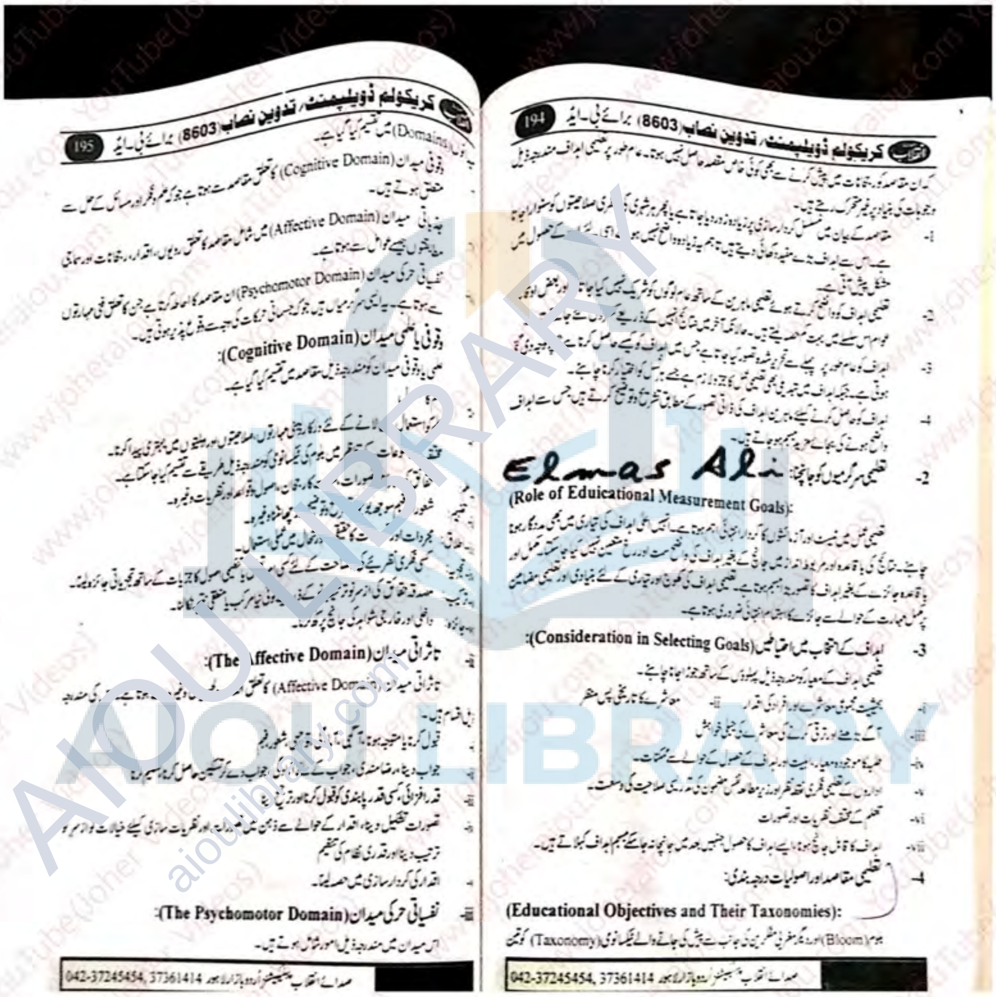

کہ ان مقاصد کو، بیانات میں پیش کرنے سے بھی کوئی خاص مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ عام طور پر تعلیمی اہداف مندرجہ ذیل وجوہات کی بنیاد پر غیر متحرک رہتے ہیں۔

1- مقاصد کے بیان میں تسلسل کردار سازی پر زیادہ زور دیا جاتا ہے یا پھر ہر شہری کی فطری صلاحیتوں کو سنوارا جاتا ہے جو زیادہ واضح نہیں ہوتا۔ لہٰذا ان کے حصول میں مشکل پیش آتی ہے۔ اس سے اہداف بڑے مبہم دکھائی دیتے ہیں۔

2- تعلیمی اہداف کو واضح کرتے ہوئے تعلیمی ماہرین کے ساتھ عام لوگوں کو شریک نہیں کیا جاتا اور بعض اوقات عوام اس سلسلے میں بہت کم حصہ لیتے ہیں۔ علاوہ ازیں نتائج انہیں کے ذریعے [illegible] جاتے ہیں۔

3- اہداف کو عام طور پر پہلے سے تحریر شدہ تصور کیا جاتا ہے جس میں اہداف کو کیسے حاصل کرنا ہے [illegible] ہوتی ہے۔ جبکہ اہداف میں تبدیلی بھی تعلیمی عمل کا لازم ہے جسے ہر سطح کو اختیار کرنا چاہیے۔

4- اہداف کو حاصل کرنے کیلئے ماہرین اہداف کی ذاتی تصور کے مطابق تشریح و توضیح کرتے ہیں جس سے اہداف واضح ہونے کی بجائے مزید مبہم ہو جاتے ہیں۔

-2 تعلیمی سرگرمیوں کو جانچنا: Elmas Ali

(Role of Eduicational Measurement Goals):

تعلیمی عمل میں ٹیسٹ اور آزمائشوں کا کردار انتہائی اہم ہوتا ہے۔ انہیں اعلیٰ اہداف کی تیاری میں بھی مددگار ہونا چاہیے۔ نتائج کی باقاعدہ اور مربوط انداز میں جانچ کے بغیر اہداف کی واضح سمت اور رخ متعین نہیں کیا جا سکتا۔ مکمل اور باقاعدہ جائزے کے بغیر اہداف کا تصور مبہم ہوتا ہے۔ تعلیمی اہداف کی کھوج اور تیاری کے لیے بنیادی اور تعلیمی مضامین پر مکمل مہارت کے حوالے سے جائزے کا اہتمام انتہائی ضروری ہوتا ہے۔

-3 اہداف کے انتخاب میں احتیاطیں (Consideration in Selecting Goals):

تعلیمی اہداف کے معیار کو مندرجہ ذیل پہلوؤں کے ساتھ جوڑا جانا چاہیے۔

i- بحیثیت مجموعی معاشرے اور افرادی اقدار   ii- معاشرے کا تاریخی پس منظر
iii- آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کی معاشرے کی جبلی خواہش
iv- طلبہ کا موجودہ معیار، اہمیت اور اہداف کے حصول کے حوالے سے ممکنات۔
v- اداروں کے تعلیمی فکری نقطہ نظر اور زیر مطالعہ کسی مضمون کی تدریسی صلاحیت کی وسعت۔
vi- تعلم کے مختلف نظریات اور تصورات
vii- اہداف کا قابل جانچ ہونا، ایسے اہداف کا حصول جنہیں بعد میں جانچا نہ جا سکے مبہم اہداف کہلاتے ہیں۔

-4 تعلیمی مقاصد اور اصولیات درجہ بندی:

(Educational Objectives and Their Taxonomies):

بلوم (Bloom) اور دیگر مغربی مفکرین کی جانب سے پیش کی جانے والی ٹیکسانومی (Taxonomy) کو تین

حصوں (Domains) میں تقسیم کیا گیا ہے۔

i- وقوفی میدان (Cognitive Domain) کا تعلق مقاصد سے ہوتا ہے جو کہ علم، فکر اور مسائل کے حل سے متعلق ہوتے ہیں۔

ii- جذباتی میدان (Affective Domain) میں شامل مقاصد کا تعلق رویوں، اقدار، رجحانات اور سماجی میلانوں جیسے عوامل سے ہوتا ہے۔

iii- نفسیاتی حرکی میدان (Psychomotor Domain) ان مقاصد کا احاطہ کرتا ہے جن کا تعلق فنی مہارتوں سے ہوتا ہے۔ یہ ایسی سرگرمیاں ہیں جو کہ جسمانی حرکات کی وجہ سے وقوع پذیر ہوتی ہیں۔

وقوفی یا علمی میدان (Cognitive Domain):

علمی یا وقوفی میدان کو مندرجہ ذیل مقاصد میں تقسیم کیا گیا ہے۔

[illegible] کو استعمال [illegible] لانے کے لیے درکار ذہنی مہارتوں، صلاحیتوں اور ہیئتوں میں بہتری پیدا کرنا۔

مختلف [illegible] کے تناظر میں بلوم کی ٹیکسانومی کو مندرجہ ذیل طریقے سے تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

i- علم: حقائق، [illegible] تصورات، [illegible] رجحانات، اصول، قواعد اور نظریات وغیرہ۔
ii- تفہیم: شعور، فہم، سوجھ بوجھ، [illegible] وغیرہ۔
iii- اطلاق: مجردات اور [illegible] کا حقیقی [illegible] صورتحال میں عملی استعمال۔
iv- تجزیہ: کسی فکری نظریے کی وضاحت کے لیے کسی [illegible] یا کسی اصول کا جزئیات کے ساتھ تجزیاتی جائزہ لینا۔
v- ترکیب: منتشر حقائق کی از سر نو ترتیب [illegible] مرکب یا منطقی نتیجہ نکالنا۔
vi- جائزہ: داخلی اور خارجی شواہد کی جانچ پڑتال کرنا۔

ii- تاثراتی میدان (The Affective Domain):

تاثراتی میدان (Affective Domain) کا تعلق [illegible] ہوتا ہے [illegible] کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں۔

i- قبول کرنا یا متوجہ ہونا: آگہی، آمادگی، توجہ، شعور و فہم
ii- جواب دینا: رضامندی، جواب کے لئے آمادگی، جواب دے کر تسکین حاصل کرنا، تسلیم کرنا
iii- قدر افزائی: کسی قدر یا پابندی کو قبول کرنا اور ترجیح دینا
iv- تصورات تشکیل دینا: اقدار کے حوالے سے ذہن میں تصورات اور نظریات سازی کیلئے خیالات کو ترتیب دینا اور قدری نظام کی تنظیم
v- اقداری کردار سازی میں حصہ لینا۔

iii- نفسیاتی حرکی میدان (The Psychomotor Domain):

اس میدان میں مندرجہ ذیل امور شامل ہوتے ہیں۔

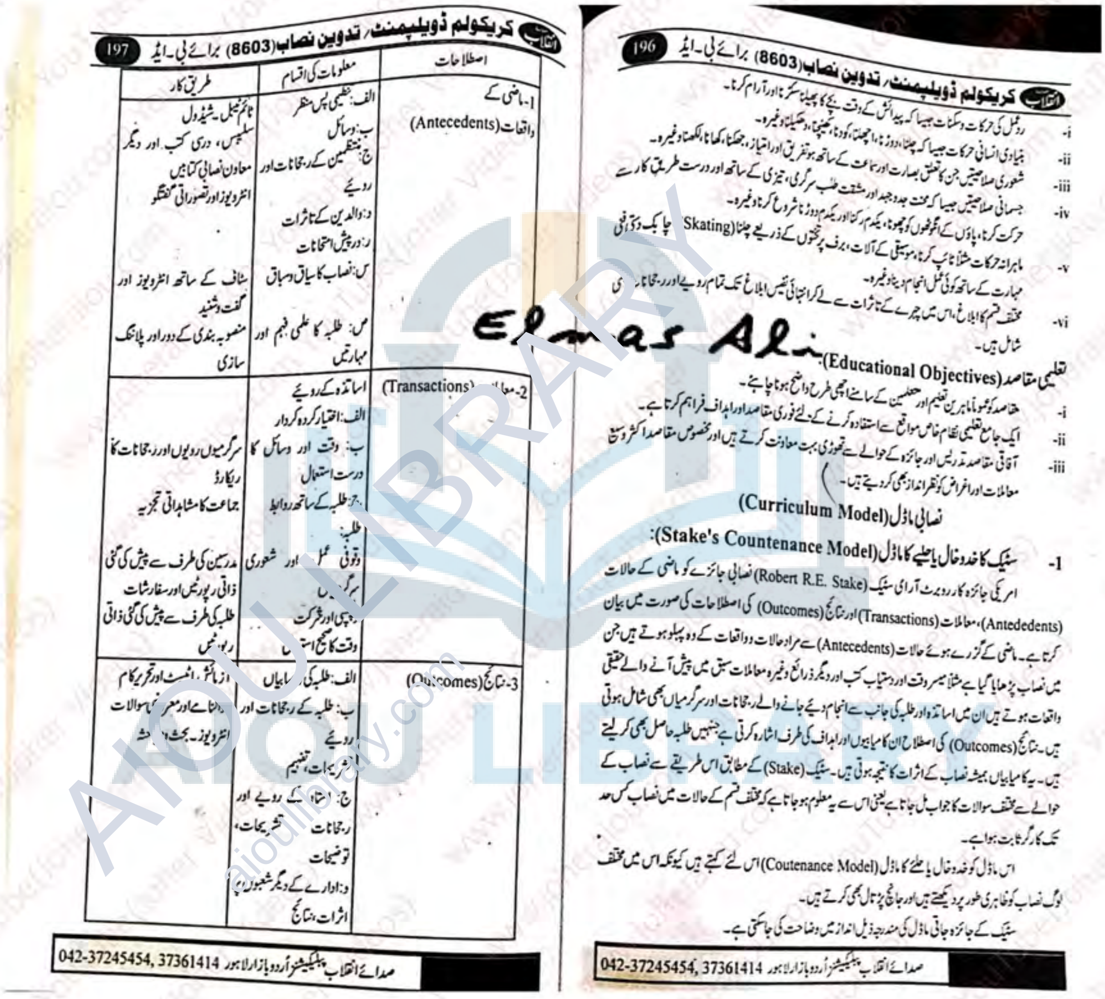

-i ردعمل کی حرکات وسکنات جیسا کہ پیدائش کے وقت بچے کا پھیلنا سکڑنا اور آرام کرنا۔

-ii بنیادی انسانی حرکات جیسا کہ چلنا، دوڑنا، اچھلنا، کودنا، کھینچنا، دھکیلنا وغیرہ۔

-iii شعوری صلاحیتیں جن کا تعلق بصارت اور سماعت کے ساتھ ہو تفریق اور امتیاز، جھکنا، کھانا، لکھنا وغیرہ۔

-iv جسمانی صلاحیتیں جیسا کہ محنت جدوجہد اور مشقت طلب سرگرمی، تیزی کے ساتھ اور درست طریق کار سے حرکت کرنا، پاؤں کے انگوٹھوں کو چھونا، یکدم رکنا اور یکدم دوڑنا شروع کرنا وغیرہ۔

-v ماہرانہ حرکات مثلاً ٹائپ کرنا، موسیقی کے آلات، برف پر تختوں کے ذریعے چلنا(Skating) چابک دستی فنی مہارت کے ساتھ کوئی عمل انجام دینا وغیرہ۔

-vi مختلف قسم کا ابلاغ، اس میں چہرے کے تاثرات سے لے کر انتہائی نفیس ابلاغ تک تمام رویے اور رجحانات [illegible] شامل ہیں۔

Elmas Ali

تعلیمی مقاصد(Educational Objectives):

-i مقاصد کو عموماً ماہرین تعلیم اور معلمین کے سامنے اچھی طرح واضح ہونا چاہیے۔

-ii ایک جامع تعلیمی نظام خاص مواقع سے استفادہ کرنے کے لئے فوری مقاصد اور اہداف فراہم کرتا ہے۔

-iii آفاقی مقاصد تدریس اور جائزہ کے حوالے سے تھوڑی بہت معاونت کرتے ہیں اور مخصوص مقاصد اکثر وسیع معاملات اور اغراض کو نظرانداز بھی کر دیتے ہیں۔

نصابی ماڈل(Curriculum Model)

-1 سٹیک کا خدوخال یا حلیے کا ماڈل(Stake's Countenance Model):

امریکی جائزہ کار رابرٹ آر ای سٹیک (Robert R.E. Stake) نصابی جائزے کو ماضی کے حالات (Antededents)، معاملات (Transactions) اور نتائج (Outcomes) کی اصطلاحات کی صورت میں بیان کرتا ہے۔ ماضی کے گزرے ہوئے حالات (Antecedents) سے مراد حالات وواقعات کے وہ پہلو ہوتے ہیں جن میں نصاب پڑھایا گیا ہے مثلاً میسر وقت اور دستیاب کتب اور دیگر ذرائع وغیرہ معاملات سبق میں پیش آنے والے حقیقی واقعات ہوتے ہیں ان میں اساتذہ اور طلبہ کی جانب سے انجام دیے جانے والے رجحانات اور سرگرمیاں بھی شامل ہوتی ہیں۔ نتائج (Outcomes) کی اصطلاح ان کامیابیوں اور اہداف کی طرف اشارہ کرتی ہے جنہیں طلبہ حاصل بھی کر لیتے ہیں۔ یہ کامیابیاں ہمیشہ نصاب کے اثرات کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ سٹیک (Stake) کے مطابق اس طریقے سے نصاب کے حوالے سے مختلف سوالات کا جواب مل جاتا ہے یعنی اس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ مختلف قسم کے حالات میں نصاب کس حد تک کارگر ثابت ہوا ہے۔

اس ماڈل کو خدوخال یا حلیے کا ماڈل (Coutenance Model) اس لئے کہتے ہیں کیونکہ اس میں مختلف لوگ نصاب کو ظاہری طور پر دیکھتے ہیں اور جانچ پڑتال بھی کرتے ہیں۔

سٹیک کے جائزہ جاتی ماڈل کی مندرجہ ذیل انداز میں وضاحت کی جا سکتی ہے۔

اصطلاحات	معلومات کی اقسام	طریق کار
1۔ماضی کے واقعات(Antecedents)	الف: تعلیمی پس منظر ب: وسائل ج: منتظمین کے رجحانات اور رویے د: والدین کے تاثرات ر: درپیش امتحانات س: نصاب کا سیاق وسباق ص: طلبہ کا علمی فہم اور مہارتیں	ٹائم ٹیبل۔شیڈول سلیبس، درسی کتب اور دیگر معاون نصابی کتابیں انٹرویوز اور تصوراتی گفتگو سٹاف کے ساتھ انٹرویوز اور گفت وشنید منصوبہ بندی کے دور اور پلاننگ سازی
2۔معاملات (Transactions)	اساتذہ کے رویے الف: اختیار کردہ کردار ب: وقت اور وسائل کا درست استعمال ج: طلبہ کے ساتھ روابط طلبہ: وقوفی عمل اور شعوری سرگرمیاں دلچسپی اور شرکت وقت کا صحیح استعمال	سرگرمیوں رویوں اور رجحانات کا ریکارڈ جماعت کا مشاہداتی تجزیہ مدرسین کی طرف سے پیش کی گئی ذاتی رپورٹس اور سفارشات طلبہ کی طرف سے پیش کی گئی ذاتی رپورٹس
3۔نتائج(Outcomes)	الف: طلبہ کی کامیابیاں ب: طلبہ کے رجحانات اور رویے تشریحات، تفہیم ج: اساتذہ کے رویے اور رجحانات تشریحات، توضیحات و: ادارے کے دیگر شعبوں پر اثرات، نتائج	آزمائش، ٹیسٹ اور تحریری کام سوالنامے اور معروضی سوالات انٹرویوز۔ بحث ومباحثہ

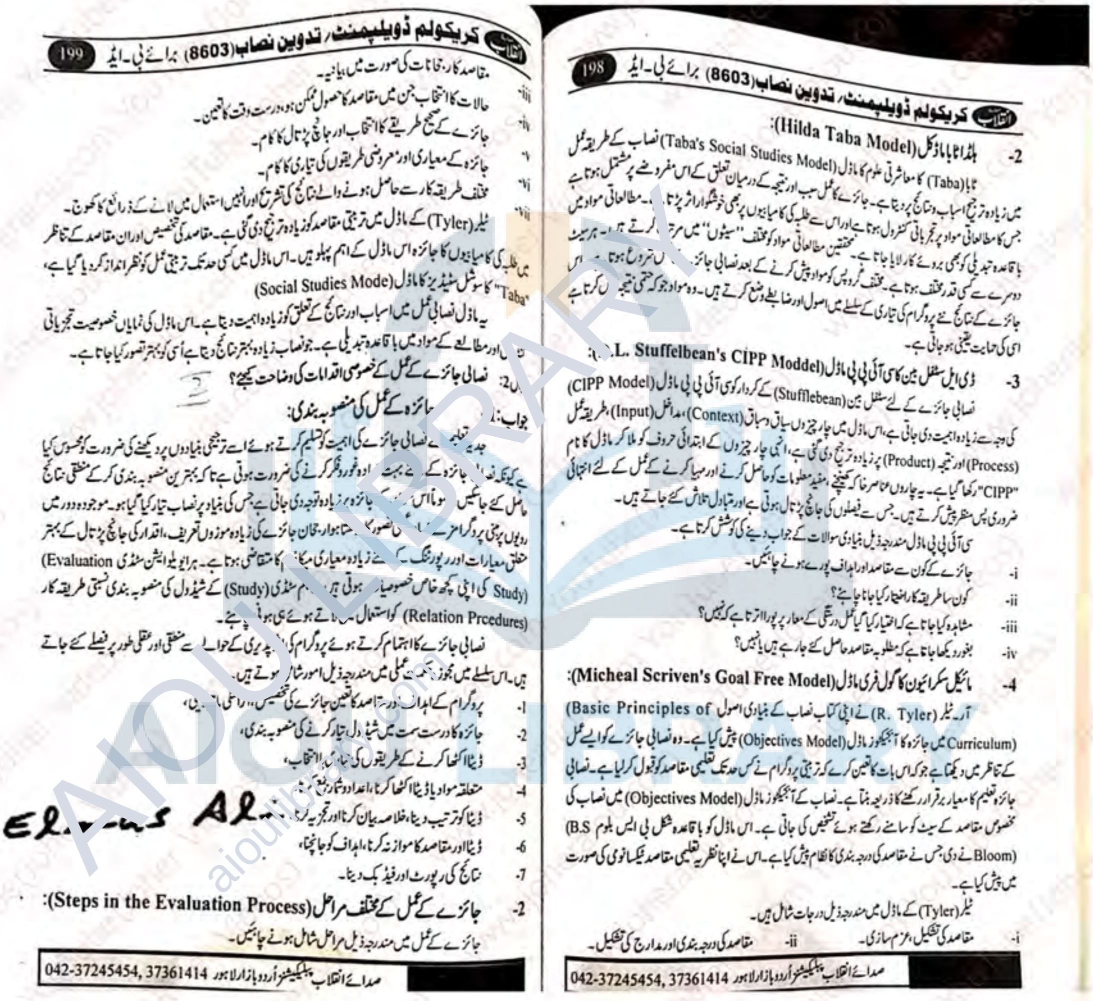

-2 ہلڈا ٹابا ماڈل (Hilda Taba Model):

نصاب کے طریقہ عمل (Taba's Social Studies Model) ٹابا(Taba) کا معاشرتی علوم کا ماڈل تعلق کے اس مفروضے پر مشتمل ہوتا ہے میں زیادہ ترجیح اسباب ونتائج پر دیتا ہے۔ جائزے کا عمل جب اور نتیجہ کے درمیان جس کا مطالعاتی مواد پر تجرباتی کنٹرول ہوتا ہے اور اس سے طلبہ کی کامیابیوں پر بھی خوشگوار اثر پڑتا ہے۔ مطالعاتی مواد میں باقاعدہ تبدیلی کو بھی بروئے کار لایا جاتا ہے۔ محققین مطالعاتی مواد کو مختلف "سیٹوں" میں مرتب کرتے ہیں۔ ہر سیٹ دوسرے سے کسی قدر مختلف ہوتا ہے۔ مختلف گروپس کو مواد پیش کرنے کے بعد نصابی جائزہ [illegible] شروع ہوتا ہے۔ اس جائزے کے نتائج نئے پروگرام کی تیاری کے سلسلے میں اصول اور ضابطے وضع کرتے ہیں۔ وہ مواد جو کہ حتمی نتیجہ [illegible] کرتا ہے اسی کی حمایت یقینی ہو جاتی ہے۔

-3 ڈی ایل سٹفل بین کا سی آئی پی پی ماڈل ([D].L. Stuffelbean's CIPP Moddel):

نصابی جائزے کے لیے سٹفل بین (Stufflebean) کے کردار کو سی آئی پی پی ماڈل (CIPP Model) کی وجہ سے زیادہ اہمیت دی جاتی ہے، اس ماڈل میں چار چیزوں سیاق وسباق (Context)، مداخل (Input)، طریقہ عمل (Process) اور نتیجہ (Product) پر زیادہ ترجیح دی گئی ہے، انہی چار چیزوں کے ابتدائی حروف کو ملا کر ماڈل کا نام "CIPP" رکھا گیا ہے۔ یہ چاروں عناصر خاکہ کھینچنے، مفید معلومات کو حاصل کرنے اور مہیا کرنے کے عمل کے لئے انتہائی ضروری پس منظر پیش کرتے ہیں۔ جس سے فیصلوں کی جانچ پڑتال ہوتی ہے اور متبادل تلاش کئے جاتے ہیں۔

سی آئی پی پی ماڈل مندرجہ ذیل بنیادی سوالات کے جواب دینے کی کوشش کرتا ہے۔

- -i جائزے کے کون سے مقاصد اور اہداف پورے ہونے چاہئیں۔
- -ii کون سا طریقہ کار اختیار کیا جانا چاہئے؟
- -iii مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ اختیار کیا گیا عمل درستگی کے معیار پر پورا اترتا ہے کہ نہیں؟
- -iv بغور دیکھا جاتا ہے کہ مطلوبہ مقاصد حاصل کئے جا رہے ہیں یا نہیں؟

-4 مائیکل سکرائیون کا گول فری ماڈل (Micheal Scriven's Goal Free Model):

آر۔ٹیلر (R. Tyler) نے اپنی کتاب نصاب کے بنیادی اصول (Basic Principles of Curriculum) میں جائزہ کا آبجیکٹوز ماڈل (Objectives Model) پیش کیا ہے۔ وہ نصابی جائزے کو ایسے عمل کے تناظر میں دیکھتا ہے جو کہ اس بات کا تعین کرے کہ تربیتی پروگرام نے کس حد تک تعلیمی مقاصد کو قبول کر لیا ہے۔ نصابی جائزہ تعلیم کا معیار برقرار رکھنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ نصاب کے آبجیکٹوز ماڈل (Objectives Model) میں نصاب کی مخصوص مقاصد کے سیٹ کو سامنے رکھتے ہوئے تشخیص کی جاتی ہے۔ اس ماڈل کو باقاعدہ شکل بی ایس بلوم (B.S Bloom) نے دی جس نے مقاصد کی درجہ بندی کا نظام پیش کیا ہے۔ اس نے اپنا نظریہ تعلیمی مقاصد ٹیکسانومی کی صورت میں پیش کیا ہے۔

ٹیلر (Tyler) کے ماڈل میں مندرجہ ذیل درجات شامل ہیں۔

- -i مقاصد کی تشکیل، عزم سازی۔
- -ii مقاصد کی درجہ بندی اور مدارج کی تشکیل۔

مقاصد کا رجحانات کی صورت میں بیانیہ۔

- -iii حالات کا انتخاب جن میں مقاصد کا حصول ممکن ہو، درست وقت کا تعین۔
- -iv جائزے کے صحیح طریقے کا انتخاب اور جانچ پڑتال کا کام۔
- -v جائزہ کے معیاری اور معروضی طریقوں کی تیاری کا کام۔
- -vi مختلف طریقہ کار سے حاصل ہونے والے نتائج کی تشریح اور انہیں استعمال میں لانے کے ذرائع کا کھوج۔
- -vii ٹیلر (Tyler) کے ماڈل میں تربیتی مقاصد کو زیادہ ترجیح دی گئی ہے۔ مقاصد کی تخصیص اور ان مقاصد کے تناظر میں طلبہ کی کامیابیوں کا جائزہ اس ماڈل کے اہم پہلو ہیں۔ اس ماڈل میں کسی حد تک تربیتی عمل کو نظر انداز کر دیا گیا ہے،

"Taba" کا سوشل سٹڈیز کا ماڈل (Social Studies Mode)

یہ ماڈل نصابی عمل میں اسباب اور نتائج کے تعلق کو زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ اس ماڈل کی نمایاں خصوصیت تجزیاتی [illegible] اور مطالعے کے مواد میں باقاعدہ تبدیلی ہے۔ جو نصاب زیادہ بہتر نتائج دیتا ہے اُسی کو بہتر تصور کیا جاتا ہے۔

[سوا]ل 2: نصابی جائزے کے عمل کے خصوصی اقدامات کی وضاحت کیجئے؟

جواب: [1- ج]ائزہ کے عمل کی منصوبہ بندی:

جدید [تعلیم] نے نصابی جائزے کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے اسے ترجیحی بنیادوں پر دیکھنے کی ضرورت کو محسوس کیا ہے کیونکہ نصا[بی] جائزہ کے [لئے] بہت [زی]ادہ غور و فکر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ بہترین منصوبہ بندی کر کے منطقی نتائج حاصل کئے جا سکیں [عم]وماً اس [...] جائزہ پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے جس کی بنیاد پر نصاب تیار کیا گیا ہو۔ موجودہ دور میں رویوں پر مبنی پروگرامز [...] تصور [...] ہموار، رجحان جائزے کی زیادہ موزوں تعریف، اقدار کی جانچ پڑتال کے بہتر متعلق معیارات اور رپورٹنگ [کے] زیادہ معیاری میکانز[م] کا متقاضی ہوتا ہے۔ ہر ایویلیوایشن سٹڈی (Evaluation Study) کی اپنی کچھ خاص خصوصیا[ت] ہوتی ہیں [تما]م سٹڈی (Study) کے شیڈول کی منصوبہ بندی نسبتی طریقہ کار (Relation Prcedures) کو استعمال میں لاتے ہوئے ہی ہونی چاہئے۔

نصابی جائزے کا اہتمام کرتے ہوئے پروگرام کی [...] پذیری کے حوالے سے منطقی اور عقلی طور پر فیصلے کئے جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں مجوزہ حکمت عملی میں مندرجہ ذیل امور شامل ہوتے ہیں۔

- -1 پروگرام کے اہداف اور مقاصد کا تعین جائزے کی تخصیص [...]
- -2 جائزہ کا درست سمت میں شیڈول تیار کرنے کی منصوبہ بندی،
- -3 ڈیٹا اکٹھا کرنے کے طریقوں کی [...] انتخاب،
- -4 متعلقہ مواد یا ڈیٹا اکٹھا کرنا، اعداد و شمار جمع کرنا،
- -5 ڈیٹا کو ترتیب دینا، خلاصہ بیان کرنا اور تجزیہ کرنا،
- -6 ڈیٹا اور مقاصد کا موازنہ کرنا، اہداف کو جانچنا،
- -7 نتائج کی رپورٹ اور فیڈ بک دینا۔

-2 جائزے کے عمل کے مختلف مراحل (Steps in the Evaluation Process):

جائزے کے عمل میں مندرجہ ذیل مراحل شامل ہونے چاہئیں۔

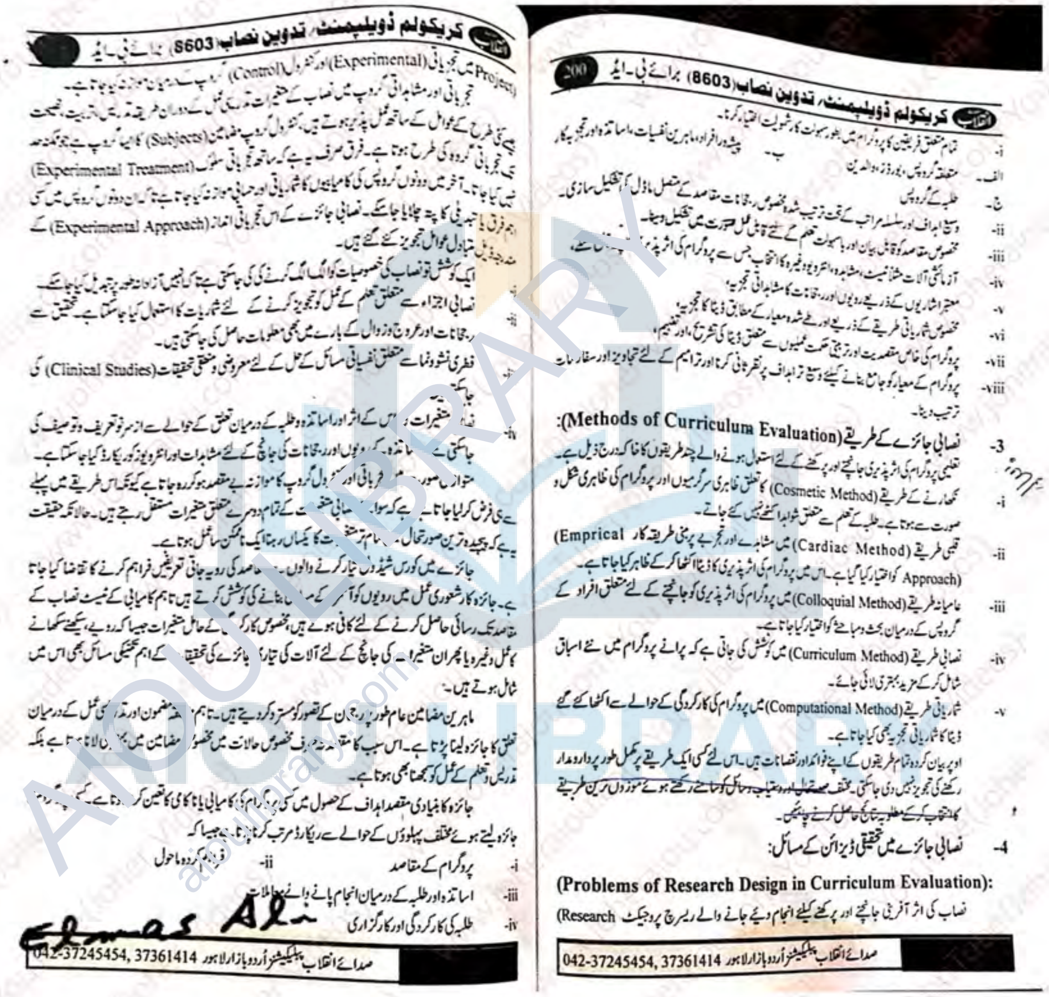

-i تمام متعلق فریقین کا پروگرام میں بطور سہولت کار شمولیت اختیار کرنا۔

الف۔ متعلقہ گروپس، بیوروز، والدین
ب۔ پیشہ ور افراد، ماہرین نفسیات، اساتذہ اور تجزیہ کار
ج۔ طلبہ کے گروپس

-ii وسیع اہداف اور سلسلہ مراتب کے تحت ترتیب شدہ مخصوص رجحانات مقاصد کے متصل ماڈل کی تشکیل سازی۔
-iii مخصوص مقاصد کو قابل بیان اور باسہولت تعلم کے لئے قابل عمل صورت میں تشکیل دینا۔
-iv آزمائشی آلات مثلاً ٹیسٹ، مشاہدہ، انٹرویو وغیرہ کا انتخاب جس سے پروگرام کی اثر پذیری کو جانچا جاسکے۔
-v معتبر اشاریوں کے ذریعے رویوں اور رجحانات کا مشاہداتی تجزیہ۔
-vi مخصوص شماریاتی طریقے کے ذریعے اور طے شدہ معیار کے مطابق ڈیٹا کا تجزیہ۔
-vii پروگرام کی خاص مقصدیت اور ترجیحی حکمت عملیوں سے متعلق ڈیٹا کی تشریح اور تفہیم۔
-viii پروگرام کے معیار کو جامع بنانے کیلئے وسیع تر اہداف پر نظر ثانی کرنا اور ترامیم کے لئے تجاویز اور سفارشات ترتیب دینا۔

-3 نصابی جائزے کے طریقے (Methods of Curriculum Evaluation):

تعلیمی پروگرام کی اثر پذیری جانچنے اور پرکھنے کے لئے استعمال ہونے والے چند طریقوں کا خاکہ درج ذیل ہے۔

-i نکھارنے کے طریقے (Cosmetic Method) کا تعلق ظاہری سرگرمیوں اور پروگرام کی ظاہری شکل و صورت سے ہوتا ہے۔ طلبہ کے تعلم سے متعلق شواہد اکٹھے نہیں کئے جاتے۔
-ii قلبی طریقے (Cardiac Method) میں مشاہدے اور تجربے پر مبنی طریقہ کار (Emprical Approach) کو اختیار کیا گیا ہے۔ اس میں پروگرام کی اثر پذیری کا ڈیٹا اکٹھا کر کے ظاہر کیا جاتا ہے۔
-iii عامیانہ طریقے (Colloquial Method) میں پروگرام کی اثر پذیری کو جانچنے کے لئے متعلق افراد کے گروپس کے درمیان بحث و مباحثے کو اختیار کیا جاتا ہے۔
-iv نصابی طریقے (Curriculum Method) میں کوشش کی جاتی ہے کہ پرانے پروگرام میں نئے اسباق شامل کر کے مزید بہتری لائی جائے۔
-v شماریاتی طریقے (Computational Method) میں پروگرام کی کارکردگی کے حوالے سے اکٹھا کئے گئے ڈیٹا کا شماریاتی تجزیہ بھی کیا جاتا ہے۔

اوپر بیان کردہ تمام طریقوں کے اپنے فوائد اور نقصانات ہیں۔ اس لئے کسی ایک طریقے پر مکمل طور پر دارومدار رکھنے کی تجویز نہیں دی جاسکتی۔ ~~مختلف صورتحال اور دستیاب وسائل کو سامنے رکھتے ہوئے موزوں ترین طریقے کا انتخاب کر کے مطلوبہ نتائج حاصل کرنے چاہئیں۔~~

-4 نصابی جائزے میں تحقیقی ڈیزائن کے مسائل:

(Problems of Research Design in Curriculum Evaluation):

نصاب کی اثر آفرینی جانچنے اور پرکھنے کیلئے انجام دیئے جانے والے ریسرچ پروجیکٹ (Research

Project) میں تجرباتی (Experimental) اور کنٹرول (Control) گروپ سے بیانات کا موازنہ کیا جاتا ہے۔ تجرباتی اور مشاہداتی گروپ میں نصاب کے متغیرات تدریسی عمل کے دوران طریقہ تدریس، تربیت، نصیحت جیسی طرح کے عوامل کے ساتھ عمل پذیر ہوتے ہیں۔ کنٹرول گروپ مضامین (Subjects) کا ایک گروپ ہے جو کہ مدمقابل تجرباتی گروہ کی طرح ہوتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ساتھ تجرباتی سلوک (Experimental Treatment) نہیں کیا جاتا۔ آخر میں دونوں گروپس کی کامیابیوں کا شماریاتی اور حسابی موازنہ کیا جاتا ہے تاکہ ان دونوں گروپس میں کسی اہم فرق یا تبدیلی کا پتہ چلایا جاسکے۔ نصابی جائزے کے اس تجرباتی انداز (Experimental Approach) کے مندرجہ ذیل متبادل عوامل تجویز کئے گئے ہیں۔

ایک کوشش تو نصاب کی خصوصیات کو الگ الگ کرنے کی کی جاسکتی ہے تاکہ انہیں آزادانہ طور پر تبدیل کیا جاسکے۔

نصابی اجزاء سے متعلق تعلم کے عمل کو تجویز کرنے کے لئے شماریات کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ تحقیق سے رجحانات اور عروج و زوال کے بارے میں بھی معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

فطری نشوونما سے متعلق نفسیاتی مسائل کے حل کے لئے معروضی و منطقی تحقیقات (Clinical Studies) کی جاسکتی ہیں۔

نصابی متغیرات [illegible] کے اثر اور اساتذہ و طلبہ کے درمیان تعلق کے حوالے سے از سر نو تعریف و توصیف کی جاسکتی ہے۔ اساتذہ، گروہوں اور رجحانات کی جانچ کے لئے مشاہدات اور انٹرویوز کو ریکارڈ کیا جاسکتا ہے۔

متوازی صورت میں تجرباتی اور کنٹرول گروپ کا موازنہ بے مقصد ہو کر رہ جاتا ہے کیونکہ اس طریقے میں پہلے سے ہی فرض کر لیا جاتا ہے کہ سوائے نصابی متغیرات کے تمام دوسرے متعلق متغیرات مستقل رہتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ پیچیدہ ترین صورتحال میں تمام تر متغیرات کا یکساں رہنا ایک ناممکن سا عمل ہوتا ہے۔

جائزے میں کورس شیڈول تیار کرنے والوں سے مقاصد کی رویہ جاتی تعریفیں فراہم کرنے کا تقاضا کیا جاتا ہے۔ جائزہ کار شعوری عمل میں رویوں کو [illegible] کے مطابق بنانے کی کوشش کرتے ہیں تاہم کامیابی کے ٹیسٹ نصاب کے مقاصد تک رسائی حاصل کرنے کے لئے کافی ہوتے ہیں، مخصوص کارکردگی کے حامل متغیرات جیسا کہ رویے، سیکھنے سکھانے کا عمل وغیرہ یا پھر ان متغیرات کی جانچ کے لئے آلات کی تیاری جائزے کی تحقیقات کے اہم تکنیکی مسائل بھی اس میں شامل ہوتے ہیں۔

ماہرین مضامین عام طور پر رجحان کے تصور کو مسترد کر دیتے ہیں۔ تاہم [illegible] مضمون اور تدریسی عمل کے درمیان تعلق کا جائزہ لینا پڑتا ہے۔ اس سب کا مقصد نہ صرف مخصوص حالات میں مخصوص مضامین میں بہتری لانا ہوتا ہے بلکہ تدریس و تعلم کے عمل کو سمجھنا بھی ہوتا ہے۔

جائزہ کا بنیادی مقصد اہداف کے حصول میں کسی پروگرام کی کامیابی یا ناکامی کا تعین کرنا ہوتا ہے۔ کسی پروگرام کا جائزہ لیتے ہوئے مختلف پہلوؤں کے حوالے سے ریکارڈ مرتب کرنا پڑتا ہے جیسا کہ

-i پروگرام کے مقاصد
-ii فراہم کردہ ماحول
-iii اساتذہ اور طلبہ کے درمیان انجام پانے والے معاملات
-iv طلبہ کی کارکردگی اور کارگزاری

Elmas Ali

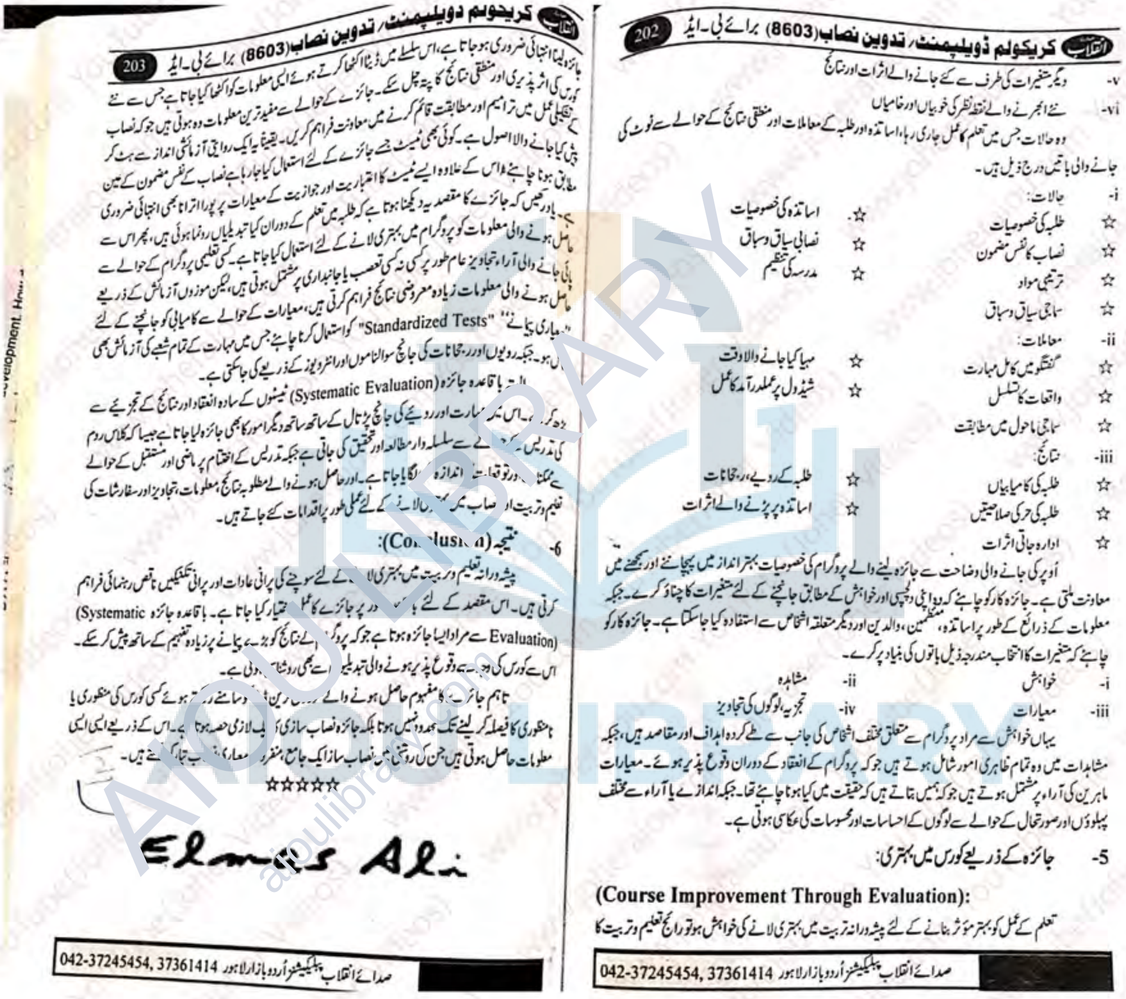

-v دیگر متغیرات کی طرف سے کئے جانے والے اثرات اور نتائج

-vi نئے ابھرنے والے نقطہ نظر کی خوبیاں اور خامیاں

وہ حالات جس میں تعلم کا عمل جاری رہا، اساتذہ اور طلبہ کے معاملات اور منطقی نتائج کے حوالے سے نوٹ کی جانے والی باتیں درج ذیل ہیں۔

-i حالات:
- ☆ طلبہ کی خصوصیات
- ☆ نصاب کا نفس مضمون
- ☆ ترتیبی مواد
- ☆ سماجی سیاق وسباق
- ☆ اساتذہ کی خصوصیات
- ☆ نصابی سیاق وسباق
- ☆ مدرسہ کی تنظیم

-ii معاملات:
- ☆ گفتگو میں کامل مہارت
- ☆ واقعات کا تسلسل
- ☆ سماجی ماحول میں مطابقت
- ☆ مہیا کیا جانے والا وقت
- ☆ شیڈول پر عملدرآمد کا عمل

-iii نتائج:
- ☆ طلبہ کی کامیابیاں
- ☆ طلبہ کی حرکی صلاحیتیں
- ☆ ادارہ جاتی اثرات
- ☆ طلبہ کے رویے، رجحانات
- ☆ اساتذہ پر پڑنے والے اثرات

اُوپر کی جانے والی وضاحت سے جائزہ لینے والے پروگرام کی خصوصیات بہتر انداز میں پہچاننے اور سمجھنے میں معاونت ملتی ہے۔ جائزہ کار کو چاہئے کہ وہ اپنی دلچسپی اور خواہش کے مطابق جانچنے کے لئے متغیرات کا چناؤ کرے۔ جبکہ معلومات کے ذرائع کے طور پر اساتذہ، منتظمین، والدین اور دیگر متعلقہ اشخاص سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ جائزہ کار کو چاہئے کہ متغیرات کا انتخاب مندرجہ ذیل باتوں کی بنیاد پر کرے۔

-i خواہش
-ii مشاہدہ
-iii معیارات
-iv تجزیہ، لوگوں کی تجاویز

یہاں خواہش سے مراد پروگرام سے متعلق مختلف اشخاص کی جانب سے طے کردہ اہداف اور مقاصد ہیں، جبکہ مشاہدات میں وہ تمام ظاہری امور شامل ہوتے ہیں جو کہ پروگرام کے انعقاد کے دوران وقوع پذیر ہوئے۔ معیارات ماہرین کی آراء پر مشتمل ہوتے ہیں جو کہ ہمیں بتاتے ہیں کہ حقیقت میں کیا ہونا چاہئے تھا۔ جبکہ اندازے یا آراء سے مختلف پہلوؤں اور صورتحال کے حوالے سے لوگوں کے احساسات اور محسوسات کی عکاسی ہوتی ہے۔

-5 جائزہ کے ذریعے کورس میں بہتری:

(Course Improvement Through Evaluation):

تعلم کے عمل کو بہتر مؤثر بنانے کے لئے پیشہ ورانہ تربیت میں بہتری لانے کی خواہش ہو تو رائج تعلیم و تربیت کا

جائزہ لینا انتہائی ضروری ہو جاتا ہے، اس سلسلے میں ڈیٹا اکٹھا کرتے ہوئے ایسی معلومات کو اکٹھا کیا جاتا ہے جس سے نئے کورس کی اثر پذیری اور منطقی نتائج کا پتہ چل سکے۔ جائزے کے حوالے سے مفید ترین معلومات وہ ہوتی ہیں جو کہ نصاب کے تکمیلی عمل میں ترامیم اور مطابقت قائم کرنے میں معاونت فراہم کریں۔ یقیناً یہ ایک روایتی آزمائشی انداز سے ہٹ کر پیش کیا جانے والا اصول ہے۔ کوئی بھی ٹیسٹ جسے جائزے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے نصاب کے نفس مضمون کے عین مطابق ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ ایسے ٹیسٹ کا اعتباریت اور جوازیت کے معیارات پر پورا اترنا بھی انتہائی ضروری ہے۔

یاد رہیں کہ جائزے کا مقصد یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ طلبہ میں تعلم کے دوران کیا تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں، پھر اس سے حاصل ہونے والی معلومات کو پروگرام میں بہتری لانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ کسی تعلیمی پروگرام کے حوالے سے پائی جانے والی آراء، تجاویز عام طور پر کسی نہ کسی تعصب یا جانبداری پر مشتمل ہوتی ہیں، لیکن موزوں آزمائش کے ذریعے حاصل ہونے والی معلومات زیادہ معروضی نتائج فراہم کرتی ہیں، معیارات کے حوالے سے کامیابی کو جانچنے کے لئے "معیاری پیمانے" "Standardized Tests" کو استعمال کرنا چاہئے جس میں مہارت کے تمام شعبے کی آزمائش بھی شامل ہو۔ جبکہ رویوں اور رجحانات کی جانچ سوالناموں اور انٹرویوز کے ذریعے کی جا سکتی ہے۔

[illegible] باقاعدہ جائزہ (Systematic Evaluation)

(Systematic Evaluation) ٹیسٹوں کے سادہ انعقاد اور نتائج کے تجزیے سے بڑھ کر ہے۔ اس میں مہارت اور رویے کی جانچ پڑتال کے ساتھ ساتھ دیگر امور کا بھی جائزہ لیا جاتا ہے جیسا کہ کلاس روم کی تدریس [illegible] سے سلسلہ وار مطالعہ اور تحقیق کی جاتی ہے جبکہ تدریس کے اختتام پر ماضی اور مستقبل کے حوالے سے ممکنہ [illegible] اور توقعات [illegible] اندازہ لگایا جاتا ہے۔ اور حاصل ہونے والے مطلوبہ نتائج، معلومات، تجاویز اور سفارشات کی تعلیم و تربیت اور نصاب میں [illegible] لانے کے لئے عملی طور پر اقدامات کئے جاتے ہیں۔

-6 نتیجہ (Conclusion):

پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت میں بہتری لانے کے لئے سوچنے کی پرانی عادات اور پرانی تکنیکیں ناقص رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ اس مقصد کے لئے باقاعدہ طور پر جائزے کا عمل اختیار کیا جاتا ہے۔ باقاعدہ جائزہ (Systematic Evaluation) سے مراد ایسا جائزہ ہوتا ہے جو کہ پروگرام کے نتائج کو بڑے پیمانے پر زیادہ تفہیم کے ساتھ پیش کر سکے۔ اس سے کورس کی وجہ سے وقوع پذیر ہونے والی تبدیلیوں سے بھی روشناس ہوتی ہے۔

تاہم جائزے کا مفہوم حاصل ہونے والے [illegible] سامنے رکھتے ہوئے کسی کورس کی منظوری یا نامنظوری کا فیصلہ کر لینے تک محدود نہیں ہوتا بلکہ جائزہ نصاب سازی کا ایک لازمی حصہ ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے ایسی ایسی معلومات حاصل ہوتی ہیں جن کی روشنی میں نصاب ساز ایک جامع، منفرد، معیاری نصاب تیار کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

Elmas Ali

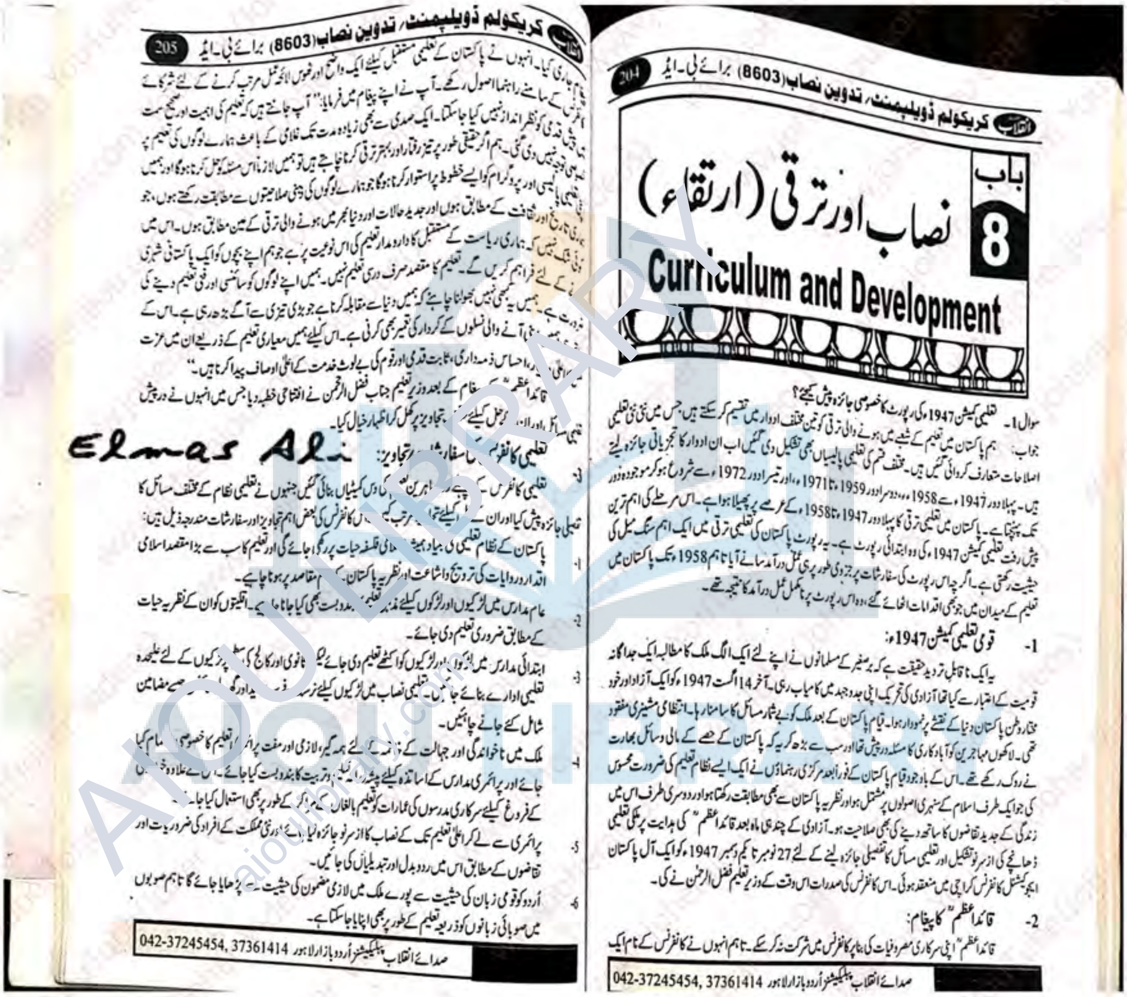

باب
8

نصاب اور ترقی (ارتقاء)

Curriculum and Development

سوال 1۔ تعلیمی کمیشن 1947ء کی رپورٹ کا خصوصی جائزہ پیش کیجئے؟

جواب: ہم پاکستان میں تعلیم کے شعبے میں ہونے والی ترقی کو تین مختلف ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں جس میں نئی نئی تعلیمی اصلاحات متعارف کروائی گئیں ہیں۔ مختلف قسم کی تعلیمی پالیسیاں بھی تشکیل دی گئیں اب ان ادوار کا تجزیاتی جائزہ لیتے ہیں۔ پہلا دور 1947ء سے 1958ء، دوسرا دور 1959ء تا 1971ء، اور تیسرا دور 1972ء سے شروع ہو کر موجودہ دور تک پہنچتا ہے۔ پاکستان میں تعلیمی ترقی کا پہلا دور 1947ء تا 1958ء کے عرصے پر پھیلا ہوا ہے۔ اس مرحلے کی اہم ترین پیش رفت تعلیمی کمیشن 1947ء کی وہ ابتدائی رپورٹ ہے۔ یہ رپورٹ پاکستان کی تعلیمی ترقی میں ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگرچہ اس رپورٹ کی سفارشات پر جزوی طور پر ہی عمل درآمد سامنے آیا تاہم 1958ء تک پاکستان میں تعلیم کے میدان میں جو بھی اقدامات اٹھائے گئے، وہ اس رپورٹ پر نامکمل عمل درآمد کا نتیجہ تھے۔

1- قومی تعلیمی کمیشن 1947ء:

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ برصغیر کے مسلمانوں نے اپنے لئے ایک الگ ملک کا مطالبہ ایک جداگانہ قومیت کے اعتبار سے کیا تھا آزادی کی تحریک اپنی جدوجہد میں کامیاب رہی۔ آخر 14 اگست 1947ء کو ایک آزاد اور خود مختار وطن پاکستان دنیا کے نقشے پر نمودار ہوا۔ قیام پاکستان کے بعد ملک کو بے شمار مسائل کا سامنا رہا۔ انتظامی مشینری مفقود تھی۔ لاکھوں مہاجرین کو آبادکاری کا مسئلہ درپیش تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ پاکستان کے حصے کے مالی وسائل بھارت نے روک رکھے تھے۔ اس کے باوجود قیام پاکستان کے فوراً بعد مرکزی رہنماؤں نے ایک ایسے نظام تعلیم کی ضرورت محسوس کی جو ایک طرف اسلام کے سنہری اصولوں پر مشتمل ہو اور نظریہ پاکستان سے بھی مطابقت رکھتا ہو اور دوسری طرف اس میں زندگی کے جدید تقاضوں کا ساتھ دینے کی بھی صلاحیت ہو۔ آزادی کے چند ہی ماہ بعد قائداعظمؒ کی ہدایت پر ملکی تعلیمی ڈھانچے کی ازسرِنو تشکیل اور تعلیمی مسائل کا تفصیلی جائزہ لینے کے لئے 27 نومبر تا یکم دسمبر 1947ء کو ایک آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس کراچی میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کی صدارت اس وقت کے وزیر تعلیم فضل الرحمٰن نے کی۔

2- قائداعظمؒ کا پیغام:

قائداعظمؒ اپنی سرکاری مصروفیات کی بنا پر کانفرنس میں شرکت نہ کر سکے۔ تاہم انہوں نے کانفرنس کے نام ایک

پیغام جاری کیا۔ انہوں نے پاکستان کے تعلیمی مستقبل کیلئے ایک واضح اور ٹھوس لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے شرکائے کانفرنس کے سامنے راہنما اصول رکھے۔ آپ نے اپنے پیغام میں فرمایا: "آپ جانتے ہیں کہ تعلیم کی اہمیت اور صحیح سمت میں پیش قدمی کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ایک صدی سے بھی زیادہ مدت تک غلامی کے باعث ہمارے لوگوں کی تعلیم پر کبھی توجہ نہیں دی گئی۔ ہم اگر حقیقی طور پر تیز رفتار اور بہتر ترقی کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں لازماً اس مسئلہ کو حل کرنا ہوگا اور ہمیں تعلیمی پالیسی اور پروگرام کو ایسے خطوط پر استوار کرنا ہوگا جو ہمارے لوگوں کی ذہنی صلاحیتوں سے مطابقت رکھتے ہوں، جو ہماری تاریخ اور ثقافت کے مطابق ہوں اور جدید حالات اور دنیا بھر میں ہونے والی ترقی کے عین مطابق ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری ریاست کے مستقبل کا دارومدار تعلیم کی اس نوعیت پر ہے جو ہم اپنے بچوں کو ایک پاکستانی شہری بننے کے لئے فراہم کریں گے۔ تعلیم کا مقصد صرف درسی تعلیم نہیں۔ ہمیں اپنے لوگوں کو سائنسی اور فنی تعلیم دینے کی ضرورت ہے۔ ہمیں یہ کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ ہمیں دنیا سے مقابلہ کرنا ہے جو بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے۔ اس کے [illegible] ہمیں آنے والی نسلوں کے کردار کی تعمیر بھی کرنی ہے۔ اس کیلئے ہمیں معیاری تعلیم کے ذریعے ان میں عزت [illegible] اعلیٰ [illegible]، احساس ذمہ داری، ثابت قدمی اور قوم کی بے لوث خدمت کے اعلیٰ اوصاف پیدا کرنا ہیں۔"

قائداعظمؒ کے پیغام کے بعد وزیر تعلیم جناب فضل الرحمٰن نے افتتاحی خطبہ دیا جس میں انہوں نے درپیش تعلیمی مسائل اور ان [illegible] حل کیلئے [illegible] تجاویز پر کھل کر اظہار خیال کیا۔

Elmas Ali

3- تعلیمی کانفرنس [illegible] سفارشات [illegible] تجاویز:

تعلیمی کانفرنس [illegible] ماہرین [illegible] دس کمیٹیاں بنائی گئیں جنہوں نے تعلیمی نظام کے مختلف مسائل کا تفصیلی جائزہ پیش کیا اور ان [illegible] کیلئے تجاویز مرتب کیں۔ [illegible] کانفرنس کی بعض اہم تجاویز اور سفارشات مندرجہ ذیل ہیں:

1- پاکستان کے نظام تعلیم کی بنیاد ہمیشہ [illegible] فلسفہ حیات پر رکھی جائے گی اور تعلیم کا سب سے بڑا مقصد اسلامی اقدار و روایات کی ترویج و اشاعت اور نظریہ پاکستان [illegible] مقاصد پر ہونا چاہیے۔

2- عام مدارس میں لڑکیوں اور لڑکوں کیلئے مذہبی تعلیم [illegible] بندوبست بھی کیا جانا چاہیے۔ اقلیتوں کو ان کے نظریہ حیات کے مطابق ضروری تعلیم دی جائے۔

3- ابتدائی مدارس میں لڑکوں اور لڑکیوں کو اکٹھے تعلیم دی جائے لیکن ثانوی اور کالج کی سطح پر لڑکیوں کے لئے علیحدہ تعلیمی ادارے بنائے جائیں۔ تعلیمی نصاب میں لڑکیوں کیلئے نرسنگ [illegible] اور گھریلو [illegible] جیسے مضامین شامل کئے جانے چاہئیں۔

4- ملک میں ناخواندگی اور جہالت کے خاتمے کے لئے ہمہ گیر، لازمی اور مفت پرائمری تعلیم کا خصوصی اہتمام کیا جائے اور پرائمری مدارس کے اساتذہ کیلئے پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا جائے۔ اس کے علاوہ [illegible] کے فروغ کیلئے سرکاری مدرسوں کی عمارات کو تعلیم بالغاں کے مراکز کے طور پر بھی استعمال کیا جائے۔

5- پرائمری سے لے کر اعلیٰ تعلیم تک کے نصاب کا ازسرِنو جائزہ لیا جائے اور نئی مملکت کے افراد کی ضروریات اور تقاضوں کے مطابق اس میں ردوبدل اور تبدیلیاں کی جائیں۔

6- اُردو کو قومی زبان کی حیثیت سے پورے ملک میں لازمی مضمون کی حیثیت سے پڑھایا جائے گا تاہم صوبوں میں صوبائی زبانوں کو ذریعہ تعلیم کے طور پر بھی اپنایا جا سکتا ہے۔

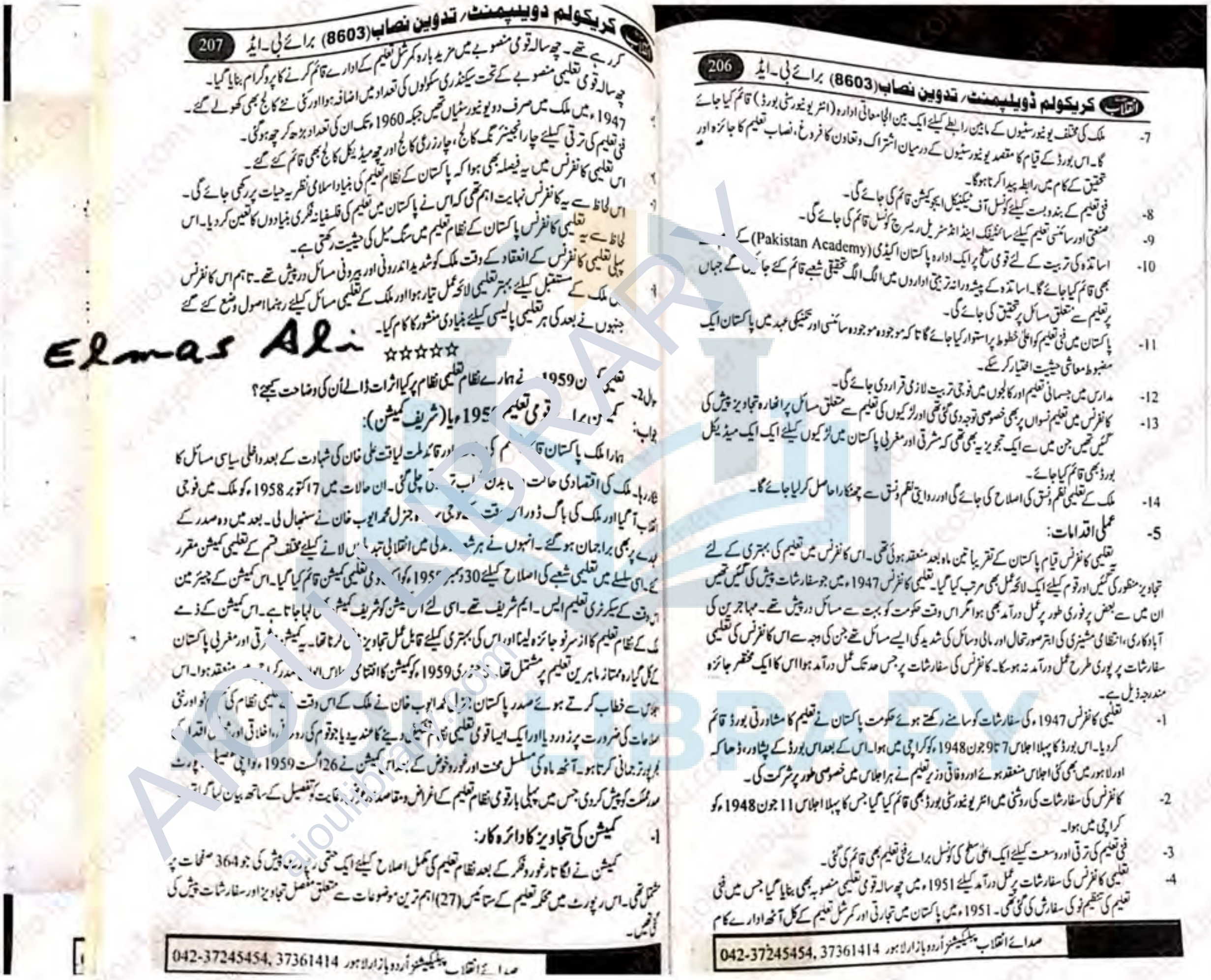

-7 ملک کی مختلف یونیورسٹیوں کے مابین رابطے کیلئے ایک بین الجامعاتی ادارہ (انٹر یونیورسٹی بورڈ) قائم کیا جائے گا۔ اس بورڈ کے قیام کا مقصد یونیورسٹیوں کے درمیان اشتراک وتعاون کا فروغ، نصاب تعلیم کا جائزہ اور تحقیق کے کام میں رابطہ پیدا کرنا ہوگا۔

-8 فنی تعلیم کے بندوبست کیلئے کونسل آف ٹیکنیکل ایجوکیشن قائم کی جائے گی۔

-9 صنعتی اور سائنسی تعلیم کیلئے سائنٹیفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ کونسل قائم کی جائے گی۔

-10 اساتذہ کی تربیت کے لئے قومی سطح پر ایک ادارہ پاکستان اکیڈمی (Pakistan Academy) کے [illegible] بھی قائم کیا جائے گا۔ اساتذہ کے پیشہ ورانہ تربیتی اداروں میں الگ الگ تحقیقی شعبے قائم کئے جائیں گے جہاں پر تعلیم سے متعلق مسائل پر تحقیق کی جائے گی۔

-11 پاکستان میں فنی تعلیم کو اعلیٰ خطوط پر استوار کیا جائے گا تاکہ موجودہ موجودہ سائنسی اور تکنیکی عہد میں پاکستان ایک مضبوط معاشی حیثیت اختیار کر سکے۔

-12 مدارس میں جسمانی تعلیم اور کالجوں میں فوجی تربیت لازمی قرار دی جائے گی۔

-13 کانفرنس میں تعلیم نسواں پر بھی خصوصی توجہ دی گئی تھی اور لڑکیوں کی تعلیم سے متعلق مسائل پر اٹھارہ تجاویز پیش کی گئیں تھیں جن میں سے ایک تجویز یہ بھی تھی کہ مشرقی اور مغربی پاکستان میں لڑکیوں کیلئے ایک ایک میڈیکل بورڈ بھی قائم کیا جائے۔

-14 ملک کے تعلیمی نظم ونسق کی اصلاح کی جائے گی اور روایتی نظم ونسق سے چھٹکارا حاصل کرلیا جائے گا۔

-5 عملی اقدامات:

تعلیمی کانفرنس قیام پاکستان کے تقریباً تین ماہ بعد منعقد ہوئی تھی۔ اس کانفرنس میں تعلیم کی بہتری کے لئے تجاویز منظور کی گئیں اور قوم کیلئے ایک لائحہ عمل بھی مرتب کیا گیا۔ تعلیمی کانفرنس 1947ء میں جو سفارشات پیش کی گئیں تھیں ان میں سے بعض پر فوری طور پر عمل درآمد بھی ہوا مگر اس وقت حکومت کو بہت سے مسائل درپیش تھے۔ مہاجرین کی آبادکاری، انتظامی مشینری کی ابتر صورتحال اور مالی وسائل کی شدید کمی ایسے مسائل تھے جن کی وجہ سے اس کانفرنس کی تعلیمی سفارشات پر پوری طرح عمل درآمد نہ ہو سکا۔ کانفرنس کی سفارشات پر جس حد تک عمل درآمد ہوا اس کا ایک مختصر جائزہ مندرجہ ذیل ہے۔

-1 تعلیمی کانفرنس 1947ء کی سفارشات کو سامنے رکھتے ہوئے حکومت پاکستان نے تعلیم کا مشاورتی بورڈ قائم کر دیا۔ اس بورڈ کا پہلا اجلاس 7 تا 9 جون 1948ء کو کراچی میں ہوا۔ اس کے بعد اس بورڈ کے پشاور، ڈھاکہ اور لاہور میں بھی کئی اجلاس منعقد ہوئے اور وفاقی وزیر تعلیم نے ہر اجلاس میں خصوصی طور پر شرکت کی۔

-2 کانفرنس کی سفارشات کی روشنی میں انٹر یونیورسٹی بورڈ بھی قائم کیا گیا جس کا پہلا اجلاس 11 جون 1948ء کو کراچی میں ہوا۔

-3 فنی تعلیم کی ترقی اور وسعت کیلئے ایک اعلیٰ سطح کی کونسل برائے فنی تعلیم بھی قائم کی گئی۔

-4 تعلیمی کانفرنس کی سفارشات پر عمل درآمد کیلئے 1951ء میں چھ سالہ قومی تعلیمی منصوبہ بھی بنایا گیا جس میں فنی تعلیم کی تنظیم نو کی سفارش کی گئی تھی۔ 1951ء میں پاکستان میں تجارتی اور کمرشل تعلیم کے کل آٹھ ادارے کام

کر رہے تھے۔ چھ سالہ قومی منصوبے میں مزید بارہ کمرشل تعلیم کے ادارے قائم کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔

چھ سالہ قومی تعلیمی منصوبے کے تحت سیکنڈری سکولوں کی تعداد میں اضافہ ہوا اور کئی نئے کالج بھی کھولے گئے۔

1947ء میں ملک میں صرف دو یونیورسٹیاں تھیں جبکہ 1960ء تک ان کی تعداد بڑھ کر چھ ہوگئی۔

فنی تعلیم کی ترقی کیلئے چار انجینئرنگ کالج، چار زرعی کالج اور چھ میڈیکل کالج بھی قائم کئے گئے۔

اس تعلیمی کانفرنس میں یہ فیصلہ بھی ہوا کہ پاکستان کے نظام تعلیم کی بنیاد اسلامی نظریہ حیات پر رکھی جائے گی۔ اس لحاظ سے یہ کانفرنس نہایت اہم تھی کہ اس نے پاکستان میں تعلیم کی فلسفیانہ فکری بنیادوں کا تعین کر دیا۔ اس لحاظ سے یہ تعلیمی کانفرنس پاکستان کے نظام تعلیم میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

پہلی تعلیمی کانفرنس کے انعقاد کے وقت ملک کو شدید اندرونی اور بیرونی مسائل درپیش تھے۔ تاہم اس کانفرنس کے ملک کے مستقبل کیلئے بہتر تعلیمی لائحہ عمل تیار ہوا اور ملک کے تعلیمی مسائل کیلئے رہنما اصول وضع کئے گئے جنہوں نے بعد کی ہر تعلیمی پالیسی کیلئے بنیادی منشور کا کام کیا۔

Elmas Ali

☆☆☆☆☆

وال2۔ تعلیمی کمیشن 1959ء نے ہمارے نظام تعلیمی نظام پر کیا اثرات ڈالے اُن کی وضاحت کیجئے؟

جواب:

کمیشن برائے قومی تعلیم 1959ء یا (شریف کمیشن):

ہمارا ملک پاکستان قائد اعظم کی [illegible] اور قائد ملت لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد داخلی سیاسی مسائل کا شکار رہا۔ ملک کی اقتصادی حالت [illegible] بدن [illegible] چلی گئی۔ ان حالات میں 7 اکتوبر 1958ء کو ملک میں فوجی انقلاب آ گیا اور ملک کی باگ ڈور اس وقت کے فوجی [illegible] جنرل محمد ایوب خان نے سنبھال لی۔ بعد میں وہ صدر کے عہدے پر بھی براجمان ہو گئے۔ انہوں نے ہر شعبہ زندگی میں انقلابی تبدیلیاں لانے کیلئے مختلف قسم کے تعلیمی کمیشن مقرر کیے۔ اسی سلسلے میں تعلیمی شعبے کی اصلاح کیلئے 30 دسمبر 1958ء کو ایک قومی تعلیمی کمیشن قائم کیا گیا۔ اس کمیشن کے چیئرمین اس وقت کے سیکرٹری تعلیم ایس۔ ایم شریف تھے۔ اسی لئے اس کمیشن کو شریف کمیشن بھی کہا جاتا ہے۔ اس کمیشن کے ذمے ملک کے نظام تعلیم کا از سر نو جائزہ لینا اور اس کی بہتری کیلئے قابل عمل تجاویز پیش کرنا تھا۔ یہ کمیشن مشرقی اور مغربی پاکستان کے کل گیارہ ممتاز ماہرین تعلیم پر مشتمل تھا۔ 5 جنوری 1959ء کو کمیشن کا افتتاحی اجلاس ایوان صدر کراچی میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے صدر پاکستان جنرل محمد ایوب خان نے ملک کے اس وقت کے تعلیمی نظام کی [illegible] نو اور نئی اصلاحات کی ضرورت پر زور دیا اور ایک ایسا قومی تعلیمی نظام تشکیل دینے کا عندیہ دیا جو قوم کی روحانی، اخلاقی اور ثقافتی اقدار کی بھرپور ترجمانی کرتا ہو۔ آٹھ ماہ کی مسلسل محنت اور غور و خوض کے بعد اس کمیشن نے 26 اگست 1959ء کو اپنی مفصل رپورٹ صدر مملکت کو پیش کر دی جس میں پہلی بار قومی نظام تعلیم کے اغراض و مقاصد اور ضروریات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا تھا۔

-1 کمیشن کی تجاویز کا دائرہ کار:

کمیشن نے لگاتار غور و فکر کے بعد نظام تعلیم کی مکمل اصلاح کیلئے ایک حتمی رپورٹ پیش کی جو 364 صفحات پر مشتمل تھی۔ اس رپورٹ میں محکمہ تعلیم کے ستائیس (27) اہم ترین موضوعات سے متعلق مفصل تجاویز اور سفارشات پیش کی گئی تھیں۔

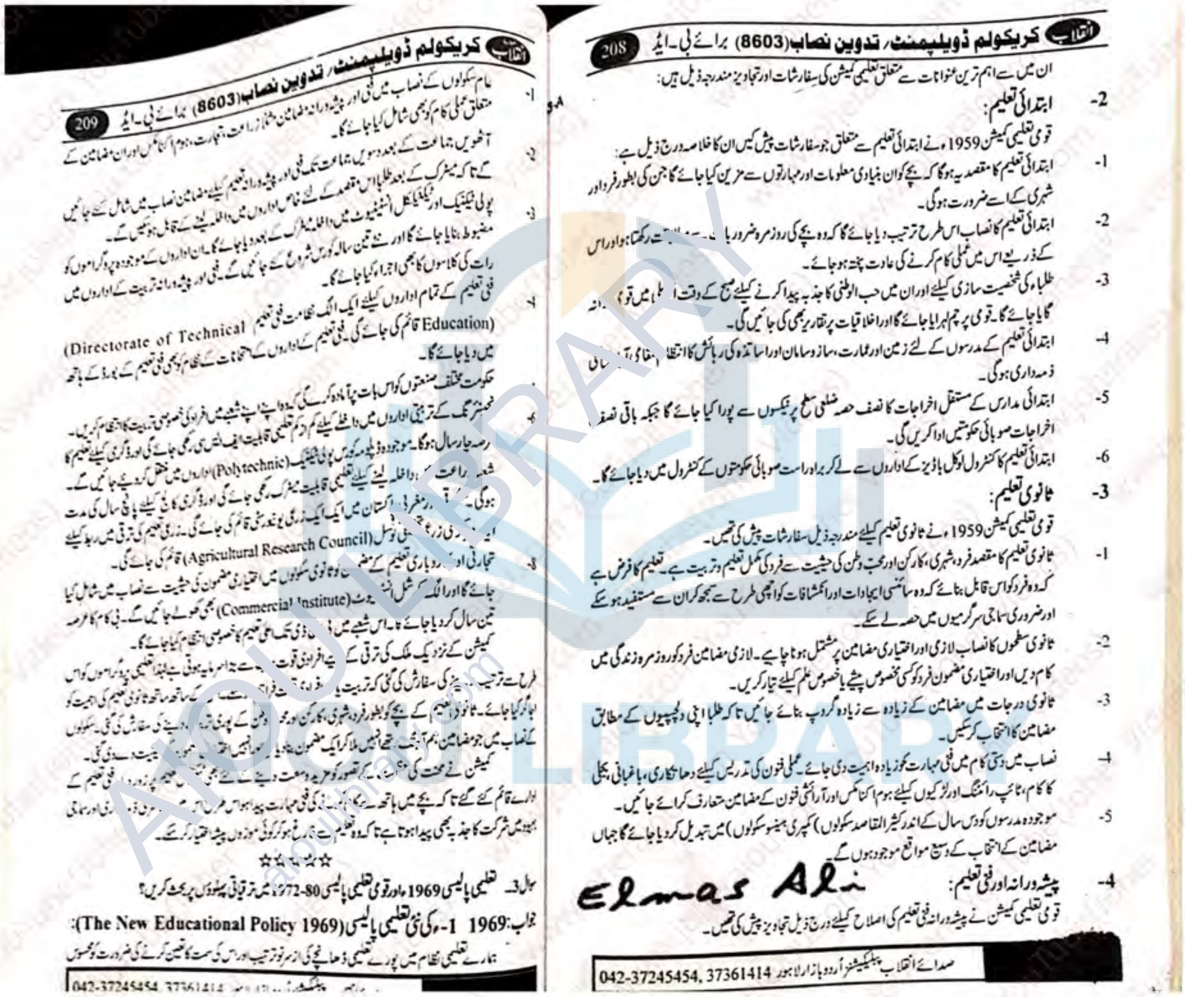

ان میں سے اہم ترین عنوانات سے متعلق تعلیمی کمیشن کی سفارشات اور تجاویز مندرجہ ذیل ہیں:

2- ابتدائی تعلیم:

قومی تعلیمی کمیشن 1959ء نے ابتدائی تعلیم سے متعلق جو سفارشات پیش کیں ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:

1- ابتدائی تعلیم کا مقصد یہ ہوگا کہ بچے کو ان بنیادی معلومات اور مہارتوں سے مزین کیا جائے گا جن کی بطور فرد اور شہری کے اسے ضرورت ہوگی۔

2- ابتدائی تعلیم کا نصاب اس طرح ترتیب دیا جائے گا کہ وہ بچے کی روزمرہ ضروریات سے مطابقت رکھتا ہو اور اس کے ذریعے اس میں عملی کام کرنے کی عادت پختہ ہو جائے۔

3- طلباء کی شخصیت سازی کیلئے اور ان میں حب الوطنی کا جذبہ پیدا کرنے کیلئے صبح کے وقت اسمبلی میں قومی ترانہ گایا جائے گا۔ قومی پرچم لہرایا جائے گا اور اخلاقیات پر تقاریر بھی کی جائیں گی۔

4- ابتدائی تعلیم کے مدرسوں کے لئے زمین اور عمارت، ساز و سامان اور اساتذہ کی رہائش کا انتظام مقامی آ[illegible] ذمہ داری ہوگی۔

5- ابتدائی مدارس کے مستقل اخراجات کا نصف حصہ ضلعی سطح پر ٹیکسوں سے پورا کیا جائے گا جبکہ باقی نصف اخراجات صوبائی حکومتیں ادا کریں گی۔

6- ابتدائی تعلیم کا کنٹرول لوکل باڈیز کے اداروں سے لے کر براہ راست صوبائی حکومتوں کے کنٹرول میں دیا جائے گا۔

3- ثانوی تعلیم:

قومی تعلیمی کمیشن 1959ء نے ثانوی تعلیم کیلئے مندرجہ ذیل سفارشات پیش کی تھیں۔

1- ثانوی تعلیم کا مقصد فرد، شہری، کارکن اور محب وطن کی حیثیت سے فرد کی مکمل تعلیم و تربیت ہے۔ تعلیم کا فرض ہے کہ وہ فرد کو اس قابل بنائے کہ وہ سائنسی ایجادات اور انکشافات کو اچھی طرح سے سمجھ کر ان سے مستفید ہو سکے اور ضروری سماجی سرگرمیوں میں حصہ لے سکے۔

2- ثانوی سطحوں کا نصاب لازمی اور اختیاری مضامین پر مشتمل ہونا چاہیے۔ لازمی مضامین فرد کو روزمرہ زندگی میں کام دیں اور اختیاری مضمون فرد کو کسی مخصوص پیشے یا خصوص علم کیلئے تیار کریں۔

3- ثانوی درجات میں مضامین کے زیادہ سے زیادہ گروپ بنائے جائیں تاکہ طلبا اپنی دلچسپیوں کے مطابق مضامین کا انتخاب کر سکیں۔

4- نصاب میں دستی کام میں فنی مہارت کو زیادہ اہمیت دی جائے۔ عملی فنون کی تدریس کیلئے دھاتکاری، باغبانی، بجلی کا کام، ٹائپ رائٹنگ اور لڑکیوں کیلئے ہوم اکنامکس اور آرائشی فنون کے مضامین متعارف کرائے جائیں۔

5- موجودہ مدرسوں کو دس سال کے اندر کثیر المقاصد سکولوں (کمپری ہینسو سکولوں) میں تبدیل کر دیا جائے گا جہاں مضامین کے انتخاب کے وسیع مواقع موجود ہوں گے۔

4- پیشہ ورانہ اور فنی تعلیم:

Elmas Ali

قومی تعلیمی کمیشن نے پیشہ ورانہ فنی تعلیم کی اصلاح کیلئے درج ذیل تجاویز پیش کی تھیں۔

1- تمام سکولوں کے نصاب میں فنی اور پیشہ ورانہ مضامین مثلاً زراعت، تجارت، ہوم اکنامکس اور ان مضامین کے متعلق عملی کام کو بھی شامل کیا جائے گا۔

2- آٹھویں جماعت کے بعد دسویں جماعت تک فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم کیلئے مضامین نصاب میں شامل کئے جائیں گے تاکہ میٹرک کے بعد طلبا اس مقصد کے لئے خاص اداروں میں داخلہ لینے کے قابل ہو سکیں گے۔

3- پولی ٹیکنیک اور ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ میں داخلہ میٹرک کے بعد دیا جائے گا۔ ان اداروں کے موجودہ پروگراموں کو مضبوط بنایا جائے گا اور نئے تین سالہ کورس شروع کئے جائیں گے۔ فنی اور پیشہ ورانہ تربیت کے اداروں میں رات کی کلاسوں کا بھی اجراء کیا جائے گا۔

4- فنی تعلیم کے تمام اداروں کیلئے ایک الگ نظامت فنی تعلیم (Directorate of Technical Education) قائم کی جائے گی۔ فنی تعلیم کے اداروں کے امتحانات کے انتظام کو بھی فنی تعلیم کے بورڈ کے ہاتھ میں دیا جائے گا۔

5- حکومت مختلف صنعتوں کو اس بات پر آمادہ کرے گی کہ وہ اپنے اپنے شعبے میں افرادی خصوصی تربیت کا انتظام کریں۔

6- انجینئرنگ کے تربیتی اداروں میں داخلے کیلئے کم از کم تعلیمی قابلیت ایف ایس سی رکھی جائے گی اور ڈگری کیلئے تعلیم کا عرصہ چار سال ہوگا۔ موجودہ ڈپلومہ کورس پولی ٹیکنیک (Polytechnic) اداروں میں منتقل کر دیئے جائیں گے۔

7- شعبہ زراعت [illegible] داخلہ لینے کیلئے تعلیمی قابلیت میٹرک رکھی جائے گی اور ڈگری کالج کیلئے پانچ سال کی مدت ہوگی۔ [illegible] مغربی پاکستان میں ایک ایک زرعی یونیورسٹی قائم کی جائے گی۔ زرعی تعلیم کی ترقی میں ربط کیلئے ایک [illegible] زرعی [illegible] کونسل (Agricultural Research Council) قائم کی جائے گی۔

8- تجارتی اور کاروباری تعلیم کے مضامین کو ثانوی سکولوں میں اختیاری مضمون کی حیثیت سے نصاب میں شامل کیا جائے گا اور الگ کمرشل انسٹیٹیوٹ (Commercial Institute) بھی کھولے جائیں گے۔ بی کام کا عرصہ تین سال کر دیا جائے گا۔ اس شعبے میں [illegible] ڈی تک اعلیٰ تعلیم کا خصوصی انتظام کیا جائے گا۔

کمیشن کے نزدیک ملک کی ترقی کے لئے افرادی قوت [illegible] سے بڑا سرمایہ ہوتی ہے لہٰذا تعلیمی پروگراموں کو اس طرح سے ترتیب [illegible] کی سفارش کی گئی کہ تربیت یافتہ [illegible] کے ساتھ ساتھ ثانوی تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے۔ ثانوی تعلیم کے بچے کو بطور فرد، شہری، کارکن اور محب وطن کے پوری تربیت دینے کی سفارش کی گئی۔ سکولوں کے نصاب میں جو مضامین ہم آہنگ تھے انہیں ملا کر ایک مضمون بنا دیا گیا انہیں اختیاری مضمون کی حیثیت دے دی گئی۔ کمیشن نے محنت کی عظمت کے تصور کو مزید وسعت دینے کے لئے بھی [illegible] تعلیم پر زور دیا، فنی تعلیم کے ادارے قائم کئے گئے تاکہ بچے میں ہاتھ سے کام کرنے کی فنی مہارت پیدا ہو اس طرح ان میں [illegible] اور سماجی بہبود میں شرکت کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے تاکہ وہ تعلیم سے فارغ ہو کر کوئی موزوں پیشہ اختیار کر سکے۔

☆☆☆☆☆

سوال 3۔ تعلیمی پالیسی 1969ء اور قومی تعلیمی پالیسی 80-1972 میں ترقیاتی پہلوؤں پر بحث کریں؟

جواب: 1- 1969ء کی نئی تعلیمی پالیسی (The New Educational Policy 1969):

ہمارے تعلیمی نظام میں پورے تعلیمی ڈھانچے کی از سر نو ترتیب اور اس کی سمت کا تعین کرنے کی ضرورت کو محسوس

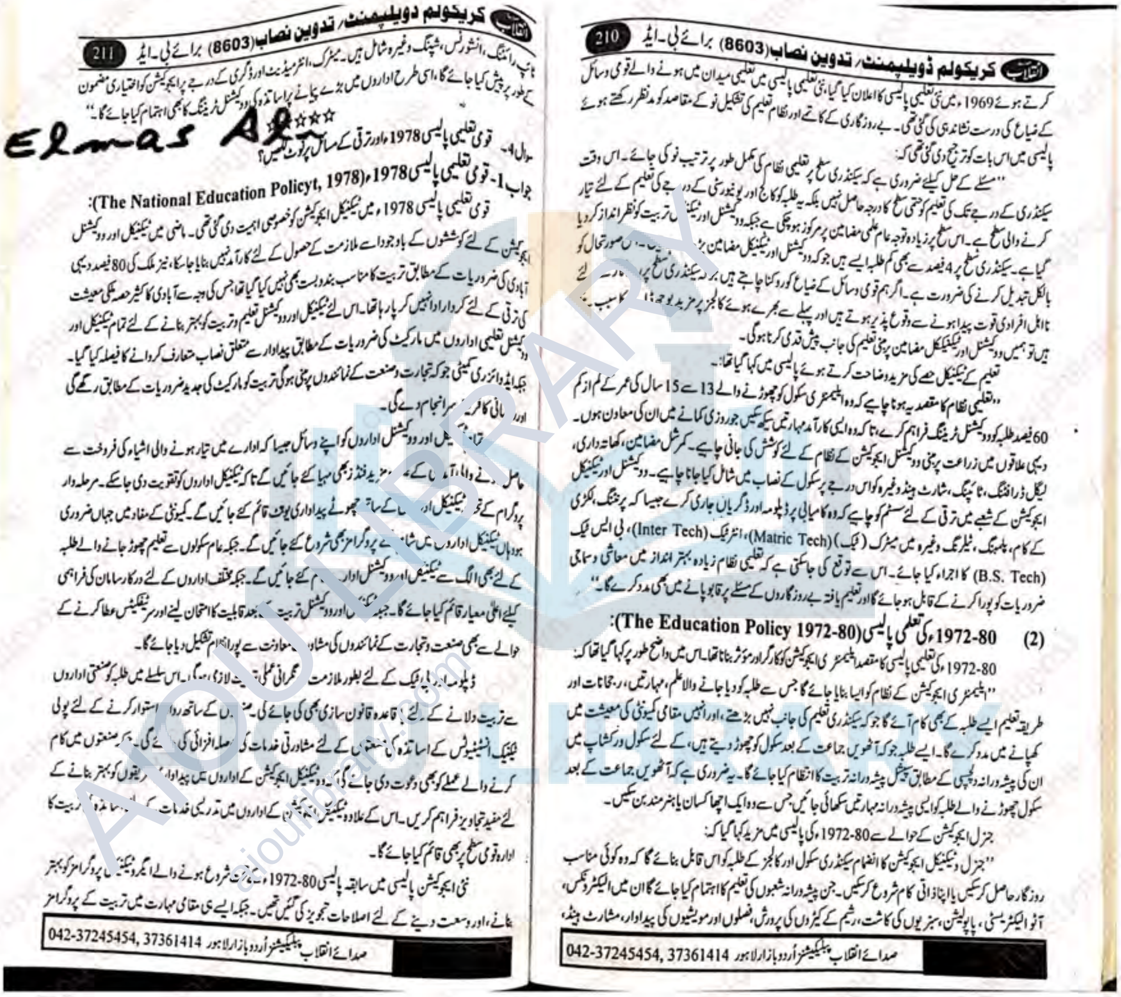

کرتے ہوئے 1969ء میں نئی تعلیمی پالیسی کا اعلان کیا گیا۔ نئی تعلیمی پالیسی میں تعلیمی میدان میں ہونے والے قومی وسائل کے ضیاع کی درست نشاندہی کی گئی تھی۔ بے روزگاری کے خاتمے اور نظام تعلیم کی تشکیل نو کے مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے پالیسی میں اس بات کو ترجیح دی گئی تھی کہ:

''مسئلے کے حل کیلئے ضروری ہے کہ سیکنڈری سطح پر تعلیمی نظام کی مکمل طور پر ترتیب نو کی جائے۔ اس وقت سیکنڈری کے درجے تک کی تعلیم کو حتمی سطح کا درجہ حاصل نہیں بلکہ یہ طلبہ کو کالج اور یونیورسٹی کے درجے کی تعلیم کے لئے تیار کرنے والی سطح ہے۔ اس سطح پر زیادہ توجہ عام علمی مضامین پر مرکوز ہو چکی ہے جبکہ ووکیشنل اور ٹیکنیکل تربیت کو نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ سیکنڈری سطح پر 4 فیصد سے بھی کم طلبہ ایسے ہیں جو کہ ووکیشنل اور ٹیکنیکل مضامین پڑھ [illegible]۔ اس صورتحال کو بالکل تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم قومی وسائل کے ضیاع کو روکنا چاہتے ہیں بلکہ سیکنڈری سطح پر [illegible] کے لئے نااہل افرادی قوت پیدا ہونے سے وقوع پذیر ہوتے ہیں اور پہلے سے بھرے ہوئے کالجز پر مزید بوجھ ڈالنے کا سبب [illegible] ہیں تو ہمیں ووکیشنل اور ٹیکنیکل مضامین پر مبنی تعلیم کی جانب پیش قدمی کرنا ہوگی۔

تعلیم کے ٹیکنیکل حصے کی مزید وضاحت کرتے ہوئے پالیسی میں کہا گیا تھا:-

''تعلیمی نظام کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ وہ ایلیمنٹری سکول کو چھوڑنے والے 13 سے 15 سال کی عمر کے کم از کم 60 فیصد طلبہ کو ووکیشنل ٹریننگ فراہم کرے، تاکہ وہ ایسی کارآمد مہارتیں سیکھ سکیں جو روزی کمانے میں ان کی معاون ہوں۔ دیہی علاقوں میں زراعت پر مبنی ووکیشنل ایجوکیشن کے نظام کے لئے کوشش کی جانی چاہیے۔ کمرشل مضامین، کھاتہ داری، لیگل ڈرافٹنگ، ٹائپنگ، شارٹ ہینڈ وغیرہ کو اس درجے پر سکول کے نصاب میں شامل کیا جانا چاہیے۔ ووکیشنل اور ٹیکنیکل ایجوکیشن کے شعبے میں ترقی کے لئے سسٹم کو چاہیے کہ وہ کامیابی پر ڈپلومہ اور ڈگریاں جاری کرے جیسا کہ پرنٹنگ، لکڑی کے کام، پلمبنگ، ٹیلرنگ وغیرہ میں میٹرک (ٹیک)(Matric Tech)، انٹرٹیک (Inter Tech)، بی ایس ٹیک (B.S. Tech) کا اجراء کیا جائے۔ اس سے توقع کی جا سکتی ہے کہ تعلیمی نظام زیادہ بہتر انداز میں معاشی و سماجی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل ہو جائے گا اور تعلیم یافتہ بے روزگاروں کے مسئلے پر قابو پانے میں بھی مدد کرے گا۔''

(2) 1972-80ء کی تعلیمی پالیسی (The Education Policy 1972-80):

1972-80ء کی تعلیمی پالیسی کا مقصد ایلیمنٹری ایجوکیشن کو کارگر اور مؤثر بنانا تھا۔ اس میں واضح طور پر کہا گیا تھا کہ:

''ایلیمنٹری ایجوکیشن کے نظام کو ایسا بنایا جائے گا جس سے طلبہ کو دیا جانے والا علم، مہارتیں، رجحانات اور طریقہ تعلیم ایسے طلبہ کے بھی کام آئے گا جو کہ سیکنڈری تعلیم کی جانب نہیں بڑھتے، اور انہیں مقامی کمیونٹی کی معیشت میں کھپانے میں مدد کرے گا۔ ایسے طلبہ جو کہ آٹھویں جماعت کے بعد سکول کو چھوڑ دیتے ہیں، کے لئے سکول ورکشاپ میں ان کی پیشہ ورانہ دلچسپی کے مطابق سپیشل پیشہ ورانہ تربیت کا انتظام کیا جائے گا۔ یہ ضروری ہے کہ آٹھویں جماعت کے بعد سکول چھوڑنے والے طلبہ کو ایسی پیشہ ورانہ مہارتیں سکھائی جائیں جس سے وہ ایک اچھا کسان یا ہنر مند بن سکیں۔

جنرل ایجوکیشن کے حوالے سے 1972-80ء کی پالیسی میں مزید کہا گیا کہ:

''جنرل و ٹیکنیکل ایجوکیشن کا انضمام سیکنڈری سکول اور کالجز کے طلبہ کو اس قابل بنائے گا کہ وہ کوئی مناسب روزگار حاصل کر سکیں یا اپنا ذاتی کام شروع کر سکیں۔ جن پیشہ ورانہ شعبوں کی تعلیم کا اہتمام کیا جائے گا ان میں الیکٹرونکس، آٹو الیکٹریسٹی، پاپولیشن، سبزیوں کی کاشت، ریشم کے کیڑوں کی پرورش، فصلوں اور مویشیوں کی پیداوار، شارٹ ہینڈ،

ٹائپ رائٹنگ، انشورنس، شپنگ وغیرہ شامل ہیں۔ میٹرک، انٹرمیڈیٹ اور ڈگری کے درجے پر ایجوکیشن کو اختیاری مضمون کے طور پر پیش کیا جائے گا، اسی طرح اداروں میں بڑے پیمانے پر اساتذہ کی ووکیشنل ٹریننگ کا بھی اہتمام کیا جائے گا۔''

☆☆☆

Elmas Ali

سوال 4۔ قومی تعلیمی پالیسی 1978ء اور ترقی کے مسائل پر نوٹ لکھیں؟

جواب 1۔ قومی تعلیمی پالیسی 1978ء (The National Education Policyt, 1978):

قومی تعلیمی پالیسی 1978ء میں ٹیکنیکل ایجوکیشن کو خصوصی اہمیت دی گئی تھی۔ ماضی میں ٹیکنیکل اور ووکیشنل ایجوکیشن کے لئے کوششوں کے باوجود اسے ملازمت کے حصول کے لئے کارآمد نہیں بنایا جا سکا، نیز ملک کی 80 فیصد دیہی آبادی کی ضروریات کے مطابق تربیت کا مناسب بندوبست بھی نہیں کیا گیا تھا جس کی وجہ سے آبادی کا کثیر حصہ ملکی معیشت کی ترقی کے لئے کردار ادا نہیں کر پا رہا تھا۔ اس لئے ٹیکنیکل اور ووکیشنل تعلیم و تربیت کو بہتر بنانے کے لئے تمام ٹیکنیکل اور ووکیشنل تعلیمی اداروں میں مارکیٹ کی ضروریات کے مطابق پیداوار سے متعلق نصاب متعارف کروانے کا فیصلہ کیا گیا۔ جبکہ ایڈوائزری کمیٹی جو کہ تجارت و صنعت کے نمائندوں پر مبنی ہو گی تربیت کو مارکیٹ کی جدید ضروریات کے مطابق رکھے گی اور [illegible] کا فریضہ سرانجام دے گی۔

تمام ٹیکنیکل اور ووکیشنل اداروں کو اپنے وسائل جیسا کہ ادارے میں تیار ہونے والی اشیاء کی فروخت سے حاصل ہونے والی آمدنی کے علاوہ مزید فنڈز بھی مہیا کئے جائیں گے تاکہ ٹیکنیکل اداروں کو تقویت دی جا سکے۔ مرحلہ وار پروگرام کے تحت ٹیکنیکل اداروں کے ساتھ چھوٹے پیداواری یونٹ قائم کئے جائیں گے۔ کمیونٹی کے مفاد میں جہاں ضروری ہو وہاں ٹیکنیکل اداروں میں شام کے پروگرامز بھی شروع کئے جائیں گے۔ جبکہ عام سکولوں سے تعلیم چھوڑ جانے والے طلبہ کے لئے بھی الگ سے ٹیکنیکل اور ووکیشنل ادارے قائم کئے جائیں گے۔ جبکہ مختلف اداروں کے لئے درکار سامان کی فراہمی کیلئے اعلیٰ معیار قائم کیا جائے گا۔ جبکہ ٹیکنیکل اور ووکیشنل تربیت کے بعد قابلیت کا امتحان لینے اور سرٹیفکیٹس عطا کرنے کے حوالے سے بھی صنعت و تجارت کے نمائندوں کی مشاورت و معاونت سے پورا نظام تشکیل دیا جائے گا۔

ڈپلومہ اور پولی ٹیک کے لئے بطور ملازمت نگرانی عملی تربیت لازمی ہو گی۔ اس سلسلے میں طلبہ کو صنعتی اداروں سے تربیت دلانے کے لئے باقاعدہ قانون سازی بھی کی جائے گی۔ صنعتوں کے ساتھ روابط استوار کرنے کے لئے پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹس کے اساتذہ کی صنعتوں کے لئے مشاورتی خدمات کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ جبکہ صنعتوں میں کام کرنے والے عملے کو بھی دعوت دی جائے گی کہ وہ ٹیکنیکل ایجوکیشن کے اداروں میں پیداوار کے طریقوں کو بہتر بنانے کے لئے مفید تجاویز فراہم کریں۔ اس کے علاوہ ٹیکنیکل ایجوکیشن کے اداروں میں تدریسی خدمات کے لئے اساتذہ کی تربیت کا ادارہ قومی سطح پر بھی قائم کیا جائے گا۔

نئی ایجوکیشن پالیسی میں سابقہ پالیسی 1972-80ء کے تحت شروع ہونے والے ایگرو ٹیکنیکل پروگرامز کو بہتر بنانے، اور وسعت دینے کے لئے اصلاحات تجویز کی گئیں تھیں۔ جبکہ ایسے ہی مقامی مہارت میں تربیت کے پروگرامز

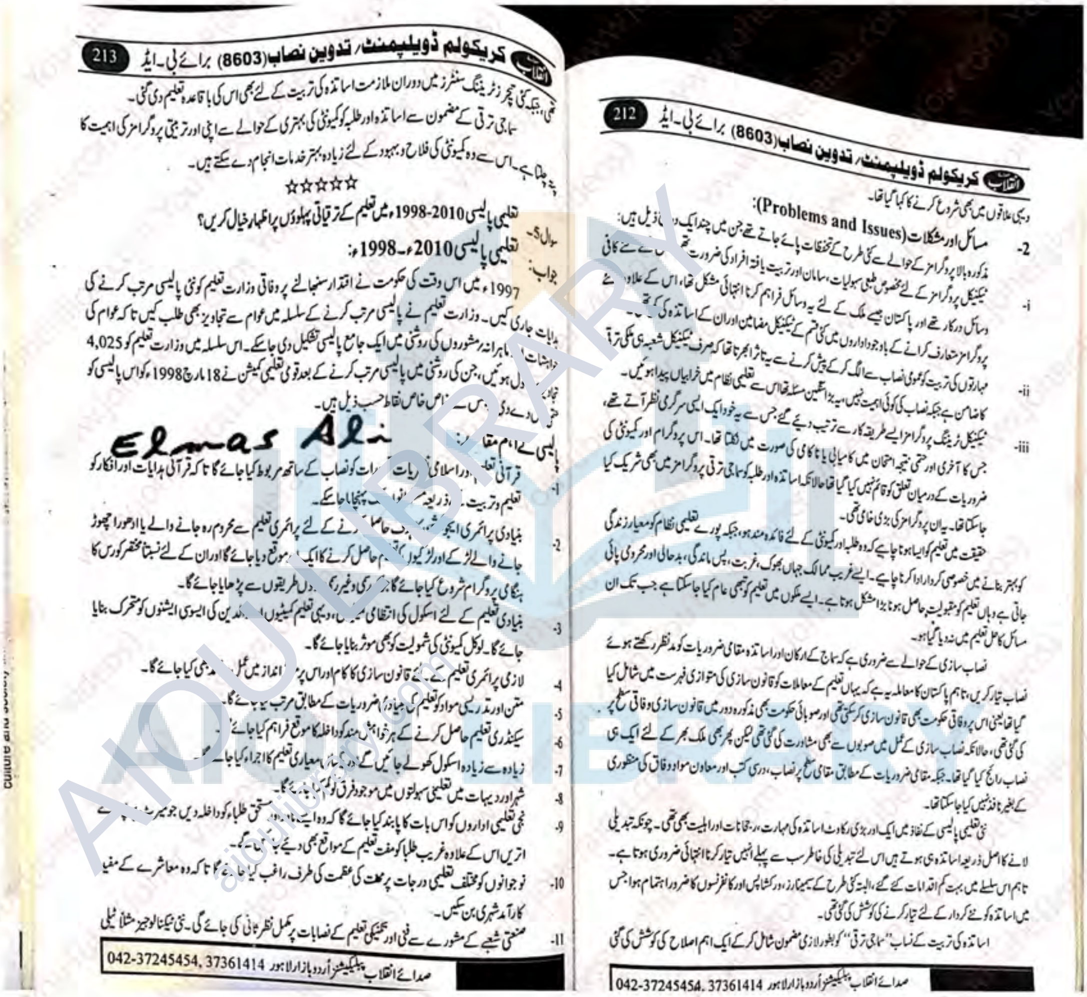

دیہی علاقوں میں بھی شروع کرنے کا کہا گیا تھا۔

-2 مسائل اور مشکلات (Problems and Issues):

مذکورہ بالا پروگرامز کے حوالے سے کئی طرح کے تحفظات پائے جاتے تھے جن میں چند ایک درج ذیل ہیں:

-i ٹیکنیکل پروگرامز کے لئے مخصوص طبعی سہولیات، سامان اور تربیت یافتہ افراد کی ضرورت تھی [illegible] کافی وسائل درکار تھے اور پاکستان جیسے ملک کے لئے یہ وسائل فراہم کرنا انتہائی مشکل تھا، اس کے علاوہ [illegible] اساتذہ کی کمی تھی۔

-ii پروگرامز متعارف کرانے کے باوجود اداروں میں کئی قسم کے ٹیکنیکل مضامین اور ٹیکنیکل مہارتوں کی تربیت کو عمومی نصاب سے الگ کرکے پیش کرنے سے یہ تاثر ابھرتا تھا کہ صرف ٹیکنیکل شعبہ ہی ملکی ترقی کا ضامن ہے جبکہ نصاب کی کوئی اہمیت نہیں، یہ بڑا سنگین مسئلہ تھا اس سے تعلیمی نظام میں خرابیاں پیدا ہوئیں۔

-iii ٹیکنیکل ٹریننگ پروگرامز ایسے طریقہ کار سے ترتیب دیئے گئے جس سے یہ خود ایک ایسی سرگرمی نظر آتے تھے، جس کا آخری اور حتمی نتیجہ امتحان میں کامیابی یا ناکامی کی صورت میں نکلتا تھا۔ اس پروگرام اور کمیونٹی کی ضروریات کے درمیان تعلق کو قائم نہیں کیا گیا تھا حالانکہ اساتذہ اور طلبہ کو سماجی ترقی پروگرامز میں بھی شریک کیا جاسکتا تھا۔ یہ ان پروگرامز کی بڑی خامی تھی۔

حقیقت میں تعلیم کو ایسا ہونا چاہیے کہ وہ طلبہ اور کمیونٹی کے لئے فائدہ مند ہو، جبکہ پورے تعلیمی نظام کو معیار زندگی کو بہتر بنانے میں خصوصی کردار ادا کرنا چاہیے۔ ایسے غریب ممالک جہاں بھوک، غربت، پس ماندگی، بدحالی اور محرومی پائی جاتی ہے وہاں تعلیم کو مقبولیت حاصل ہونا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ ایسے ملکوں میں تعلیم کو تبھی عام کیا جاسکتا ہے جب تک ان مسائل کا حل تعلیم میں نہ دیا گیا ہو۔

نصاب سازی کے حوالے سے ضروری ہے کہ سماج کے ارکان اور اساتذہ مقامی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے نصاب تیار کریں، تاہم پاکستان کا معاملہ یہ ہے کہ یہاں تعلیم کے معاملات کو قانون سازی کی متوازی فہرست میں شامل کیا گیا تھا یعنی اس پر وفاقی حکومت بھی قانون سازی کر سکتی تھی اور صوبائی حکومت بھی مذکورہ دور میں قانون سازی وفاقی سطح پر کی گئی تھی، حالانکہ نصاب سازی کے عمل میں صوبوں سے بھی مشاورت کی گئی تھی لیکن پھر بھی ملک بھر کے لئے ایک ہی نصاب رائج کیا گیا تھا۔ جبکہ مقامی ضروریات کے مطابق مقامی سطح پر نصاب، درسی کتب اور معاون مواد وفاق کی منظوری کے بغیر نافذ نہیں کیا جاسکتا تھا۔

نئی تعلیمی پالیسی کے نفاذ میں ایک اور بڑی رکاوٹ اساتذہ کی مہارت، رجحانات اور اہلیت بھی تھی۔ چونکہ تبدیلی لانے کا اصل ذریعہ اساتذہ ہی ہوتے ہیں اس لئے تبدیلی کی خاطر سب سے پہلے انہیں تیار کرنا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ تاہم اس سلسلے میں بہت کم اقدامات کئے گئے، البتہ کئی طرح کے سیمینارز، ورکشاپس اور کانفرنسوں کا ضرور اہتمام ہوا جس میں اساتذہ کو نئے کردار کے لئے تیار کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔

اساتذہ کی تربیت کے نصاب "سماجی ترقی" کو بطور لازمی مضمون شامل کرکے ایک اہم اصلاح کی کوشش کی گئی

تھی، جبکہ کئی ٹیچرز ٹریننگ سنٹرز میں دوران ملازمت اساتذہ کی تربیت کے لئے بھی اس کی باقاعدہ تعلیم دی گئی۔

سماجی ترقی کے مضمون سے اساتذہ اور طلبہ کو کمیونٹی کی بہتری کے حوالے سے اپنی اور تربیتی پروگرامز کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔ اس سے وہ کمیونٹی کی فلاح و بہبود کے لئے زیادہ بہتر خدمات انجام دے سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

سوال-5 تعلیمی پالیسی 1998-2010ء میں تعلیم کے ترقیاتی پہلوؤں پر اظہار خیال کریں؟

جواب: تعلیمی پالیسی 2010ء-1998ء:

1997ء میں اس وقت کی حکومت نے اقتدار سنبھالتے ہی وفاقی وزارت تعلیم کو نئی پالیسی مرتب کرنے کی ہدایات جاری کیں۔ وزارت تعلیم نے پالیسی مرتب کرنے کے سلسلہ میں عوام سے تجاویز بھی طلب کیں تاکہ عوام کی خواہشات اور ماہرانہ مشوروں کی روشنی میں ایک جامع پالیسی تشکیل دی جاسکے۔ اس سلسلہ میں وزارت تعلیم کو 4,025 تجاویز [illegible] ہوئیں، جن کی روشنی میں پالیسی مرتب کرنے کے بعد قومی تعلیمی کمیشن نے 18 مارچ 1998ء کو اس پالیسی کو حتمی [illegible] دے دی۔ [illegible] خاص خاص نکات حسب ذیل ہیں۔

Elmas Ali

پالیسی کے اہم مقاصد:

-1 قرآنی تعلیمات اور اسلامی [illegible] کو نصاب کے ساتھ مربوط کیا جائے گا تاکہ قرآنی ہدایات اور افکار کو تعلیم و تربیت کے ذریعہ [illegible] پہنچایا جاسکے۔

-2 بنیادی پرائمری ایجوکیشن [illegible] حاصل کرنے کے لئے پرائمری تعلیم سے محروم رہ جانے والے یا ادھورا چھوڑ جانے والے لڑکے اور لڑکیوں کو تعلیم حاصل کرنے کا ایک [illegible] موقع دیا جائے گا اور ان کے لئے نسبتاً مختصر کورس کا ہنگامی پروگرام شروع کیا جائے گا جو [illegible] وغیرہ [illegible] طریقوں سے پڑھایا جائے گا۔

-3 بنیادی تعلیم کے لئے اسکول کی انتظامی [illegible]، دیہی تعلیم کمیٹیوں [illegible] والدین کی ایسوسی ایشنوں کو متحرک بنایا جائے گا۔ لوکل کمیونٹی کی شمولیت کو بھی مؤثر بنایا جائے گا۔

-4 لازمی پرائمری تعلیم کے [illegible] قانون سازی کا کام اور اس پر [illegible] انداز میں عمل [illegible] بھی کیا جائے گا۔

-5 متن اور تدریسی مواد کو تعلیم کی بنیادی ضروریات کے مطابق مرتب کیا جائے گا۔

-6 سیکنڈری تعلیم حاصل کرنے کے ہر خواہش مند کو داخلہ کا موقع فراہم کیا جائے گا۔

-7 زیادہ سے زیادہ اسکول کھولے جائیں گے [illegible] معیاری تعلیم کا اجراء کیا جائے گا۔

-8 شہر اور دیہات میں تعلیمی سہولتوں میں موجود فرق کو کم [illegible] جائے گا۔

-9 نجی تعلیمی اداروں کو اس بات کا پابند کیا جائے گا کہ وہ ایسے [illegible] مستحق طلباء کو داخلہ دیں جو میرٹ [illegible] اتریں اس کے علاوہ غریب طلبا کو مفت تعلیم کے مواقع بھی دیئے جائیں گے۔

-10 نوجوانوں کو مختلف تعلیمی درجات پر محنت کی عظمت کی طرف راغب کیا جائے گا تاکہ وہ معاشرے کے مفید کارآمد شہری بن سکیں۔

-11 صنعتی شعبے کے مشورے سے فنی اور تکنیکی تعلیم کے نصابات پر مکمل نظرثانی کی جائے گی۔ نئی ٹیکنالوجیز مثلاً ٹیلی

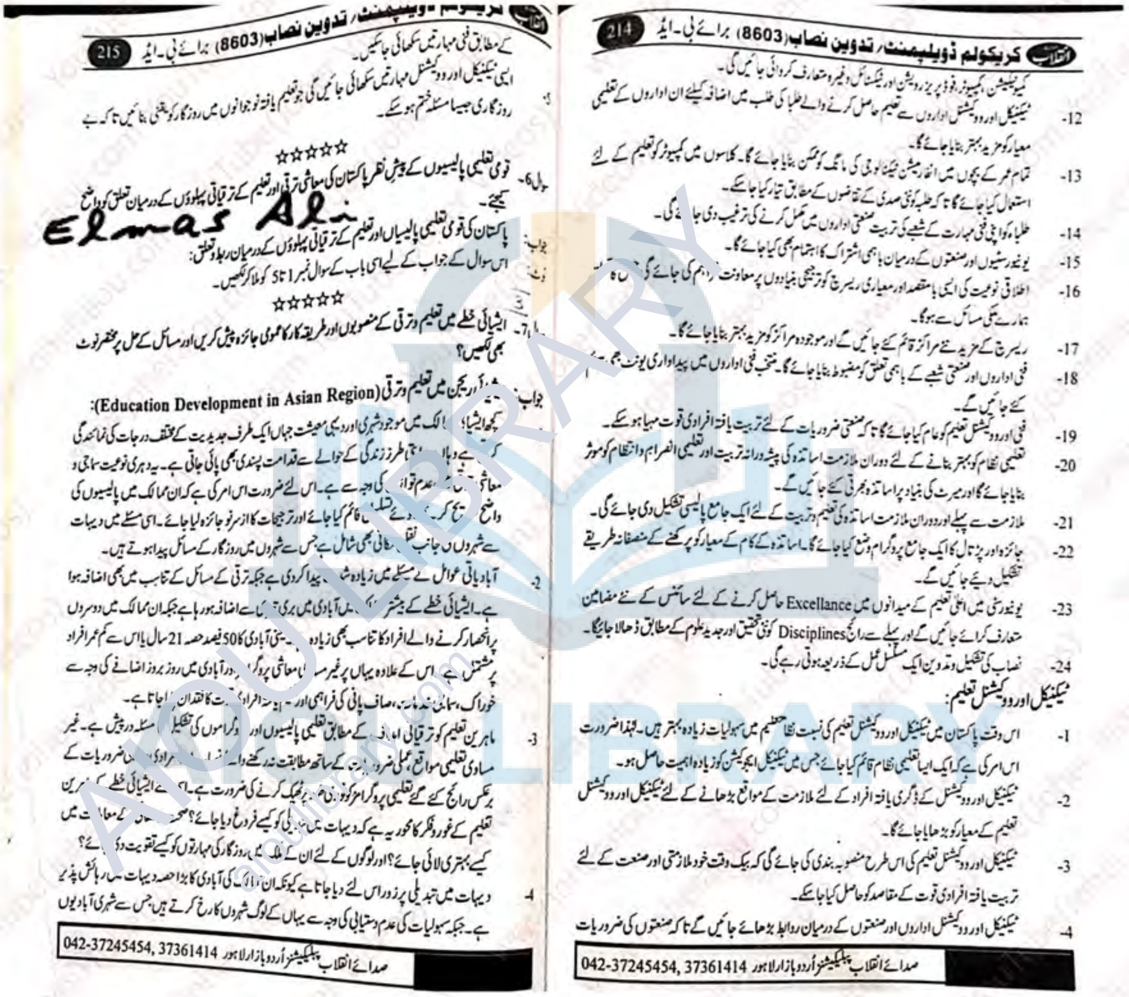

کیلیبریشن، کمپیوٹر، فوٹو پریزرویشن اور ٹیکسٹائل وغیرہ متعارف کروائی جائیں گی۔

-12 ٹیکنیکل اور ووکیشنل اداروں سے تعلیم حاصل کرنے والے طلبا کی طلب میں اضافہ کیلئے ان اداروں کے تعلیمی معیار کو مزید بہتر بنایا جائے گا۔

-13 تمام عمر کے بچوں میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کی مانگ کو ممکن بنایا جائے گا۔ کلاسوں میں کمپیوٹر کو تعلیم کے لئے استعمال کیا جائے گا تا کہ طلبہ کو نئی صدی کے تقاضوں کے مطابق تیار کیا جا سکے۔

-14 طلباء کو اپنی فنی مہارت کے شعبے کی تربیت صنعتی اداروں میں مکمل کرنے کی ترغیب دی جائے گی۔

-15 یونیورسٹیوں اور صنعتوں کے درمیان باہمی اشتراک کا اہتمام بھی کیا جائے گا۔

-16 اطلاقی نوعیت کی ایسی بامقصد اور معیاری ریسرچ کو ترجیحی بنیادوں پر معاونت فراہم کی جائے گی جس کا [illegible] ہمارے ملکی مسائل سے ہوگا۔

-17 ریسرچ کے مزید نئے مراکز قائم کیے جائیں گے اور موجودہ مراکز کو مزید بہتر بنایا جائے گا۔

-18 فنی اداروں اور صنعتی شعبے کے باہمی تعلق کو مضبوط بنایا جائے گا۔ منتخب فنی اداروں میں پیداواری یونٹ جم [illegible] کئے جائیں گے۔

-19 فنی اور ووکیشنل تعلیم کو عام کیا جائے گا تا کہ صنعتی ضروریات کے لئے تربیت یافتہ افرادی قوت مہیا ہو سکے۔

-20 تعلیمی نظام کو بہتر بنانے کے لئے دوران ملازمت اساتذہ کی پیشہ ورانہ تربیت اور تعلیمی انصرام و انتظام کو موثر بنایا جائے گا اور میرٹ کی بنیاد پر اساتذہ بھرتی کئے جائیں گے۔

-21 ملازمت سے پہلے اور دوران ملازمت اساتذہ کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک جامع پالیسی تشکیل دی جائے گی۔

-22 جائزہ اور پڑتال کا ایک جامع پروگرام وضع کیا جائے گا۔ اساتذہ کے کام کے معیار کو پرکھنے کے منصفانہ طریقے تشکیل دیے جائیں گے۔

-23 یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم کے میدانوں میں Excellance حاصل کرنے کے لئے سائنس کے نئے مضامین متعارف کرائے جائیں گے اور پہلے سے رائج Disciplines کو نئی تحقیق اور جدید علوم کے مطابق ڈھالا جائیگا۔

-24 نصاب کی تشکیل و تدوین ایک مسلسل عمل کے ذریعہ ہوتی رہے گی۔

ٹیکنیکل اور ووکیشنل تعلیم:

-1 اس وقت پاکستان میں ٹیکنیکل اور ووکیشنل تعلیم کی نسبت نظام تعلیم میں سہولیات زیادہ بہتر ہیں۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک ایسا تعلیمی نظام قائم کیا جائے جس میں ٹیکنیکل ایجوکیشن کو زیادہ اہمیت حاصل ہو۔

-2 ٹیکنیکل اور ووکیشنل کے ڈگری یافتہ افراد کے لئے ملازمت کے مواقع بڑھانے کے لئے ٹیکنیکل اور ووکیشنل تعلیم کے معیار کو بڑھایا جائے گا۔

-3 ٹیکنیکل اور ووکیشنل تعلیم کی اس طرح منصوبہ بندی کی جائے گی کہ بیک وقت خود ملازمتی اور صنعت کے لئے تربیت یافتہ افرادی قوت کے مقاصد کو حاصل کیا جا سکے۔

-4 ٹیکنیکل اور ووکیشنل اداروں اور صنعتوں کے درمیان روابط بڑھائے جائیں گے تا کہ صنعتوں کی ضروریات

کے مطابق فنی مہارتیں سکھائی جا سکیں۔

-5 ایسی ٹیکنیکل اور ووکیشنل مہارتیں سکھائی جائیں گی جو تعلیم یافتہ نوجوانوں میں روزگار کو یقینی بنائیں تا کہ بے روزگاری جیسا مسئلہ ختم ہو سکے۔

☆☆☆☆☆

سوال 6۔ قومی تعلیمی پالیسیوں کے پیشِ نظر پاکستان کی معاشی ترقی اور تعلیم کے ترقیاتی پہلوؤں کے درمیان تعلق کو واضح کیجئے۔

Elmas Ali

جواب: **پاکستان کی قومی تعلیمی پالیسیاں اور تعلیم کے ترقیاتی پہلوؤں کے درمیان ربط و تعلق:**

نوٹ: اس سوال کے جواب کے لیے اسی باب کے سوال نمبر 1 تا 5 کو ملا کر لکھیں۔

☆☆☆☆☆

سوال 7۔ ایشیائی خطے میں تعلیم و ترقی کے منصوبوں اور طریقہ کار کا عمومی جائزہ پیش کریں اور مسائل کے حل پر مختصر نوٹ بھی لکھیں؟

جواب: **ایشیائی ریجن میں تعلیم و ترقی (Education Development in Asian Region):**

-1 کچھ ایشیائی ممالک میں موجود شہری اور دیہی معیشت جہاں ایک طرف جدیدیت کے مختلف درجات کی نمائندگی کرتی ہے وہاں [illegible] طرز زندگی کے حوالے سے قدامت پسندی بھی پائی جاتی ہے۔ یہ دہری نوعیت سماجی و معاشی [illegible] عدم توازن کی وجہ سے ہے۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ان ممالک میں پالیسیوں کی واضح [illegible] قائم کیا جائے اور ترجیحات کا از سر نو جائزہ لیا جائے۔ اسی مسئلے میں دیہات سے شہروں کی جانب نقل مکانی بھی شامل ہے جس سے شہروں میں روزگار کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

-2 آبادیاتی عوامل نے مسئلے میں زیادہ شدت پیدا کر دی ہے جبکہ ترقی کے مسائل کے تناسب میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ ایشیائی خطے کے بیشتر [illegible] آبادی میں بری تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے جبکہ ان ممالک میں دوسروں پر انحصار کرنے والے افراد کا تناسب بھی زیادہ [illegible] آبادی کا 50 فیصد حصہ 21 سال یا اس سے کم عمر افراد پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ یہاں پر غیر مساوی معاشی پروگرام اور آبادی میں روز بروز اضافے کی وجہ سے خوراک، سماجی خدمات، صاف پانی کی فراہمی اور [illegible] افرادی قوت کا فقدان پایا جاتا ہے۔

-3 ماہرین تعلیم کو ترقیاتی اہداف کے مطابق تعلیمی پالیسیوں اور پروگراموں کی تشکیل کا مسئلہ درپیش ہے۔ غیر مساوی تعلیمی مواقع، عملی ضروریات کے ساتھ مطابقت نہ رکھنے والے [illegible] افرادی [illegible] ضروریات کے برعکس رائج کیے گئے تعلیمی پروگراموں کو ازسر نو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔ [illegible] ایشیائی خطے کے ماہرین تعلیم کے غور و فکر کا محور یہ ہے کہ دیہات میں [illegible] کو کیسے فروغ دیا جائے؟ [illegible] کے معاملات میں کیسے بہتری لائی جائے؟ اور لوگوں کے لئے ان کے ملک میں روزگار کی مہارتوں کو کیسے تقویت دی جائے؟

-4 دیہات میں تبدیلی پر زور اس لئے دیا جاتا ہے کیونکہ ان ممالک کی آبادی کا بڑا حصہ دیہات میں رہائش پذیر ہے۔ جبکہ سہولیات کی عدم دستیابی کی وجہ سے یہاں کے لوگ شہروں کا رخ کرتے ہیں جس سے شہری آبادیوں

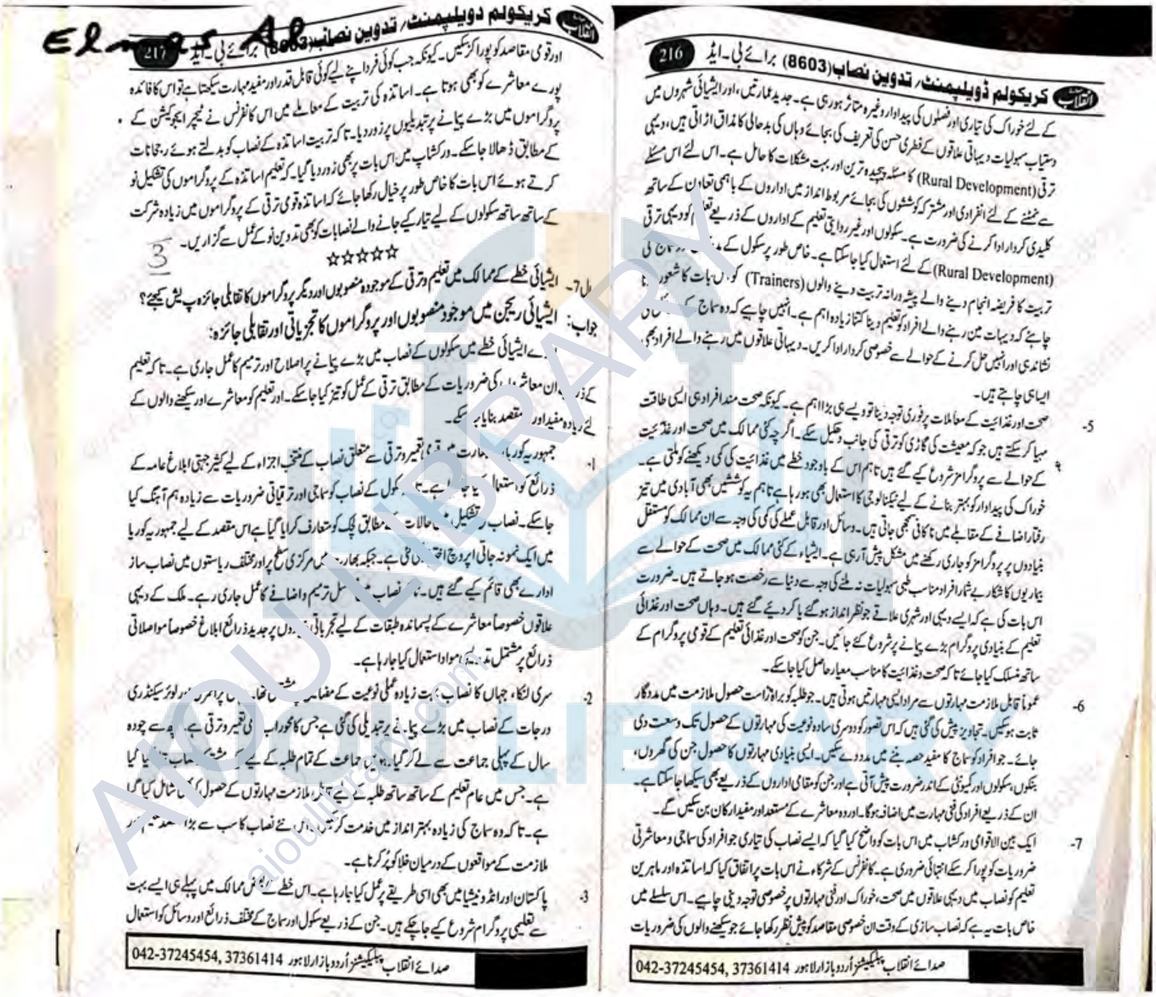

کے لئے خوراک کی تیاری اور فصلوں کی پیداوار وغیرہ متاثر ہو رہی ہے۔ جدید عمارتیں، اور ایشیائی شہروں میں دستیاب سہولیات دیہاتی علاقوں کے فطری حسن کی تعریف کی بجائے وہاں کی بدحالی کا مذاق اڑاتی ہیں، دیہی ترقی (Rural Development) کا مسئلہ پیچیدہ ترین اور بہت مشکلات کا حامل ہے۔ اس لئے اس مسئلے سے نمٹنے کے لئے انفرادی اور مشترکہ کوششوں کی بجائے مربوط انداز میں اداروں کے باہمی تعاون کے ساتھ کلیدی کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ سکولوں اور غیر رواجی تعلیم کے اداروں کے ذریعے تعلیم کو دیہی ترقی (Rural Development) کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ خاص طور پر سکول کے [illegible] سماج کی تربیت کا فریضہ انجام دینے والے پیشہ ورانہ تربیت دینے والوں (Trainers) کو اس بات کا شعور [illegible] چاہئے کہ دیہات میں رہنے والے افراد کو تعلیم دینا کتنا زیادہ اہم ہے۔ انہیں چاہیے کہ وہ سماج کے [illegible] نشاندہی اور انہیں حل کرنے کے حوالے سے خصوصی کردار ادا کریں۔ دیہاتی علاقوں میں رہنے والے افراد بھی ایسا ہی چاہتے ہیں۔

-5 صحت اور غذائیت کے معاملات پر فوری توجہ دینا تو ویسے ہی بڑا اہم ہے۔ کیونکہ صحت مند افراد ہی ایسی طاقت مہیا کر سکتے ہیں جو کہ معیشت کی گاڑی کو ترقی کی جانب دھکیل سکے۔ اگرچہ کئی ممالک میں صحت اور غذائیت کے حوالے سے پروگرامز شروع کیے گئے ہیں تاہم اس کے باوجود خطے میں غذائیت کی کمی دیکھنے کو ملتی ہے۔ خوراک کی پیداوار کو بہتر بنانے کے لیے ٹیکنالوجی کا استعمال بھی ہو رہا ہے تاہم یہ کوششیں بھی آبادی میں تیز رفتار اضافے کے مقابلے میں ناکافی سمجھی جاتی ہیں۔ وسائل اور قابل عملے کی کمی کی وجہ سے ان ممالک کو مستقل بنیادوں پر پروگرامز کو جاری رکھنے میں مشکل پیش آرہی ہے۔ ایشیاء کے کئی ممالک میں صحت کے حوالے سے بیماریوں کا شکار بے شمار افراد مناسب طبی سہولیات نہ ملنے کی وجہ سے دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسے دیہی اور شہری علاقے جو نظر انداز ہو گئے یا کر دیئے گئے ہیں۔ وہاں صحت اور غذائی تعلیم کے بنیادی پروگرام بڑے پیمانے پر شروع کیے جائیں۔ جن کو صحت اور غذائی تعلیم کے قومی پروگرام کے ساتھ منسلک کیا جائے تاکہ صحت و غذائیت کا مناسب معیار حاصل کیا جاسکے۔

-6 عموماً قابل ملازمت مہارتوں سے مراد ایسی مہارتیں ہوتی ہیں۔ جو طلبہ کو براہ راست حصول ملازمت میں مددگار ثابت ہو سکیں۔ تجاویز پیش کی گئی ہیں کہ اس تصور کو دوسری سادہ نوعیت کی مہارتوں کے حصول تک وسعت دی جائے۔ جو افراد کو سماج کا مفید حصہ بننے میں مدد دے سکیں۔ ایسی بنیادی مہارتوں کا حصول جن کی گھروں، بنکوں، سکولوں اور کمیونٹی کے اندر ضرورت پیش آتی ہے اور جن کو مقامی اداروں کے ذریعے بھی سیکھا جاسکتا ہے۔ ان کے ذریعے افراد کی فنی مہارت میں اضافہ ہوگا۔ اور وہ معاشرے کے مستعد اور مفید ارکان بن سکیں گے۔

-7 ایک بین الاقوامی ورکشاپ میں اس بات کو واضح کیا گیا کہ ایسے نصاب کی تیاری جو افراد کی سماجی و معاشرتی ضروریات کو پورا کر سکے انتہائی ضروری ہے۔ کانفرنس کے شرکاء نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اساتذہ اور ماہرین تعلیم کو نصاب میں دیہی علاقوں میں صحت، خوراک اور فنی مہارتوں پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ اس سلسلے میں خاص بات یہ ہے کہ نصاب سازی کے وقت ان خصوصی مقاصد کو پیش نظر رکھا جائے جو سیکھنے والوں کی ضروریات

اور قومی مقاصد کو پورا کر سکیں۔ کیونکہ جب کوئی فرد اپنے لیے کوئی قابل قدر اور مفید مہارت سیکھتا ہے تو اس کا فائدہ پورے معاشرے کو بھی ہوتا ہے۔ اساتذہ کی تربیت کے معاملے میں اس کانفرنس نے ٹیچر ایجوکیشن کے پروگراموں میں بڑے پیمانے پر تبدیلیوں پر زور دیا۔ تاکہ تربیت اساتذہ کے نصاب کو بدلتے ہوئے رجحانات کے مطابق ڈھالا جاسکے۔ ورکشاپ میں اس بات پر بھی زور دیا گیا۔ کہ تعلیم اساتذہ کے پروگراموں کی تشکیل نو کرتے ہوئے اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا جائے کہ اساتذہ قومی ترقی کے پروگراموں میں زیادہ شرکت کے ساتھ ساتھ سکولوں کے لیے تیار کیے جانے والے نصابات کو بھی تدوین نو کے عمل سے گزاریں۔

3

☆☆☆☆☆

ال 7- ایشیائی خطے کے ممالک میں تعلیم و ترقی کے موجودہ منصوبوں اور دیگر پروگراموں کا تقابلی جائزہ پیش کیجئے؟

جواب: ایشیائی ریجن میں موجود منصوبوں اور پروگراموں کا تجزیاتی اور تقابلی جائزہ:

[illegible] ے ایشیائی خطے میں سکولوں کے نصاب میں بڑے پیمانے پر اصلاح اور ترمیم کا عمل جاری ہے۔ تاکہ تعلیم کے ذر[illegible] ان معاشر[illegible] کی ضروریات کے مطابق ترقی کے عمل کو تیز کیا جاسکے۔ اور تعلیم کو معاشرے اور سیکھنے والوں کے لیے زیادہ مفید اور [illegible] مقصد بنایا جا سکے۔

-1 جمہوریہ کوریا، [illegible] بھارت میں قومی تعمیر و ترقی سے متعلق نصاب کے منتخب اجزاء کے لیے کثیر جہتی ابلاغ عامہ کے ذرائع کو استعمال کیا جاتا ہے۔ [illegible] سکول کے نصاب کو سماجی اور ترقیاتی ضروریات سے زیادہ ہم آہنگ کیا جاسکے۔ نصاب [illegible] تشکیل [illegible] حالات کے مطابق لچک کو متعارف کرایا گیا ہے اس مقصد کے لیے جمہوریہ کوریا میں ایک نمونہ جاتی اپروچ اختیار کی جاتی ہے۔ جبکہ بھارت میں مرکزی سطح پر اور مختلف ریاستوں میں نصاب ساز ادارے بھی قائم کیے گئے ہیں۔ [illegible] نصاب میں مسلسل ترمیم و اضافے کا عمل جاری رہے۔ ملک کے دیہی علاقوں خصوصاً معاشرے کے پسماندہ طبقات کے لیے تجرباتی بنیادوں پر جدید ذرائع ابلاغ خصوصاً مواصلاتی ذرائع پر مشتمل تدریسی مواد استعمال کیا جارہا ہے۔

-2 سری لنکا، جہاں کا نصاب بہت زیادہ عملی نوعیت کے مضامین پر مشتمل تھا۔ [illegible] پرائمری اور لوئر سیکنڈری درجات کے نصاب میں بڑے پیمانے پر تبدیلی کی گئی ہے جس کا محور اب [illegible] تعمیر و ترقی ہے۔ [illegible] سے چودہ سال کے پہلی جماعت سے لے کر [illegible] جماعت کے تمام طلبہ کے لیے [illegible] نصاب [illegible] کیا گیا ہے۔ جس میں عام تعلیم کے ساتھ ساتھ طلبہ کے لیے قابل ملازمت مہارتوں کے حصول کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ تاکہ وہ سماج کی زیادہ بہتر انداز میں خدمت کر سکیں۔ اس نئے نصاب کا سب سے بڑا مقصد تعلیم اور ملازمت کے مواقعوں کے درمیان خلا کو پُر کرنا ہے۔

-3 پاکستان اور انڈونیشیا میں بھی اسی طریقے پر عمل کیا جارہا ہے۔ اس خطے کے [illegible] ممالک میں پہلے ہی ایسے بہت سے تعلیمی پروگرام شروع کیے جاچکے ہیں۔ جن کے ذریعے سکول اور سماج کے مختلف ذرائع اور وسائل کو استعمال

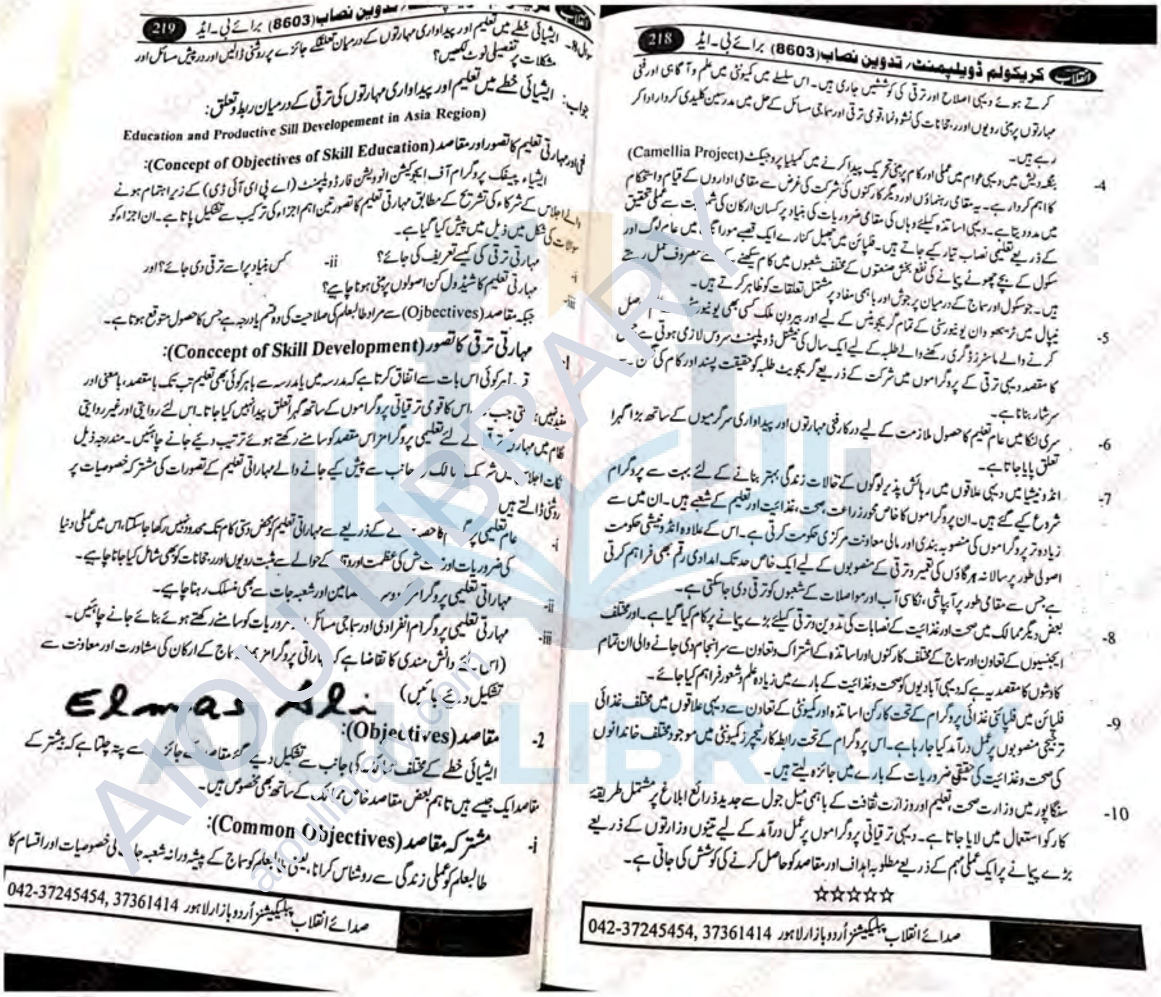

کرتے ہوئے دیہی اصلاح اور ترقی کی کوششیں جاری ہیں۔ اس سلسلے میں کمیونٹی میں علم و آگاہی اور فنی مہارتوں پر مبنی رویوں اور رجحانات کی نشوونما، قومی ترقی اور سماجی مسائل کے حل میں مدرسین کلیدی کردار ادا کر رہے ہیں۔

-4 بنگلہ دیش میں دیہی عوام میں عملی اور کام پر مبنی تحریک پیدا کرنے میں کمیلیا پروجیکٹ(Camellia Project) کا اہم کردار ہے۔ یہ مقامی رہنماؤں اور دیگر کارکنوں کی شرکت کی غرض سے مقامی اداروں کے قیام و استحکام میں مدد دیتا ہے۔ دیہی اساتذہ کیلئے وہاں کی مقامی ضروریات کی بنیاد پر کسان ارکان کی شمولیت سے عملی تحقیق کے ذریعے تعلیمی نصاب تیار کیے جاتے ہیں۔ فلپائن میں جھیل کنارے ایک قصبے مورا [illegible] میں عام لوگ اور سکول کے بچے چھوٹے پیمانے کی نفع بخش صنعتوں کے مختلف شعبوں میں کام سیکھنے [illegible] مصروف عمل رہتے ہیں۔ جو سکول اور سماج کے درمیان پرجوش اور باہمی مفاد پر مشتمل تعلقات کو ظاہر کرتے ہیں۔

-5 نیپال میں تربھوون یونیورسٹی کے تمام گریجویٹس کے لیے اور بیرون ملک کسی بھی یونیورسٹی [illegible] حاصل کرنے والے ماسٹرز ڈگری رکھنے والے طلبہ کے لیے ایک سال کی نیشنل ڈویلپمنٹ سروس لازمی ہوتی ہے [illegible] کا مقصد دیہی ترقی کے پروگراموں میں شرکت کے ذریعے گریجویٹ طلبہ کو حقیقت پسند اور کام کی [illegible] سرشار بنانا ہے۔

-6 سری لنکا میں عام تعلیم کا حصول ملازمت کے لیے درکار فنی مہارتوں اور پیداواری سرگرمیوں کے ساتھ بڑا گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔

-7 انڈونیشیا میں دیہی علاقوں میں رہائش پذیر لوگوں کے حالات زندگی بہتر بنانے کے لئے بہت سے پروگرام شروع کیے گئے ہیں۔ ان پروگراموں کا خاص محور زراعت، صحت، غذائیت اور تعلیم کے شعبے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر پروگراموں کی منصوبہ بندی اور مالی معاونت مرکزی حکومت کرتی ہے۔ اس کے علاوہ انڈونیشی حکومت اصولی طور پر سالانہ ہر گاؤں کی تعمیر و ترقی کے منصوبوں کے لیے ایک خاص حد تک امدادی رقم بھی فراہم کرتی ہے جس سے مقامی طور پر آبپاشی، نکاسی آب اور مواصلات کے شعبوں کو ترقی دی جا سکتی ہے۔

-8 بعض دیگر ممالک میں صحت اور غذائیت کے نصابات کی تدوین و ترقی کیلئے بڑے پیمانے پر کام کیا گیا ہے۔ اور مختلف ایجنسیوں کے تعاون اور سماج کے مختلف کارکنوں اور اساتذہ کے اشتراک و تعاون سے سرانجام دی جانے والی ان تمام کاوشوں کا مقصد یہ ہے کہ دیہی آبادیوں کو صحت و غذائیت کے بارے میں زیادہ علم و شعور فراہم کیا جائے۔

-9 فلپائن میں فلپائنی غذائی پروگرام کے تحت کارکن اساتذہ اور کمیونٹی کے تعاون سے دیہی علاقوں میں مختلف غذائی ترجیحی منصوبوں پر عمل درآمد کیا جا رہا ہے۔ اس پروگرام کے تحت رابطہ کار ٹیچرز کمیونٹی میں موجود مختلف خاندانوں کی صحت و غذائیت کی حقیقی ضروریات کے بارے میں جائزہ لیتے ہیں۔

-10 سنگاپور میں وزارت صحت، تعلیم اور وزارت ثقافت کے باہمی میل جول سے جدید ذرائع ابلاغ پر مشتمل طریقہ کار کو استعمال میں لایا جاتا ہے۔ دیہی ترقیاتی پروگراموں پر عمل درآمد کے لیے تینوں وزارتوں کے ذریعے بڑے پیمانے پر ایک عملی مہم کے ذریعے مطلوبہ اہداف اور مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

سوال 9- ایشیائی خطے میں تعلیم اور پیداواری مہارتوں کے درمیان تعلق کے جائزے پر روشنی ڈالیں اور درپیش مسائل اور مشکلات پر تفصیلی نوٹ لکھیں؟

جواب: ایشیائی خطے میں تعلیم اور پیداواری مہارتوں کی ترقی کے درمیان ربط و تعلق:
Education and Productive Sill Developement in Asia Region)

فنی اور مہارتی تعلیم کا تصور اور مقاصد(Concept of Objectives of Skill Education):

ایشیاء پیسفک پروگرام آف ایجوکیشن انوویشن فار ڈویلپمنٹ (اے پی ای آئی ڈی) کے زیر اہتمام ہونے والے اجلاس کے شرکاء کی تشریح کے مطابق مہارتی تعلیم کا تصور تین اہم اجزاء کی ترکیب سے تشکیل پاتا ہے۔ ان اجزاء کو سوالات کی شکل میں ذیل میں پیش کیا گیا ہے۔

-i مہارتی ترقی کی کیسے تعریف کی جائے؟
-ii کس بنیاد پر اسے ترقی دی جائے؟ اور
-iii مہارتی تعلیم کا شیڈول کن اصولوں پر مبنی ہونا چاہیے؟

جبکہ مقاصد(Ojbectives) سے مراد طالبعلم کی صلاحیت کی وہ قسم یا درجہ ہے جس کا حصول متوقع ہوتا ہے۔

مہارتی ترقی کا تصور(Conccept of Skill Development):

-1 ہر کوئی اس بات سے اتفاق کرتا ہے کہ مدرسہ میں یا مدرسہ سے باہر کوئی بھی تعلیم تب تک بامقصد، بامعنی اور مفید نہیں ہوتی جب [illegible] اس کا قومی ترقیاتی پروگراموں کے ساتھ گہرا تعلق پیدا نہیں کیا جاتا۔ اس لئے روایتی اور غیر روایتی کام میں مہارتی ترقی کے لئے تعلیمی پروگرامز اس مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے ترتیب دیئے جانے چاہئیں۔ مندرجہ ذیل نکات اجلاس میں شریک ممالک کی جانب سے پیش کیے جانے والے مہاراتی تعلیم کے تصورات کی مشترکہ خصوصیات پر روشنی ڈالتے ہیں۔

-i عام تعلیمی پروگرام کا حصہ [illegible] کے ذریعے سے مہاراتی تعلیم کو محض دستی کام تک محدود نہیں رکھا جا سکتا۔ اس میں عملی دنیا کی ضروریات اور [illegible] کی عظمت اور [illegible] کے حوالے سے مثبت رویوں اور رجحانات کو بھی شامل کیا جانا چاہیے۔
-ii مہاراتی تعلیمی پروگرام [illegible] دوسرے مضامین اور شعبہ جات سے بھی منسلک رہنا چاہیے۔
-iii مہارتی تعلیمی پروگرام انفرادی اور سماجی مسائل [illegible] ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے بنائے جانے چاہئیں۔ (اس [illegible] دانش مندی کا تقاضا ہے کہ مہاراتی پروگرامز [illegible] سماج کے ارکان کی مشاورت اور معاونت سے تشکیل دیے جائیں)

Elmas Ali

-2 مقاصد(Objectives):

ایشیائی خطے کے مختلف [illegible] کی جانب سے تشکیل دیے گئے مقاصد [illegible] جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ بیشتر مقاصد ایک جیسے ہیں تاہم بعض مقاصد خاص [illegible] کے ساتھ بھی مخصوص ہیں۔

-i مشترکہ مقاصد(Common Objectives):

طالبعلم کو عملی زندگی سے روشناس کرانا۔ یعنی طالبعلم کو سماج کے پیشہ ورانہ شعبہ جات کی خصوصیات اور اقسام کا

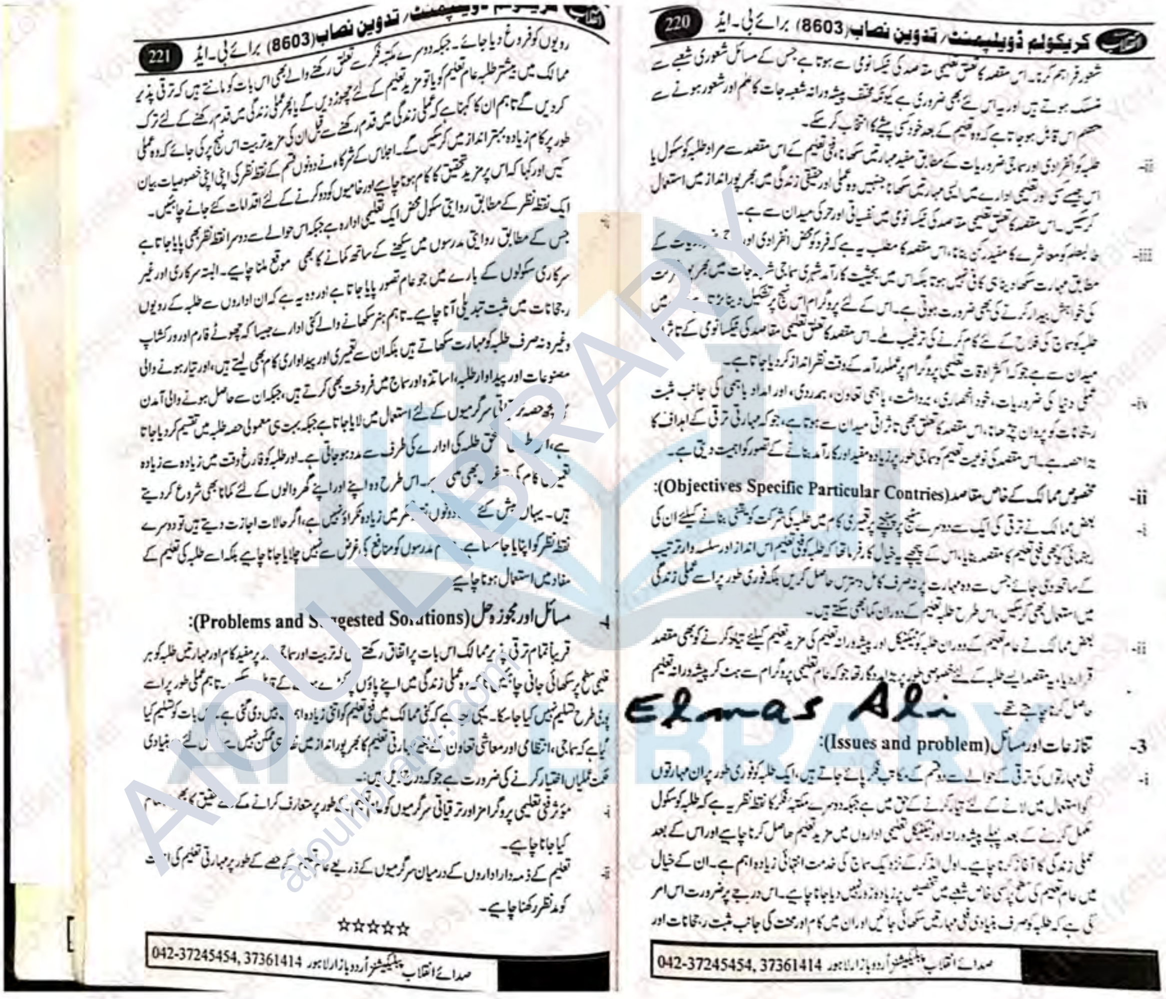

4- مسائل اور مجوزہ حل (Problems and Suggested Solutions):

☆☆☆☆☆

ii- خصوصی ممالک کے خاص مقاصد (Objectives Specific Particular Contries):

Elmas Ali

3- تنازعات اور مسائل (Issues and problem):

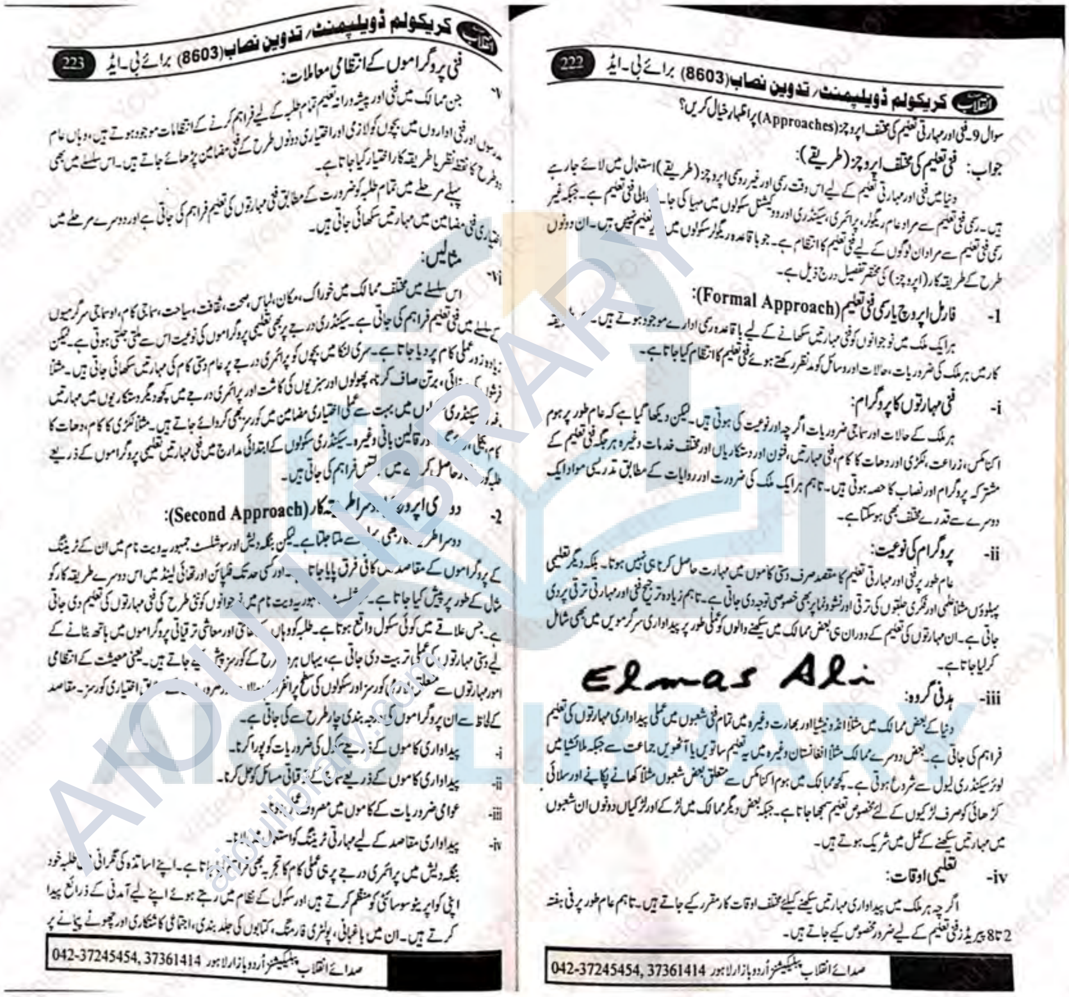

سوال 9۔ فنی اور مہارتی تعلیم کی مختلف اپروچز (Approaches) پر اظہار خیال کریں؟

جواب: فنی تعلیم کی مختلف اپروچز (طریقے):

دنیا میں فنی اور مہارتی تعلیم کے لیے اس وقت رسمی اور غیر رسمی اپروچز (طریقے) استعمال میں لائے جا رہے ہیں۔ رسمی فنی تعلیم سے مراد عام ریگولر، پرائمری، سیکنڈری اور ووکیشنل سکولوں میں مہیا کی جا[illegible] والی فنی تعلیم ہے۔ جبکہ غیر رسمی فنی تعلیم سے مراد ان لوگوں کے لیے فنی تعلیم کا انتظام ہے۔ جو باقاعدہ ریگولر سکولوں میں [illegible] تعلیم نہیں ہیں۔ ان دونوں طرح کے طریقہ کار (اپروچز) کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے۔

-1 فارمل اپروچ یا رسمی فنی تعلیم (Formal Approach):

ہر ایک ملک میں نوجوانوں کو فنی مہارتیں سکھانے کے لیے باقاعدہ رسمی ادارے موجود ہوتے ہیں۔ [illegible] کار میں ہر ملک کی ضروریات، حالات اور وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے فنی تعلیم کا انتظام کیا جاتا ہے۔

-i فنی مہارتوں کا پروگرام:

ہر ملک کے حالات اور سماجی ضروریات اگرچہ اور نوعیت کی ہوتی ہیں۔ لیکن دیکھا گیا ہے کہ عام طور پر ہوم اکنامکس، زراعت، لکڑی اور دھات کا کام، فنی مہارتیں، فنون اور دستکاریاں اور مختلف خدمات وغیرہ ہر جگہ فنی تعلیم کے مشترکہ پروگرام اور نصاب کا حصہ ہوتی ہیں۔ تاہم ہر ایک ملک کی ضرورت اور روایات کے مطابق تدریسی مواد ایک دوسرے سے قدرے مختلف بھی ہو سکتا ہے۔

-ii پروگرام کی نوعیت:

عام طور پر فنی اور مہارتی تعلیم کا مقصد صرف دستی کاموں میں مہارت حاصل کرنا ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ دیگر تعلیمی پہلوؤں مثلاً علمی اور فکری حلقوں کی ترقی اور نشوونما پر بھی خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ تاہم زیادہ ترجیح فنی اور مہارتی ترقی پر دی جاتی ہے۔ ان مہارتوں کی تعلیم کے دوران ہی بعض ممالک میں سیکھنے والوں کو عملی طور پر پیداواری سرگرمیوں میں بھی شامل کر لیا جاتا ہے۔

Elmas Ali

-iii ہدفی گروہ:

دنیا کے بعض ممالک میں مثلاً انڈونیشیا اور بھارت وغیرہ میں تمام فنی شعبوں میں عملی پیداواری مہارتوں کی تعلیم فراہم کی جاتی ہے۔ بعض دوسرے ممالک مثلاً افغانستان وغیرہ میں یہ تعلیم ساتویں یا آٹھویں جماعت سے جبکہ ملائشیا میں لوئر سیکنڈری لیول سے شروع ہوتی ہے۔ کچھ ممالک میں ہوم اکنامکس سے متعلق بعض شعبوں مثلاً کھانے پکانے اور سلائی کڑھائی کو صرف لڑکیوں کے لئے مخصوص تعلیم سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ بعض دیگر ممالک میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں ان شعبوں میں مہارتیں سیکھنے کے عمل میں شریک ہوتے ہیں۔

-iv تعلیمی اوقات:

اگرچہ ہر ملک میں پیداواری مہارتیں سیکھنے کیلئے مختلف اوقات کار مقرر کیے جاتے ہیں۔ تاہم عام طور پر فی ہفتہ 2 تا 8 پیریڈز فنی تعلیم کے لیے ضرور مخصوص کیے جاتے ہیں۔

-v فنی پروگراموں کے انتظامی معاملات:

جن ممالک میں فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم تمام طلبہ کے لیے فراہم کرنے کے انتظامات موجود ہوتے ہیں، وہاں عام مدرسوں اور فنی اداروں میں بچوں کو لازمی اور اختیاری دونوں طرح کے فنی مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں بھی دو طرح کا نقطۂ نظر یا طریقہ کار اختیار کیا جاتا ہے۔

پہلے مرحلے میں تمام طلبہ کو ضرورت کے مطابق فنی مہارتوں کی تعلیم فراہم کی جاتی ہے اور دوسرے مرحلے میں اختیاری فنی مضامین میں مہارتیں سکھائی جاتی ہیں۔

-vi مثالیں:

اس سلسلے میں مختلف ممالک میں خوراک، مکان، لباس، صحت، ثقافت، سیاحت، سماجی کام، او سماجی سرگرمیوں کے سلسلے میں فنی تعلیم فراہم کی جاتی ہے۔ سیکنڈری درجے پر بھی تعلیمی پروگراموں کی نوعیت اس سے ملتی جلتی ہوتی ہے۔ لیکن زیادہ زور عملی کام پر دیا جاتا ہے۔ سری لنکا میں بچوں کو پرائمری درجے پر عام دستی کام کی مہارتیں سکھائی جاتی ہیں۔ مثلاً فرشوں کی [illegible]ائی، برتن صاف کرنا، پھولوں اور سبزیوں کی کاشت اور پرائمری درجے میں کچھ دیگر دستکاریوں میں مہارتیں [illegible] سیکنڈری [illegible] میں بہت سے عملی اختیاری مضامین میں کورسز بھی کروائے جاتے ہیں۔ مثلاً لکڑی کا کام، دھات کا کام، بجلی [illegible] اور قالین بافی وغیرہ۔ سیکنڈری سکولوں کے ابتدائی مدارج میں فنی مہارتیں تعلیمی پروگراموں کے ذریعے طلبہ کو [illegible] حاصل کرنے میں [illegible] فراہم کی جاتی ہیں۔

-2 دوسری اپروچ یا دوسرا طریقہ کار (Second Approach):

دوسرا طریقہ کار بھی [illegible] سے ملتا جلتا ہے۔ لیکن بنگلہ دیش اور سوشلسٹ جمہوریہ ویت نام میں ان کے ٹریننگ کے پروگراموں کے مقاصد میں کافی فرق پایا جاتا ہے۔ اور کسی حد تک فلپائن اور تھائی لینڈ میں اس دوسرے طریقہ کار کو مثال کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ [illegible] جمہوریہ ویت نام میں نوجوانوں کو نئی طرح کی فنی مہارتوں کی تعلیم دی جاتی ہے۔ جس علاقے میں کوئی سکول واقع ہوتا ہے۔ طلبہ کو وہاں [illegible] اور معاشی ترقیاتی پروگراموں میں ہاتھ بٹانے کے لیے دستی مہارتوں کی عملی تربیت دی جاتی ہے، یہاں ہر [illegible] کے کورسز پیش [illegible] جاتے ہیں۔ یعنی معیشت کے انتظامی امور مہارتوں سے متعلق [illegible] کورسز اور سکولوں کی سطح پر انفرادی [illegible] ضروریات [illegible] اختیاری کورسز۔ مقاصد کے لحاظ سے ان پروگراموں کی درجہ بندی چار طرح سے کی جاتی ہے۔

-i پیداواری کاموں کے ذریعے [illegible] کی ضروریات کو پورا کرنا۔
-ii پیداواری کاموں کے ذریعے سماج کے [illegible] مسائل کو حل کرنا۔
-iii عوامی ضروریات کے کاموں میں مصروف [illegible]۔
-iv پیداواری مقاصد کے لیے مہارتی ٹریننگ کو استعمال [illegible]۔

بنگلہ دیش میں پرائمری درجے پر ہی عملی کام کا تجربہ بھی فراہم [illegible] جاتا ہے۔ اپنے اساتذہ کی نگرانی [illegible] طلبہ خود اپنی کوآپریٹو سوسائٹی کو منظم کرتے ہیں اور سکول کے نظام میں رہتے ہوئے اپنے لیے آمدنی کے ذرائع پیدا کرتے ہیں۔ ان میں باغبانی، پولٹری فارمنگ، کتابوں کی جلد بندی، اجتماعی کاشتکاری اور چھوٹے پیمانے پر

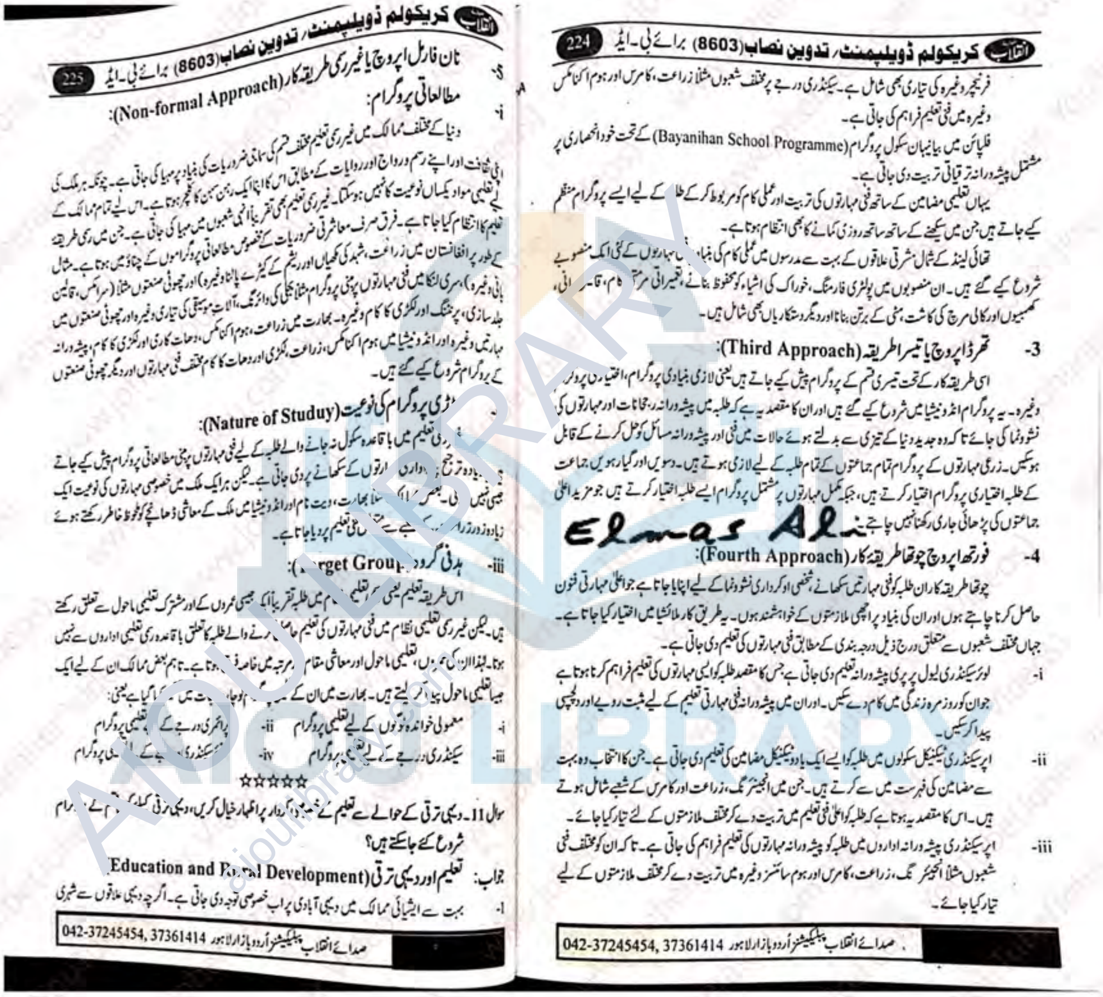

فرنیچر وغیرہ کی تیاری بھی شامل ہے۔ سیکنڈری درجے پر مختلف شعبوں مثلاً زراعت، کامرس اور ہوم اکنامکس وغیرہ میں فنی تعلیم فراہم کی جاتی ہے۔

فلپائن میں بیانیہان سکول پروگرام(Bayanihan School Programme) کے تحت خود انحصاری پر مشتمل پیشہ ورانہ ترقیاتی تربیت دی جاتی ہے۔

یہاں تعلیمی مضامین کے ساتھ فنی مہارتوں کی تربیت اور عملی کام کو مربوط کر کے طلبہ کے لیے ایسے پروگرام منظم کیے جاتے ہیں جن میں سیکھنے کے ساتھ ساتھ روزی کمانے کا بھی انتظام ہوتا ہے۔

تھائی لینڈ کے شمال مشرقی علاقوں کے بہت سے مدرسوں میں عملی کام کی بنیاد پر فنی مہارتوں کے کئی ایک منصوبے شروع کیے گئے ہیں۔ ان منصوبوں میں پولٹری فارمنگ، خوراک کی اشیاء کو محفوظ بنانے، تعمیراتی مرمت کا کام، قالین بافی، کھمبیوں اور کالی مرچ کی کاشت، مٹی کے برتن بنانا اور دیگر دستکاریاں بھی شامل ہیں۔

3- تھرڈ اپروچ یا تیسرا طریقہ(Third Approach):

اسی طریقہ کار کے تحت تیسری قسم کے پروگرام پیش کیے جاتے ہیں یعنی لازمی بنیادی پروگرام، اختیاری پروگرام وغیرہ۔ یہ پروگرام انڈونیشیا میں شروع کیے گئے ہیں اور ان کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ میں پیشہ ورانہ رجحانات اور مہارتوں کی نشوونما کی جائے تاکہ وہ جدید دنیا کے تیزی سے بدلتے ہوئے حالات میں فنی اور پیشہ ورانہ مسائل کو حل کرنے کے قابل ہو سکیں۔ زرعی مہارتوں کے پروگرام تمام جماعتوں کے تمام طلبہ کے لیے لازمی ہوتے ہیں۔ دسویں اور گیارہویں جماعت کے طلبہ اختیاری پروگرام اختیار کرتے ہیں، جبکہ مکمل مہارتوں پر مشتمل پروگرام ایسے طلبہ اختیار کرتے ہیں جو مزید اعلیٰ جماعتوں کی پڑھائی جاری رکھنا نہیں چاہتے۔

Elmas Ali

4- فورتھ اپروچ چوتھا طریقہ کار(Fourth Approach):

چوتھا طریقہ کار ان طلبہ کو فنی مہارتیں سکھانے، شخصی او کرداری نشوونما کے لیے اپنایا جاتا ہے جو اعلیٰ مہارتی فنون حاصل کرنا چاہتے ہوں اور ان کی بنیاد پر اچھی ملازمتوں کے خواہشمند ہوں۔ یہ طریق کار ملائشیا میں اختیار کیا جاتا ہے۔ جہاں مختلف شعبوں سے متعلق درج ذیل درجہ بندی کے مطابق فنی مہارتوں کی تعلیم دی جاتی ہے۔

i- لوئر سیکنڈری لیول پر پری پیشہ ورانہ تعلیم دی جاتی ہے جس کا مقصد طلبہ کو ایسی مہارتوں کی تعلیم فراہم کرنا ہوتا ہے جو ان کو روزمرہ زندگی میں کام دے سکیں۔ اور ان میں پیشہ ورانہ فنی مہارتی تعلیم کے لیے مثبت رویے اور دلچسپی پیدا کر سکیں۔

ii- اپر سیکنڈری ٹیکنیکل سکولوں میں طلبہ کو ایسے ایک یا دو ٹیکنیکل مضامین کی تعلیم دی جاتی ہے۔ جن کا انتخاب وہ بہت سے مضامین کی فہرست میں سے کرتے ہیں۔ جن میں انجینئرنگ، زراعت اور کامرس کے شعبے شامل ہوتے ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ طلبہ کو اعلیٰ فنی تعلیم میں تربیت دے کر مختلف ملازمتوں کے لئے تیار کیا جائے۔

iii- اپر سیکنڈری پیشہ ورانہ اداروں میں طلبہ کو پیشہ ورانہ مہارتوں کی تعلیم فراہم کی جاتی ہے۔ تاکہ ان کو مختلف فنی شعبوں مثلاً انجینئرنگ، زراعت، کامرس اور ہوم سائنسز وغیرہ میں تربیت دے کر مختلف ملازمتوں کے لیے تیار کیا جائے۔

5- نان فارمل اپروچ یا غیر رسمی طریقہ کار(Non-formal Approach):

i- مطالعاتی پروگرام:

دنیا کے مختلف ممالک میں غیر رسمی تعلیم مختلف قسم کی سماجی ضروریات کی بنیاد پر مہیا کی جاتی ہے۔ چونکہ ہر ملک کی اپنی ثقافت اور اپنے رسم و رواج اور روایات کے مطابق اس کا اپنا ایک رہن سہن کا کلچر ہوتا ہے۔ اس لیے تمام ممالک کے لیے تعلیمی مواد یکساں نوعیت کا نہیں ہو سکتا۔ غیر رسمی تعلیم بھی تقریباً انہی شعبوں میں مہیا کی جاتی ہے۔ جن میں رسمی طریقہ تعلیم کا انتظام کیا جاتا ہے۔ فرق صرف معاشرتی ضروریات کے مخصوص مطالعاتی پروگراموں کے چناؤ میں ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر افغانستان میں زراعت، شہد کی مکھیاں اور ریشم کے کیڑے پالنا وغیرہ) اور چھوٹی صنعتوں مثلاً (سرامکس، قالین بافی وغیرہ)، سری لنکا میں فنی مہارتوں پر مبنی پروگرام مثلاً بجلی کی وائرنگ، آلات موسیقی کی تیاری وغیرہ اور چھوٹی صنعتوں میں جلد سازی، پرنٹنگ اور لکڑی کا کام وغیرہ۔ بھارت میں زراعت، ہوم اکنامکس، دھات کاری اور لکڑی کا کام، پیشہ ورانہ مہارتیں وغیرہ اور انڈونیشیا میں ہوم اکنامکس، زراعت، لکڑی اور دھات کا کام مختلف فنی مہارتوں اور دیگر چھوٹی صنعتوں کے پروگرام شروع کیے گئے ہیں۔

ii- سٹڈی پروگرام کی نوعیت(Nature of Studuy):

غیر رسمی تعلیم میں باقاعدہ سکول نہ جانے والے طلبہ کے لیے فنی مہارتوں پر مبنی مطالعاتی پروگرام پیش کیے جاتے ہیں۔ زیادہ تر ترجیح بنیادی مہارتوں کے سکھانے پر دی جاتی ہے۔ لیکن ہر ایک ملک میں خصوصی مہارتوں کی نوعیت ایک جیسی نہیں ہوتی۔ بعض ممالک مثلاً بھارت، ویت نام اور انڈونیشیا میں ملک کے معاشی ڈھانچے کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے زیادہ زور زراعت [illegible] سے متعلق [illegible] تعلیم پر دیا جاتا ہے۔

iii- ہدفی گروپ(Target Group):

اس طریقہ تعلیم یعنی رسمی تعلیمی نظام میں طلبہ تقریباً ایک جیسی عمروں کے اور مشترک تعلیمی ماحول سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن غیر رسمی تعلیمی نظام میں فنی مہارتوں کی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کا تعلق باقاعدہ رسمی تعلیمی اداروں سے نہیں ہوتا۔ لہٰذا ان کی عمروں، تعلیمی ماحول اور معاشی مقام و مرتبہ میں خاصہ فرق ہوتا ہے۔ تاہم بعض ممالک ان کے لیے ایک جیسا تعلیمی ماحول پیدا کر لیتے ہیں۔ بھارت میں ان کے لیے پروگرام کو چار [illegible] میں [illegible] کیا گیا ہے یعنی:

i- معمولی خواندہ لوگوں کے لیے تعلیمی پروگرام   ii- پرائمری درجے کے لیے تعلیمی پروگرام
iii- سیکنڈری درجے کے لیے تعلیمی پروگرام   iv- [illegible] سیکنڈری درجے کے [illegible] تعلیمی پروگرام

☆☆☆☆☆

سوال 11۔ دیہی ترقی کے حوالے سے تعلیم کے [illegible] کردار پر اظہار خیال کریں، دیہی ترقی کے لیے [illegible] کے پروگرام شروع کیے جاسکتے ہیں؟

جواب: **تعلیم اور دیہی ترقی(Education and Rural Development):**

1- بہت سے ایشیائی ممالک میں دیہی آبادی پر اب خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ اگرچہ دیہی علاقوں سے شہری

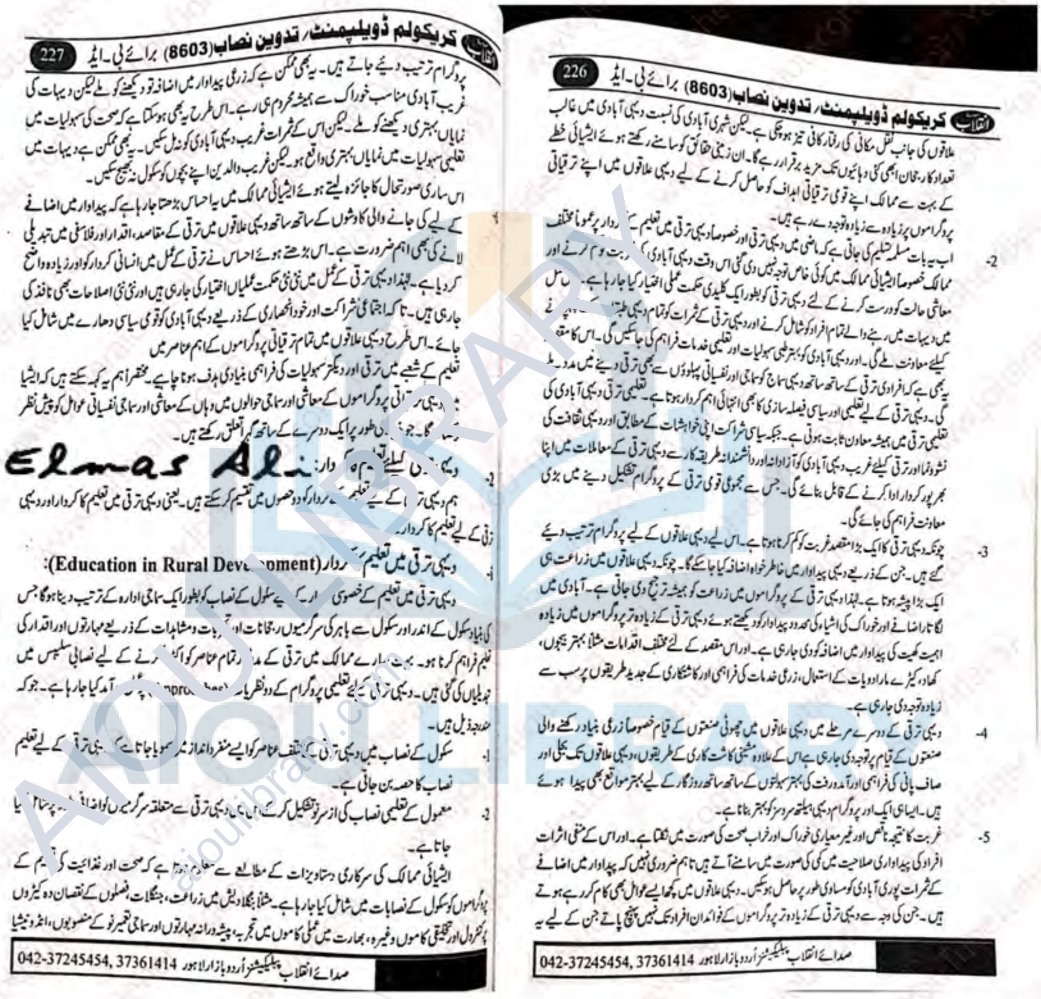

علاقوں کی جانب نقل مکانی کی رفتار کافی تیز ہو چکی ہے۔ لیکن شہری آبادی کی نسبت دیہی آبادی میں غالب تعداد کار، رجحان ابھی کئی دہائیوں تک مزید برقرار رہے گا۔ ان زمینی حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے ایشیائی خطے کے بہت سے ممالک اپنے قومی ترقیاتی اہداف کو حاصل کرنے کے لیے دیہی علاقوں میں اپنے ترقیاتی پروگراموں پر زیادہ سے زیادہ توجہ دے رہے ہیں۔

2- اب یہ بات مسلمہ تسلیم کی جاتی ہے کہ ماضی میں دیہی ترقی اور خصوصاً دیہی ترقی میں تعلیم کے کردار پر عموماً مختلف ممالک خصوصاً ایشیائی ممالک میں کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی اس وقت دیہی آبادی کی غربت کو ختم کرنے اور معاشی حالت کو درست کرنے کے لئے دیہی ترقی کو بطور ایک کلیدی حکمت عملی اختیار کیا جا رہا ہے۔ [illegible] میں دیہات میں رہنے والے تمام افراد کو شامل کرنے اور دیہی ترقی کے ثمرات کو تمام دیہی طبقات [illegible] کیلئے معاونت ملے گی۔ اور دیہی آبادی کو بہتر طبی سہولیات اور تعلیمی خدمات فراہم کی جا سکیں گی۔ اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ افرادی ترقی کے ساتھ ساتھ دیہی سماج کو سماجی اور نفسیاتی پہلوؤں سے بھی ترقی دینے میں مدد ملے گی۔ دیہی ترقی کے لیے تعلیمی اور سیاسی فیصلہ سازی کا بھی انتہائی اہم کردار ہوتا ہے۔ تعلیمی ترقی دیہی آبادی کی تعلیمی ترقی میں ہمیشہ معاون ثابت ہوتی ہے۔ جبکہ سیاسی شراکت اپنی خواہشات کے مطابق اور دیہی ثقافت کی نشوونما اور ترقی کیلئے غریب دیہی آبادی کو آزادانہ اور دانشمندانہ طریقہ کار سے دیہی ترقی کے معاملات میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنے کے قابل بنائے گی۔ جس سے مجموعی قومی ترقی کے پروگرام تشکیل دینے میں بڑی معاونت فراہم کی جائے گی۔

3- چونکہ دیہی ترقی کا ایک بڑا مقصد غربت کو کم کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے دیہی علاقوں کے لیے پروگرام ترتیب دیئے گئے ہیں۔ جن کے ذریعے دیہی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ کیا جا سکے گا۔ چونکہ دیہی علاقوں میں زراعت ہی ایک بڑا پیشہ ہوتا ہے۔ لہٰذا دیہی ترقی کے پروگراموں میں زراعت کو ہمیشہ ترجیح دی جاتی ہے۔ آبادی میں لگاتار اضافے اور خوراک کی اشیاء کی محدود پیداوار کو دیکھتے ہوئے دیہی ترقی کے زیادہ تر پروگراموں میں زیادہ اہمیت کھیت کی پیداوار میں اضافہ کو دی جا رہی ہے۔ اور اس مقصد کے لئے مختلف اقدامات مثلاً بہتر بیجوں، کھاد، کیڑے مار ادویات کے استعمال، زرعی خدمات کی فراہمی اور کاشتکاری کے جدید طریقوں پر سب سے زیادہ توجہ دی جا رہی ہے۔

4- دیہی ترقی کے دوسرے مرحلے میں دیہی علاقوں میں چھوٹی صنعتوں کے قیام خصوصاً زرعی بنیاد رکھنے والی صنعتوں کے قیام پر توجہ دی جا رہی ہے اس کے علاوہ مشینی کاشت کاری کے طریقوں، دیہی علاقوں تک بجلی اور صاف پانی کی فراہمی اور آمد و رفت کی بہتر سہولتوں کے ساتھ ساتھ روزگار کے لیے بہتر مواقع بھی پیدا ہوئے ہیں۔ ایسا ہی ایک اور پروگرام دیہی ہیلتھ سروسز کو بہتر بناتا ہے۔

5- غربت کا نتیجہ ناقص اور غیر معیاری خوراک اور خراب صحت کی صورت میں نکلتا ہے۔ اور اس کے منفی اثرات افراد کی پیداواری صلاحیت میں کمی کی صورت میں سامنے آتے ہیں تاہم ضروری نہیں کہ پیداوار میں اضافے کے ثمرات پوری آبادی کو مساوی طور پر حاصل ہو سکیں۔ دیہی علاقوں میں کچھ ایسے عوامل بھی کام کر رہے ہوتے ہیں۔ جن کی وجہ سے دیہی ترقی کے زیادہ تر پروگراموں کے فوائد ان افراد تک نہیں پہنچ پاتے جن کے لیے یہ

پروگرام ترتیب دیئے جاتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ زرعی پیداوار میں اضافہ تو دیکھنے کو ملے لیکن دیہات کی غریب آبادی مناسب خوراک سے ہمیشہ محروم ہی رہے۔ اس طرح یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صحت کی سہولیات میں نمایاں بہتری دیکھنے کو ملے۔ لیکن اس کے ثمرات غریب دیہی آبادی کو نہ مل سکیں۔ یہ بھی ممکن ہے دیہات میں تعلیمی سہولیات میں نمایاں بہتری واقع ہو۔ لیکن غریب والدین اپنے بچوں کو سکول نہ بھیج سکیں۔

6- اس ساری صورتحال کا جائزہ لیتے ہوئے ایشیائی ممالک میں یہ احساس بڑھتا جا رہا ہے کہ پیداوار میں اضافے کے لیے کی جانے والی کاوشوں کے ساتھ ساتھ دیہی علاقوں میں ترقی کے مقاصد، اقدار اور فلاسفی میں تبدیلی لانے کی بھی اہم ضرورت ہے۔ اس بڑھتے ہوئے احساس نے ترقی کے عمل میں انسانی کردار کو اور زیادہ واضح کر دیا ہے۔ لہٰذا دیہی ترقی کے عمل میں نئی نئی حکمت عملیاں اختیار کی جا رہی ہیں اور نئی نئی اصلاحات بھی نافذ کی جا رہی ہیں۔ تا کہ اجتماعی شراکت اور خود انحصاری کے ذریعے دیہی آبادی کو قومی سیاسی دھارے میں شامل کیا جائے۔ اس طرح دیہی علاقوں میں تمام ترقیاتی پروگراموں کے اہم عناصر میں تعلیم کے شعبے میں ترقی اور دیگر سہولیات کی فراہمی بنیادی ہدف ہونا چاہیے۔ مختصراً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایشیا میں دیہی ترقیاتی پروگراموں کے معاشی اور سماجی حوالوں میں وہاں کے معاشی اور سماجی نفسیاتی عوامل کو پیش نظر رکھنا ہو گا۔ جو بنیادی طور پر ایک دوسرے کے ساتھ گہرا تعلق رکھتے ہیں۔

Elmas Ali

2- دیہی ترقی کیلئے تعلیم کا کردار:

ہم دیہی ترقی کے لیے تعلیم کے کردار کو دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ یعنی دیہی ترقی میں تعلیم کا کردار اور دیہی ترقی کے لیے تعلیم کا کردار۔

i- دیہی ترقی میں تعلیم کا کردار (Education in Rural Development):

دیہی ترقی میں تعلیم کے خصوصی کردار کے لیے سکول کے نصاب کو بطور ایک سماجی ادارہ کے ترتیب دینا ہو گا جس کی بنیاد سکول کے اندر اور سکول سے باہر کی سرگرمیوں، رجحانات اور تجربات و مشاہدات کے ذریعے مہارتوں اور اقدار کی تعلیم فراہم کرنا ہو۔ بہت سارے ممالک میں ترقی کے مذکورہ تمام عناصر کو اکٹھا کرنے کے لیے نصابی سلیبس میں تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ دیہی ترقی کے لیے تعلیمی پروگرام کے دو نظریات (Approaches) پر عمل درآمد کیا جا رہا ہے۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1- سکول کے نصاب میں دیہی ترقی کے مختلف عناصر کو ایسے منفرد انداز میں سمویا جاتا ہے کہ دیہی ترقی کے لیے تعلیم نصاب کا حصہ بن جاتی ہے۔

2- معمول کے تعلیمی نصاب کی از سر نو تشکیل کر کے اس میں دیہی ترقی سے متعلقہ سرگرمیوں کو اضافی طور پر شامل کیا جاتا ہے۔

ایشیائی ممالک کی سرکاری دستاویزات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحت اور غذائیت کی تعلیم کے پروگراموں کو سکول کے نصابات میں شامل کیا جا رہا ہے۔ مثلاً بنگلہ دیش میں زراعت، جنگلات، فصلوں کے نقصان دہ کیڑوں پر کنٹرول اور تحقیقی کاموں وغیرہ، بھارت میں عملی کاموں میں تجربہ، پیشہ ورانہ مہارتوں اور سماجی تعمیر نو کے منصوبوں، انڈونیشیا

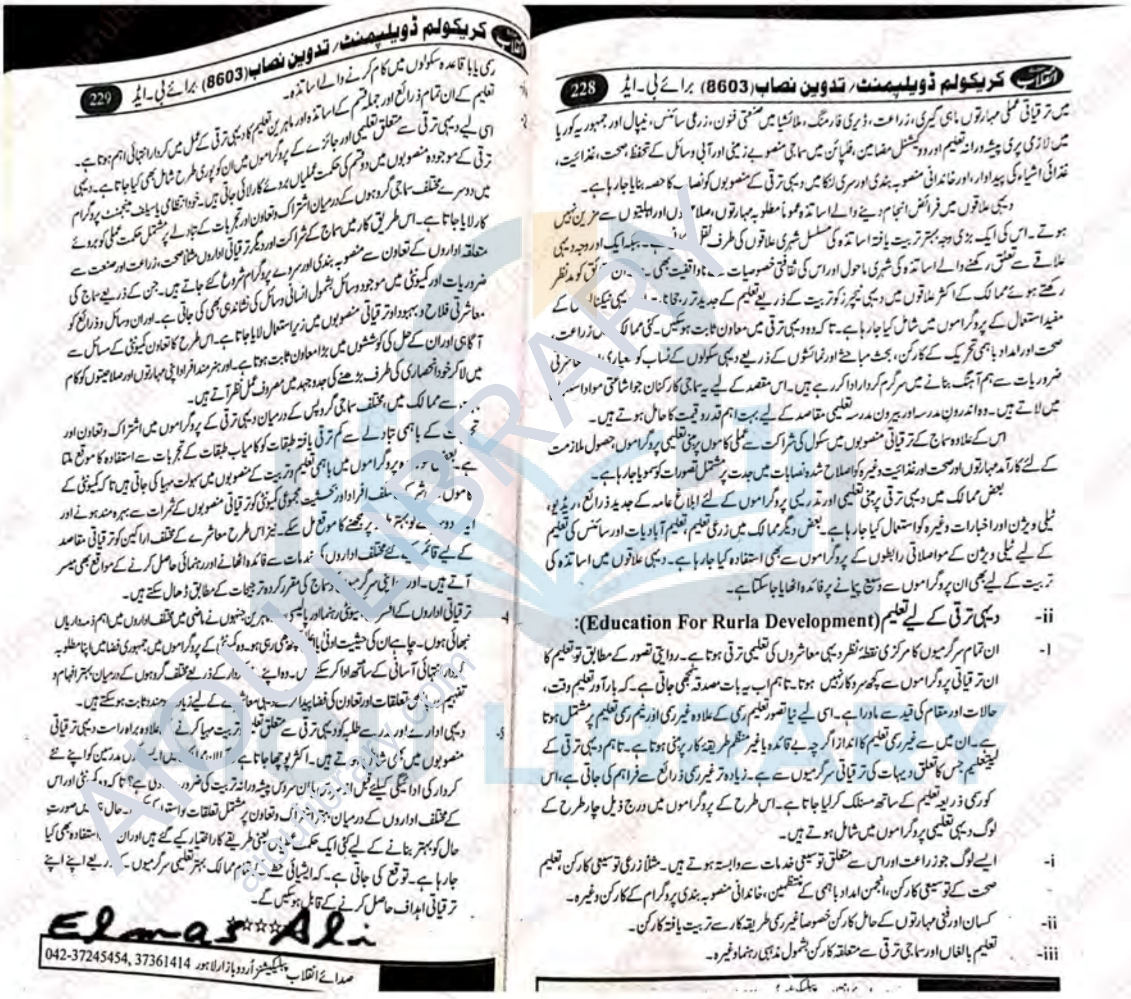

میں ترقیاتی عملی مہارتوں ماہی گیری، زراعت، ڈیری فارمنگ، ملائشیا میں صنعتی فنون، زرعی سائنس، نیپال اور جمہوریہ کوریا میں لازمی پری پیشہ ورانہ تعلیم اور ووکیشنل مضامین، فلپائن میں سماجی منصوبے زمینی اور آبی وسائل کے تحفظ، صحت، غذائیت، غذائی اشیاء کی پیداوار، اور خاندانی منصوبہ بندی اور سری لنکا میں دیہی ترقی کے منصوبوں کو نصاب کا حصہ بنایا جارہا ہے۔

دیہی علاقوں میں فرائض انجام دینے والے اساتذہ عموماً مطلوبہ مہارتوں، صلاحیتوں اور اہلیتوں سے مزین نہیں ہوتے۔ اس کی ایک بڑی وجہ بہتر تربیت یافتہ اساتذہ کی مسلسل شہری علاقوں کی طرف نقل [illegible] ہے۔ بلکہ ایک اور وجہ دیہی علاقے سے تعلق رکھنے والے اساتذہ کی شہری ماحول اور اس کی ثقافتی خصوصیات سے ناواقفیت بھی ہے۔ ان حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے ممالک کے اکثر علاقوں میں دیہی ٹیچرز کو تربیت کے ذریعے تعلیم کے جدید تر رجحانات [illegible] دیہی ٹیکنالوجی کے مفید استعمال کے پروگراموں میں شامل کیا جارہا ہے۔ تاکہ وہ دیہی ترقی میں معاون ثابت ہوسکیں۔ کئی ممالک میں زراعت، صحت اور امداد باہمی تحریک کے کارکن، بحث مباحثے اور نمائشوں کے ذریعے دیہی سکولوں کے نصاب کو معیاری [illegible] حاضری ضروریات سے ہم آہنگ بنانے میں سرگرم کردار ادا کررہے ہیں۔ اس مقصد کے لیے یہ سماجی کارکنان جو اشاعتی مواد استعمال میں لاتے ہیں۔ وہ اندرون مدرسہ اور بیرون مدرسہ تعلیمی مقاصد کے لیے بہت اہم قدر و قیمت کا حامل ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ سماج کے ترقیاتی منصوبوں میں سکول کی شراکت سے عملی کاموں پر مبنی تعلیمی پروگراموں، حصول ملازمت کے لئے کارآمد مہارتوں اور صحت اور غذائیت وغیرہ کو اصلاح شدہ نصابات میں جدت پر مشتمل تصورات کو سمویا جارہا ہے۔

بعض ممالک میں دیہی ترقی پر مبنی تعلیمی اور تدریسی پروگراموں کے لئے ابلاغ عامہ کے جدید ذرائع، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات وغیرہ کو استعمال کیا جارہا ہے۔ بعض دیگر ممالک میں زرعی تعلیم، تعلیم آبادیات اور سائنس کی تعلیم کے لیے ٹیلی ویژن کے مواصلاتی رابطوں کے پروگراموں سے بھی استفادہ کیا جارہا ہے۔ دیہی علاقوں میں اساتذہ کی تربیت کے لیے بھی ان پروگراموں سے وسیع پیمانے پر فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

ii- دیہی ترقی کے لیے تعلیم (Education For Rurla Development):

1- ان تمام سرگرمیوں کا مرکزی نقطۂ نظر دیہی معاشروں کی تعلیمی ترقی ہوتا ہے۔ روایتی تصور کے مطابق تو تعلیم کا ان ترقیاتی پروگراموں سے کچھ سروکار نہیں ہوتا۔ تاہم اب یہ بات مصدقہ سمجھی جاتی ہے۔ کہ بارآور تعلیم وقت، حالات اور مقام کی قید سے ماورا ہے۔ اسی لیے نیا تصور تعلیم رسمی کے علاوہ غیر رسمی اور نیم رسمی تعلیم پر مشتمل ہوتا ہے۔ ان میں سے غیر رسمی تعلیم کا انداز اگرچہ بے قاعدہ یا غیر منظم طریقۂ کار پر مبنی ہوتا ہے۔ تاہم دیہی ترقی کے لیے تعلیم جس کا تعلق دیہات کی ترقیاتی سرگرمیوں سے ہے۔ زیادہ تر غیر رسمی ذرائع سے فراہم کی جاتی ہے، اس کو رسمی ذریعہ تعلیم کے ساتھ منسلک کرلیا جاتا ہے۔ اس طرح کے پروگراموں میں درج ذیل چار طرح کے لوگ دیہی تعلیمی پروگراموں میں شامل ہوتے ہیں۔

i- ایسے لوگ جو زراعت اور اس سے متعلق توسیعی خدمات سے وابستہ ہوتے ہیں۔ مثلاً زرعی توسیعی کارکن، تعلیم صحت کے توسیعی کارکن، انجمن امداد باہمی کے منتظمین، خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کے کارکن وغیرہ۔

ii- کسان اور فنی مہارتوں کے حامل کارکن خصوصاً غیر رسمی طریقہ کار سے تربیت یافتہ کارکن۔

iii- تعلیم بالغاں اور سماجی ترقی سے متعلقہ کارکن بشمول مذہبی رہنما وغیرہ۔

رسمی یا باقاعدہ سکولوں میں کام کرنے والے اساتذہ۔

تعلیم کے ان تمام ذرائع اور جملہ قسم کے اساتذہ اور ماہرین تعلیم کا دیہی ترقی کے عمل میں کردار انتہائی اہم ہوتا ہے۔ اسی لیے دیہی ترقی سے متعلق تعلیمی اور جائزے کے پروگراموں میں ان کو پوری طرح شامل بھی کیا جاتا ہے۔ دیہی ترقی کے موجودہ منصوبوں میں دو قسم کی حکمت عملیاں بروئے کار لائی جاتی ہیں۔ خود انتظامی یا سیلف مینجمنٹ پروگرام میں دوسرے مختلف سماجی گروہوں کے درمیان اشتراک و تعاون اور تجربات کے تبادلے پر مشتمل حکمت عملی کو بروئے کار لایا جاتا ہے۔ اس طریق کار میں سماج کے شراکت اور دیگر ترقیاتی اداروں مثلاً صحت، زراعت اور صنعت سے متعلقہ اداروں کے تعاون سے منصوبہ بندی اور سروے پروگرام شروع کیے جاتے ہیں۔ جن کے ذریعے سماج کی ضروریات اور کمیونٹی میں موجود وسائل بشمول انسانی وسائل کی نشاندہی بھی کی جاتی ہے۔ اور ان وسائل و ذرائع کو معاشرتی فلاح و بہبود اور ترقیاتی منصوبوں میں زیر استعمال لایا جاتا ہے۔ اس طرح کا تعاون کمیونٹی کے مسائل سے آگاہی اور ان کے حل کی کوششوں میں بڑا معاون ثابت ہوتا ہے۔ اور ہنرمند افراد اپنی مہارتوں اور صلاحیتوں کو کام میں لاکر خود انحصاری کی طرف بڑھنے کی جدوجہد میں مصروف عمل نظر آتے ہیں۔

[illegible] سے ممالک میں، مختلف سماجی گروپس کے درمیان دیہی ترقی کے پروگراموں میں اشتراک و تعاون اور تجربات کے باہمی تبادلے سے کم ترقی یافتہ طبقات کو کامیاب طبقات کے تجربات سے استفادہ کا موقع ملتا ہے۔ بعض [illegible] پروگراموں میں باہمی تعلیم و تربیت کے منصوبوں میں سہولت مہیا کی جاتی ہیں تاکہ کمیونٹی کے [illegible] مختلف افراد اور بحیثیت مجموعی کمیونٹی کو ترقیاتی منصوبوں کے ثمرات سے بہرہ مند ہونے اور ایک دوسرے کو بہتر [illegible] پر سمجھنے کا موقع مل سکے۔ نیز اس طرح معاشرے کے مختلف اراکین کو ترقیاتی مقاصد کے لیے قائم [illegible] مختلف اداروں کی خدمات سے فائدہ اٹھانے اور رہنمائی حاصل کرنے کے مواقع بھی میسر آتے ہیں۔ اور [illegible] اپنی سرگرمیاں [illegible] سماج کی مقرر کردہ ترجیحات کے مطابق ڈھال سکتے ہیں۔

4- ترقیاتی اداروں کے افسر [illegible] کمیونٹی رہنما اور پالیسی [illegible] ماہرین جنہوں نے ماضی میں مختلف اداروں میں اہم ذمہ داریاں نبھائی ہوں۔ چاہے ان کی حیثیت ادنیٰ یا اعلیٰ [illegible] بھی رہی ہو۔ وہ کمیونٹی کے پروگراموں میں جمہوری فضا میں اپنا مطلوبہ کردار انتہائی آسانی کے ساتھ ادا کرسکتے ہیں۔ وہ اپنے [illegible] کردار کے ذریعے مختلف گروہوں کے درمیان بہتر افہام و تفہیم [illegible] تعلقات اور تعاون کی فضا پیدا کرکے دیہی معاشرے کے لیے زیادہ [illegible] مند ثابت ہوسکتے ہیں۔

5- دیہی ادارے اور مدرسے طلبہ کو دیہی ترقی سے متعلق تعلیم و تربیت مہیا کرنے کے علاوہ براہ راست دیہی ترقیاتی منصوبوں میں بھی شامل ہوتے ہیں۔ اکثر پوچھا جاتا ہے [illegible] مدرسین کو اپنے نئے کردار کی ادائیگی کیلئے قبل از [illegible] سروس پیشہ ورانہ تربیت کی ضرورت [illegible] ہے؟ تاکہ وہ کمیونٹی اور اس کے مختلف اداروں کے درمیان بہتر اشتراک و تعاون پر مشتمل تعلقات کو استوار [illegible]۔ حال [illegible] صورت حال کو بہتر بنانے کے لیے کئی ایک حکمت عملیاں یعنی طریقے کار اختیار کیے گئے ہیں اور ان [illegible] استفادہ بھی کیا جارہا ہے۔ توقع کی جاتی ہے۔ کہ ایشیائی خطے [illegible] تمام ممالک بہتر تعلیمی سرگرمیوں [illegible] ذریعے اپنے اپنے ترقیاتی اہداف حاصل کرنے کے قابل ہوسکیں گے۔

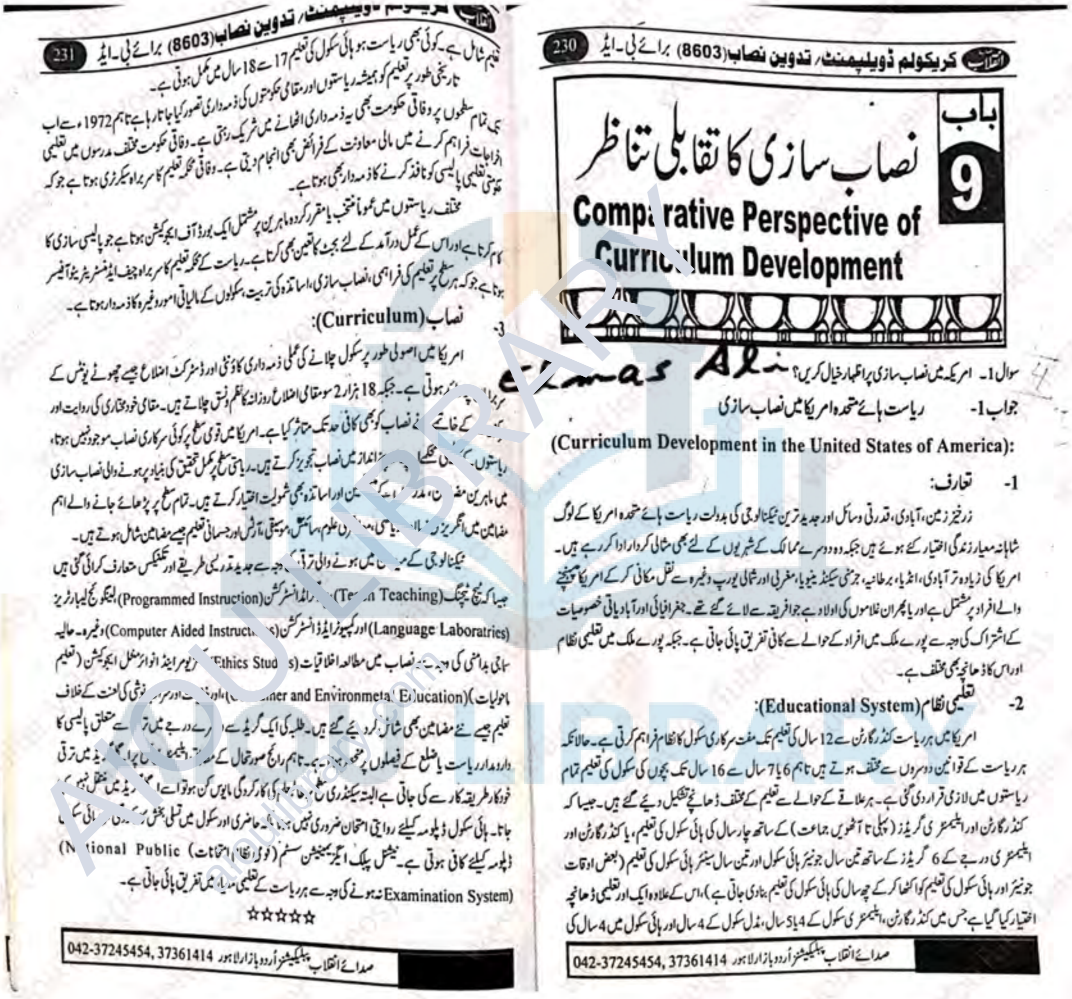

باب 9

نصاب سازی کا تقابلی تناظر

Comparative Perspective of Curriculum Development

Ekmas Ali

سوال 1۔ امریکہ میں نصاب سازی پر اظہار خیال کریں؟

جواب 1- ریاست ہائے متحدہ امریکا میں نصاب سازی

(Curriculum Development in the United States of America):

1- تعارف:

زرخیز زمین، آبادی، قدرتی وسائل اور جدید ترین ٹیکنالوجی کی بدولت ریاست ہائے متحدہ امریکا کے لوگ شاہانہ معیار زندگی اختیار کئے ہوئے ہیں جبکہ وہ دوسرے ممالک کے شہریوں کے لئے بھی مثالی کردار ادا کر رہے ہیں۔ امریکا کی زیادہ تر آبادی، انڈیا، برطانیہ، جرمنی سکینڈ ینیویا، مغربی اور شمالی یورپ وغیرہ سے نقل مکانی کر کے امریکا پہنچنے والے افراد پر مشتمل ہے اور یا پھر ان غلاموں کی اولاد ہے جو افریقہ سے لائے گئے تھے۔ جغرافیائی اور آبادیاتی خصوصیات کے اشتراک کی وجہ سے پورے ملک میں افراد کے حوالے سے کافی تفریق پائی جاتی ہے۔ جبکہ پورے ملک میں تعلیمی نظام اور اس کا ڈھانچہ بھی مختلف ہے۔

2- تعلیمی نظام(Educational System):

امریکا میں ہر ریاست کنڈرگارٹن سے 12 سال کی تعلیم تک مفت سرکاری سکول کا نظام فراہم کرتی ہے۔ حالانکہ ہر ریاست کے قوانین دوسروں سے مختلف ہوتے ہیں تاہم 6 یا 7 سال سے 16 سال تک بچوں کی سکول کی تعلیم تمام ریاستوں میں لازمی قرار دی گئی ہے۔ ہر علاقے کے حوالے سے تعلیم کے مختلف ڈھانچے تشکیل دیئے گئے ہیں۔ جیسا کہ کنڈرگارٹن اور ایلیمنٹری گریڈز (پہلی تا آٹھویں جماعت) کے ساتھ چار سال کی ہائی سکول کی تعلیم، یا کنڈرگارٹن اور ایلیمنٹری درجے کے 6 گریڈز کے ساتھ تین سال جونیئر ہائی سکول اور تین سال سینئر ہائی سکول کی تعلیم (بعض اوقات جونیئر اور ہائی سکول کی تعلیم کو اکٹھا کر کے چھ سال کی ہائی سکول کی تعلیم بنادی جاتی ہے)، اس کے علاوہ ایک اور تعلیمی ڈھانچہ اختیار کیا گیا ہے۔ جس میں کنڈرگارٹن، ایلیمنٹری سکول کے 4 یا 5 سال، مڈل سکول کے 4 سال اور ہائی سکول میں 4 سال کی

تعلیم شامل ہے۔ کوئی بھی ریاست ہو ہائی سکول کی تعلیم 17 سے 18 سال میں مکمل ہوتی ہے۔

تاریخی طور پر تعلیم کو ہمیشہ ریاستوں اور مقامی حکومتوں کی ذمہ داری تصور کیا جاتا رہا ہے تاہم 1972ء سے اب بھی تمام سطحوں پر وفاقی حکومت بھی یہ ذمہ داری اٹھانے میں شریک رہتی ہے۔ وفاقی حکومت مختلف مدرسوں میں تعلیمی اخراجات فراہم کرنے میں مالی معاونت کے فرائض بھی انجام دیتی ہے۔ وفاقی محکمہ تعلیم کا سربراہ سیکرٹری ہوتا ہے جو کہ حکومتی تعلیمی پالیسی کو نافذ کرنے کا ذمہ دار بھی ہوتا ہے۔

مختلف ریاستوں میں عموماً منتخب یا مقرر کردہ ماہرین پر مشتمل ایک بورڈ آف ایجوکیشن ہوتا ہے جو پالیسی سازی کا کام کرتا ہے اور اس کے عمل درآمد کے لئے بجٹ کا تعین بھی کرتا ہے۔ ریاست کے محکمہ تعلیم کا سربراہ چیف ایڈمنسٹریٹیو آفیسر ہوتا ہے جو کہ ہر سطح پر تعلیم کی فراہمی، نصاب سازی، اساتذہ کی تربیت، سکولوں کے مالیاتی امور وغیرہ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

3- نصاب(Curriculum):

امریکا میں اصولی طور پر سکول چلانے کی عملی ذمہ داری کاؤنٹی اور ڈسٹرکٹ اضلاع جیسے چھوٹے یونٹس کے سربراہ [illegible] ہوتی ہے۔ جبکہ 18 ہزار 2 سو مقامی اضلاع روزانہ کا نظم و نسق چلاتے ہیں۔ مقامی خودمختاری کی روایت اور [illegible] کے خاتمے [illegible] نصاب کو بھی کافی حد تک متاثر کیا ہے۔ امریکا میں قومی سطح پر کوئی سرکاری نصاب موجود نہیں ہوتا، ریاستوں [illegible] محکمے [illegible] انداز میں نصاب تجویز کرتے ہیں۔ ریاستی سطح پر مکمل تحقیق کی بنیاد پر ہونے والی نصاب سازی میں ماہرین مضامین، [illegible] اور اساتذہ بھی شمولیت اختیار کرتے ہیں۔ تمام سطح پر پڑھائے جانے والے اہم مضامین میں انگریزی [illegible] ریاضی [illegible] علوم، سائنس، موسیقی، آرٹس اور جسمانی تعلیم جیسے مضامین شامل ہوتے ہیں۔

ٹیکنالوجی کے میدان میں ہونے والی ترقی کی وجہ سے جدید تدریسی طریقے اور تکنیکس متعارف کرائی گئی ہیں جیسا کہ ٹیم ٹیچنگ(Team Teaching)، پروگرامڈ انسٹرکشن(Programmed Instruction)، لینگویج لیبارٹریز(Language Laboratries) اور کمپیوٹرائیڈ انسٹرکشن(Computer Aided Instructions) وغیرہ۔ حالیہ سماجی بدامنی کی وجہ سے نصاب میں مطالعہ اخلاقیات (Ethics Studies)، کنزیومر اینڈ انوائرمنٹل ایجوکیشن (تعلیم ماحولیات)(Consumer and Environmetal Education) اور [illegible] اور منشیات نوشی کی لعنت کے خلاف تعلیم جیسے نئے مضامین بھی شامل کر دیئے گئے ہیں۔ طلبہ کی ایک گریڈ سے دوسرے درجے میں ترقی سے متعلق پالیسی کا دارومدار ریاست یا ضلع کے فیصلوں پر منحصر ہوتا ہے۔ تاہم رائج صورتحال کے مطابق ایلیمنٹری [illegible] اگلے گریڈ میں ترقی خودکار طریقہ کار سے کی جاتی ہے البتہ سیکنڈری سطح پر طالب علم کی کارکردگی مایوس کن ہو تو اسے اگلے گریڈ میں منتقل نہیں کیا جاتا۔ ہائی سکول ڈپلومہ کیلئے روایتی امتحان ضروری نہیں [illegible] حاضری اور سکول میں تسلی بخش [illegible] ہائی سکول ڈپلومہ کیلئے کافی ہوتی ہے۔ نیشنل پبلک ایگزیمینیشن سسٹم (قومی نظام امتحانات) (National Public Examination System) نہ ہونے کی وجہ سے ہر ریاست کے تعلیمی معیار میں تفریق پائی جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

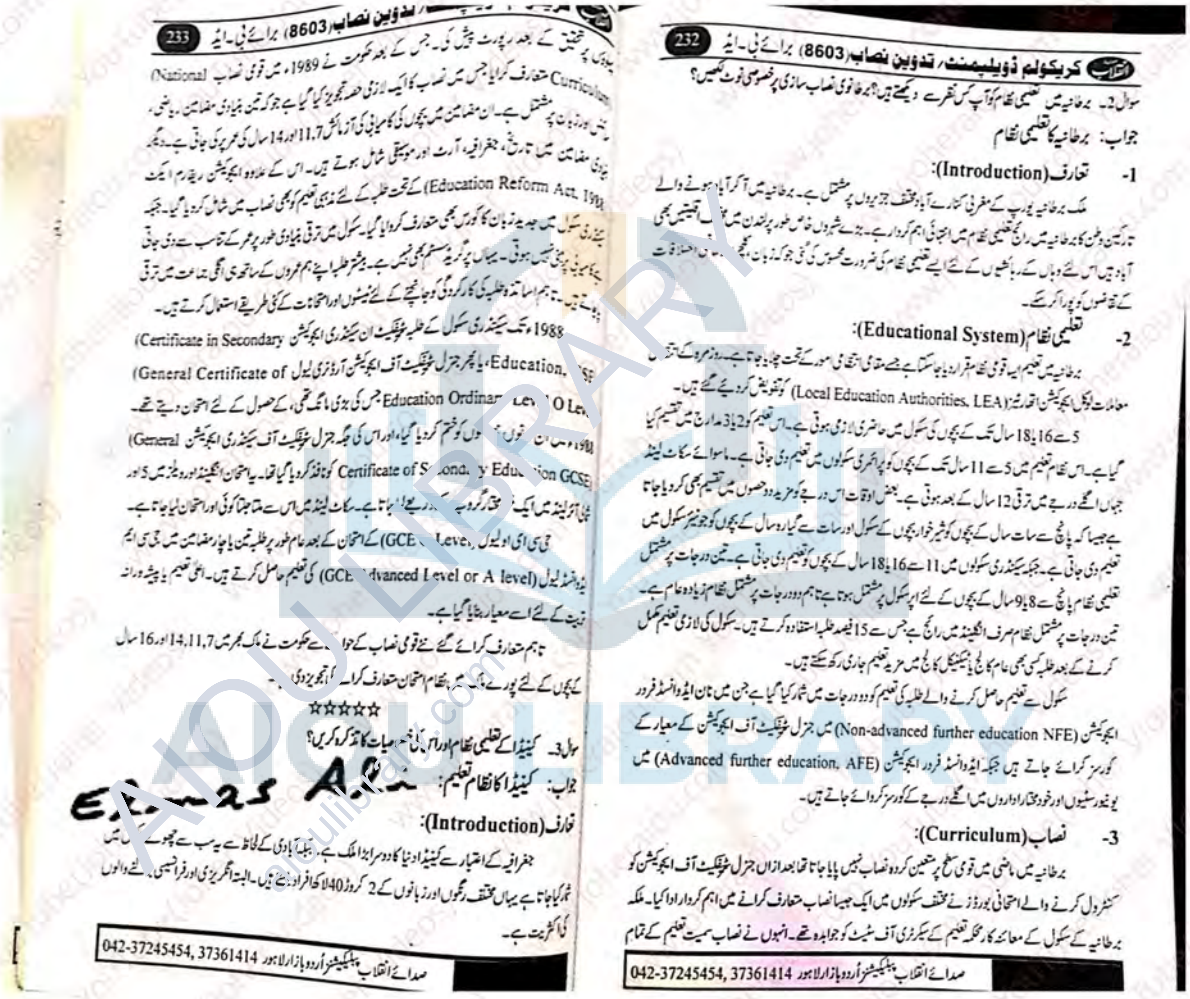

سوال 2۔ برطانیہ میں تعلیمی نظام کو آپ کس نظرے دیکھتے ہیں؟ برطانوی نصاب سازی پر خصوصی نوٹ لکھیں؟

جواب: برطانیہ کا تعلیمی نظام

1- تعارف(Introduction):

ملک برطانیہ یورپ کے مغربی کنارے آباد مختلف جزیروں پر مشتمل ہے۔ برطانیہ میں آ کر آباد ہونے والے تارکین وطن کا برطانیہ میں رائج تعلیمی نظام میں انتہائی اہم کردار ہے۔ بڑے شہروں خاص طور پر لندن میں مختلف اقلیتیں بھی آباد ہیں اس لئے وہاں کے رہائشیوں کے لئے ایسے تعلیمی نظام کی ضرورت محسوس کی گئی جو کہ زبان، [illegible] اخلاقیات کے تقاضوں کو پورا کر سکے۔

2- تعلیمی نظام(Educational System):

برطانیہ میں تعلیم ایک قومی نظام قرار دیا جا سکتا ہے جسے مقامی انتظامی امور کے تحت چلایا جاتا ہے۔ روز مرہ کے انتظامی معاملات لوکل ایجوکیشن اتھارٹیز (Local Education Authorities, LEA) کو تفویض کر دیے گئے ہیں۔ 5 سے 16 یا 18 سال تک کے بچوں کی سکول میں حاضری لازمی ہوتی ہے۔ اس تعلیم کو 2 یا 3 مدارج میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس نظام تعلیم میں 5 سے 11 سال تک کے بچوں کو پرائمری سکولوں میں تعلیم دی جاتی ہے۔ ماسوائے سکاٹ لینڈ جہاں اگلے درجے میں ترقی 12 سال کے بعد ہوتی ہے۔ بعض اوقات اس درجے کو مزید دو حصوں میں تقسیم بھی کر دیا جاتا ہے جیسا کہ پانچ سے سات سال کے بچوں کو شیر خوار بچوں کے سکول اور سات سے گیارہ سال کے بچوں کو جونیئر سکول میں تعلیم دی جاتی ہے۔ جبکہ سیکنڈری سکولوں میں 11 سے 16 یا 18 سال کے بچوں کو تعلیم دی جاتی ہے۔ تین درجات پر مشتمل تعلیمی نظام پانچ سے 8 یا 9 سال کے بچوں کے لئے اپر سکول پر مشتمل ہوتا ہے تاہم دو درجات پر مشتمل نظام زیادہ عام ہے۔ تین درجات پر مشتمل نظام صرف انگلینڈ میں رائج ہے جس سے 15 فیصد طلبا استفادہ کرتے ہیں۔ سکول کی لازمی تعلیم مکمل کرنے کے بعد طلبہ کسی بھی عام کالج یا ٹیکنیکل کالج میں مزید تعلیم جاری رکھ سکتے ہیں۔

سکول سے تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی تعلیم کو دو درجات میں شمار کیا گیا ہے جن میں نان ایڈوانسڈ فردر ایجوکیشن (Non-advanced further education NFE) میں جنرل سرٹیفکیٹ آف ایجوکیشن کے معیار کے کورسز کرائے جاتے ہیں جبکہ ایڈوانسڈ فردر ایجوکیشن (Advanced further education, AFE) میں یونیورسٹیوں اور خود مختار اداروں میں اگلے درجے کے کورسز کروائے جاتے ہیں۔

3- نصاب(Curriculum):

برطانیہ میں ماضی میں قومی سطح پر متعین کردہ نصاب نہیں پایا جاتا تھا بعد ازاں جنرل سرٹیفکیٹ آف ایجوکیشن کو کنٹرول کرنے والے امتحانی بورڈز نے مختلف سکولوں میں ایک جیسا نصاب متعارف کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ملکہ برطانیہ کے سکول کے معائنہ کار محکمہ تعلیم کے سیکرٹری آف سٹیٹ کو جوابدہ تھے۔ انہوں نے نصاب سمیت تعلیم کے تمام

پہلوؤں پر تحقیق کے بعد رپورٹ پیش کی۔ جس کے بعد حکومت نے 1989ء میں قومی نصاب (National Curriculum) متعارف کرایا جس میں نصاب کا ایک لازمی حصہ تجویز کیا گیا ہے جو کہ تین بنیادی مضامین ریاضی، سائنس اور زبان پر مشتمل ہے۔ ان مضامین میں بچوں کی کامیابی کی آزمائش 11.7 اور 14 سال کی عمر پر کی جاتی ہے۔ دیگر بنیادی مضامین میں تاریخ، جغرافیہ، آرٹ اور موسیقی شامل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایجوکیشن ریفارم ایکٹ (Education Reform Act, 19 کے تحت طلبہ کے لئے مذہبی تعلیم کو بھی نصاب میں شامل کر دیا گیا۔ جبکہ سیکنڈری سکول میں جدید زبان کا کورس بھی متعارف کروایا گیا۔ سکول میں ترقی بنیادی طور پر عمر کے تناسب سے دی جاتی ہے کامیابی پر منحصر نہیں ہوتی۔ یہاں پر گریڈ سسٹم بھی نہیں ہے۔ بیشتر طلبا اپنے ہم عمروں کے ساتھ ہی اگلی جماعت میں ترقی پاتے ہیں۔ تاہم اساتذہ طلبہ کی کارکردگی کو جانچنے کے لئے ٹیسٹوں اور امتحانات کے کئی طریقے استعمال کرتے ہیں۔

1988ء تک سیکنڈری سکول کے طلبہ سرٹیفکیٹ ان سیکنڈری ایجوکیشن (Certificate in Secondary Education, CSE) یا پھر جنرل سرٹیفکیٹ آف ایجوکیشن آرڈنری لیول (General Certificate of Education Ordinary Level O Level) جس کی بڑی مانگ تھی، کے حصول کے لئے امتحان دیتے تھے۔ 198 میں ان دونوں [illegible] کو ختم کر دیا گیا، اور اس کی جگہ جنرل سرٹیفکیٹ آف سیکنڈری ایجوکیشن (General Certificate of Secondary Education GCSE) کو نافذ کر دیا گیا تھا۔ یہ امتحان انگلینڈ اور ویلز میں 5 اور شمالی آئرلینڈ میں ایک [illegible] گروپ [illegible] لیا جاتا ہے۔ سکاٹ لینڈ میں اس سے ملتا جلتا کوئی اور امتحان لیا جاتا ہے۔ جی سی ای او لیول (GCE O Level) کے امتحان کے بعد عام طور پر طلبہ تین یا چار مضامین میں جی سی ای ایڈوانسڈ لیول (GCE Advanced Level or A level) کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اعلیٰ تعلیم یا پیشہ ورانہ تربیت کے لئے اسے معیار بنایا گیا ہے۔

تاہم متعارف کرائے گئے نئے قومی نصاب کے حوالے سے حکومت نے ملک بھر میں 14.11.7 اور 16 سال کے بچوں کے لئے پورے ملک میں نظام امتحان متعارف کرانے کی تجویز دی ہے۔

☆☆☆☆☆

سوال 3۔ کینیڈا کے تعلیمی نظام اور اس کی خصوصیات کا تذکرہ کریں؟

جواب: کینیڈا کا نظام تعلیم:

تعارف(Introduction):

جغرافیہ کے اعتبار سے کینیڈا دنیا کا دوسرا بڑا ملک ہے۔ بلحاظ آبادی کے لحاظ سے یہ سب سے چھوٹے [illegible] میں شمار کیا جاتا ہے یہاں مختلف رنگوں اور زبانوں کے 2 کروڑ 40 لاکھ افراد رہتے ہیں۔ البتہ انگریزی اور فرانسیسی بولنے والوں کی اکثریت ہے۔

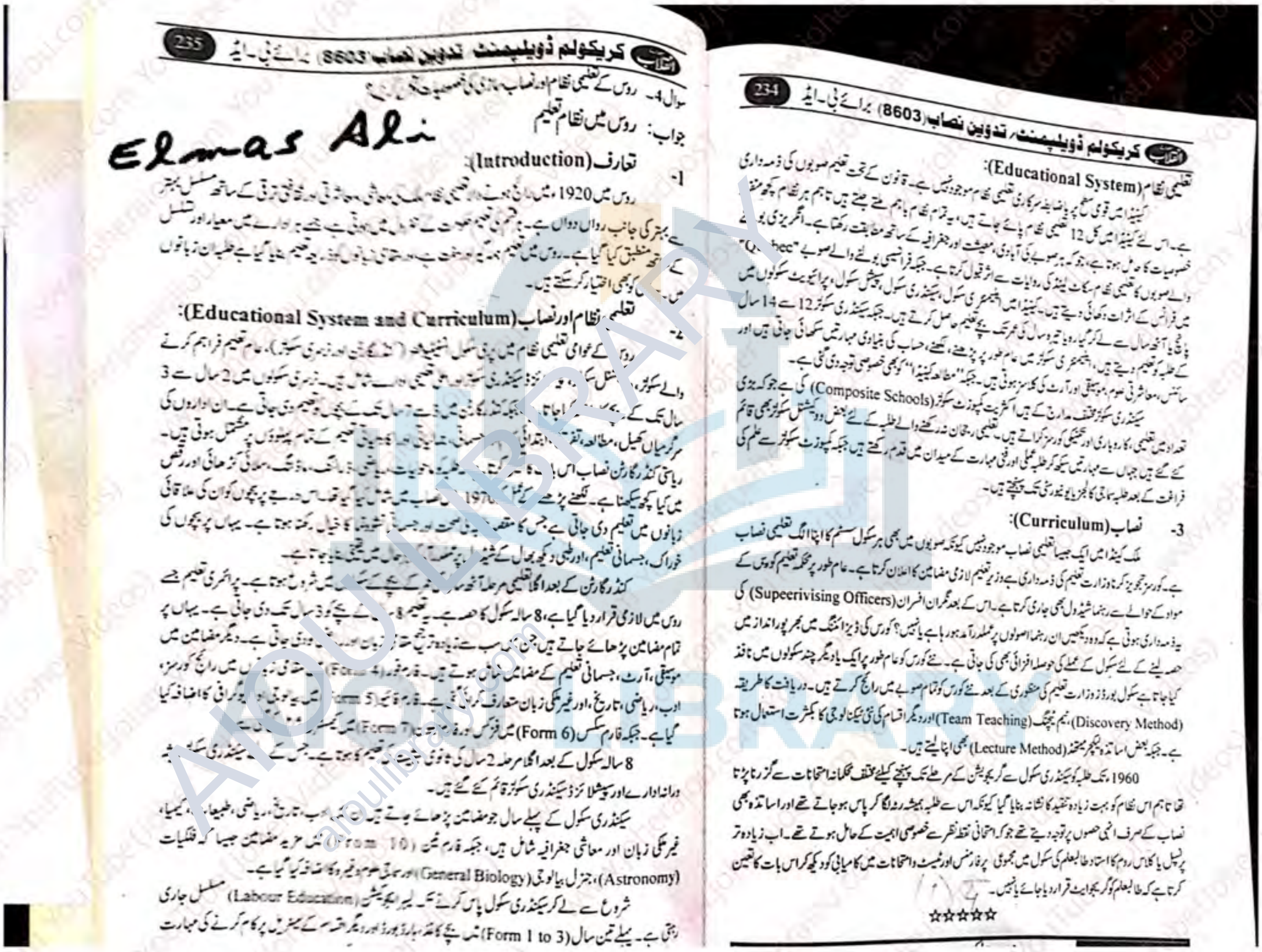

234 کریکولم ڈویلپمنٹ، تدوین نصاب (8603) برائے بی۔ایڈ

تعلیمی نظام (Educational System):

کینیڈا میں قومی سطح پر باضابطہ سرکاری تعلیمی نظام موجود نہیں ہے۔ قانون کے تحت تعلیم صوبوں کی ذمہ داری ہے۔ اس لئے کینیڈا میں کل 12 تعلیمی نظام پائے جاتے ہیں، یہ تمام نظام باہم ملتے جلتے ہیں تاہم ہر نظام کچھ منفرد خصوصیات کا حامل ہوتا ہے، جو کہ ہر صوبے کی آبادی، معیشت اور جغرافیہ کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے۔ انگریزی بولنے والے صوبوں کا تعلیمی نظام سکاٹ لینڈ کی روایات سے اثر قبول کرتا ہے۔ جبکہ فرانسیسی بولنے والے صوبے "Quebec" میں فرانس کے اثرات دکھائی دیتے ہیں۔ کینیڈا میں ایلیمنٹری سکول، سیکنڈری سکول، چیپل سکول، پرائیویٹ سکولوں میں پانچ یا آٹھ سال سے لے کر گیارہ یا تیرہ سال کی عمر تک بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ جبکہ سیکنڈری سکولز 12 سے 14 سال کے طلبہ کو تعلیم دیتے ہیں۔ ایلیمنٹری سکولز میں عام طور پر پڑھنے، لکھنے، حساب کی بنیادی مہارتیں سکھائی جاتی ہیں اور سائنس، معاشرتی علوم، موسیقی اور آرٹ کی کلاسز ہوتی ہیں۔ جبکہ "مطالعہ کینیڈا" کو بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے۔

سیکنڈری سکولز مختلف مدارج کے ہیں اکثریت کمپوزٹ سکولز (Composite Schools) کی ہے جو کہ بڑی تعداد میں تعلیمی، کاروباری اور تکنیکی کورسز کراتے ہیں۔ تعلیمی رجحان نہ رکھنے والے طلبہ کے لئے بعض ووکیشنل سکولز بھی قائم کیے گئے ہیں جہاں سے مہارتیں سیکھ کر طلبہ عملی اور فنی مہارت کے میدان میں قدم رکھتے ہیں جبکہ کمپوزٹ سکولز سے علم کی فراغت کے بعد طلبہ ساتی کالجز یا یونیورسٹی تک پہنچتے ہیں۔

3- نصاب (Curriculum):

ملک کینیڈا میں ایک جیسا تعلیمی نصاب موجود نہیں کیونکہ صوبوں میں بھی ہر سکول سسٹم کا اپنا الگ تعلیمی نصاب ہے۔ کورسز تجویز کرنا وزارت تعلیم کی ذمہ داری ہے وزیر تعلیم لازمی مضامین کا اعلان کرتا ہے۔ عام طور پر محکمہ تعلیم کورس کے مواد کے حوالے سے رہنما شیڈول بھی جاری کرتا ہے۔ اس کے بعد نگران افسران (Supeerivising Officers) کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ دیکھیں ان رہنما اصولوں پر عملدرآمد ہو رہا ہے یا نہیں؟ کورس کی ڈیزائننگ میں بھرپور انداز میں حصہ لینے کے لئے سکول کے عملے کی حوصلہ افزائی بھی کی جاتی ہے۔ نئے کورس کو عام طور پر ایک یا دیگر چند سکولوں میں نافذ کیا جاتا ہے سکول بورڈز وزارت تعلیم کی منظوری کے بعد نئے کورس کو تمام صوبے میں رائج کرتے ہیں۔ دریافت کا طریقہ (Discovery Method)، ٹیم ٹیچنگ (Team Teaching) اور دیگر اقسام کی نئی ٹیکنالوجی کا بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ جبکہ بعض اساتذہ لیکچر میتھڈ (Lecture Method) بھی اپنا لیتے ہیں۔

1960ء تک طلبہ کو سیکنڈری سکول سے گریجویشن کے مرحلے تک پہنچنے کیلئے مختلف تحکمانہ امتحانات سے گزرنا پڑتا تھا تاہم اس نظام کو بہت زیادہ تنقید کا نشانہ بنایا گیا کیونکہ اس سے طلبہ ہمیشہ رٹہ لگا کر پاس ہو جاتے تھے اور اساتذہ بھی نصاب کے صرف انہی حصوں پر توجہ دیتے تھے جو کہ امتحانی نقطہ نظر سے خصوصی اہمیت کے حامل ہوتے تھے۔ اب زیادہ تر پرنسپل یا کلاس روم کا استاد طالبعلم کی سکول میں مجموعی پرفارمنس اور ٹیسٹ و امتحانات میں کامیابی کو دیکھ کر اس بات کا تعین کرتا ہے کہ طالبعلم کو گریجوایٹ قرار دیا جائے یا نہیں۔

☆☆☆☆☆

---

235 کریکولم ڈویلپمنٹ، تدوین نصاب (8603) برائے بی۔ایڈ

سوال 4۔ روس کے تعلیمی نظام اور نصاب سازی کی خصوصیات [illegible]

Elmas Ali

جواب: روس میں نظام تعلیم

1- تعارف (Introduction):

روس میں 1920ء میں رائج ہونے والا تعلیمی نظام ملک کی معاشی، معاشرتی اور ثقافتی ترقی کے ساتھ مسلسل بہتر سے بہتر کی جانب رواں دواں ہے۔ [illegible] تعلیم حکومت کے کنٹرول میں ہوتی ہے جسے ہر ادارے میں معیار اور تسلسل کے ساتھ منطبق کیا گیا ہے۔ روس میں تعلیم [illegible] مفت ہے [illegible] یہ تعلیم دیا گیا ہے طلبہ ان زبانوں میں [illegible] کو بھی اختیار کر سکتے ہیں۔

2- تعلیمی نظام اور نصاب (Educational System and Curriculum):

روس کے عوامی تعلیمی نظام میں پری سکول انسٹیٹیوٹ (کنڈرگارٹن اور نرسری سکول)، عام تعلیم فراہم کرنے والے سکولز، [illegible] سیکنڈری [illegible] تعلیمی ادارے شامل ہیں۔ نرسری سکولوں میں 2 سال سے 3 سال تک کے بچوں کو [illegible] جاتا ہے جبکہ کنڈرگارٹن میں [illegible] سال تک کے بچوں کو تعلیم دی جاتی ہے۔ ان اداروں کی سرگرمیاں کھیل، مطالعہ، تفریح، ابتدائی [illegible] تعلیم کے تمام پہلوؤں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ ریاستی کنڈرگارٹن نصاب اس بات [illegible] کٹنگ، سلائی کڑھائی اور رقص میں کیا کچھ سیکھنا ہے۔ لکھنے پڑھنے [illegible] 1970 [illegible] نصاب میں شامل کیا گیا تھا اس درجے پر بچوں کو ان کی علاقائی زبانوں میں تعلیم دی جاتی ہے جس کا مقصد [illegible] صحت اور جسمانی [illegible] کا خیال رکھنا ہوتا ہے۔ یہاں پر بچوں کی خوراک، جسمانی تعلیم، اور طبی دیکھ بھال کے شعبہ [illegible] ہوتا ہے۔

کنڈرگارٹن کے بعد اگلا تعلیمی مرحلہ [illegible] میں شروع ہوتا ہے۔ پرائمری تعلیم جسے روس میں لازمی قرار دیا گیا ہے، 8 سالہ سکول کا حصہ ہے۔ یہ تعلیم [illegible] کے بچے کو [illegible] سال تک دی جاتی ہے۔ یہاں پر تمام مضامین پڑھائے جاتے ہیں جن میں سب سے زیادہ ترجیح [illegible] دی جاتی ہے۔ دیگر مضامین میں موسیقی، آرٹ، جسمانی تعلیم کے مضامین شامل ہوتے ہیں۔ فارم فور (Form 4) [illegible] رائج کورسز، ادب، ریاضی، تاریخ، اور غیر ملکی زبان متعارف کرائی گئی ہے۔ فارم فائیو (Form 5) میں [illegible] جغرافیہ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ جبکہ فارم سکس (Form 6) میں فزکس اور [illegible] (Form 7) میں [illegible]

8 سالہ سکول کے بعد اگلا مرحلہ 2 سال کی ثانوی [illegible] تعلیم کا ہوتا ہے۔ جس کے لئے سیکنڈری سکولز [illegible] ورانہ ادارے اور سپیشلائزڈ سیکنڈری سکولز قائم کیے گئے ہیں۔

سیکنڈری سکول کے پہلے سال جو مضامین پڑھائے جاتے ہیں ان میں ادب، تاریخ، ریاضی، طبیعات، کیمیا، غیر ملکی زبان اور معاشی جغرافیہ شامل ہیں، جبکہ فارم ٹین (From 10) میں مزید مضامین جیسا کہ فلکیات (Astronomy)، جنرل بیالوجی (General Biology) اور [illegible] کیا گیا ہے۔

شروع سے لے کر سیکنڈری سکول پاس کرنے تک لیبر ایجوکیشن (Labour Education) مسلسل جاری رہتی ہے۔ پہلے تین سال (Form 1 to 3) میں بچے [illegible] پر کام کرنے کی مہارت

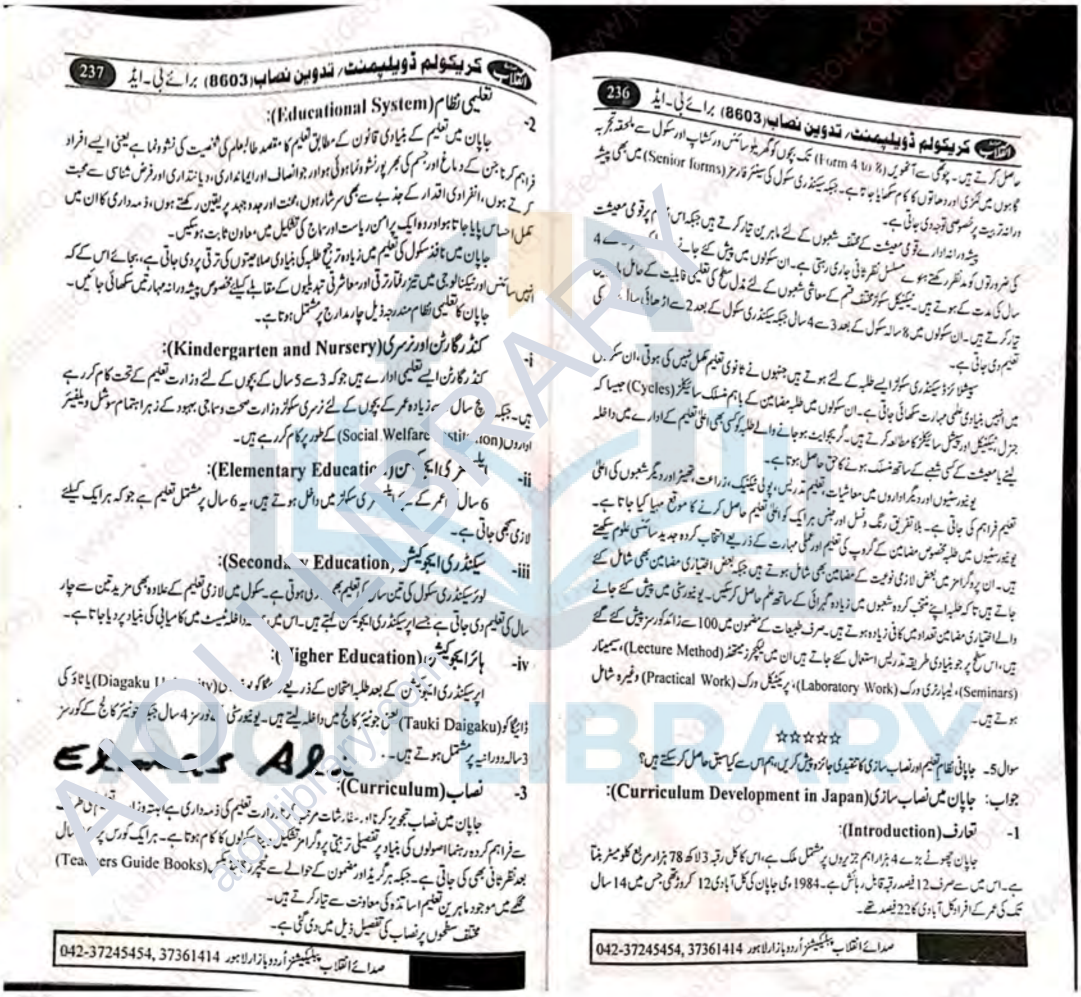

حاصل کرتے ہیں۔ چوتھی سے آٹھویں (Form 4 to 8) تک بچوں کو گھریلو سائنس ورکشاپ اور سکول سے ملحقہ تجربہ گاہوں میں لکڑی اور دھاتوں کا کام سکھایا جاتا ہے۔ جبکہ سیکنڈری سکول کی سینئر فارمز (Senior forms) میں بھی پیشہ ورانہ تربیت پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

پیشہ ورانہ ادارے قومی معیشت کے مختلف شعبوں کے لئے ماہرین تیار کرتے ہیں جبکہ اس نظام پر قومی معیشت کی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مسلسل نظرثانی جاری رہتی ہے۔ ان سکولوں میں پیش کیے جانے والے کورسز 2 سے 4 سال کی مدت کے ہوتے ہیں۔ ٹیکنیکل سکولز مختلف قسم کے معاشی شعبوں کے لئے مڈل سطح کی تعلیمی قابلیت کے حامل ماہرین تیار کرتے ہیں۔ ان سکولوں میں 8 سالہ سکول کے بعد 3 سے 4 سال جبکہ سیکنڈری سکول کے بعد 2 سے اڑھائی سال کی تعلیم دی جاتی ہے۔

سپیشلائزڈ سیکنڈری سکولز ایسے طلبہ کے لئے ہوتے ہیں جنہوں نے ثانوی تعلیم مکمل نہیں کی ہوتی، ان سکولوں میں انہیں بنیادی علمی مہارت سکھائی جاتی ہے۔ ان سکولوں میں طلبہ مضامین کے باہم منسلک سائیکلز (Cycles) جیسا کہ جنرل، ٹیکنیکل اور چیشل سائیکلز کا مطالعہ کرتے ہیں۔ گریجوایٹ ہو جانے والے طلبہ کو کسی بھی اعلیٰ تعلیم کے ادارے میں داخلہ لینے یا معیشت کے کسی شعبے کے ساتھ منسلک ہونے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

یونیورسٹیوں اور دیگر اداروں میں معاشیات، تعلیم تدریس، پولی ٹیکنیک، زراعت، تھیٹر اور دیگر شعبوں کی اعلیٰ تعلیم فراہم کی جاتی ہے۔ بلاتفریق رنگ و نسل اور جنس ہر ایک کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا موقع مہیا کیا جاتا ہے۔ یونیورسٹیوں میں طلبہ مخصوص مضامین کے گروپ کی تعلیم اور عملی مہارت کے ذریعے انتخاب کردہ جدید سائنسی علوم سیکھتے ہیں۔ ان پروگرامز میں بعض لازمی نوعیت کے مضامین بھی شامل ہوتے ہیں جبکہ بعض اختیاری مضامین بھی شامل کیے جاتے ہیں تاکہ طلبہ اپنے منتخب کردہ شعبوں میں زیادہ گہرائی کے ساتھ علم حاصل کر سکیں۔ یونیورسٹی میں پیش کیے جانے والے اختیاری مضامین تعداد میں کافی زیادہ ہوتے ہیں۔ صرف طبیعات کے مضمون میں 100 سے زائد کورسز پیش کیے گئے ہیں، اس سطح پر جو بنیادی طریقہ تدریس استعمال کیے جاتے ہیں ان میں لیکچرز میتھڈ (Lecture Method)، سیمینار (Seminars)، لیبارٹری ورک (Laboratory Work)، پریکٹیکل ورک (Practical Work) وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

سوال 5۔ جاپانی نظام تعلیم اور نصاب سازی کا تنقیدی جائزہ پیش کریں، ہم اس سے کیا سبق حاصل کر سکتے ہیں؟

جواب: جاپان میں نصاب سازی (Curriculum Development in Japan):

-1 تعارف (Introduction):

جاپان چھوٹے بڑے 4 ہزار اہم جزیروں پر مشتمل ملک ہے، اس کا کل رقبہ 3 لاکھ 78 ہزار مربع کلومیٹر بنتا ہے۔ اس میں سے صرف 12 فیصد رقبہ قابل رہائش ہے۔ 1984ء میں جاپان کی کل آبادی 12 کروڑ تھی جس میں 14 سال تک کی عمر کے افراد کل آبادی کا 22 فیصد تھے۔

-2 تعلیمی نظام (Educational System):

جاپان میں تعلیم کے بنیادی قانون کے مطابق تعلیم کا مقصد طالبعلم کی شخصیت کی نشوونما ہے یعنی ایسے افراد فراہم کرنا جن کے دماغ اور جسم کی بھرپور نشوونما ہوئی ہو اور جو انصاف اور ایمانداری، دیانتداری اور فرض شناسی سے محبت کرتے ہوں، انفرادی اقدار کے جذبے سے بھی سرشار ہوں، محنت اور جدوجہد پر یقین رکھتے ہوں، ذمہ داری کا ان میں مکمل احساس پایا جاتا ہو اور وہ ایک پرامن ریاست اور سماج کی تشکیل میں معاون ثابت ہو سکیں۔

جاپان میں نافذ سکول کی تعلیم میں زیادہ ترجیح طلبہ کی بنیادی صلاحیتوں کی ترقی پر دی جاتی ہے، بجائے اس کے کہ انہیں سائنس اور ٹیکنالوجی میں تیز رفتار ترقی اور معاشرتی تبدیلیوں کے مقابلے کیلئے مخصوص پیشہ ورانہ مہارتیں سکھائی جائیں۔

جاپان کا تعلیمی نظام مندرجہ ذیل چار مدارج پر مشتمل ہوتا ہے۔

-i کنڈرگارٹن اور نرسری (Kindergarten and Nursery):

کنڈرگارٹن ایسے تعلیمی ادارے ہیں جو کہ 3 سے 5 سال کے بچوں کے لئے وزارت تعلیم کے تحت کام کر رہے ہیں۔ جبکہ پانچ سال سے زیادہ عمر کے بچوں کے لئے نرسری سکولز وزارت صحت و سماجی بہبود کے زیر اہتمام سوشل ویلفیئر اداروں (Social Welfare Institution) کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

-ii ایلیمنٹری ایجوکیشن (Elementary Education):

6 سال عمر کے بچے ایلیمنٹری سکولز میں داخل ہوتے ہیں، یہ 6 سال پر مشتمل تعلیم ہے جو کہ ہر ایک کیلئے لازمی سمجھی جاتی ہے۔

-iii سیکنڈری ایجوکیشن (Secondary Education):

لوئر سیکنڈری سکول کی تین سالہ تعلیم بھی لازمی ہوتی ہے۔ سکول میں لازمی تعلیم کے علاوہ بھی مزید تین سے چار سال کی تعلیم دی جاتی ہے جسے اپر سیکنڈری ایجوکیشن کہتے ہیں۔ اس میں داخلہ ٹیسٹ میں کامیابی کی بنیاد پر دیا جاتا ہے۔

-iv ہائر ایجوکیشن (Higher Education):

اپر سیکنڈری ایجوکیشن کے بعد طلبہ امتحان کے ذریعے ڈائیگاکو یونیورسٹی (Diagaku University) یا ٹاؤکی ڈائیگاکو (Tauki Daigaku) یعنی جونیئر کالج میں داخلہ لیتے ہیں۔ یونیورسٹی کے کورسز 4 سال جبکہ جونیئر کالج کے کورسز 3 سالہ دورانیہ پر مشتمل ہوتے ہیں۔

-3 نصاب (Curriculum):

جاپان میں نصاب تجویز کرنا اور سفارشات مرتب کرنا وزارت تعلیم کی ذمہ داری ہے البتہ وزارت تعلیم کی طرف سے فراہم کردہ رہنما اصولوں کی بنیاد پر تفصیلی تربیتی پروگرامز تشکیل دینا سکولوں کا کام ہوتا ہے۔ ہر ایک کورس پر [illegible] سال بعد نظرثانی بھی کی جاتی ہے۔ جبکہ ہر گریڈ اور مضمون کے حوالے سے ٹیچرز گائیڈ بکس (Teachers Guide Books) محکمے میں موجود ماہرین تعلیم اساتذہ کی معاونت سے تیار کرتے ہیں۔

مختلف سطحوں پر نصاب کی تفصیل ذیل میں دی گئی ہے۔

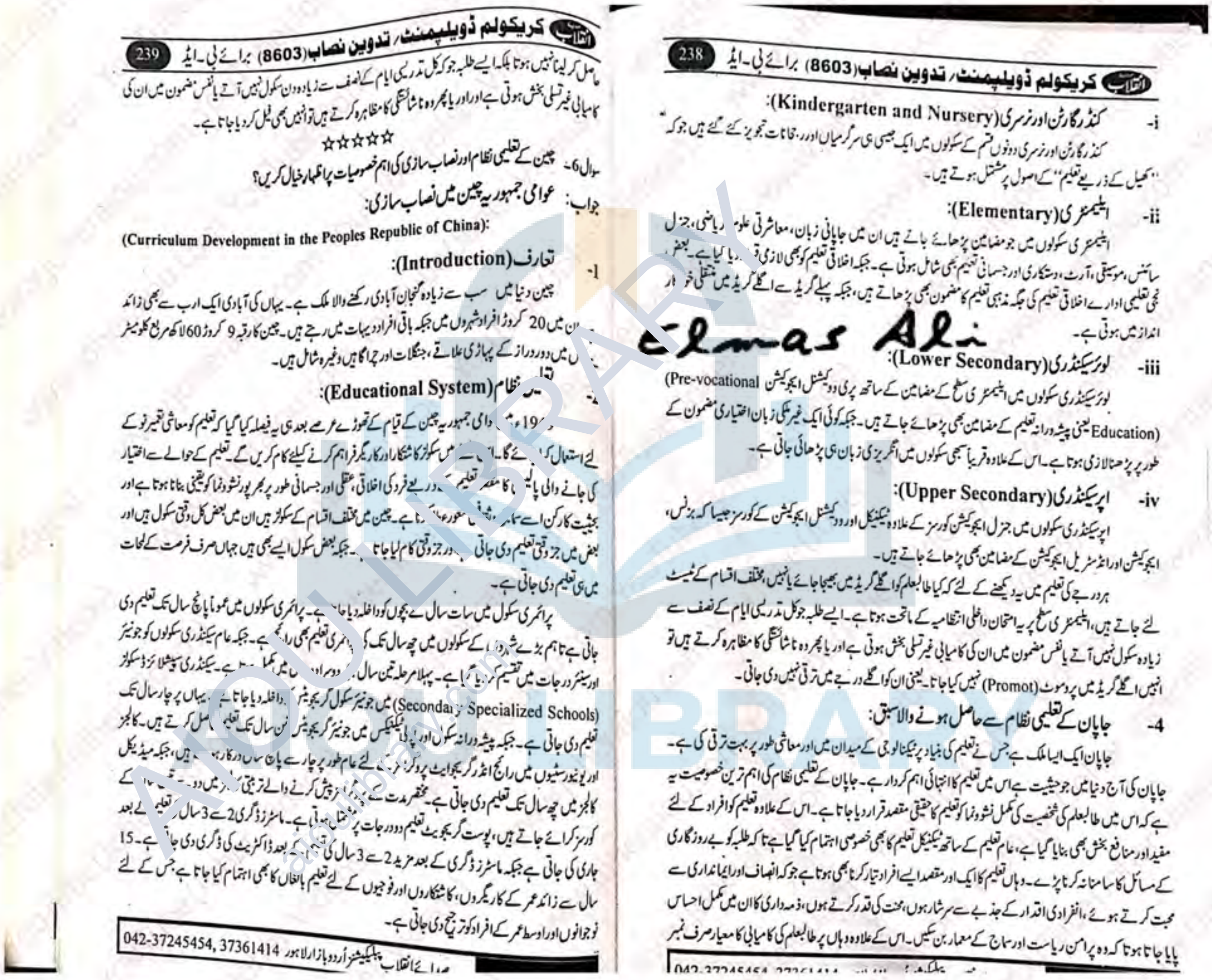

-i کنڈرگارٹن اور نرسری(Kindergarten and Nursery):

کنڈرگارٹن اور نرسری دونوں قسم کے سکولوں میں ایک جیسی ہی سرگرمیاں اور رجحانات تجویز کیے گئے ہیں جو کہ ''کھیل کے ذریعے تعلیم'' کے اصول پر مشتمل ہوتے ہیں۔

-ii ایلیمنٹری(Elementary):

ایلیمنٹری سکولوں میں جو مضامین پڑھائے جاتے ہیں ان میں جاپانی زبان، معاشرتی علوم، ریاضی، جنرل سائنس، موسیقی، آرٹ، دستکاری اور جسمانی تعلیم بھی شامل ہوتی ہے۔ جبکہ اخلاقی تعلیم کو بھی لازمی قرار دیا گیا ہے۔ بعض نجی تعلیمی ادارے اخلاقی تعلیم کی جگہ مذہبی تعلیم کا مضمون بھی پڑھاتے ہیں، جبکہ پہلے گریڈ سے اگلے گریڈ میں منتقلی خود کار انداز میں ہوتی ہے۔

-iii لوئر سیکنڈری(Lower Secondary):

لوئر سیکنڈری سکولوں میں ایلیمنٹری سطح کے مضامین کے ساتھ پری ووکیشنل ایجوکیشن (Pre-vocational Education) یعنی پیشہ ورانہ تعلیم کے مضامین بھی پڑھائے جاتے ہیں۔ جبکہ کوئی ایک غیر ملکی زبان اختیاری مضمون کے طور پر پڑھنا لازمی ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ قریباً سبھی سکولوں میں انگریزی زبان ہی پڑھائی جاتی ہے۔

-iv اپر سیکنڈری(Upper Secondary):

اپر سیکنڈری سکولوں میں جنرل ایجوکیشن کورسز کے علاوہ ٹیکنیکل اور ووکیشنل ایجوکیشن کے کورسز جیسا کہ بزنس، ایجوکیشن اور انڈسٹریل ایجوکیشن کے مضامین بھی پڑھائے جاتے ہیں۔

ہر درجے کی تعلیم میں یہ دیکھنے کے لئے کہ کیا طالبعلم کو اگلے گریڈ میں بھیجا جائے یا نہیں، مختلف اقسام کے ٹیسٹ لئے جاتے ہیں، ایلیمنٹری سطح پر یہ امتحان داخلی انتظامیہ کے ماتحت ہوتا ہے۔ ایسے طلبہ جو کل تدریسی ایام کے نصف سے زیادہ سکول نہیں آتے یا نفس مضمون میں ان کی کامیابی غیر تسلی بخش ہوتی ہے اور یا پھر وہ ناشائستگی کا مظاہرہ کرتے ہیں تو انہیں اگلے گریڈ میں پروموٹ (Promot) نہیں کیا جاتا۔ یعنی ان کو اگلے درجے میں ترقی نہیں دی جاتی۔

-4 جاپان کے تعلیمی نظام سے حاصل ہونے والا سبق:

جاپان ایک ایسا ملک ہے جس نے تعلیم کی بنیاد پر ٹیکنالوجی کے میدان میں اور معاشی طور پر بہت ترقی کی ہے۔ جاپان کی آج دنیا میں جو حیثیت ہے اس میں تعلیم کا انتہائی اہم کردار ہے۔ جاپان کے تعلیمی نظام کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ اس میں طالبعلم کی شخصیت کی مکمل نشوونما کو تعلیم کا حقیقی مقصد قرار دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ تعلیم کو افراد کے لئے مفید اور منافع بخش بھی بنایا گیا ہے، عام تعلیم کے ساتھ ٹیکنیکل تعلیم کا بھی خصوصی اہتمام کیا گیا ہے تاکہ طلبہ کو بے روزگاری کے مسائل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ وہاں تعلیم کا ایک اور مقصد ایسے افراد تیار کرنا بھی ہوتا ہے جو کہ انصاف اور ایمانداری سے محبت کرتے ہوئے، انفرادی اقدار کے جذبے سے سرشار ہوں، محنت کی قدر کرتے ہوں، ذمہ داری کا ان میں مکمل احساس پایا جاتا ہو تاکہ وہ پرامن ریاست اور سماج کے معمار بن سکیں۔ اس کے علاوہ وہاں پر طالبعلم کی کامیابی کا معیار صرف نمبر

حاصل کر لینا نہیں ہوتا بلکہ ایسے طلبہ جو کہ کل تدریسی ایام کے نصف سے زیادہ دن سکول نہیں آتے یا نفس مضمون میں ان کی کامیابی غیر تسلی بخش ہوتی ہے اور اور یا پھر وہ ناشائستگی کا مظاہرہ کرتے ہیں تو انہیں بھی فیل کر دیا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

سوال6۔ چین کے تعلیمی نظام اور نصاب سازی کی اہم خصوصیات پر اظہار خیال کریں؟

جواب: **عوامی جمہوریہ چین میں نصاب سازی:**

(Curriculum Development in the Peoples Republic of China):

-1 تعارف(Introduction):

چین دنیا میں سب سے زیادہ گنجان آبادی رکھنے والا ملک ہے۔ یہاں کی آبادی ایک ارب سے بھی زائد ان میں 20 کروڑ افراد شہروں میں جبکہ باقی افراد دیہات میں رہتے ہیں۔ چین کا رقبہ 9 کروڑ 60 لاکھ مربع کلومیٹر ں میں دور دراز کے پہاڑی علاقے، جنگلات اور چراگاہیں وغیرہ شامل ہیں۔

-2 تعلیمی نظام(Educational System):

1949ء میں عوامی جمہوریہ چین کے قیام کے تھوڑے عرصے بعد ہی یہ فیصلہ کیا گیا کہ تعلیم کو معاشی تعمیر نو کے لیے استعمال کیا جائے گا۔ [illegible] سکولز کاشتکار اور کاریگر فراہم کرنے کیلئے کام کریں گے۔ تعلیم کے حوالے سے اختیار کی جانے والی پالیسی کا مقصد تعلیم کے ذریعے فرد کی اخلاقی، عقلی اور جسمانی طور پر بھرپور نشوونما کو یقینی بنانا ہوتا ہے اور بحیثیت کارکن اسے سماجی [illegible] شعور عطا کرنا ہے۔ چین میں مختلف اقسام کے سکولز ہیں ان میں بعض کل وقتی سکول ہیں اور بعض میں جز وقتی تعلیم دی جاتی [illegible] جز وقتی کام لیا جاتا ہے۔ جبکہ بعض سکول ایسے بھی ہیں جہاں صرف فرصت کے لمحات میں ہی تعلیم دی جاتی ہے۔

پرائمری سکول میں سات سال سے بچوں کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ پرائمری سکولوں میں عموماً پانچ سال تک تعلیم دی جاتی ہے تاہم بڑے شہروں کے سکولوں میں چھ سال تک کی پرائمری تعلیم بھی رائج ہے۔ جبکہ عام سیکنڈری سکولوں کو جونیئر اور سینئر درجات میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ پہلا مرحلہ تین سال [illegible] دوسرا [illegible] میں مکمل [illegible] ہے۔ سیکنڈری سپیشلائزڈ سکولز (Secondary Specialized Schools) میں جونیئر سکول گریجویٹس کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ یہاں پر چار سال تک تعلیم دی جاتی ہے۔ جبکہ پیشہ ورانہ سکول اور پولی ٹیکنیکس میں جونیئر گریجویٹس تین سال تک تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ کالجز اور یونیورسٹیوں میں رائج انڈر گریجوایٹ پروگرام کے لئے عام طور پر چار سے پانچ سال درکار ہوتے ہیں، جبکہ میڈیکل کالجز میں چھ سال تک تعلیم دی جاتی ہے۔ مختصر مدت کے [illegible] پیش کرنے والے تربیتی [illegible] میں دو [illegible] کے کورسز کرائے جاتے ہیں، پوسٹ گریجویٹ تعلیم دو درجات پر مشتمل ہوتی ہے۔ ماسٹرز ڈگری 2 سے 3 سال [illegible] تعلیم کے بعد جاری کی جاتی ہے جبکہ ماسٹرز ڈگری کے بعد مزید 2 سے 3 سال کی [illegible] کے بعد ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی جاتی ہے۔ 15 سال سے زائد عمر کے کاریگروں، کاشتکاروں اور فوجیوں کے لئے تعلیم بالغاں کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے جس کے لئے نوجوانوں اور اوسط عمر کے افراد کو ترجیح دی جاتی ہے۔

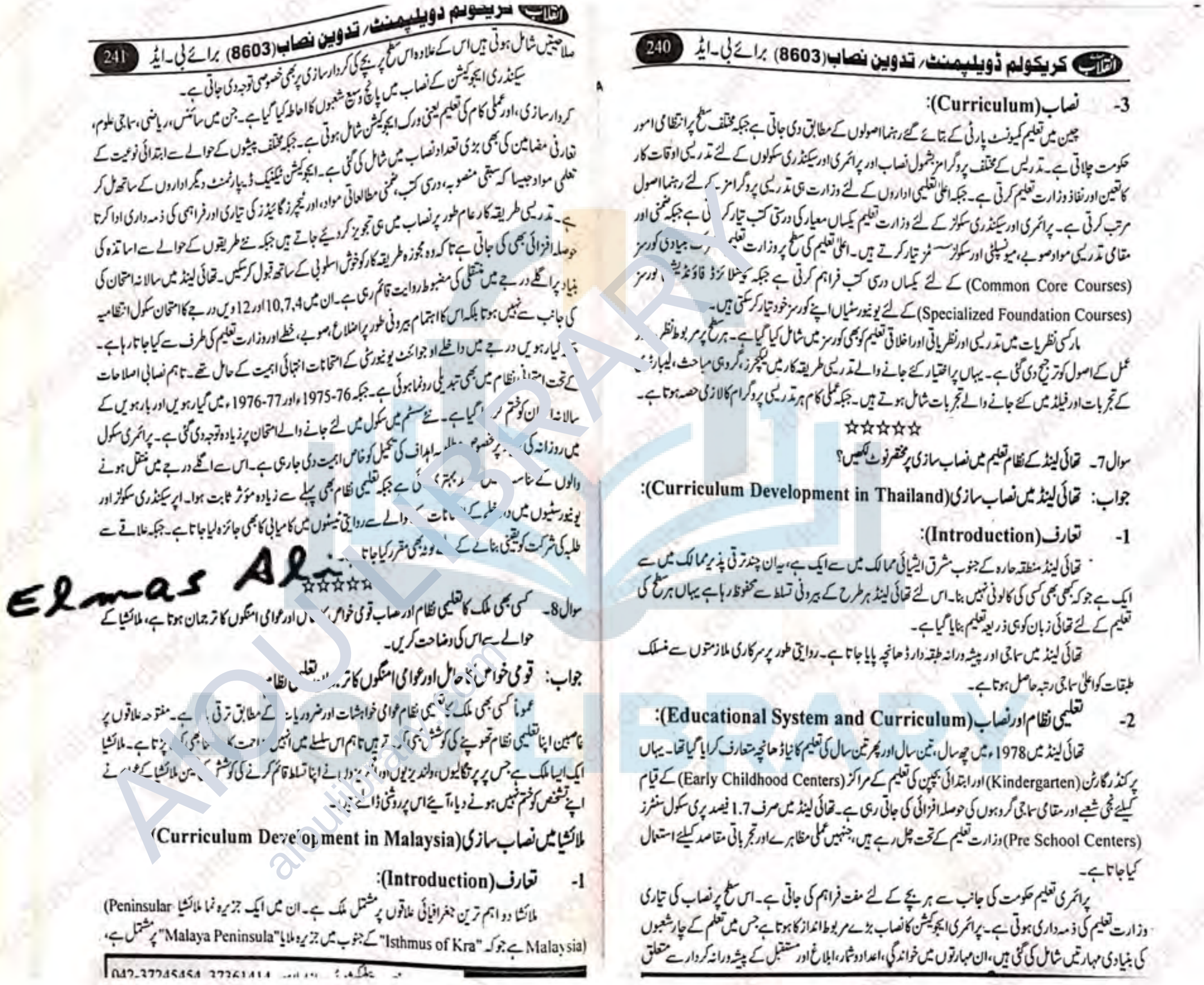

3- نصاب(Curriculum):

چین میں تعلیم کمیونسٹ پارٹی کے بتائے گئے رہنما اصولوں کے مطابق دی جاتی ہے جبکہ مختلف سطح پر انتظامی امور حکومت چلاتی ہے۔ تدریس کے مختلف پروگرامز بشمول نصاب اور پرائمری اور سیکنڈری سکولوں کے لئے تدریسی اوقات کار کا تعین اور نفاذ وزارت تعلیم کرتی ہے۔ جبکہ اعلیٰ تعلیمی اداروں کے لئے وزارت ہی تدریسی پروگرامز کے لئے رہنما اصول مرتب کرتی ہے۔ پرائمری اور سیکنڈری سکولز کے لئے وزارت تعلیم یکساں معیار کی درسی کتب تیار کرتی ہے جبکہ ضمنی اور مقامی تدریسی مواد صوبے، میونسپلٹی اور سکولز خود تیار کرتے ہیں۔ اعلیٰ تعلیم کی سطح پر وزارت تعلیم بنیادی کورسز (Common Core Courses) کے لئے یکساں درسی کتب فراہم کرتی ہے جبکہ سپیشلائزڈ فاؤنڈیشن کورسز (Specialized Foundation Courses) کے لئے یونیورسٹیاں اپنے کورسز خود تیار کر سکتی ہیں۔

مارکسی نظریات میں تدریسی اور نظریاتی اور اخلاقی تعلیم کو بھی کورسز میں شامل کیا گیا ہے۔ ہر سطح پر مربوط نظریہ اور عمل کے اصول کو ترجیح دی گئی ہے۔ یہاں پر اختیار کئے جانے والے تدریسی طریقہ کار میں لیکچرز، گروہی مباحث، لیبارٹری کے تجربات اور فیلڈ میں کئے جانے والے تجربات شامل ہوتے ہیں۔ جبکہ عملی کام ہر تدریسی پروگرام کا لازمی حصہ ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

سوال 7۔ تھائی لینڈ کے نظام تعلیم میں نصاب سازی پر مختصر نوٹ لکھیں؟

جواب: تھائی لینڈ میں نصاب سازی(Curriculum Development in Thailand):

1- تعارف(Introduction):

تھائی لینڈ منطقہ حارہ کے جنوب مشرق ایشیائی ممالک میں سے ایک ہے، یہاں چند ترقی پذیر ممالک میں سے ایک ہے جو کہ کبھی بھی کسی کی کالونی نہیں بنا۔ اس لئے تھائی لینڈ ہر طرح کے بیرونی تسلط سے محفوظ رہا ہے یہاں ہر سطح کی تعلیم کے لئے تھائی زبان کو ہی ذریعہ تعلیم بنایا گیا ہے۔

تھائی لینڈ میں سماجی اور پیشہ ورانہ طبقہ دار ڈھانچہ پایا جاتا ہے۔ روایتی طور پر سرکاری ملازمتوں سے منسلک طبقات کو اعلیٰ سماجی رتبہ حاصل ہوتا ہے۔

2- تعلیمی نظام اور نصاب(Educational System and Curriculum):

تھائی لینڈ میں 1978ء میں چھ سال، تین سال اور پھر تین سال کی تعلیم کا نیا ڈھانچہ متعارف کرایا گیا تھا۔ یہاں پر کنڈرگارٹن (Kindergarten) اور ابتدائی بچپن کی تعلیم کے مراکز (Early Childhood Centers) کے قیام کیلئے نجی شعبے اور مقامی سماجی گروہوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی رہی ہے۔ تھائی لینڈ میں صرف 1.7 فیصد پری سکول سنٹرز (Pre School Centers) وزارت تعلیم کے تحت چل رہے ہیں، جنہیں عملی مظاہرے اور تجرباتی مقاصد کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔

پرائمری تعلیم حکومت کی جانب سے ہر بچے کے لئے مفت فراہم کی جاتی ہے۔ اس سطح پر نصاب کی تیاری وزارت تعلیم کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ پرائمری ایجوکیشن کا نصاب بڑے مربوط انداز کا ہوتا ہے جس میں تعلم کے چار شعبوں کی بنیادی مہارتیں شامل کی گئی ہیں، ان مہارتوں میں خواندگی، اعداد و شمار، ابلاغ اور مستقبل کے پیشہ ورانہ کردار سے متعلق صلاحیتیں شامل ہوتی ہیں اس کے علاوہ اس سطح پر بچے کی کردار سازی پر بھی خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

سیکنڈری ایجوکیشن کے نصاب میں پانچ وسیع شعبوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ جن میں سائنس، ریاضی، سماجی علوم، کردار سازی، اور عملی کام کی تعلیم یعنی ورک ایجوکیشن شامل ہوتی ہے۔ جبکہ مختلف پیشوں کے حوالے سے ابتدائی نوعیت کے تجارتی مضامین کی بھی بڑی تعداد نصاب میں شامل کی گئی ہے۔ ایجوکیشن ٹیکنیک ڈیپارٹمنٹ دیگر اداروں کے ساتھ مل کر تعلیمی مواد جیسا کہ سبقی منصوبہ، درسی کتب، ضمنی مطالعاتی مواد، اور ٹیچرز گائیڈز کی تیاری اور فراہمی کی ذمہ داری ادا کرتا ہے۔ تدریسی طریقہ کار عام طور پر نصاب میں ہی تجویز کر دیئے جاتے ہیں جبکہ نئے طریقوں کے حوالے سے اساتذہ کی حوصلہ افزائی بھی کی جاتی ہے تاکہ وہ مجوزہ طریقہ کار کو خوش اسلوبی کے ساتھ قبول کر سکیں۔ تھائی لینڈ میں سالانہ امتحان کی بنیاد پر اگلے درجے میں منتقلی کی مضبوط روایت قائم رہی ہے۔ ان میں 4,7,10 اور 12 ویں درجے کا امتحان سکول انتظامیہ کی جانب سے نہیں ہوتا بلکہ اس کا اہتمام بیرونی طور پر اضلاع، صوبے، خطے اور وزارت تعلیم کی طرف سے کیا جاتا رہا ہے۔ جبکہ گیارہویں درجے میں داخلے اور جوائنٹ یونیورسٹی کے امتحانات انتہائی اہمیت کے حامل تھے۔ تاہم نصابی اصلاحات کے تحت امتحانی نظام میں بھی تبدیلی رونما ہوئی ہے۔ جبکہ 1975-76ء اور 1976-77ء میں گیارہویں اور بارہویں کے سالانہ امتحان کو ختم کر دیا گیا ہے۔ نئے سسٹم میں سکول میں لئے جانے والے امتحان پر زیادہ توجہ دی گئی ہے۔ پرائمری سکول میں روزانہ کی [illegible] پر خصوصاً [illegible] اہداف کی تکمیل کو خاص اہمیت دی جا رہی ہے۔ اس سے اگلے درجے میں منتقل ہونے والوں کے تناسب میں [illegible] بہتری [illegible] ہے جبکہ تعلیمی نظام بھی پہلے سے زیادہ مؤثر ثابت ہوا۔ اپر سیکنڈری سکولز اور یونیورسٹیوں میں داخلے کے [illegible] امتحانات کے حوالے سے روایتی ٹیسٹوں میں کامیابی کا بھی جائزہ لیا جاتا ہے۔ جبکہ علاقے سے طلبہ کی شرکت کو یقینی بنانے کے [illegible] کوٹہ بھی مقرر کیا جاتا [illegible]

Elmas Ali

☆☆☆☆☆

سوال 8۔ کسی بھی ملک کا تعلیمی نظام اور نصاب قومی خواص کا حامل اور عوامی امنگوں کا ترجمان ہوتا ہے، ملائشیا کے حوالے سے اس کی وضاحت کریں۔

جواب: قومی خواص کا حامل اور عوامی امنگوں کا ترجمان تعلیمی نظام

عموماً کسی بھی ملک کا تعلیمی نظام عوامی خواہشات اور ضروریات کے مطابق ترقی کرتا ہے۔ مفتوحہ علاقوں پر غاصبین اپنا تعلیمی نظام تھوپنے کی کوشش بھی کرتے ہیں تاہم اس سلسلے میں انہیں مزاحمت کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ ملائشیا ایک ایسا ملک ہے جس پر پرتگالیوں، ولندیزیوں اور انگریزوں نے اپنا تسلط قائم کرنے کی کوشش کی لیکن ملائشیا کے عوام نے اپنے تشخص کو ختم نہیں ہونے دیا، آیئے اس پر روشنی ڈالتے ہیں۔

ملائشیا میں نصاب سازی(Curriculum Development in Malaysia)

1- تعارف(Introduction):

ملائشا دو اہم ترین جغرافیائی علاقوں پر مشتمل ملک ہے۔ ان میں ایک جزیرہ نما ملائشیا (Peninsular Malaysia) ہے جو کہ "Isthmus of Kra" کے جنوب میں جزیرہ ملایا "Malaya Peninsula" پر مشتمل ہے،

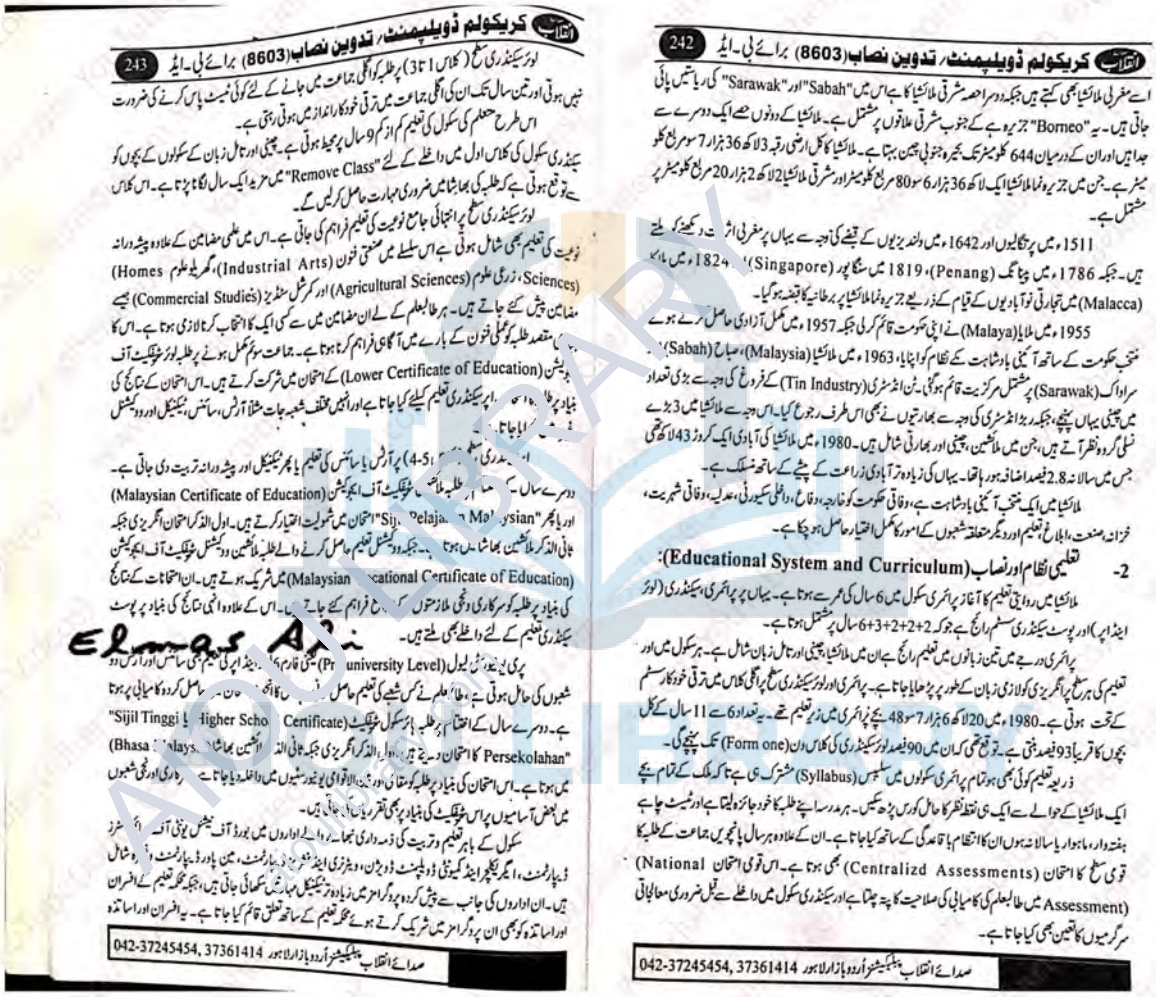

اسے مغربی ملائشیا بھی کہتے ہیں جبکہ دوسرا حصہ مشرقی ملائشیا کا ہے اس میں "Sabah" اور "Sarawak" کی ریاستیں پائی جاتی ہیں۔ یہ "Borneo" جزیرے کے جنوب مشرقی علاقوں پر مشتمل ہے۔ ملائشیا کے دونوں حصے ایک دوسرے سے جدا ہیں اور ان کے درمیان 644 کلومیٹر تک بحیرہ جنوبی چین بہتا ہے۔ ملائشیا کا کل ارضی رقبہ 3 لاکھ 36 ہزار 7 سو مربع کلومیٹر ہے۔ جن میں جزیرہ نما ملائشیا ایک لاکھ 36 ہزار 6 سو 80 مربع کلومیٹر اور مشرقی ملائشیا 2 لاکھ 2 ہزار 20 مربع کلومیٹر پر مشتمل ہے۔

1511ء میں پرتگالیوں اور 1642ء میں ولندیزیوں کے قبضے کی وجہ سے یہاں پر مغربی اثرات دیکھنے کو ملتے ہیں۔ جبکہ 1786ء میں پینانگ (Penang)، 1819ء میں سنگاپور (Singapore) اور 1824ء میں ملاکا (Malacca) میں تجارتی نوآبادیوں کے قیام کے ذریعے جزیرہ نما ملائشیا پر برطانیہ کا قبضہ ہو گیا۔

1955ء میں ملایا (Malaya) نے اپنی حکومت قائم کر لی جبکہ 1957ء میں مکمل آزادی حاصل کرتے ہوئے منتخب حکومت کے ساتھ آئینی بادشاہت کے نظام کو اپنایا، 1963ء میں ملائشیا (Malaysia)، صباح (Sabah) اور سراواک (Sarawak) پر مشتمل مرکزیت قائم ہو گئی۔ ٹن انڈسٹری (Tin Industry) کے فروغ کی وجہ سے بڑی تعداد میں چینی یہاں پہنچے، جبکہ ربڑ انڈسٹری کی وجہ سے بھارتیوں نے بھی اس طرف رجوع کیا۔ اس وجہ سے ملائشیا میں 3 بڑے نسلی گروہ نظر آتے ہیں، جن میں ملائشین، چینی اور بھارتی شامل ہیں۔ 1980ء میں ملائشیا کی آبادی ایک کروڑ 43 لاکھ تھی جس میں سالانہ 2.8 فیصد اضافہ ہو رہا تھا۔ یہاں کی زیادہ تر آبادی زراعت کے پیشے کے ساتھ منسلک ہے۔

ملائشیا میں ایک منتخب آئینی بادشاہت ہے، وفاقی حکومت کو خارجہ، دفاع، داخلی سیکورٹی، عدلیہ، وفاقی شہریت، خزانہ، صنعت، ابلاغ، تعلیم اور دیگر متعلقہ شعبوں کے امور کا مکمل اختیار حاصل ہو چکا ہے۔

-2 تعلیمی نظام اور نصاب (Educational System and Curriculum):

ملائشیا میں روایتی تعلیم کا آغاز پرائمری سکول میں 6 سال کی عمر سے ہوتا ہے۔ یہاں پر پرائمری، سیکنڈری (لوئر اینڈ اپر) اور پوسٹ سیکنڈری سسٹم رائج ہے جو کہ 6+3+2+2+2 سال پر مشتمل ہوتا ہے۔

پرائمری درجے میں تین زبانوں میں تعلیم رائج ہے ان میں ملائشیا، چینی اور تامل زبان شامل ہے۔ ہر سکول میں اور تعلیم کی ہر سطح پر انگریزی کو لازمی زبان کے طور پر پڑھایا جاتا ہے۔ پرائمری اور لوئر سیکنڈری سطح پر اگلی کلاس میں ترقی خودکار سسٹم کے تحت ہوتی ہے۔ 1980ء میں 20 لاکھ 6 ہزار 7 سو 48 بچے پرائمری میں زیر تعلیم تھے۔ یہ تعداد 6 سے 11 سال کے کل بچوں کا قریباً 93 فیصد بنتی ہے۔ توقع تھی کہ ان میں 90 فیصد لوئر سیکنڈری کی کلاس ون (Form one) تک پہنچیں گی۔

ذریعہ تعلیم کوئی بھی ہو تمام پرائمری سکولوں میں سلیبس (Syllabus) مشترک ہی ہے تا کہ ملک کے تمام بچے ایک ملائشیا کے حوالے سے ایک ہی نقطہ نظر کا حامل کورس پڑھ سکیں۔ ہر مدرسہ اپنے طلبہ کا خود جائزہ لیتا ہے اور ٹیسٹ چاہے ہفتہ وار، ماہوار یا سالانہ ہوں ان کا انتظام باقاعدگی کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ ہر سال پانچویں جماعت کے طلبہ کا قومی سطح کا امتحان (Centralizd Assessments) بھی ہوتا ہے۔ اس قومی امتحان (National Assessment) میں طالبعلم کی کامیابی کی صلاحیت کا پتہ چلتا ہے اور سیکنڈری سکول میں داخلے سے قبل ضروری معالجاتی سرگرمیوں کا تعین بھی کیا جاتا ہے۔

لوئر سیکنڈری سطح (کلاس 1 تا 3) پر طلبہ کو اگلی جماعت میں جانے کے لئے کوئی ٹیسٹ پاس کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی اور تین سال تک ان کی اگلی جماعت میں ترقی خودکار انداز میں ہوتی رہتی ہے۔ اس طرح متعلم کی سکول کی تعلیم کم از کم 9 سال پر محیط ہوتی ہے۔ چینی اور تامل زبان کے سکولوں کے بچوں کو سیکنڈری سکول کی کلاس اول میں داخلے کے لئے "Remove Class" میں مزید ایک سال لگانا پڑتا ہے۔ اس کلاس سے توقع ہوتی ہے کہ طلبہ کی بھاشا میں ضروری مہارت حاصل کر لیں گے۔

لوئر سیکنڈری سطح پر انتہائی جامع نوعیت کی تعلیم فراہم کی جاتی ہے۔ اس میں علمی مضامین کے علاوہ پیشہ ورانہ نوعیت کی تعلیم بھی شامل ہوتی ہے اس سلسلے میں صنعتی فنون (Industrial Arts)، گھریلو علوم (Homes Sciences)، زرعی علوم (Agricultural Sciences) اور کمرشل سٹڈیز (Commercial Studies) جیسے مضامین پیش کیے جاتے ہیں۔ ہر طالبعلم کے لے ان مضامین میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا لازمی ہوتا ہے۔ اس کا بنیادی مقصد طلبہ کو عملی فنون کے بارے میں آگاہی فراہم کرنا ہوتا ہے۔ جماعت سوئم مکمل ہونے پر طلبہ لوئر سرٹیفکیٹ آف ایجوکیشن (Lower Certificate of Education) کے امتحان میں شرکت کرتے ہیں۔ اس امتحان کے نتائج کی بنیاد پر طلبہ کا انتخاب اپر سیکنڈری تعلیم کیلئے کیا جاتا ہے اور انہیں مختلف شعبہ جات مثلاً آرٹس، سائنس، ٹیکنیکل اور ووکیشنل [illegible] جاتا ہے۔

اپر سیکنڈری سطح (کلاس 4-5) پر آرٹس یا سائنس کی تعلیم یا پھر ٹیکنیکل اور پیشہ ورانہ تربیت دی جاتی ہے۔ دوسرے سال کے اختتام پر طلبہ ملائشین سرٹیفکیٹ آف ایجوکیشن (Malaysian Certificate of Education) اور یا پھر "Sijil Pelajaran Malaysian" امتحان میں شمولیت اختیار کرتے ہیں۔ اول الذکر امتحان انگریزی جبکہ ثانی الذکر ملائشین بھاشا میں ہوتا ہے۔ جبکہ ووکیشنل تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ ملائشین ووکیشنل سرٹیفکیٹ آف ایجوکیشن (Malaysian Vocational Certificate of Education) میں شریک ہوتے ہیں۔ ان امتحانات کے نتائج کی بنیاد پر طلبہ کو سرکاری و نجی ملازمتوں کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ انہی نتائج کی بنیاد پر پوسٹ سیکنڈری تعلیم کے لئے داخلے بھی ملتے ہیں۔

Elmas Ali

پری یونیورسٹی لیول (Pre-university Level) - چھٹی فارم 6 لوئر اینڈ اپر کی تعلیم بھی سائنس اور آرٹس دو شعبوں کی حامل ہوتی ہے۔ طالبعلم نے کس شعبے کی تعلیم حاصل کرنی ہے اس کا انحصار امتحان میں حاصل کردہ کامیابی پر ہوتا ہے۔ دوسرے سال کے اختتام پر طلبہ ہائر سکول سرٹیفکیٹ (Higher School Certificate) یا "Sijil Tinggi Persekolahan" کا امتحان دیتے ہیں۔ اول الذکر انگریزی جبکہ ثانی الذکر ملائشین بھاشا (Bhasa Malaysia) میں ہوتا ہے۔ اس امتحان کی بنیاد پر طلبہ کو مقامی اور بین الاقوامی یونیورسٹیوں میں داخلہ دیا جاتا ہے۔ سرکاری اور نجی شعبوں میں بعض آسامیوں پر اس سرٹیفکیٹ کی بنیاد پر بھی تقرریاں کی جاتی ہیں۔

سکول کے باہر تعلیم و تربیت کی ذمہ داری نبھانے والے اداروں میں بورڈ آف نیشنل یونٹی آف [illegible] ڈیپارٹمنٹ، ایگریکلچر اینڈ کمیونٹی ڈویلپمنٹ ڈویژن، ویٹرنری اینڈ فشریز ڈیپارٹمنٹ، مین پاور ڈیپارٹمنٹ وغیرہ شامل ہیں۔ ان اداروں کی جانب سے پیش کردہ پروگرامز میں زیادہ تر ٹیکنیکل مہارتیں سکھائی جاتی ہیں، جبکہ محکمہ تعلیم کے افسران اور اساتذہ کو بھی ان پروگرامز میں شریک کرتے ہوئے محکمہ تعلیم کے ساتھ تعلق قائم کیا جاتا ہے۔ یہ افسران اور اساتذہ

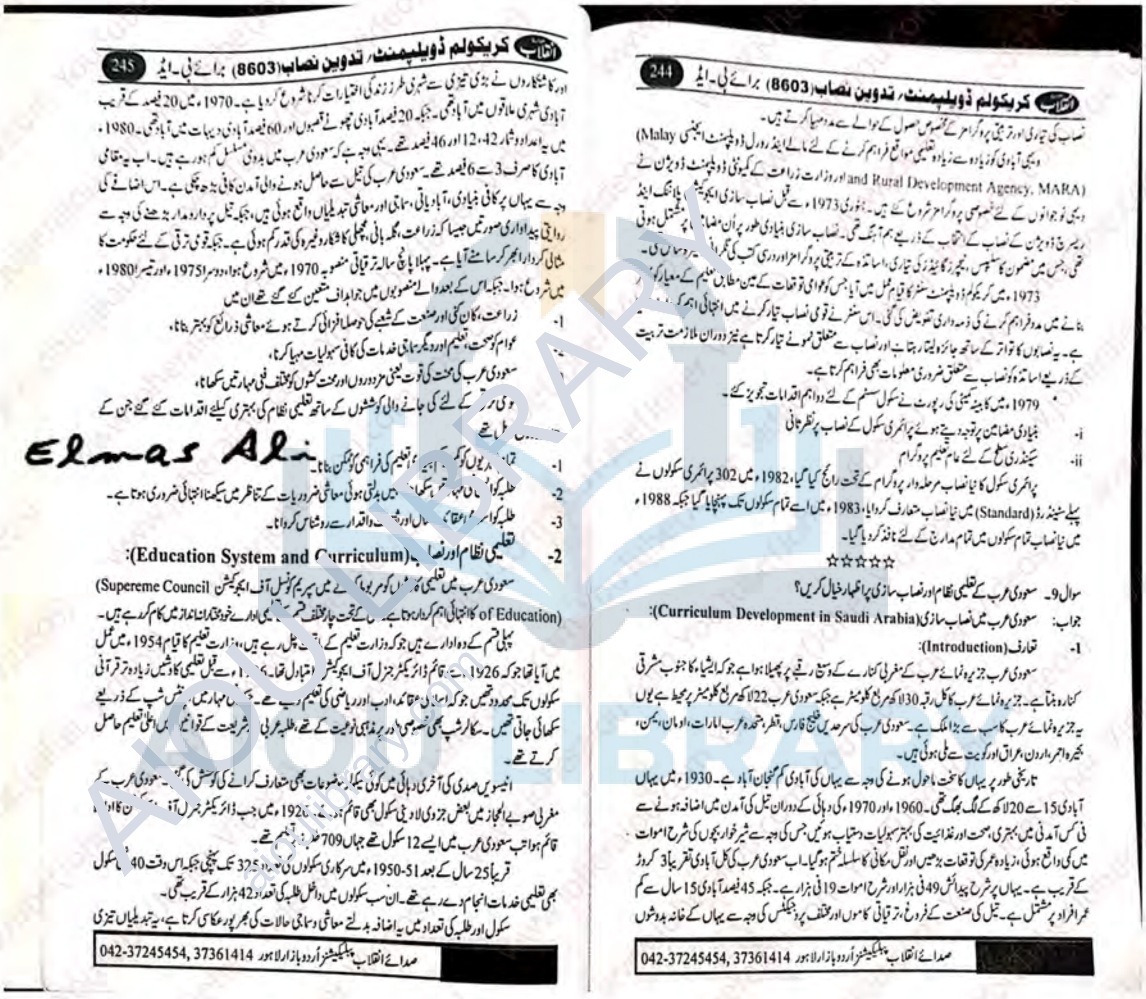

نصاب کی تیاری اور تربیتی پروگرامز کے مخصوص حصول کے حوالے سے مدد مہیا کرتے ہیں۔ دیہی آبادی کو زیادہ سے زیادہ تعلیمی مواقع فراہم کرنے کے لئے مالے اینڈ رورل ڈویلپمنٹ ایجنسی (Malay and Rural Development Agency, MARA) اور وزارت زراعت کے کیمونٹی ڈویلپمنٹ ڈویژن نے دیہی نوجوانوں کے لئے خصوصی پروگرامز شروع کئے ہیں۔ جنوری 1973ء سے قبل نصاب سازی ایجوکیشن پلاننگ اینڈ ریسرچ ڈویژن کے نصاب کے انتخاب کے ذریعے ہم آہنگ تھی۔ نصاب سازی بنیادی طور پر ان مضامین پر مشتمل ہوتی تھی، جس میں مضمون کا سلیبس، ٹیچرز گائیڈز کی تیاری، اساتذہ کے تربیتی پروگرامز اور درسی کتب کی نگرانی [illegible] شامل تھی۔

1973ء میں کریکولم ڈویلپمنٹ سنٹر کا قیام عمل میں آیا جس کو عوامی توقعات کے عین مطابق تعلیم کے معیار کو [illegible] بنانے میں مدد فراہم کرنے کی ذمہ داری تفویض کی گئی۔ اس سنٹر نے قومی نصاب تیار کرنے میں انتہائی اہم [illegible] ہے۔ یہ نصابوں کا تواتر کے ساتھ جائزہ لیتا رہتا ہے اور نصاب سے متعلق نمونے تیار کرتا ہے نیز دوران ملازمت تربیت کے ذریعے اساتذہ کو نصاب سے متعلق ضروری معلومات بھی فراہم کرتا ہے۔

- 1979ء میں کابینہ کمیٹی کی رپورٹ نے سکول سسٹم کے لئے دو اہم اقدامات تجویز کئے۔

i- بنیادی مضامین پر توجہ دیتے ہوئے پرائمری سکول کے نصاب پر نظرثانی
ii- سیکنڈری سطح کے لئے عام تعلیم پروگرام

پرائمری سکول کا نیا نصاب مرحلہ وار پروگرام کے تحت رائج کیا گیا، 1982ء میں 302 پرائمری سکولوں نے پہلے سٹینڈرڈ (Standard) میں نیا نصاب متعارف کروایا، 1983ء میں اسے تمام سکولوں تک پہنچایا گیا جبکہ 1988ء میں نیا نصاب تمام سکولوں میں تمام مدارج کے لئے نافذ کر دیا گیا۔

☆☆☆☆☆

سوال 9۔ سعودی عرب کے تعلیمی نظام اور نصاب سازی پر اظہار خیال کریں؟

جواب: سعودی عرب میں نصاب سازی **(Curriculum Development in Saudi Arabia):**

1- تعارف (Introduction):

سعودی عرب جزیرہ نمائے عرب کے مغربی کنارے کے وسیع رقبے پر پھیلا ہوا ہے جو کہ ایشیاء کا جنوب مشرقی کنارہ بنتا ہے۔ جزیرہ نمائے عرب کا کل رقبہ 30 لاکھ مربع کلومیٹر ہے جبکہ سعودی عرب 22 لاکھ مربع کلومیٹر پر محیط ہے یوں یہ جزیرہ نمائے عرب کا سب سے بڑا ملک ہے۔ سعودی عرب کی سرحدیں خلیج فارس، قطر، متحدہ عرب امارات، اومان، یمن، بحیرہ احمر، اردن، عراق اور کویت سے ملی ہوئی ہیں۔

تاریخی طور پر یہاں کا سخت ماحول ہونے کی وجہ سے یہاں کی آبادی کم گنجان آباد ہے۔ 1930ء میں یہاں آبادی 15 سے 20 لاکھ کے لگ بھگ تھی۔ 1960ء اور 1970ء کی دہائی کے دوران تیل کی آمدن میں اضافہ ہونے سے فی کس آمدنی میں بہتری، صحت اور غذائیت کی بہتر سہولیات دستیاب ہوئیں جس کی وجہ سے شیر خوار بچوں کی شرح اموات میں کمی واقع ہوئی، زیادہ عمر کی توقعات بڑھیں اور نقل مکانی کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اب سعودی عرب کی کل آبادی تقریباً 3 کروڑ کے قریب ہے۔ یہاں پر شرح پیدائش 49 فی ہزار اور شرح اموات 19 فی ہزار ہے۔ جبکہ 45 فیصد آبادی 15 سال سے کم عمر افراد پر مشتمل ہے۔ تیل کی صنعت کے فروغ، ترقیاتی کاموں اور مختلف پروجیکٹس کی وجہ سے یہاں کے خانہ بدوشوں اور کاشتکاروں نے بڑی تیزی سے شہری طرز زندگی اختیارات کرنا شروع کر دیا ہے۔

1970ء میں 20 فیصد کے قریب آبادی شہری علاقوں میں آباد تھی۔ جبکہ 20 فیصد آبادی چھوٹے قصبوں اور 60 فیصد آبادی دیہات میں آباد تھی۔ 1980ء میں یہ اعداد و شمار 42، 12 اور 46 فیصد تھے۔ یہی وجہ ہے کہ سعودی عرب میں بدوی مسلسل کم ہو رہے ہیں۔ اب یہ مقامی آبادی کا صرف 3 سے 6 فیصد تھے۔ سعودی عرب کی تیل سے حاصل ہونے والی آمدن کافی بڑھ چکی ہے۔ اس اضافے کی وجہ سے یہاں پر کافی بنیادی، آبادیاتی، سماجی اور معاشی تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں، جبکہ تیل پر دارومدار بڑھنے کی وجہ سے روایتی پیداواری صورتیں جیسا کہ زراعت، گلہ بانی، مچھلی کا شکار وغیرہ کی قدر کم ہوئی ہے۔ جبکہ قومی ترقی کے لئے حکومت کا مثالی کردار ابھر کر سامنے آیا ہے۔ پہلا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ 1970ء میں شروع ہوا، دوسرا 1975ء اور تیسرا 1980ء میں شروع ہوا۔ جبکہ اس کے بعد والے منصوبوں میں جو اہداف متعین کئے گئے تھے ان میں

1- زراعت، کان کنی اور صنعت کے شعبے کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے معاشی ذرائع کو بہتر بنانا،
[illegible] عوام کو صحت، تعلیم اور دیگر سماجی خدمات کی کافی سہولیات مہیا کرنا،
[illegible] سعودی عرب کی محنت کی قوت یعنی مزدوروں اور محنت کشوں کو مختلف فنی مہارتیں سکھانا،

[illegible] ومی ترقی کے لئے کی جانے والی کوششوں کے ساتھ تعلیمی نظام کی بہتری کیلئے اقدامات کئے گئے جن کے [illegible] تھے

Elmas Ali

1- تمام [illegible] تعلیم کی فراہمی کو ممکن بنانا۔
2- طلبہ کو [illegible] مہارتیں سکھانا [illegible] میں بدلتی ہوئی معاشی ضروریات کے تناظر میں سیکھنا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔
3- طلبہ کو اسلامی اعتقادات، [illegible] اعمال اور [illegible] واقدار سے روشناس کروانا۔

2- تعلیمی نظام اور نصاب (Education System and Curriculum):

سعودی عرب میں تعلیمی [illegible] کو مربوط [illegible] میں سپریم کونسل آف ایجوکیشن (Supereme Council of Education) کا انتہائی اہم کردار ہوتا ہے۔ [illegible] کے تحت چار مختلف قسم [illegible] تعلیمی ادارے خود مختارانہ انداز میں کام کر رہے ہیں۔

پہلی قسم کے وہ ادارے ہیں جو کہ وزارت تعلیم کے [illegible] چل رہے ہیں، وزارت تعلیم کا قیام 1954ء میں عمل میں آیا تھا جو کہ 1926ء سے قائم ڈائریکٹر جنرل آف ایجوکیشن [illegible] متبادل تھا۔ [illegible] ء سے قبل تعلیمی کاوشیں زیادہ تر قرآنی سکولوں تک محدود تھیں جو کہ اسلامی عقائد، ادب اور ریاضی کی تعلیم دیتے تھے۔ [illegible] مہارتیں [illegible] شپ کے ذریعے سکھائی جاتی تھیں۔ سکالرشپ بھی خصوصی [illegible] مذہبی نوعیت کے تھے، طلبہ عربی [illegible] شریعت کے قوانین [illegible] اعلیٰ تعلیم حاصل کرتے تھے۔

انیسویں صدی کی آخری دہائی میں کوئی سیکولر موضوعات بھی متعارف کرانے کی کوشش کی گئی۔ سعودی عرب کے مغربی صوبے الحجاز میں بعض جزوی لادینی سکول بھی قائم ہوئے۔ 1926ء میں جب ڈائریکٹر جنرل آف [illegible] کا ادارہ قائم ہوا تب سعودی عرب میں ایسے 12 سکول تھے جہاں 709 طلبہ زیر تعلیم تھے۔

قریباً 25 سال کے بعد 1950-51ء میں سرکاری سکولوں کی تعداد 325 تک پہنچی جبکہ اس وقت 40 [illegible] سکول بھی تعلیمی خدمات انجام دے رہے تھے۔ ان سب سکولوں میں داخل طلبہ کی تعداد 42 ہزار کے قریب تھی۔

سکول اور طلبہ کی تعداد میں یہ اضافہ بدلتے معاشی و سماجی حالات کی بھرپور عکاسی کرتا ہے، یہ تبدیلیاں تیزی

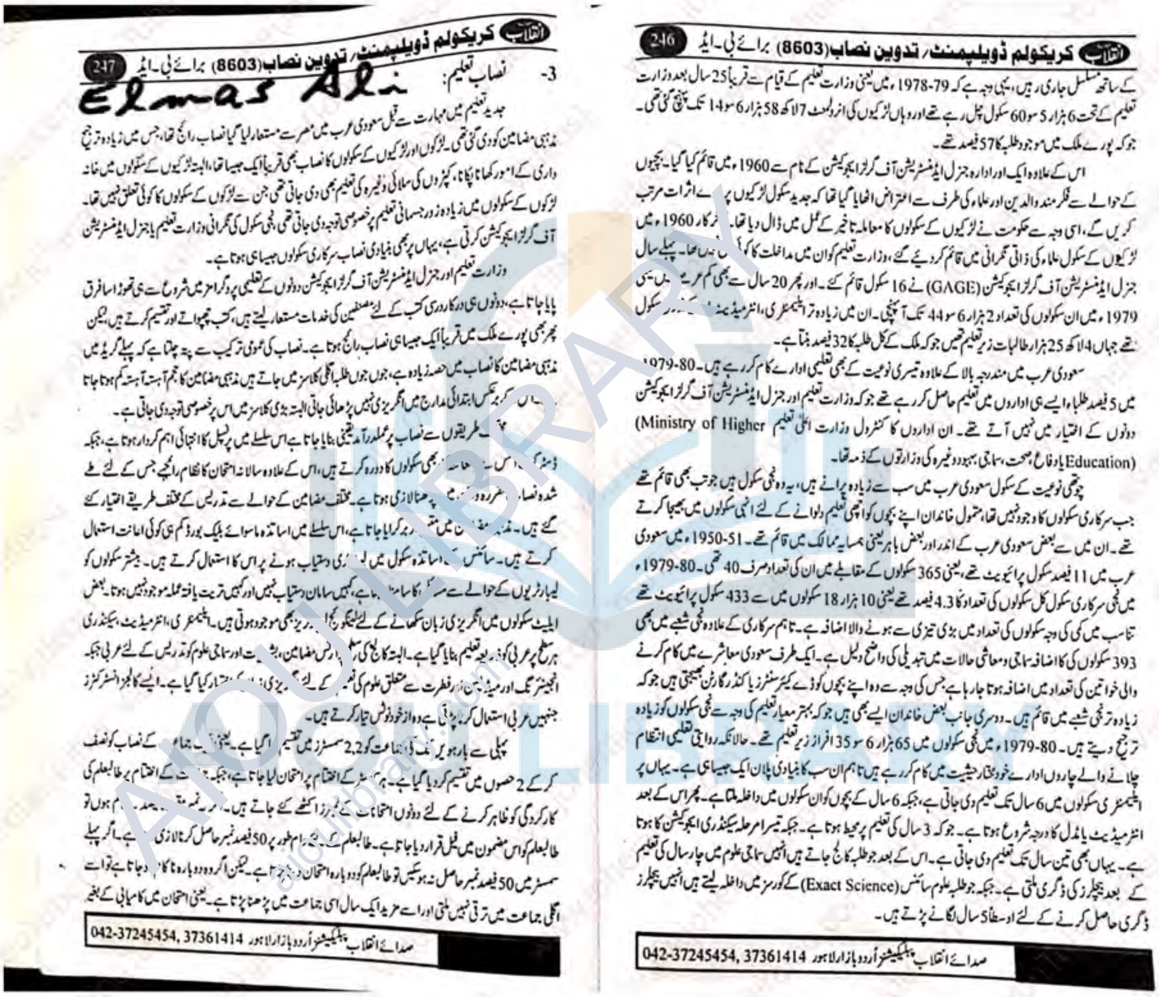

کے ساتھ مسلسل جاری رہیں، یہی وجہ ہے کہ 1978-79ء میں یعنی وزارت تعلیم کے قیام سے قریباً 25 سال بعد وزارت تعلیم کے تحت 6 ہزار 5 سو 60 سکول چل رہے تھے اور وہاں لڑکیوں کی انرولمنٹ 7 لاکھ 58 ہزار 6 سو 14 تک پہنچ گئی تھی۔ جو کہ پورے ملک میں موجود طلبہ کا 57 فیصد تھے۔

اس کے علاوہ ایک اور ادارہ جنرل ایڈمنسٹریشن آف گرلز ایجوکیشن کے نام سے 1960ء میں قائم کیا گیا۔ بچیوں کے حوالے سے فکر مند والدین اور علماء کی طرف سے اعتراض اٹھایا گیا تھا کہ جدید سکول لڑکیوں پر [illegible] اثرات مرتب کریں گے، اسی وجہ سے حکومت نے لڑکیوں کے سکولوں کا معاملہ تاخیر کے عمل میں ڈال دیا تھا۔ [illegible]خرکار 1960ء میں لڑکیوں کے سکول علماء کی ذاتی نگرانی میں قائم کر دیئے گئے، وزارت تعلیم کو ان میں مداخلت کا کو[illegible] نہیں تھا۔ پہلے سال جنرل ایڈمنسٹریشن آف گرلز ایجوکیشن (GAGE) نے 16 سکول قائم کئے۔ اور پھر 20 سال سے بھی کم عرص[illegible] میں یعنی 1979ء میں ان سکولوں کی تعداد 2 ہزار 6 سو 44 تک آ پہنچی۔ ان میں زیادہ تر ایلیمنٹری، انٹرمیڈیٹ [illegible] سکول تھے جہاں 4 لاکھ 25 ہزار طالبات زیر تعلیم تھیں جو کہ ملک کے کل طلبہ کا 32 فیصد بنتا ہے۔

سعودی عرب میں مندرجہ بالا کے علاوہ تیسری نوعیت کے بھی تعلیمی ادارے کام کر رہے ہیں۔ 1979-80ء میں 5 فیصد طلباء ایسے ہی اداروں میں تعلیم حاصل کر رہے تھے جو کہ وزارت تعلیم اور جنرل ایڈمنسٹریشن آف گرلز ایجوکیشن دونوں کے اختیار میں نہیں آتے تھے۔ ان اداروں کا کنٹرول وزارت اعلیٰ تعلیم (Ministry of Higher Education) یا دفاع، صحت، سماجی بہبود وغیرہ کی وزارتوں کے ذمہ تھا۔

چوتھی نوعیت کے سکول سعودی عرب میں سب سے زیادہ پرانے ہیں، یہ وہ نجی سکول ہیں جو تب بھی قائم تھے جب سرکاری سکولوں کا وجود نہیں تھا، متمول خاندان اپنے بچوں کو اچھی تعلیم دلوانے کے لئے انہی سکولوں میں بھیجا کرتے تھے۔ ان میں سے بعض سعودی عرب کے اندر اور بعض باہر یعنی ہمسایہ ممالک میں قائم تھے۔ 1950-51ء میں سعودی عرب میں 11 فیصد سکول پرائیویٹ تھے، یعنی 365 سکولوں کے مقابلے میں ان کی تعداد صرف 40 تھی۔ 1979-80ء میں نجی سرکاری سکول کل سکولوں کی تعداد کا 4.3 فیصد تھے یعنی 10 ہزار 18 سکولوں میں سے 433 سکول پرائیویٹ تھے تناسب میں کمی کی وجہ سکولوں کی تعداد میں بڑی تیزی سے ہونے والا اضافہ ہے۔ تاہم سرکاری کے علاوہ نجی شعبے میں بھی 393 سکولوں کی کا اضافہ سماجی و معاشی حالات میں تبدیلی کی واضح دلیل ہے۔ ایک طرف سعودی معاشرے میں کام کرنے والی خواتین کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے بچوں کو ڈے کیئر سنٹرز یا کنڈرگارٹن بھیجتی ہیں جو کہ زیادہ تر نجی شعبے میں قائم ہیں۔ دوسری جانب بعض خاندان ایسے بھی ہیں جو کہ بہتر معیار تعلیم کی وجہ سے نجی سکولوں کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔ 1979-80ء میں نجی سکولوں میں 65 ہزار 6 سو 35 افراد زیر تعلیم تھے۔ حالانکہ روایتی تعلیمی انتظام چلانے والے چاروں ادارے خود مختار حیثیت میں کام کر رہے ہیں تاہم ان سب کا بنیادی پلان ایک جیسا ہی ہے۔ یہاں پر ایلیمنٹری سکولوں میں 6 سال تک تعلیم دی جاتی ہے، جبکہ 6 سال کے بچوں کو ان سکولوں میں داخلہ ملتا ہے۔ پھر اس کے بعد انٹرمیڈیٹ یا مڈل کا درجہ شروع ہوتا ہے۔ جو کہ 3 سال کی تعلیم پر محیط ہوتا ہے۔ جبکہ تیسرا مرحلہ سیکنڈری ایجوکیشن کا ہوتا ہے۔ یہاں بھی تین سال تک تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کے بعد جو طلبہ کالج جاتے ہیں انہیں سماجی علوم میں چار سال کی تعلیم کے بعد بیچلرز کی ڈگری ملتی ہے۔ جبکہ جو طلبہ علوم سائنس (Exact Science) کے کورسز میں داخلہ لیتے ہیں انہیں بیچلرز ڈگری حاصل کرنے کے لئے اوسطاً 5 سال لگانے پڑتے ہیں۔

3- نصاب تعلیم:

Elmas Ali

جدید تعلیم میں مہارت سے قبل سعودی عرب میں مصر سے مستعار لیا گیا نصاب رائج تھا، جس میں زیادہ ترجیح مذہبی مضامین کو دی گئی تھی۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے سکولوں کا نصاب بھی قریباً ایک جیسا تھا، البتہ لڑکیوں کے سکولوں میں خانہ داری کے امور کھانا پکانا، کپڑوں کی سلائی وغیرہ کی تعلیم بھی دی جاتی تھی جن سے لڑکوں کے سکولوں کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ لڑکوں کے سکولوں میں زیادہ زور جسمانی تعلیم پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی نجی سکول کی نگرانی وزارت تعلیم یا جنرل ایڈمنسٹریشن آف گرلز ایجوکیشن کرتی ہے، یہاں پر بھی بنیادی نصاب سرکاری سکولوں جیسا ہی ہوتا ہے۔

وزارت تعلیم اور جنرل ایڈمنسٹریشن آف گرلز ایجوکیشن دونوں کے تعلیمی پروگرامز میں شروع سے ہی تھوڑا سا فرق پایا جاتا ہے، دونوں ہی درکارودی کتب کے لئے مصنفین کی خدمات مستعار لیتے ہیں، کتب چھپواتے اور تقسیم کرتے ہیں، لیکن پھر بھی پورے ملک میں قریباً ایک جیسا ہی نصاب رائج ہوتا ہے۔ نصاب کی عمومی ترکیب سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے گریڈ میں مذہبی مضامین کا نصاب میں حصہ زیادہ ہے، جوں جوں طلبہ اگلی کلاسز میں جاتے ہیں مذہبی مضامین کا حجم آہستہ آہستہ کم ہوتا جاتا [illegible] کے برعکس ابتدائی مدارج میں انگریزی نہیں پڑھائی جاتی البتہ بڑی کلاسز میں اس پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

[illegible] طریقوں سے نصاب پر عملدرآمد یقینی بنایا جاتا ہے اس سلسلے میں پرنسپل کا انتہائی اہم کردار ہوتا ہے، جبکہ ڈسٹرک[illegible] اس [illegible] بھی سکولوں کا دورہ کرتے ہیں، اس کے علاوہ سالانہ امتحان کا نظام رائج ہے جس کے لئے طے شدہ نصا[illegible] مقررہ و[illegible] پڑھنا لازمی ہوتا ہے۔ مختلف مضامین کے حوالے سے تدریس کے مختلف طریقے اختیار کئے گئے ہیں۔ مذہبی مضا[illegible] میں [illegible] کرایا جاتا ہے، اس سلسلے میں اساتذہ ماسوائے بلیک بورڈ کم ہی کوئی اعانت استعمال کرتے ہیں۔ سائنس [illegible] اساتذہ سکول میں لی[illegible]ری دستیاب ہونے پر اس کا استعمال کرتے ہیں۔ بیشتر سکولوں کو لیبارٹریوں کے حوالے سے مس[illegible] کا سامنا [illegible] ہے، کہیں سامان دستیاب نہیں اور کہیں تربیت یافتہ عملہ موجود نہیں ہوتا۔ بعض ایلیٹ سکولوں میں انگریزی زبان سکھانے کے لئے لینگوئج [illegible] بھی موجود ہوتی ہیں۔ ایلیمنٹری، انٹرمیڈیٹ، سیکنڈری ہر سطح پر عربی کو ذریعہ تعلیم بنایا گیا ہے۔ البتہ کالج کی [illegible] مضامین، [illegible] اور سماجی علوم کو تدریس کے لئے عربی جبکہ انجینئرنگ اور میڈ[illegible] فطرت سے متعلق علوم کی [illegible] کے لئے [illegible] کو اختیار کیا گیا ہے۔ ایسے کالجز انسٹرکٹرز جنہیں عربی استعمال کرنی پڑتی ہے وہ از خود نوٹس تیار کرتے ہیں۔

پہلی سے بارہویں تک کی جماعت کو 2،2 سمسٹرز میں تقسیم [illegible] گیا ہے۔ یعنی [illegible] جماعت کے نصاب کو نصف کر کے 2 حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ہر سمسٹر کے اختتام پر امتحان لیا جاتا ہے، جبکہ [illegible] کے اختتام پر طالبعلم کی کارکردگی کو ظاہر کرنے کے لئے دونوں امتحانات کے نمبرز اکٹھے کئے جاتے ہیں۔ [illegible] فیصد [illegible] ہوں تو طالبعلم کو اس مضمون میں فیل قرار دیا جاتا ہے۔ طالبعلم [illegible] عام طور پر 50 فیصد نمبر حاصل کرنا لازمی [illegible] ہے۔ اگر پہلے سمسٹر میں 50 فیصد نمبر حاصل نہ ہو سکیں تو طالبعلم کو دوبارہ امتحان [illegible] ہے۔ لیکن اگر وہ دوبارہ [illegible] جاتا ہے تو اسے اگلی جماعت میں ترقی نہیں ملتی اور اسے مزید ایک سال اسی جماعت میں پڑھنا پڑتا ہے۔ یعنی امتحان میں کامیابی کے بغیر

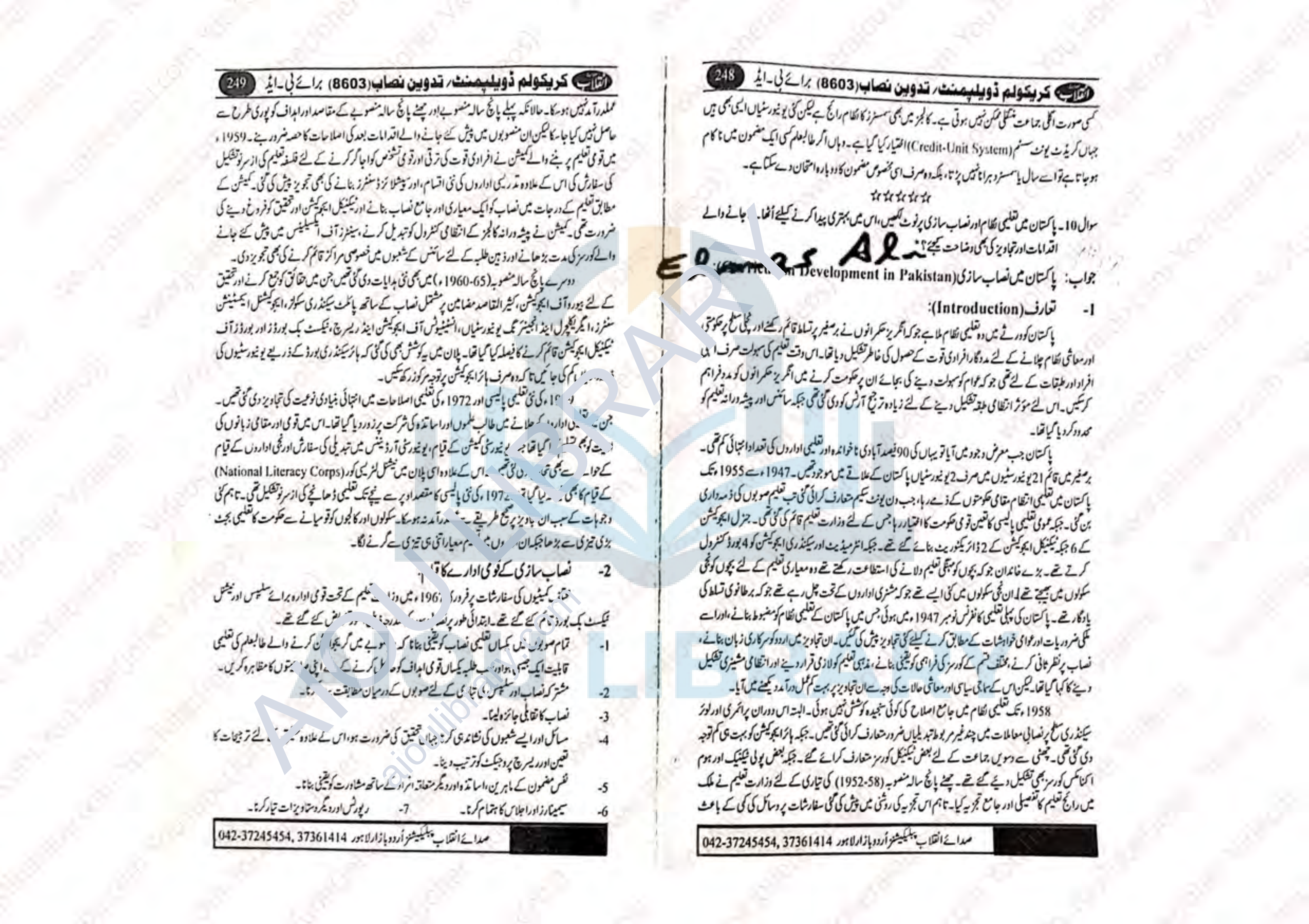

کسی صورت اگلی جماعت منتقلی ممکن نہیں ہوتی ہے۔ کالجز میں بھی سمسٹرز کا نظام رائج ہے لیکن کئی یونیورسٹیاں ایسی بھی ہیں جہاں کریڈٹ یونٹ سسٹم (Credit-Unit System) اختیار کیا گیا ہے۔ وہاں اگر طالبعلم کسی ایک مضمون میں ناکام ہو جاتا ہے تو اسے سال یا سمسٹر دہرانا نہیں پڑتا، بلکہ وہ صرف اسی مخصوص مضمون کا دوبارہ امتحان دے سکتا ہے۔

* * *

سوال 10۔ پاکستان میں تعلیمی نظام اور نصاب سازی پر نوٹ لکھیں، اس میں بہتری پیدا کرنے کیلئے اُٹھائے جانے والے اقدامات اور تجاویز کی بھی وضاحت کیجئے؟

جواب: پاکستان میں نصاب سازی (Curriculum Development in Pakistan)

-1 تعارف (Introduction):

پاکستان کو ورثے میں وہ تعلیمی نظام ملا ہے جو کہ انگریز حکمرانوں نے برصغیر پر تسلط قائم رکھنے اور نچلی سطح پر حکومتی اور معاشی نظام چلانے کے لئے مددگار افرادی قوت کے حصول کی خاطر تشکیل دیا تھا۔ اس وقت تعلیم کی سہولت صرف ان افراد اور طبقات کے لئے تھی جو کہ عوام کو سہولت دینے کی بجائے ان پر حکومت کرنے میں انگریز حکمرانوں کو مدد فراہم کر سکیں۔ اس لئے مؤثر انتظامی طبقہ تشکیل دینے کے لئے زیادہ ترجیح آرٹس کو دی گئی تھی جبکہ سائنس اور پیشہ ورانہ تعلیم کو محدود کر دیا گیا تھا۔

پاکستان جب معرض وجود میں آیا تو یہاں کی 90 فیصد آبادی ناخواندہ اور تعلیمی اداروں کی تعداد انتہائی کم تھی۔ برصغیر میں قائم 21 یونیورسٹیوں میں صرف 2 یونیورسٹیاں پاکستان کے علاقے میں موجود تھیں۔ 1947ء سے 1955ء تک پاکستان میں تعلیمی انتظام مقامی حکومتوں کے ذمے رہا، جب ون یونٹ سکیم متعارف کرائی گئی تب تعلیم صوبوں کی ذمہ داری بن گئی۔ جبکہ عمومی تعلیمی پالیسی کا تعین قومی حکومت کا اختیار رہا جس کے لئے وزارت تعلیم قائم کی گئی تھی۔ جنرل ایجوکیشن کے 6 جبکہ ٹیکنیکل ایجوکیشن کے 2 ڈائریکٹوریٹ بنائے گئے تھے۔ جبکہ انٹرمیڈیٹ اور سیکنڈری ایجوکیشن کو 4 بورڈ کنٹرول کرتے تھے۔ بڑے خاندان جو کہ بچوں کو مہنگی تعلیم دلانے کی استطاعت رکھتے تھے وہ معیاری تعلیم کے لئے بچوں کو نجی سکولوں میں بھیجتے تھے۔ ان نجی سکولوں میں کئی ایسے تھے جو کہ مشنری اداروں کے تحت چل رہے تھے جو کہ برطانوی تسلط کی یادگار تھے۔ پاکستان کی پہلی تعلیمی کانفرنس نومبر 1947ء میں ہوئی جس میں پاکستان کے تعلیمی نظام کو مضبوط بنانے، اور اسے ملکی ضروریات اور عوامی خواہشات کے مطابق کرنے کیلئے کئی تجاویز پیش کی گئیں۔ ان تجاویز میں اردو کو سرکاری زبان بنانے، نصاب پر نظر ثانی کرنے، مختلف قسم کے کورسز کی فراہمی کو یقینی بنانے، مذہبی تعلیم کو لازمی قرار دینے اور انتظامی مشینری تشکیل دینے کا کہا گیا تھا۔ لیکن اس کے سماجی سیاسی اور معاشی حالات کی وجہ سے ان تجاویز پر بہت کم عمل درآمد دیکھنے میں آیا۔

1958ء تک تعلیمی نظام میں جامع اصلاح کی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں ہوئی۔ البتہ اس دوران پرائمری اور لوئر سیکنڈری سطح پر نصابی معاملات میں چند غیر مربوط تبدیلیاں ضرور متعارف کرائی گئی تھیں۔ جبکہ ہائر ایجوکیشن کو بہت ہی کم توجہ دی گئی تھی۔ چھٹی سے دسویں جماعت کے لئے بعض ٹیکنیکل کورسز متعارف کرائے گئے۔ جبکہ بعض پولی ٹیکنیک اور ہوم اکنامکس کورسز بھی تشکیل دیئے گئے تھے۔ پہلے پانچ سالہ منصوبہ (1952-58) کی تیاری کے لئے وزارت تعلیم نے ملک میں رائج تعلیم کا تفصیلی اور جامع تجزیہ کیا۔ تاہم اس تجزیہ کی روشنی میں پیش کی گئی سفارشات پر وسائل کی کمی کے باعث

عملدرآمد نہیں ہو سکا۔ حالانکہ پہلے پانچ سالہ منصوبے اور چھٹے پانچ سالہ منصوبے کے مقاصد اور اہداف کو پوری طرح سے حاصل نہیں کیا جا سکا لیکن ان منصوبوں میں پیش کئے جانے والے اقدامات بعد کی اصلاحات کا حصہ ضرور بنے۔ 1959ء میں قومی تعلیم پر بننے والے کمیشن نے افرادی قوت کی ترقی اور قومی تشخص کو اجاگر کرنے کے لئے فلسفہ تعلیم کی از سر نو تشکیل کی سفارش کی اس کے علاوہ تدریسی اداروں کی نئی اقسام، اور سپیشلائزڈ سنٹرز بنانے کی بھی تجویز پیش کی گئی۔ کمیشن کے مطابق تعلیم کے درجات میں نصاب کو ایک معیاری اور جامع نصاب بنانے اور ٹیکنیکل ایجوکیشن اور تحقیق کو فروغ دینے کی ضرورت تھی۔ کمیشن نے پیشہ ورانہ کالجز کے انتظامی کنٹرول کو تبدیل کرنے، سینٹرز آف ایکسیلینس میں پیش کئے جانے والے کورسز کی مدت بڑھانے اور ذہین طلبہ کے لئے سائنس کے شعبوں میں خصوصی مراکز قائم کرنے کی بھی تجویز دی۔

دوسرے پانچ سالہ منصوبہ (1960-65ء) میں بھی نئی ہدایات دی گئی تھیں جن میں حقائق کو جمع کرنے اور تحقیق کے لئے بیورو آف ایجوکیشن، کثیر المقاصد مضامین پر مشتمل نصاب کے ساتھ پائلٹ سیکنڈری سکولز، ایجوکیشنل ایکسٹینشن سنٹرز، ایگریکلچرل اینڈ انجینئرنگ یونیورسٹیاں، انسٹیٹیوٹس آف ایجوکیشن اینڈ ریسرچ، ٹیکسٹ بک بورڈز اور بورڈز آف ٹیکنیکل ایجوکیشن قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ پلان میں یہ کوشش بھی کی گئی کہ ہائر سیکنڈری بورڈ کے ذریعے یونیورسٹیوں کی [illegible] کم کی جائیں تاکہ وہ صرف ہائر ایجوکیشن پر توجہ مرکوز رکھ سکیں۔

19[illegible]ء کی نئی تعلیمی پالیسی اور 1972ء کی تعلیمی اصلاحات میں انتہائی بنیادی نوعیت کی تجاویز دی گئی تھیں۔ جن [illegible] اداروں کو چلانے میں طالب علموں اور اساتذہ کی شرکت پر زور دیا گیا تھا۔ اس میں قومی اور مقامی زبانوں کی اہمیت کو بھی تسلیم [illegible] گیا تھا جبکہ یونیورسٹی کمیشن کے قیام، یونیورسٹی آرڈیننس میں تبدیلی کی سفارش اور نجی اداروں کے قیام کے حوالے سے بھی [illegible] دی گئی تھیں۔ اس کے علاوہ اسی پلان میں نیشنل لٹریسی کور (National Literacy Corps) کے قیام کا بھی [illegible] کیا گیا تھا۔ 197[illegible]ء کی نئی پالیسی کا مقصد اوپر سے نیچے تک تعلیمی ڈھانچے کی از سر نو تشکیل تھی۔ تاہم کئی وجوہات کے سبب ان تجاویز پر صحیح طریقے سے [illegible] درآمد نہ ہو سکا۔ سکولوں اور کالجوں کو قومیانے سے حکومت کا تعلیمی بجٹ بڑی تیزی سے بڑھا جبکہ ان [illegible] میں [illegible] معیار اتنی ہی تیزی سے گرنے لگا۔

-2 نصاب سازی کے قومی ادارے کا قیام:

مختلف کمیٹیوں کی سفارشات پر فروری 196[illegible]ء میں وزارت تعلیم کے تحت قومی ادارہ برائے سلیبس اور نیشنل ٹیکسٹ بک بورڈز قائم کیے گئے تھے۔ ابتدائی طور پر [illegible] مندرجہ ذیل [illegible] تفویض کیے گئے تھے۔

-1 تمام صوبوں میں یکساں تعلیمی نصاب کو یقینی بنانا کہ [illegible] صوبے میں گریجوایشن کرنے والے طالبعلم کی تعلیمی قابلیت ایک جیسی ہو اور [illegible] طلبہ یکساں قومی اہداف کو حاصل کرنے کے [illegible] اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کریں۔
-2 مشترکہ نصاب اور سلیبس کی تیاری کے لئے صوبوں کے درمیان مطابقت [illegible]۔
-3 نصاب کا تقابلی جائزہ لینا۔
-4 مسائل اور ایسے شعبوں کی نشاندہی کرنا جہاں تحقیق کی ضرورت ہو، اس کے علاوہ [illegible] لئے ترجیحات کا تعین اور ریسرچ پروجیکٹ کو ترتیب دینا۔
-5 نفس مضمون کے ماہرین، اساتذہ اور دیگر متعلقہ افراد کے ساتھ مشاورت کو یقینی بنانا۔
-6 سیمینارز اور اجلاس کا اہتمام کرنا۔ -7 رپورٹس اور دیگر دستاویزات تیار کرنا۔

نیشنل ٹیکسٹ بک بورڈ کو درج ذیل ذمہ داریاں تفویض کی گئی تھیں۔

-1 درسی کتب کی تیاری اور فراہمی کے لئے جامع قومی پالیسی تشکیل دینا۔

-2 وقتاً فوقتاً درسی کتب پر نظر ثانی کرنا تاکہ پتہ چل سکے کہ کتابیں بدلتے حالات سے مطابقت رکھتی ہیں یا نہیں۔

-3 اس بات کو یقینی بنانا کہ تعلیمی موضوعات ایک جیسے ہوں البتہ مختلف تعلیمی مدارج جیسا کہ پرائمری، سیکنڈری وغیرہ پر ان موضوعات کو بتدریج وسعت دی گئی ہو۔

-4 پری یونیورسٹی درجے تک ماڈل ٹیکسٹ بک کی تیاری کو یقینی بنانا۔

-5 منتخب کئے گئے مضامین جیسا کہ اسلامی نظریہ، معاشیات اور شہریت وغیرہ کے لئے جامع اور معیاری کتب تیار کرنا۔

1973ء کے آئین کا اپنانے سے قبل نیشنل بیورو آف نصاب اینڈ ٹیکسٹ بک (National Bureau of Curriculum and Textbooks) مکمل طور پر ایک صوبائی معاملہ تھا، جبکہ 1973ء کے آئین کے تحت منصوبہ بندی، پالیسی، سینٹر آف ایکسیلنس، تعلیم کا معیار اور اسلامی تعلیم جیسے معاملات کو قانون سازی کی کنکرنٹ لسٹ (Concurrent legislative list) میں شامل کر دیا گیا۔ بعد ازاں وفاق اور صوبوں کی باہمی رضامندی سے نیشنل بیورو آف نصاب اینڈ ٹیکسٹ بک (National Bureau of Curriculum and Textbooks) کے جو فرائض متعین کئے گئے وہ درج ذیل ہیں:۔

-1 نصاب سازی و جائزہ اور درسی کتب کی تیاری کے حوالے سے قومی پالیسی تیار کرنے اور اس پر عملدرآمد کے لئے حکومت کو معاونت فراہم کرنا۔

-2 نصاب اور درسی کتب کی تیاری میں ہم آہنگی پیدا کرنا، اور صوبائی بیورو اور بورڈ بنانا۔

-3 نصاب اور درسی کتب کی تیاری کے لئے قیادت فراہم کرنا، اور ایسے صوبوں میں فعال کردار ادا کرنا جہاں اس سلسلے میں وسائل کی کمیابی ہے۔

-4 نصاب سازی کے لئے پہلی جماعت سے بارہویں جماعت تک نصاب کی تجدید کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق کا اہتمام کرنا۔ کریکولم بلیٹن (Curriculum Bulletin) اور ہینڈ بکس شائع کرنا۔

-5 نصاب سازی اور درسی کتب کی تیاری کے حوالے سے معلومات اور ڈیٹا اکٹھا کرنا، اعداد و شمار جمع کرنا، پھر تحقیق کی روشنی میں نصاب سازی اور کتب کی تیاری کا جائزہ لینے کے بعد اسے صوبائی اداروں تک پہنچانا۔

-6 درسی کتب، ورک بک، ابتدائی قاعدے اور دیگر مطالعاتی کتب کی تیاری کے لئے ٹیکسٹ بک بورڈز اور مصنفین کو رہنمائی اور حوالہ جاتی مواد فراہم کرنا۔

-7 تمام مدارج کی درسی کتب کا قومی اہداف اور مقاصد کے حوالے سے از سر نو جائزہ لینا۔

-8 مخصوص تعلیمی ضروریات اور سماجی ترقی پروجیکٹ کے حوالے سے مشاورت فراہم کرنا۔

-9 پاکستانی تعلیمی اداروں اور تعلیمی ماہرین، بین الاقوامی اداروں مثلاً یونیسکو (UNESCO)، آئی بی ای

(IBE)، یونیسف (UNICEF)، آئی ایل او (ILO) اور غیر ممالک کے نصابی اداروں کے ساتھ روابط رکھنا اور مل کر کام کرنا۔

Elmas Ali

-3 **صوبائی ادارہ نصاب سازی:**

پروونشل بیورو (Provencial Bureau) پر مندرجہ ذیل ذمہ داریاں عائد کی گئی تھیں۔

-1 پروونشل بیورو آف کریکولم (Provincial Bureau of Curriculum) متعلقہ نیشنل کمیٹی کو پیش کرنے کے لئے دیئے گئے مضامین کے نصاب کا ابتدائی ڈرافٹ تیار کرے گا نیز نصاب کے حتمی ڈرافٹ کی مائیکرو ٹیسٹنگ (Micro Testing) بھی کرے گا۔

-2 متفقہ قومی نصاب کی روشنی میں درسی کتب کے مسودے تیار کرنے میں پروونشل بیورو (Provincial Bureau) صوبائی ٹیکسٹ بک بورڈز کے ساتھ مل کر کام کرے گا۔

-3 متفقہ نصاب کو نافذ کرنے کیلئے پروونشل بیورو مختلف بورڈز، ایجوکیشن ایکسٹینشن سنٹرز، اساتذہ کے تربیتی اداروں، اور ایجوکیشن ایکوپمنٹ سنٹرز (Education Equipment Centers) کے ساتھ مل کر کام کرے گا۔

1979ء کی تعلیمی پالیسی میں مذہبی تعلیم اور مطالعہ پاکستان کو زیادہ ترجیح دی گئی تھی۔ نیز اس میں مذہبی اداروں کو [illegible] تعلیمی اداروں میں شامل کرنے کی بھی کوشش کی گئی تھی۔ ہر ایک کے لئے پرائمری تک کی لازمی تعلیم کی فراہمی کے لئے مساجد کے [illegible] مدارس اور مکاتب فکر کے احیاء کے لئے اقدامات کی سفارشات بھی پیش کی گئی تھیں۔ جبکہ خواتین کی تعلیم [illegible] دینے کے لئے ملک میں خواتین کی یونیورسٹی قائم کرنے کی تجویز بھی دی گئی تھی۔

-4 **نصاب سازی و نظر ثانی اور اصلاحات:**

(Curriculum Development and Revision and Reforms):

1959ء کے ایجوکیشنل کمیشن نے نصاب سازی کا جائزہ لینے کے بعد جو رپورٹ اور اصلاحات پیش کیں، اس کے اہم نکات درج ذیل تھے۔

-1 تیزی سے ترقی کرتے ہوئے [illegible] میں خوشحال [illegible] گزارنے کے لئے ہر بچے کو ضروری مضامین میں خاطر خواہ علم فراہم کیا جائے گا۔ اور ان مضامین کو نصاب میں لازمی اور بنیادی حیثیت دی جائے گی۔ نیز نصاب میں ایسے اضافی مضامین بھی شامل کئے جائیں۔ تاکہ کسی مخصوص پیشے یا کیریئر کے حوالے سے طالبعلم کی پیشہ ورانہ تربیت کر سکیں۔

-2 بدلتے ہوئے سماجی اور انفرادی رجحانات، رویوں اور ضروریات کی روشنی میں نصاب سازی اور اس پر نظر ثانی کے عمل کو مسلسل جاری رکھا جائے گا۔

-3 5 سے 10 سال کی عمر کے بچوں کے لئے نصاب تیار کرتے ہوئے ایسی ذہنی صلاحیتوں اہلیتوں اور استعداد پر زیادہ توجہ دی جائے گی جن کا روزمرہ کے معاملات کے ساتھ گہرا تعلق رہتا ہے۔ اس لئے طلبہ کی بنیادی مہارتوں جیسا کہ لکھنا، پڑھنا، حساب کتاب کرنا وغیرہ کو نصاب میں خصوصی اہمیت دی جائے گی نیز بچوں میں حب

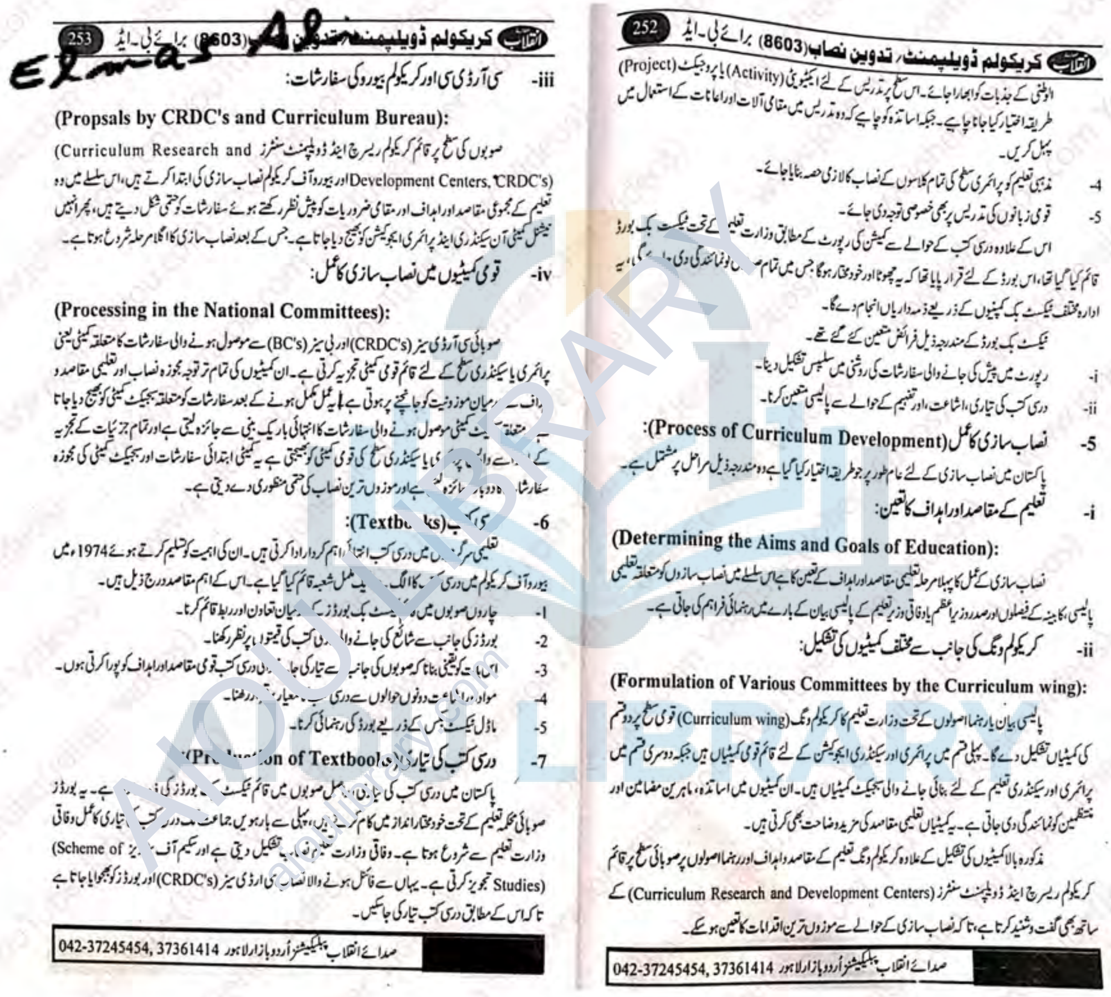

الوطنی کے جذبات کو ابھارا جائے۔ اس سطح پر تدریس کے لئے ایکٹیویٹی (Activity) یا پروجیکٹ (Project) طریقہ اختیار کیا جانا چاہیے۔ جبکہ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ تدریس میں مقامی آلات اور اعانات کے استعمال میں پہل کریں۔

-4 مذہبی تعلیم کو پرائمری سطح کی تمام کلاسوں کے نصاب کا لازمی حصہ بنایا جائے۔

-5 قومی زبانوں کی تدریس پر بھی خصوصی توجہ دی جائے۔

اس کے علاوہ درسی کتب کے حوالے سے کمیشن کی رپورٹ کے مطابق وزارت تعلیم کے تحت ٹیکسٹ بک بورڈ قائم کیا گیا تھا، اس بورڈ کے لئے قرار پایا تھا کہ یہ چھوٹا اور خود مختار ہوگا جس میں تمام صوبوں کو نمائندگی دی جائے گی، یہ ادارہ مختلف ٹیکسٹ بک کمپنیوں کے ذریعے ذمہ داریاں انجام دے گا۔

ٹیکسٹ بک بورڈ کے مندرجہ ذیل فرائض متعین کیے گئے تھے۔

-i رپورٹ میں پیش کی جانے والی سفارشات کی روشنی میں سلیبس تشکیل دینا۔

-ii درسی کتب کی تیاری، اشاعت، اور تقسیم کے حوالے سے پالیسی متعین کرنا۔

-5 نصاب سازی کا عمل (Process of Curriculum Development):

پاکستان میں نصاب سازی کے لئے عام طور پر جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے وہ مندرجہ ذیل مراحل پر مشتمل ہے۔

-i تعلیم کے مقاصد اور اہداف کا تعین:

(Determining the Aims and Goals of Education):

نصاب سازی کے عمل کا پہلا مرحلہ تعلیمی مقاصد اور اہداف کے تعین کا ہے اس سلسلے میں نصاب سازوں کو متعلقہ تعلیمی پالیسی، کابینہ کے فیصلوں اور صدر، وزیراعظم یا وفاقی وزیر تعلیم کے پالیسی بیان کے بارے میں رہنمائی فراہم کی جاتی ہے۔

-ii کریکولم ونگ کی جانب سے مختلف کمیٹیوں کی تشکیل:

(Formulation of Various Committees by the Curriculum wing):

پالیسی بیان یا رہنما اصولوں کے تحت وزارت تعلیم کا کریکولم ونگ (Curriculum wing) قومی سطح پر دو قسم کی کمیٹیاں تشکیل دے گا۔ پہلی قسم میں پرائمری اور سیکنڈری ایجوکیشن کے لئے قائم قومی کمیٹیاں ہیں جبکہ دوسری قسم میں پرائمری اور سیکنڈری تعلیم کے لئے بنائی جانے والی سبجیکٹ کمیٹیاں ہیں۔ ان کمیٹیوں میں اساتذہ، ماہرین مضامین اور منتظمین کو نمائندگی دی جاتی ہے۔ یہ کمیٹیاں تعلیمی مقاصد کی مزید وضاحت بھی کرتی ہیں۔

مذکورہ بالا کمیٹیوں کی تشکیل کے علاوہ کریکولم ونگ تعلیم کے مقاصد و اہداف اور رہنما اصولوں پر صوبائی سطح پر قائم کریکولم ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ سنٹرز (Curriculum Research and Development Centers) کے ساتھ بھی گفت و شنید کرتا ہے، تاکہ نصاب سازی کے حوالے سے موزوں ترین اقدامات کا تعین ہو سکے۔

Elmas Ali

-iii سی آر ڈی سی اور کریکولم بیورو کی سفارشات:

(Propsals by CRDC's and Curriculum Bureau):

صوبوں کی سطح پر قائم کریکولم ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ سنٹرز (Curriculum Research and Development Centers, CRDC's) اور بیورو آف کریکولم نصاب سازی کی ابتدا کرتے ہیں، اس سلسلے میں وہ تعلیم کے مجموعی مقاصد اور اہداف اور مقامی ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے سفارشات کو حتمی شکل دیتے ہیں، پھر انہیں نیشنل کمیٹی آن سیکنڈری اینڈ پرائمری ایجوکیشن کو بھیج دیا جاتا ہے۔ جس کے بعد نصاب سازی کا اگلا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔

-iv قومی کمیٹیوں میں نصاب سازی کا عمل:

(Processing in the National Committees):

صوبائی سی آر ڈی سیز (CRDC's) اور بی سیز (BC's) سے موصول ہونے والی سفارشات کا متعلقہ کمیٹی یعنی پرائمری یا سیکنڈری سطح کے لئے قائم قومی کمیٹی تجزیہ کرتی ہے۔ ان کمیٹیوں کی تمام تر توجہ مجوزہ نصاب اور تعلیمی مقاصد و اہداف کے درمیان موزونیت کو جانچنے پر ہوتی ہے۔ یہ عمل مکمل ہونے کے بعد سفارشات کو متعلقہ سبجیکٹ کمیٹی کو بھیج دیا جاتا ہے۔ متعلقہ سبجیکٹ کمیٹی موصول ہونے والی سفارشات کا انتہائی باریک بینی سے جائزہ لیتی ہے اور تمام جزئیات کے تجزیہ کے [illegible] واپس پرائمری یا سیکنڈری سطح کی قومی کمیٹی کو بھیجتی ہے یہ کمیٹی ابتدائی سفارشات اور سبجیکٹ کمیٹی کی مجوزہ سفارشات کا دوبارہ جائزہ لیتی ہے اور موزوں ترین نصاب کی حتمی منظوری دے دیتی ہے۔

-6 درسی کتب (Textbooks):

تعلیمی سرگرمیوں میں درسی کتب انتہائی اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ان کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے 1974ء میں بیورو آف کریکولم میں درسی کتب کا الگ سے ایک مکمل شعبہ قائم کیا گیا ہے۔ اس کے اہم مقاصد درج ذیل ہیں۔

-1 چاروں صوبوں میں ٹیکسٹ بک بورڈز کے درمیان تعاون اور ربط قائم کرنا۔

-2 بورڈز کی جانب سے شائع کی جانے والی درسی کتب کی قیمتوں پر نظر رکھنا۔

-3 اس بات کو یقینی بنانا کہ صوبوں کی جانب سے تیار کی جانے والی درسی کتب قومی مقاصد اور اہداف کو پورا کرتی ہوں۔

-4 مواد اور اشاعت دونوں حوالوں سے درسی کتب کا معیار برقرار رکھنا۔

-5 ماڈل ٹیکسٹ بکس کے ذریعے بورڈ کی رہنمائی کرنا۔

-7 درسی کتب کی تیاری (Production of Textbooks):

پاکستان میں درسی کتب کی تیاری کا عمل صوبوں میں قائم ٹیکسٹ بک بورڈز کی ذمہ داری ہے۔ یہ بورڈز صوبائی محکمہ تعلیم کے تحت خود مختار انداز میں کام کرتے ہیں، پہلی سے بارہویں جماعت تک درسی کتب کی تیاری کا عمل وفاقی وزارت تعلیم سے شروع ہوتا ہے۔ وفاقی وزارت تعلیم نصاب تشکیل دیتی ہے اور سکیم آف سٹڈیز (Scheme of Studies) تجویز کرتی ہے۔ یہاں سے فائنل ہونے والا نصاب سی آر ڈی سیز (CRDC's) اور بورڈز کو بھجوایا جاتا ہے تاکہ اس کے مطابق درسی کتب تیار کی جا سکیں۔

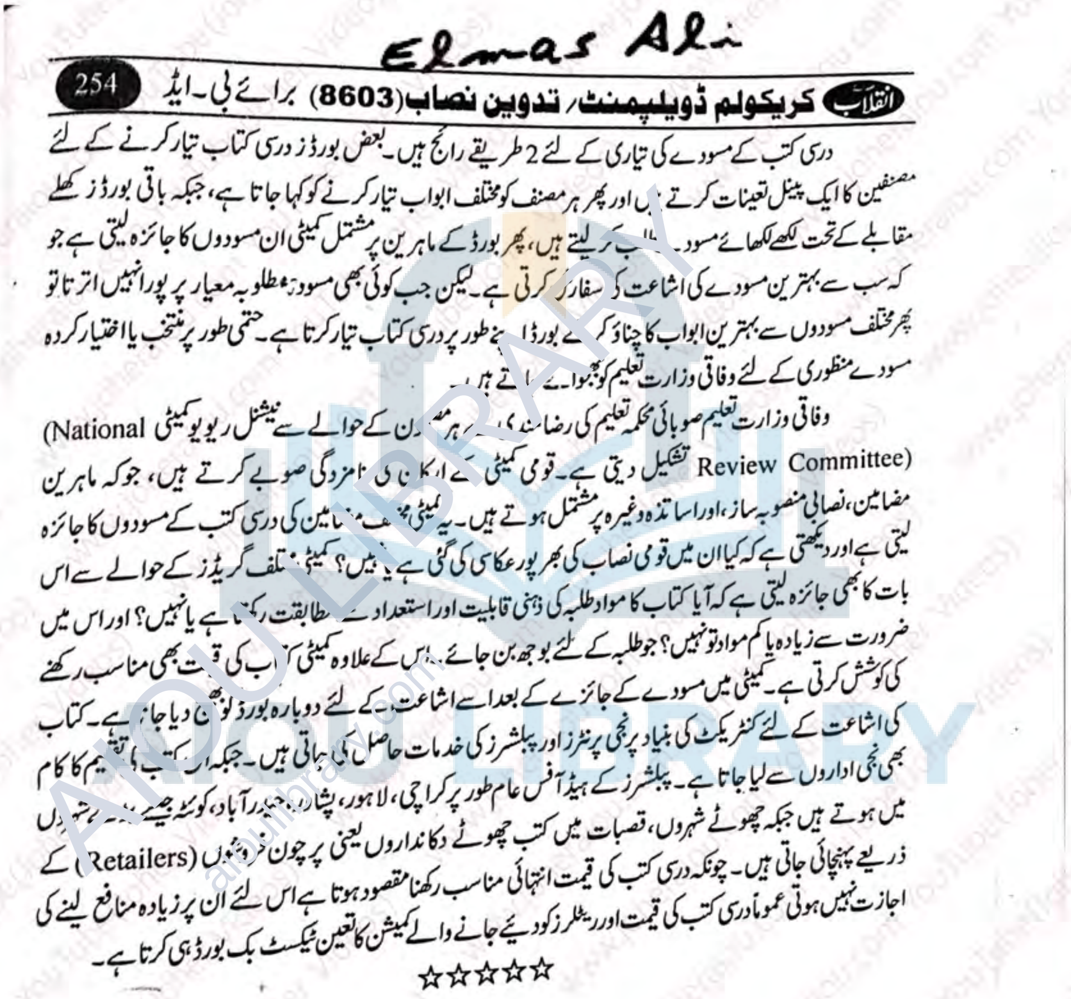

Elmas Ali

درسی کتب کے مسودے کی تیاری کے لئے 2 طریقے رائج ہیں۔ بعض بورڈز درسی کتاب تیار کرنے کے لئے مصنفین کا ایک پینل تعینات کرتے ہیں اور پھر ہر مصنف کو مختلف ابواب تیار کرنے کو کہا جاتا ہے، جبکہ باقی بورڈز کھلے مقابلے کے تحت لکھے لکھائے مسودے طلب کر لیتے ہیں، پھر بورڈ کے ماہرین پر مشتمل کمیٹی ان مسودوں کا جائزہ لیتی ہے جو کہ سب سے بہترین مسودے کی اشاعت کی سفارش کرتی ہے۔ لیکن جب کوئی بھی مسودہ مطلوبہ معیار پر پورا نہیں اترتا تو پھر مختلف مسودوں سے بہترین ابواب کا چناؤ کر کے بورڈ اپنے طور پر درسی کتاب تیار کرتا ہے۔ حتمی طور پر منتخب یا اختیار کردہ مسودے منظوری کے لئے وفاقی وزارت تعلیم کو بھجوائے جاتے ہیں۔

وفاقی وزارت تعلیم صوبائی محکمہ تعلیم کی رضامندی سے ہر مضمون کے حوالے سے نیشنل ریویو کمیٹی (National Review Committee) تشکیل دیتی ہے۔ قومی کمیٹی کے اراکین کی نامزدگی صوبے کرتے ہیں، جو کہ ماہرین مضامین، نصابی منصوبہ ساز، اور اساتذہ وغیرہ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ یہ کمیٹی مختلف مضامین کی درسی کتب کے مسودوں کا جائزہ لیتی ہے اور دیکھتی ہے کہ کیا ان میں قومی نصاب کی بھرپور عکاسی کی گئی ہے یا نہیں؟ کمیٹی مختلف گریڈز کے حوالے سے اس بات کا بھی جائزہ لیتی ہے کہ آیا کتاب کا مواد طلبہ کی ذہنی قابلیت اور استعداد سے مطابقت رکھتا ہے یا نہیں؟ اور اس میں ضرورت سے زیادہ یا کم مواد تو نہیں؟ جو طلبہ کے لئے بوجھ بن جائے۔ اس کے علاوہ کمیٹی کتاب کی قیمت بھی مناسب رکھنے کی کوشش کرتی ہے۔ کمیٹی میں مسودے کے جائزے کے بعد اسے اشاعت کے لئے دوبارہ بورڈ کو بھیج دیا جاتا ہے۔ کتاب کی اشاعت کے لئے کنٹریکٹ کی بنیاد پر نجی پرنٹرز اور پبلشرز کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ جبکہ ان کتب کی تقسیم کا کام بھی نجی اداروں سے لیا جاتا ہے۔ پبلشرز کے ہیڈ آفس عام طور پر کراچی، لاہور، پشاور، حیدرآباد، کوئٹہ جیسے بڑے شہروں میں ہوتے ہیں جبکہ چھوٹے شہروں، قصبات میں کتب چھوٹے دکانداروں یعنی پرچون فروشوں (Retailers) کے ذریعے پہنچائی جاتی ہیں۔ چونکہ درسی کتب کی قیمت انتہائی مناسب رکھنا مقصود ہوتا ہے اس لئے ان پر زیادہ منافع لینے کی اجازت نہیں ہوتی عموماً درسی کتب کی قیمت اور ریٹیلرز کو دیئے جانے والے کمیشن کا تعین ٹیکسٹ بک بورڈ ہی کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆